يريدون ليطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

الحمد لله ذی الکبریاء الذی خلق نور حبیبه قبل جمیع الاشیاء که درین زمان میمنت اقتران کتاب لاجواب هادی شیخ و شاب براه صدق و صواب ماحق عقائد باطله کاشف سکائد عاطله مزین بمسائل نافعه مبرهن بدلائل قاطعه اعنی حسب الارشاد فیض بنیاد مجمع اوصاف حمیده منبع الطاف حمیده جناب محمد عبد الله صاحب بن محمد ابراهیم صاحب مرحوم نکیاری

البوارق اللامعة علی من اراد اطفاء الانوار الساطعة بالدلائل

المقلب

الفاضحة لمن قصد ابطال العرس ومن المیلاد والفاتحه

که لمعه ایست از لمعات شمس سمائی معقول و منقول بدر اوج فروع و اصول ذکائی فلک عقول ضیائی بزم علمائی فحول جناب مولوی نذیر احمد خان متوطن رامپور افغانان مدرس مدرسه طیبه واقعه گجرات شهر احمد آباد دقامت انواره ابد الآباد و عمیم الاشفاق کریم الاخلاق امیر نامی رئیس گرامی جناب محمد بدر الدین صاحب بن محمد عبد الله صاحب قور ادام الله مجدهما

در مطبع دت پرشاد واقع بمبئی بلباس طبع پوشیده مطبوع طبایع خلائق گردید

فہرست کتاب بوارق لامعہ در ردّ براہین قاطعہ گنگوھی

بحث محفل میلاد شریف

بحث قیام میلاد شریف

ہوئی

تمت بالخیر

يريدون ليطفئوا نور الله بأفواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

الحمد لله ذی الکبریا الذی خلق نور حبیبه قبل جمیع الاشیا که درین زمان میمنت اقتران کتاب لاجواب
هادی شیخ و شاب راه صدق و صواب احق عقاید باطله کاشف مکاید مدعا ظلمه مسائل نافعه مبرهن بدلائل قاطعه

البروق اللامعة علی من اراد اطفاء الانوار الساطعة

الملقب

بالدلائل الفاضحة لمن قصد ابطال المرجئین و المیلاد و الفاتحه

که مسمی است معتاب شمس سمای معقول و منقول بدر اوج رفیع اصول و فروع گوهر گرانمایه فلک عقول ضیای بزم علما فخر جناب مولانا
مولوی منیر احمد خان متوطن اصلی افغانان رئیس رسیدیه واقعه گجرات شهر احمدآباد دام اقامت افاده ابدالآباد۔

در مطبع دت پرساد واقع بمبئی بلباس طبع پوشیده مطبوع طباع خلایق گردید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ الذی یصدق وعدہ ولا یخلف عہدہ والصلوٰۃ والسلام علی من ختم بہ النبوۃ وحدہ یقول نا عم لم ار مثلہ قبلہ ولا بعدہ وعلی آلہ واصحابہ الذین بذلوا جہدہم فی اعلاء کلمۃ الحق فکانوا حزب اللہ وجندہ **بعد** حمد وصلوٰۃ کے خاک پائے علماء ذیشان خاکسار **نذیر احمد خان** بن مولانا محمد خان غفر لہما الرحمن متوطن رامپور افغانان اہل خبرت ونصفت کی خدمت بابرکت مین گزارش پرداز ہے کہ جملہ بلاد عرب وعجم یعنی حرمین شریفین ومصر ویمن واستنبول وخراسان وپنجاب ومدراس وبنگال وروم وشام وہند وسندہ وغیرہ کے تمام علماء باوقار وفضلاء نامدار کثرہم اللہ تعالےٰ انعقاد محفل میلاد خیر العباد علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم التناد کی جواز بلکہ استحباب واستحسان پر فتوی دیتی اور اس محفل اقدس کو منعقد فرماتے چلے آئے اور اس باب مین صدہا کتب ورسائل وجیزہ وبسیطہ تصنیف فرمائی کہ اگر اون فتاوی وکتب ورسائل کے اسما علی وجہ الاستیعاب مرقوم ہون تو ایک کتاب کبیر الحجم طیار ہو جائے سوائے نجد عرب اور نجد ہند کے کہ اوسکے سفہائے سراسر غوایت اور جہلائے سراپا بلادت نہین ملنتے وہ اپنے شیخ ماضی کے پیرو اور اپنی مقتدائی سابق کے مقتدی ہین کون مقتدا اور مقتدی وہ جنکا حال علامہ شامی نے رد المختار کی جلد ثالث آغاز باب البغاۃ مین یون تحریر فرمایا کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجدٍ وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذہب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان من خالف اعتقادہم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اہل السنۃ وقتل علماءہم حتی کسر اللہ تعالیٰ شوکتہم وخرب بلادہم وظفر بہم عساکر المسلمین عام ثلثٍ وثلثین ومائتین والفٍ انتہی **یعنی** علامہ شامی نے منکرین محفل مولد وقیام ومانعین فاتحہ درود وسلام کے

بتوہین

تبؤ ہمین کا حال خسران مآل یون تحریر فرمایا ہے کہ اون لوگون نے نجد سے نکلکر حرمین شریفین پر فوج
کشی کی اور بظاہر حنبلی مذہب بنتے تھے لیکن اعتقاد یہ رکہتے تھے کہ فقط ہم ہی مسلمان ہین اور جو لوگ
کہ ہمارے اعتقاد کے مخالف ہین وہ سب کے سب مشرک ہین اور اس اعتقاد کے سبب اہل سنت وجماعت
کا مارڈالنا اونہون نے مباح کردیا اور اہل سنت کی علما کا قتل کرنا اون مردودون نے جائز رکہا یہانتک
کہ اللہ سبحانہ نے اونکی شوکت کو توڑ ڈالا اور اونکے شہرون کو ویران کردیا اور مسلمانون کی لشکر کو
اونپر فتح دی ۱۲۳۳ سنہ ہجری مین انتہی۔ خاکسار کہتا ہے کہ ناظرین ردالمحتار پر مخفی نہین کہ علامہ شامی
رحمۃ اللہ علیہ اہل قبلہ کی تکفیر سے بمبالغہ کثیر مانع ہین لیکن جب وہ خبیث عقائد باطلہ مذکورہ
کے معتقد ہوئے اور افعال شنیعہ مسطورہ عمل مین لائے تو خود علامہ شامی نے بھی یہان
قلم کے قدم کو آگے بڑہادیا واقفان مطول اس کلام مختصر کی تعریض کو بخوبی پاسکتے ہین تصریح کی ضرورت
نہین ہے سو یہ تو نجد عرب کا حال زمانہ سابق مین تہا اور چونکہ سلطنت اہل اسلام کی وہان اب
تلک باقی ہے اللہ باقی اوسکو قیامت تک باقی رکہے اسوجہ سے ان شیطانون کی مجال نہین کہ
وہان کی بلاد پر تغلب یا عباد پر تسحب کرسکین یا بندگان خدا کو خیرات اور حسنات سے باز رکہین اون
بلاد متبرکہ مین یہ خناسین منع عن الخیر کا اگر ارادہ بہی کرین تو شہبان بنادق غزات سے مرجوم ہون
وہان یہ دیو مقید ہے اور ذریات اسکی مسلسل کیا مقدور انکا جو کوہ خوری اور بیہودہ گوئی کرسکین باقی رہا
نجد ہند سو اوسکا حال یہ ہے کہ شیخ نجدی علیہ اللعنۃ نے اپنی ذریات کو اونمین اسقدر دلیر اور بے باک کردیا ہے کہ
ہر ایک اونمین سے بقول عارف رومی مصرع اے بسا ابلیس آدم روے ہست ٭ بشکل انسان متمثل ہوکر
قطع نظر اس سے کہ منع عن الخیرات اونکا کام اور وَلَاُغْوِیَنَّہُمْ اَجْمَعِیْنَ اونکا کلام ہے تفسیق جملہ
علمائے کرام اور تکفیر ہمہ اولیاء عظام و تشنیع جمیع اہل اسلام بلکہ اتہام خالق انام بصفات ناقصہ
کذا مین لیام پر شب و روز کمر باندہی ہوئی ہے سبب یہ ہے کہ حاکم یہان کا اہل اسلام نہین جو حدو
تعزیر اور تفنگ و شمشیر سے جیسا کہ شیاطین نجد عرب کا حال مذکور ہوا ان خبیثون کے حال کو تباہ
اور انکی بستیونکو عبرت گاہ بناوے اسوجہ سے بیخوف ہوکر مخلوق کو گمراہ اور اسلام کو مورد اعتراضات
کفار روسیاہ کررہے ہین جو مجمع ایسا دیکھتے ہین کہ وہان فرمان خدا صلوا علیہ وسلموا تسلیما کی تعمیل
ہورہی ہے جلجاتے ہین اور مانع آتے ہین جہان حسنات کے سامان کے طیاری ہوئی تو گویا ان
شیطانونکی چہاتی پر تیر باری ہوئی اور اگرچہ ایک مدت تک یہان بھی بزنجیر تقریر و تحریر علمائے

تحریر یہ دیوبند تہا اگر چند سال سے میدان خالی پاکر یا ہوگیا ہے اوسکی فریات نے گوہ خوری شروع
کردی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب اللہ سبحانہ نے سلاطین غوری سلطان محمود غزنوی بادشاہ
شہاب الدین غوری وشاہ قطب الدین ایبک وغیرہم نور اللہ مراقدہم وسلاطین معنوی حضرت معین الدین
چشتی وخواجہ قطب الدین بختیار کاکی وشیخ فرید الدین گنج شکر وغیرہم قدس اللہ اسرارہم کو ہندوستان کی
پاک اور صاف کرنیکی توفیق دے اوران بزرگون نے بامداد قادر قدیر اس ملک کو کہ سراپا کفرستان
تہا کفر اور کافری سے خالی فرمایا کفار کو فی النار کیا اور ایمان لانیوالونکو مقبول کردگار بنایا خارزار
کفر کو جلادیا اور گلزار اسلام کو جمادیا مراسم کفر کی جڑ اوکہاڑی بنیاد اسلام کی گاڑی بتخانے اور
اور مندر توڑ ڈالے مساجد اور مدارس کی تعمیر فرمائی پہر ہر چہار طرف سے علمائے کرام اور صوفیہ عظام
اس ملک وسیع مین تشریف لانے لگے اور قیام فرمانے لگے اور سیکڑون فضلائے نامی اور ہزارون
اولیائے گرامی قدس اللہ اسرارہم اس سرزمین مین متولد ہوے اور مدۃ العمر رہنمائے مخلوق رہے
صدہا کتابین تصنیف کین اور ہزارہا فتوے تحریر فرمائے مولانا میر محمد زاہد ہروی رحمۃ اللہ علیہ علم حصولی
وحضوری مین بحث کر گئے امکان وامتناع کے مطالب سمجہا گئے مولانا محمود جونپوری علیہ الرحمۃ عالم
قلوب کو شمس بازغہ سے روشن فرما گئے مولانا غلام نقشبند لکہنوی قدس سرہ وغیرہ کلام حق کی
تفسیر لکہہ گئے مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ علم حدیث پہلا گئے مولانا عبد العلی بحر العلوم
لکہنوی قدس سرہ منقول ومعقول کا دریا بہا گئے فقہ واصول فقہ کے جواہر تبلا گئے مولانا شاہ ولی اللہ
دہلوی دام فیضہ المعنوی علوم ظاہرہ وباطنہ کے نکات ودقائق کہول گئے اور علاوہ اسکے بہت سے
صاحب فضل وکمال کا جاہ وجلال شہرۂ آفاق ہوا یہانتک کہ عرب وعجم سے لوگ واسطے استفادہ کے
یہان آنے لگے بلخ وبخارا سے استفتا بہیجوانے لگے مسجدین اور مدرسے معمور خانقاہین پر نور اوران
سب بزرگونکا مقولہ یہ رہا ؎ خوش آن مسجد ومدرسہ خانقاہ ✤ کہ در وے بود قیل وقال محمد ✤
انعقاد محفل میلاد خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام وفاتحہ اموات اہل اسلام واجتماع باعراس
بزرگان عظام کو مستحسن اور مندوب فرماتے رہے اور خود ہی عمل مین لاتے رہے اور یہہ
مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ کے زمانے تک کا حال ہے جب شیخ نجدی علیہ اللعنۃ
نے یہ سامان حسنات اور مبرات کا دیکہا اور امور حسنہ پر علمائے اسلام کے اتفاق کو مشاہدہ
کیا نہایت ملول ہوا اور گہبرایا اور اس فکر مین پڑا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالنی چاہیے کہ جس سے یہ حسنات کا

سامان

سامان بگڑ جاوے اہل اسلام کا اتفاق اوکھڑ جاوے بازار فساد گرم ہو ترک دین وشرم ہو اتفاق
کی روشنی جائے نفاق کی تاریکی آئے رعب اسلامی کم ہو جماعت مسلمانان ورہم ہو اسکے لئے
اوس مردودنے کوئی اور تدبیر نپائی سوا اسکے کہ یہان ہی مثل نجد عرب کی ایک عالم ناتجربہ کار
غفرلہ الغفار وعفا عنہ الستار کے لوح دل پر یہ نقش جمایا کہ تمہاری اجداد وآبا وخویش واقربا جو
مرگئے وہ نعوذ باللہ منہ مداہن تہے اور جو ہین وہ سب مبتدع ہین فقط تم ہی تو اکیلے پکے مسلمان
ہو یا جو تمہارا اتباع کرے وہ پکا مسلمان رہے باقی تمام دنیا مشرک اور بدعتی ہے لہذا تمکو مناسب
نہین ہے کہ ما الفینا علیہ آباءنا کے قائل اور عامل ہو اور کفار زمانہ ماضی کے روش باطل اختیار
کرو اب یہی وقت ہے اگر مضمون مذکور کے صدا دیدوگے تو کوئی بانگ بے ہنگام نکہیگا یہ صاحب
عبد الوہاب مذبور کیطرح شیخ نجدی کے فریب مین آگئے اور صداے مسطور دینے لگے جب خویش و
اقربانے یہ نفیر جس سے توہین اور تکفیر خود اپنے آبا و ذی توقیر کی لازم آتی تھی سُنے بلا کر بہت کچہہ
فہمایش کی کچہہ سود مند نہ ہوئی بآخر یہ زمانہ تو گذر گیا لیکن اتباع عالم موصوف اطراف عالم مین اپنے
متبوع سے بڑہکر بمضمون ع بہ پنج بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد ✤ زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ ✤
شور وشغب مچاتے رہے اور وہی اتباع عبد الوہاب مذکور کا راگ گاتے رہے کہ ہم ہی مسلمان
ہین باقی سب مشرک ہین یعنے وہ حضرت متبوع تو چونکہ اہل علم تہے موقع اور محل سے یہی بات کرجایا
کرتے تھے صراط مستقیم ہی دکہا جایا کرتے تھے پس نذر اگر بر گوشت واقع شدت آن گوشت
حلال ست بہی فرما جایا کرتے تھے اور ان حضرات نے اپنے اقوال کاسدہ سے تو خود اپنے متبوع کو
بہی دہر پلیٹا اور قلمرو ہند کو تکقلم مشرک اور مبتدع ہی سمجہہ لیا اور از انجا کہ کوئی حاکم وافع یہان نہین رہا۔
اسوجہہ سے اونکا فساد روز بروز بڑہتا گیا لیکن علماے اسلام بسیوف اقلام ہمیشہ انکے جملہ اقوال
باطلہ کی گردنین کاٹتے رہے منجملہ اون خرافات فاسدہ کی ایک یہ ہے کہ انعقاد محفل میلاد خیر الانام
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ناجائز کہتے ہین اس قول کاسد کی رد مین علماے اسلام نے بہت سی
کتابین اور فتاوی تحریر فرمائی منجملہ اونکے عارف باللہ مولانا شاہ سلامت اللہ محدث قدس سرہ
نے جو کہ شاگرد رشید تھے مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ کے اشباع الکلام
تصنیف فرمائی اور عالم ربانی وفاضل حقانی مولانا شاہ احمد سعید مجددی نقشبندی مہاجر قدس
سرہ العزیز نے دو کتابین بکمال متانت تصنیف کین ایک سعید البیان فی مولد سید الانس والجان

دوسرے ذکر شریف در اثبات مولد منیف اوسوقت توان لوگونکا فساد فی الجملہ فرو ہوگیا تہا اب ماضی قریب کی کیفیت سنئے کہ دو فتوی اشخاص مذکورین کے درباب منع ذکر شریف مولد منیف طبع ہوئی فاضل جلیل مولوی حافظ محمد عبد السمیع صاحب متوطن رامپور ضلع سہارنپور نے اونکے رد مین ایک کتاب مسمی بانوار ساطعہ کہ اسم بامسمی ہے تصنیف فرمائی اور اوسمین بکمال ملاطفت اور ملائمت بتعمیل فقولا لہ قولا لینا اوس جماعت کو سمجہایا اور لعلہ یتذکر او یخشی کا انتظار کیا لیکن ع

بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد * گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ *

سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل وغیرہ کو کسقدر سمجہایا لیکن وہ نہی عن الصلوٰۃ و منع من الخیرات سے باز نہ آیا۔ ارایت الذی ینھی عبدا اذا صلے کا مورد بنا پہر خالق العباد کا ارشاد ہوا کلا لئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ فلیدع نادیہ سندع الزبانیۃ چنانچہ دنیا مین ذلیل و خوار اور طعمہ تیغ خونخوار ہوا اور آخرت مین خوراک کژدم و مار اور فی النار ہوگا فرعون بہی بڑہکر مغرور تہا کہ مرتے وقت بہی ایمان نہ لایا تائب نہوا کلمات استکبار ہی بولتا رہا اللہ سبحانہ محفوظ رکہے اوس شخص کے حال خسران مآل سے کہ تمام دنیا جسکو سمجہاتی رہے اور وہ کسیکی نمانے اور کہے کہ یہہ سب باطل پر ہین فقط مین ہے اکیلا حق پر ہون اور اس فہم اور قول سے خسر الدنیا والاخرۃ ہو نعوذ باللہ منہ جیسا کہ ابوجہل ناہی عن الحسنات تہا یہ لوگ بہی مانع من الخیرات ہین دیکہیئے انکا انجام کیا ہوتا ہے الغرض فاضل موصوف نے اون لوگون کی فہمائش مین کوئی دقیقہ اس کتاب مین فروگذاشت نہین کیا بلکہ اوس طبیب معنوی نے اون بیماران مرض ضلالت کیواسطے اس سے پیشتر کئی نسخے مجرب اور بہی طیار کیئے تہے دافع الاوہام و جسرات القلوب وغیرہ مگر افسوس ہے کہ بمضمون مصرع ہذا ع مرض بڑہتا گیا جون جون دوا کی *

اونکا مرض ضلالت روز بروز بڑہتا ہی گیا سچ ہے و من یضلل اللہ فما لہ من ھاد۔ دافع الاوہام کو دیکہکر تو اغوائے مذکورین مین سے ایک نے کچہہ خرفات جمع کرکے تحقیق الباطل ایک بڑے علامہ کے نام سے شائع کی تہی اوسکے بطلان کا اظہار تو پیشتر ہی کیا گیا تہا اب اس کتاب مستطاب انوار ساطعہ مین جو اونکو نصیحت کی اور سمجہایا اور اسکا انتظار رہا کہ لعلہ یتذکر او یخشی کا ظہور ہو سو کچہہ نہوا بلکہ فغشیھم من الیم ما غشیھم کا مضمون ظاہر ہوا کہ یم غم نے اونکے قلوب قاسیہ کو ایسا ڈہانپا کہ نصیحت اوسمین اثر نہ کرسکے

سچ ہے ؂ پرتو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بدست ٭ تربیت نا اہل را چون گردگان برگنبد است ٭ بلکہ اوس نصیحت کے مقابلہ مین اپنے ناصح مشفق کو گالیان دینا شروع کردین۔ یعنی کتاب موصوف انوار ساطعہ کے مقابلہ مین کسی عدو احمد نے ایک دفتر گالیون کا تالیف کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کیا اور دشنام کا نام براہین قاطعہ رکہا سچ کہا ہے ع برعکس نہند نام زنگی کافور ٭ اور اوسکی دیباچہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکا جامع کوئی خلیل احمد ہے جب اس کتاب کے اندر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ علاوہ دشنام جمیع علمائے اسلام کی عداوت سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تمام کتاب پرہے اس سے تیقن ہوا کہ خلیل احمد کا یہ کام ہرگز نہین ہے بلکہ کلمات عداوت محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثنا کی نسبت لکہی اس شخص کو اگر کوئی چمار اپنا بڑا بہائی ثابت کرے تو آتش غضب مین جلکر خاک ہوجاوے اور اگر کوئی گستاخ اوس جناب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مادام الافلاک کو اپنا بڑا بہائی کہتا پہرے اور کسی اہل علم نے اوس گستاخ بیباک کو اس گستاخی سے منع کیا ہو تو وہ شخص اوس مانع کو جاہل اور نافہم ثابت کرے اور اوس گستاخ کو اور زیادہ دلیر اور بیباک بناوے اور گستاخی مذکور کے جواز کا فتوی دے اور کہے کہ اوس قائل نے جو بڑا بہائی کہا ہے تو بنی آدم ہونیکی وجہ سے کہا ہے اور قرآن وحدیث کے موافق کہا ہے مانع نافہم ہے اسوجہ کو نہین سمجہا اور قرآن وحدیث پر طعن کرنے لگا یہ خلاصہ ہے اوس ذی عقل کے کلام بے سر انجام کا صاحبو از برائے خدا ذرا اس شخص کی دانشمندی کو ملاحظہ کرو کہ ہر صبی غبی بھی اس امر کو جانتا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اولاد آدم سے ہین اور سید آدم و اولاد آدم بہی ہین قرآن وحدیث ہر دو مضمون ناطق ہین اسمین کسیکو کلام نہین کلام اسمین ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر مسلم و کافر فاسق و فاجر اپنا بڑا بہائی جو موہم مماثلت و مساواۃ فی التقرب والکمالات ہے علی الاطلاق اطراف آفاق مین کہتا پہرے اسکا کیا حکم ہے تو بہلا کون خلیل احمد اور محب محمد جسکو تہوڑا بہی مساس علم وعقل سے ہوگا اسکو تجویز کریگا اور اس قول مشیر الی المماثلت المطلقۃ والمساواۃ العامۃ کے جواز کا فتوی دیگا وہ یہ خیال نہ کریگا کہ قول مذکور مین اگرچہ قائل کی غرض مماثلت و مساوات فی البشریت ہی ہو اور مماثلت و مساواۃ فی الکمالات مقصود نہوتا ہم ایہام مماثلت و مساوات فی الکمالات تو ہے اور یہ ایہام شرعاً و عرفاً عقلاً و نقلاً کب جائز ہے یا مثلاً کوئی بی ادب سید آدم و عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتا پہرے کہ پہلے ضال تہی پیچہے ہدایت پائی یا پہلے غافل تہے پیچہے اونکو خبر ہوئی تو ظاہر ا یہ شخص اپنی دانشمندی سے اسکو بہی جائز کہے گا اور آیۂ

ووجدك ضالا فهدی اور آیہ وان کنت من قبلہ لمن الغافلین پڑھیگا کہ قائل
قول مذکور تو قرآن کے موافق ہے کہہ رہا ہے خبردار کوئی اوسکو قول مذکور سے منع نکرے
اور جو منع کرے وہ نافہم ہے قرآن پر طعن کرتا ہے اور یہ ذی عقل یہ نہ سمجھیگا کہ ان آیتون کا
بیان کرنا بغیر ذکر ماتقدم وماتاخر والہ وماعلیہ کی اور بدون اظہار اونکے فوائد ومصالح وشان نزول
وتفسیر کے مناسب نہین ہے چنانچہ آیہ شریفہ اولی کی تفسیر مین صاحب تفسیر کبیر نے بیس قول
نقل کی ہین منجملہ اونکے ایک قول یہ ہے قد یخاطب السید ویکون المراد قومہ فقولہ
ووجدك ضالا ای وجد قومك ضلالا فهداهم بك وبشرعك یعنی کبھی مراد
ہوتی ہے قوم اور خطاب کیا جاتا ہے اوسکے سردار سے تو معنی اوس آیہ شریفہ کی یہ ہوئی کہ
تمہاری قوم گمراہ تہی ہمنے تمہارے سبب سے اسکو ہدایت کی اور دوسرا قول یہ ہے الضلال
بمعنی المحبۃ کما فی قولہ انك لفی ضلالك القدیم ای فی محبتك ومعناہ انك
محب فهدیناك الی الشرایع التی بها تتقرب الی حضرۃ محبوبك یعنی ضلال یہان
محبت کے معنی مین ہے جیسا کہ دوسرے آیہ کریمہ انک لفی ضلالك القدیم مین بھی ضلال
بمعنی محبت ہے تو معنی اوسکی یہ ہوئے کہ تم ہمارے دوست تہے لہذا ہم نے تمکو وہ شریعت
عطا کی جسکی ذریعہ سے تم ہمارے نزدیکی حاصل کرو اور قطع نظر ان قولون سے اگر دوسرے اقوال
ہی بیان کئے جاوین اون فوائد ومصالح کے ساتھ جن پر وہ آیہ شریفہ مشتمل ہے مع ذکر
ماتقدم وماتاخر وشان نزول تو کون مانع ہے نہ یہ کہ کوئی مردود فقط یہی بات کہتا پہرے کہ آپ
پہلے گمراہ تہے پیچھے ہدایت پائی اور دوسرا کوئی شخص اسکے جواز کا حکم دے اور کہے کہ اس قائل
کو منع نکرو کیونکہ وہ تو قرآن کے موافق کہہ رہا ہے اگر منع کروگے تو قرآن پر طعن ہوگا سبحان اللہ
کیا عمدہ فہم اس شخص کے حصہ مین آیا ہے جو ایسا حکم دے رہا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ عداوت قلبی نے
اوسکو مجبور کردیا ہے کہ بے ساختہ بمضمون کل اناء یترشح بما فیہ کے مافی الضمیر اوسکا ٹپک پڑا ہی
وعلی ہذا القیاس دوسری آیہ کریمہ وان کنت من قبلہ لمن الغافلین کا بہی حال ہے جو
استاد کہ اپنی شاگرد پر کمال شفقت رکہتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ نکتہ بخوبی اوسکے ذہن نشین ہوجاوے
تو اوسوقت کہتا ہے کہ میان یہ بات تمکو پہلے معلوم نہ تہی اب ہم نے بتائی ہے اسکو خوب یاد کرلو
تو جو شخص کہ اوس شاگرد سے عداوت قلبی رکہتا ہوگا وہ تو یہی کہتا پہریگا کہ لو صاحب انکو لوگ بڑا

صاحب علم سمجھتے ہین آج ہمنے خود انکے استاد سے سنا کہ فرماتے تہے کہ انکو یہ ذرا سی بات بہی معلوم نہ تہی اب خاکسار
منصفین اخیار سے پوچہتا ہے کہ اوس شخص کا یہ قول عداوت مین داخل ہوگا یا نہین - اللھم سلط علی اعدا حبیبک
کلبا من کلابک اب مانحن فیہ کا حال سنئے تفسیر کبیر مین ہے واعلم انہ تعالے لما بین کمال کلام اللہ امر سیدنا محمدا صلی اللہ علیہ
وسلم بان یسلک طریقۃ التواضع فقال قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیہمان تو تعلیما للتواضع والانکسار یہ ارشاد
ہوا ہے اور وہ شخص اپنی عداوت ظاہر کر رہا ہے اور اپنا بڑا بہائی بول رہا ہے جب یہان اسکی یہ
بے ادبی ہے تو اپنے باپ کو بڑا بہائی کہنے سے کب چوکے گا اگر کوئی مرد مہذب اوسکو اس گستاخی سے
منع کریگا کہ اے بے ادب اپنے والد ماجد کی جناب مین تو یہ گستاخی کرتا ہے تو اوس مجذوب کو یہ بے ادب
جواب دیگا کہ اولاد آدم مین سے مین بہی ہون اور میرا باپ بہی ہے لہذا مین اوسکو اپنا بڑا بہائی کہتا
ہون واقعی عند اللہ وعند الناس یہ شخص بہت بڑا فرزند سعادت مند قرار پاویگا اوسکا باپ تو اوسوقت
یہی بول اوٹہیگا ؏ زنان باردار ای مرد ہشیار + اگر وقت ولادت مار زانید + ازان بہتر نزدیک
خردمند + کہ فرزندان ناہموار زانید + اب منصفین اس شخص کی لیاقت علمی کو غور فرماوین کہ صاحب انوار
نے صاف لکہدیا ہے کہ اس لفظ مین ایہام دعوی برابری حضرت فخر الانبیاء کے ساتہہ ہے معاذ اللہ
منہا یہ شخص ایہام کو کیا جانتا ہے کہ کیا شے ہے مختصر کو جانتا نہین مطول کو پہچانتا نہین رسائل فارسی
دست فرسودہ اطفال مین جو ایہام کی تعریف مذکور ہے اوس سے بہی اگر واقف ہوتا تو متنبہ ہو جاتا
اور اس گستاخی کو سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کی جناب اقدس مین تجویز نکرتا علم ادب پڑہا نہین اوب
کہانسے ہو خزانۃ الادب مین ہے الایہام فی الاصطلاح ان یذکر المتکلم لفظا مفردا لہ
معنیان حقیقیان او حقیقۃ ومجاز احدھما قریب ودلالۃ اللفظ علیہ ظاھرۃ والاخر
بعید ودلالۃ اللفظ علیہ خفیۃ فیرید المتکلم المعنی البعید ویوری عنہ بالمعنی القریب
فیتوھم السامع اول وھلۃ انہ یرید القریب ولیس کذلک ولاجل ھذا سمی ھذا
النوع ایھاما تو جب اس بے ادب نے سید اولاد آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا بہائی کہا تو گو اسنے بمضمون
المعنی فی بطن الشاعر معنی بعید قصد کئے ہون اور چند ہزار برس کا رشتہ کہ ابو جہل مردود اور شداد
ونمرود لعنۃ اللہ علیہم بہی اس سلسلہ مین داخل ہین لگایا ہو لیکن معنی قریب اوسکے کہ جب کہا جاتا ہے کہ
زید کو بہی عمرو کا بڑا بہائی سمجہو تو عرفا وہان یہی مقصود ہوتا ہے کہ جس صفت خاص کے ساتہہ عمرو موصوف
ہے زید بہی اوس مین عمرو کا شریک ہی متبادر ہونگے سو یہ امر مانحن فیہ مین قطع نظر اس سے کہ شرعا نا جائز

ہے چنانچہ عدم جواز اوسکا کتب شرعیہ سے آگے مذکور ہوگا انشاءاللہ تعالے بفکر غائر اگر دیکہو تو یہ
گستاخی اس قائل اور مجوز کی کہان تک ان دونون کو پہونچاتی ہے نعوذ باللہ منہا اور قول مذکور
اور یہ قول کہ زید عمرو کا بڑا بہائی ہے دونون کا مفہوم قریب ہے قریب ہے اور اسکو تو اطفال دبستان
بہی جانتے ہین لیکن اس جامع خرافات نے لیاقت سے یا جہالت سے نجانا اور صاحب انوار نے
جو زبان اردو مین بکمال وضوح لکہا تہا نہ پہچانا لفظ ایہام کو ہی نہ سمجہا اردو سمجہنے کی بہی لیاقت
نہین رکہتا اس سے کتب شرعیہ عربیہ کے سمجہنے کا حال معلوم کرلو وہ لہذا ہر مسئلہ شرعیہ مین اندہون کی طرح
ٹہوکرین کہاتا گیا اور منہہ کے بل گرتا گیا ہے چنانچہ عنقریب ناظرین غائرین پر مکشوف ہوا جاتا ہے
اور وہ مدعی اسکا ہے کہ ہمچو من دیگرے نیست اوسکے خرافات مقطوعہ اوسکے اس ادعا پر شاہد ہے
گمان یہ ہوتا ہے کہ عداوت قلبی نے اوسکو ان کانٹون مین گہسیٹا ہے ولہذا اگر کوی بے ادب ملعونین
مذکورین کے اخوت کا آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ قائل ہوگا تو اوس شخص نے جیسا کہ مانحن فیہ
مین جواز کا فتوی بعلت بشریت دیدیا اور ایہام مذکور کا بوجہہ عداوت قلبی خیال نہ کیا یہان بہی جواز
کا حکم دیگا اور بشریت کو علت گردانیگا اور آیہ کریمہ انہ لیس من اھلک کو اپنے دل سے ایاغل سے
بہلا دیگا اثبات اخوت کیواسطے کیا عمدہ علت اسنے مدنظر رکہی ہے سچ ہے علیل القلب کو ایسے ہی علت
ومعلول سوجہتے ہین اسی قسم کے سقما کے حق مین خالق الحکما نے فرمایا ہے فی قلوبھم مرض فزادھم
اللہ مرضا اس وجہ سے اور سوا اسکے اور بہت سے وجوہ ہین کہ اونسے متیقن ہوگیا کہ مولف کتاب مذکور
کا خلیل احمد ہرگز نہین ہے باقی رہا یہ امر کہ اوس کتاب کے لوح پر لکہا ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب
کی حکم سے یہ کتاب چہاپی گئی ہے اور اوس کتاب کے آخر اونکی تقریظ باین مضمون کہ مین نے اس
کتاب کو از ابتدا تا انتہا دیکہا نہایت خوب و مرغوب پایا درج ہے اس سے نہایت استعجاب ہوا کہ
مولوی رشید احمد صاحب نے باوجود اسکے کہ اول سے آخر تک اوس کتاب کو دیکہا کیونکر پسند فرمایا
اور اوسکو چہپوا کر لوگون کو گمراہ بنایا لہذا کاتب الحروف کو اونسے بدرجہ غایت شکایت ہے کہ باوجودیکہ
وہ کتاب مذکور کے مؤلف اور ہم مشربان مؤلف کے سرگروہ ہین اونکو اس کتاب کی اشاعت سے
مانع نہوئے بلکہ اول سے آخر تک اوسکو حق سمجہا اور بامر خود اوسکو چہپوایا بڑے رنج اور افسوس کی
بات ہے خیر اب یہ اونکو مناسب ہے کہ اگر یہ کتاب خاص اونہین کی تصنیف ہو تو سمجہہ جائین اور
آیندہ ایسی تصنیف سے باز آئین اور اگر اونکی اتباع مین سے کسیکی ہو تو اوسکو بلکہ اپنی جملہ اتباع

منع کرین کہ بار دیگر ایسی حرکت عمل مین نہ لائین عالم مین ضلالت نہ پہیلائین ورنہ ان بلاد مین اگرچہ
اہل سنت کے نزدیک تیغ و علم نہین ہے نیزۂ قلم بہی کچہہ کم نہین ہے کاتب الحروف کا جب خیال
اوسطرف جاتا ہے تو بے ساختہ یہ شعر واصل کا زبان پر آتا ہے ؎ اَنْتَ فِیْ سِتٍّ وَخَرَبْتَ
الْقُلُوْب + لَوْ کُشِفَتِ الْوَجْہُ مَاذَا تَصْنَعُ + خاکسار نے چاہا تہا کہ اوس کمینہ معائب کی ہر ہر عیب کو
جدا جدا کرکے اہل بصیرت کو دکہلاوے لیکن احباب نے منع فرمایا کہ کتاب طویل ہو جاوگی سامع
اور قاری کو ملال ہوگا بلکہ چہپنا بہی دشوار ہو جائیگا اس سبب سے مختصر کہا اور مشتے نمونہ از
خرواری اہل دانش کو دکہلا دیا کہ وہ نمونہ سے خروار کا حال خود ہی معلوم کرینگے الحمد للہ علی احسانہ
کہ اوسنے اس مور ضعیف کی مدد کی اور زمانہ قلیل مین اس کتاب کی کہ مسمی بہ بوارق لامعہ ہے تکمیل
کرادی کارساز بے نیاز اسکے چہپنے کا سامان بہی بہم پہونچاوے اور مقبول فرماوے اور اہل غوایت کو ہدایت کرے اور اہل ہدایت کو
غوایت سے بچاوے آمین یارب العالمین بجاہ حبیبک سید المرسلین وآلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین
وصل وسلم وبارک علیہم اجمعین - اور زنہار کوئی صاحب اپنی سادہ لوحی سے خاکسار کی طرز تحریر کو
خلاف تہذیب کے نہ سمجہین کیونکہ وہ صاحب جنکو ایسا خیال ہو اگر کتاب مذکور کو بچشم غور ملاحظہ
فرماتے تو کاتب الحروف کی قلم سے اونکا قلم دو قدم آگے بڑہ جاتا خاکسار کو معذور رکہتے بلکہ کم
نویس کہتے اور اگر یہ بات خیال شریف مین نہ آئی ہو تو اب بہی احقر خود اونہین سے مستفتی ہے
کہ زید کہتا ہے خدا کا جہوٹ بولنا ممکن ہے اور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو بڑا بہائی کہنا جائز ہے
اور دنیا مین فقط مین اکیلا عالم ربانی وحقانی ہون اور باقی سب جاہل ہین یا عالم نفسانی اور
شیطانی ہین خصوصاً حرمین شریفین کے علما تو بڑے ہی فاسق ہین اور نصوص شرعیہ کے خلاف
فتوی دیا کرتے ہین اونکے قول اور فعل کا کیا اعتبار ہے اور ماورائے چند مواضع کے دوسرے بلاد وقصبات
روم وشام ہند وسندہ عرب وعجم کے علما وفضلا واولیا واصفیا جو مجوز مولد وقیام ہین سب کے
سب مبتدع بلکہ مشرک اور کافر ہین عمرو وبکر وخالد وغیرہم نے زید کو اس ہرزہ درائی اور یاوہ سرائی
اور تفسیق ابرار اور تکفیر اخیار سے چند بار بلینت کلام ونرمی تمام منع کیا اور موعظت حسنہ کو
کام فرمایا لیکن زید اونکی نصیحت کے مقابلہ مین عداوت سے پیش آتا ہے اور عقائد باطلہ کو اور زیادہ
پہیلاتا ہے لوگون کو گمراہ کرتا ہے بلکہ خود اسلام کو مورد اعتراض کفار بناتا ہے اور مقولہ اوسکا
یہہ ہے کہ سوائے میرے تمام دنیا کے علما نافہم ہین کم فہم ہین سفیہ ہین نادان ہین اب ارشاد ہو

زید مذکور اگر حکومت اسلامی کے درمیان ہو تو سزائے شرعی اوسکے واسطے کیا ہے واجب القتل ہے
یا لازم التعزیر ہے دائم الحبس ہے یا ضروری الاخراج اور اگر حکومت اسلامی وہان نہو تو اوسکے ساتھہ
کیا معاملہ کیا جاوے زجر اور توبیخ اوسکی زبان یا قلم سے کیجاوے یا نہین فقط وہ صاحب اسکا جواب
تحریر فرماوین بظن غالب کہتا ہون کہ میری قلم سے اونکا قلم آگے بڑہجائیگا ہان یہ خدشہ یہان باقی ہے
کہ یہ سوال تمہارا مصنوعی ہے ورنہ زید کے کلام مین یہ باتین جو تمنے لکہین نہین ہین سوجناب من
آپ اوس خرافات مطبوعہ کو من اولہ الی آخرہ بنظر غور ملاحظہ فرماوین جو باتین کہ احقر نے یہان
بطریق نمونہ کے لکہدی ہین اوس سے ہزار چند زیادہ آپکے پیش نظر ہونگے ورنہ خود اسی کتاب
فقیر سے کہ موسوم بہ بوارق لامعہ ہے معلوم کرلیجئے اور اگر منظور ہو کہ جسقدر عقائد فاسدہ اور اعمال
کاسدہ اوسمین مندرج ہین وہ سب کے سب علی وجہ الاستیعاب علیحدہ علیحدہ ہو کر بقید صفحہ وسطر اوس
دفتر ضلالت کے ملاحظہ سامی مین گذرین تو ایک خط اس نشان سے کہ در ملک گجرات شہر احمد آباد
مدرسہ طیبہ رسیدہ نزد نذیر احمد برسد ابلاغ فرماوین انشاء اللہ تعالی خاکسار اون سبکو جدا جدا
کر کے خدمت سامی مین ارسال کردیگا اور واضح ہو کہ ابتدا مین احقر کا ارادہ اس کتاب کی
لکہنے کا نہ تہا بلکہ قصد یہی تہا کہ اوس دفتر خرافات مین جسقدر عقائد اور اعمال خلاف اہل سنت
وجماعت کے مذکور ہین اون سب کو فرداً فرداً السنہ مختلفہ عربی وفارسی واردو مین لکہون اور
اون عقائد اور اعمال سے کے جو جو صاحب معتقد اور عامل یا مجوز ہین اونکے نام مع مقام لکہکر بلاد
قریبہ وبعیدہ عرب وعجم کے علمائے نامی وفضلائے گرامی کیخدمت بابرکت مین روانہ کر کے
فتوی کا طالب ہون اور عرض کرون کہ ان لوگون نے ایک عالم کو گمراہ کر رکہا ہے از برائے خدا رعایت
کسیکی نہ کر کے خلق اللہ کو گمراہی سے بچاؤ امر حق کو نہ چہپاؤ حق کی مدد کرو باطل کو رد کرو یہ تحریر
فرماؤ کہ وہ لوگ سنی ہین یا رافضی ہین وہابی ہین یا معتزلی ہین یا کسی اور فرقہ ضالہ مین ہین حق پر
ہین یا باطل پر ہین لایق تکریم وتوقیر ہین یا سزاوار توہین وتحقیر اور امور دینوی اور شرعی مین
اونکے ساتھہ کسطرح معاملہ کیا جاوے ان لوگون نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اوسکا
نام براہین قاطعہ کہا ہے یہ عقائد اور اعمال صاف صاف اوسمین لکہکر شائع کے ہین الغرض
اس مجمل کو مفصل کردون اور اون عقائد اور اعمال کی بطلان کی دلیلین بہی کتب شرعیہ سے
لکہدون پہر حسب جوابات مقامات مذکورہ سے آجاوین اون سبکو یکجا کر کے بطریق اشتہار کے

چھپوادون اور چار پانچ اشتہار ہر شہر و قصبہ مین روانہ کرون کہ ہر مقام کی ابواب مساجد مین
چسپان کردی جاوین تاکہ لوگ اونکی صحبت اور رفاقت سے محترز رہین اور اونکے عقائد مذکورہ
اور اعمال مسطورہ کو ضلالت سمجھین اور گمراہ نہون لیکن بقیۃ العلماء الراسخین حضرت مولانا مولوی
حاجی محمد عبید اللہ صاحب بدایونی مدرس مدرسہ محمدیہ واقعہ بمبئی اور فاضل المعی جناب مولانا مولوی
محمد سکندر علیخانصاحب اصل قندہاری ثم اللکہنوی الحنفی الصفوری مدظلہما العالی نے یہ فرمایا کہ جسطرح
دوسرونے اونکو فہمائش کی ہے ایسے ہی ایکبار تم بہی نرمی سے اونکو سمجہاوو اور کتب شرعیہ سے اونکی خدشات رفع کردو کیا عجب ہے
کہ تمہاری تحریر مین حکیم قدیر تاثیر پیدا کردے اور اونکے قلوب مین اثر کرجاوے کہ وہ بہی صراط مستقیم پر آجاوین اور دوسرے بندگان
خدا کو نہ بہکاوین اور بلا تفہیم ہر شہر و قریہ مین بدنام کرنیسے اونکو بچاؤ ہان اسپر بہی اگر وہ نمانین اور تمہاری نصیحت کے مقابلہ مین
عداوت سے پیش آوین اور کوئی تحریر دوسری متضمن عقائد باطلہ مذکورہ و اعمال فاسدہ مسطورہ شائع کرین
تو اوسوقت تمکو اختیار ہے فقط پس امتثالاً لِاَمرِ الآمرَینِ الموصوفین خاکسار ارادہ مذکور سے باز آیا
اور اس کتاب کو لکہنا شروع کردیا قادر قوی جلشانہ نے اپنے فضل سے تہوڑے ہی دنونمین انجام
کو پہونچا دیا اب دیکہیئے کہ سامان اسکے طبع کا کب بہم پہونچتا ہے اور بعد طبع کے یہ نسخہ کیا اثر دکہاتا
ہے شافی مطلق بیماران ضلالت کو اس سے شفا دے ہلاکت سے بچاوے ایسا نہو کہ اونکی مرض مہلک
اور زیادہ ترقی ہوجاوے اور یہ طبیب شفیق اونکی صحت سے مایوس ہوکر بخوف سرایت آن
باشخاص دیگر بفحواے فرعن المجذوم کفرارک من الاسد اشتہارات مذکورہ بالا کے اجرا مین سرگرم
ہو اور چونکہ زندگی لایق اعتماد کی نہین ہے لہذا احقر نے اپنے دوسرے ہمشربان اہل سنت و
جماعت کو اس امر کی وصیت کردی ہے جو اخوان کہ نزدیک ہین اونسے کہدیا ہے اور جو خلان
کہ دور ہین اونکو لکہدیا ہے کہ اب تفہیم اور تلقین کی جگہہ باقی نہین ہے فقیر اگر زندہ رہا تو درصورت
ظہور اغواے عوام اس کام کو بعون اللہ المنعام خود ہی سرانجام دیگا ورنہ آپ لوگو نمین سے
جسکی زندگی وفا کرے دروغ گو کو تا بہ خانہ پہونچاوے اور اہل سنت کو حزب شیطانکی شر سے
بچاوے اس کتاب سے ناظرین کو اونکے اکثر عقائد و مکائد پر اطلاع ہوجاویگی اب چند مکائد اونکی
بطریق فہرست کے علیحدہ علیحدہ کرکے یہان ذکر کیئے جاتے ہین کہ ناظرین کو آسانی ہو اور ابتدائے
نظر مین اونکو معلوم کرلین اور ہر چند کہ مکائد اونکے بیشمار ہین کوئی کہانتک اونکو لکہے اس کتاب سے
اکثر یہ انشاء اللہ تعالے ناظرین غائرین مطلع ہوجاوینگے اونمین سے بعض مکائد اونکے نمونہ کے

طور پر یہان مذکور ہوتے ہین۔ کید اول یہ کہ جناب باری سبحانہ عن الکذب وجمیع النقائص کو
جامع خرافات مقطوعہ نے تہمت لگائی اور کہا کہ جہوٹ بولنا خدا کا ممکن ہے نعوذ باللہ منہا اور
واسطے فریب دہی عوام کے تہوڑی سی عبارت شامی کی بے محل نقل کی اور اوسمین سے بہی
باقی کو چہوڑ گیا گویا کہ لا تقربوا الصلوٰۃ کو پڑہا اور انتم سکاریٰ سے منہ موڑ گیا اور جسقدر عبارت
کو نقل کی اوسکو بہی بلادت سے نہ سمجہا اور امکان کذب کو واسطے حق سبحانہ کی ثابت کرنے لگا
یہان سے اس شخص کے علم و دیانت دونون کو معلوم کر لینا چاہیے کہ تا بکجا رسیدہ است
اور تفصیل آگے آتی ہے انشاء اللہ تعالے کید دوم یہ کہ جامع خرافات مقطوعہ چونکہ سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کے ساتہہ عداوت قلبی رکہتا ہے ولہذا تصریحًا و تعریضًا کلمات گستاخی نسبت اوس
جناب معلی علیہ التحیۃ والثنا کی لکہتا جاتا ہے اور کید یہ چلتا ہے کہ فلان آیت اور فلان حدیث
کا مین عامل ہون تاکہ عوام اوسکے دہوکے مین آجاوین اور اوسکو عامل قرآن و حدیث جانین
اور اوسکی گستاخی پردہ اختفا مین ہوجاوے جیسا کہ آیات ثلثہ مذکورہ بالا سے ناظرین کو معلوم
ہوچکا اور بیان تفصیلی آگے آویگا انشاء اللہ تعالی اور یہ شخص تو معلوم ہوچکا کہ عقل کا پورا ہے
پہر آیات کے مطالب اور احادیث کے مقاصد جو تفاسیر اور شروح مین سلف صالحین اور
علمائے محققین بیان فرما گئے ہین اونکو کیا جانیگا لاجرم ہر جگہ اپنی عداوت قلبی ظاہر کردیتا ہے
کید سوم یہ کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی اپنا بڑا بہائی کہتا پہرے اسکو جامع خرافات جائز
کہتا ہے اور اسکی جواز پر قل انما انا بشر مثلکم کو پڑہتا ہے تا جہلا اسکے فریب مین آجاوین اسکا
حال کچہہ تو اوپر مذکور ہوا جس سے عقلا اور علما، اور اذکیا کو معلوم ہو گیا کہ یہ شخص عقل کا
پُتلا اور لیاقت کا خاکا ہے اور باقی بیان آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالی کید چہارم یہ کہ جیسا
کہ اتباع عبد الوہاب نجدی بظاہر حنبلی مذہب بنتے تھے اور حال اونکا یہ تہا کہ اہل سنت کے قتل کو
مباح جانتے تہے ویسا ہی یہ شخص مع ذریات خود ظاہر کرتا ہے کہ ہم لوگ حنفی مذہب ہین لیکن چونکہ یہ
شخص سچا نہین ہے یہ مکر خود اوسکی زبان قلم سے ظاہر ہوجاتا ہے کہ غیر مقلدین کی مدد کرتا ہے اور
اگر کوئی حنفی مذہب جہلائے غیر مقلدین پر بوجہہ اونکے انحراف کے سواد اعظم سے طعن کرتا ہے تو
اوس حنفی کو یہ شخص نہایت تشدد سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ غیر مقلدین کا طریق بہی موافق حدیث
کی ہے اور فلان فلان عالم بہی اسکے قائل ہین پس طعن کرنا اس حنفی کا غیر مقلدین کے طریق پر یا

اونکے کسی جزئے خاص پر اون سب بزرگون پر طعن ہے کہواب اس طاعن کی ایمان کا کیا ٹہکانا ہے
جب آنکہہ بند کر کے بزرگان دین پر اور خود حدیث پر تشنیع کی پس یہ طعن بجز جہل کے اور کیا وجہ کہتا ہے
معاذ اللہ انتہی یہ حاصل ہے جامع خرافات کی تحریر پر تزویر کا اس تحریر سے غرض اس شیاد کی
یہ ہے کہ عوام اسکے دام فریب مین آجاوین اور جانین کہ حنفیہ بہت ہی گرفتار ہین جو حدیث کے خلاف
کرتے ہین اور بزرگان دین بلکہ خود حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم پر طنز و تشنیع روا رکہتے ہین اور ایسے
ایمان کا ٹہکانا نہین ہے فقیر کہتا ہے کہ عوام کالانعام ہوتے ہین شاید اس کیاد کے دام فریب مین
پہنس جاوین لیکن علما اور عقلا تو پہچان گئے کہ حال بالعکس ہے اور یہ حکایت اوسکی تحریر کے مشابہ
ہے کہ ایک مسلمان کسی مجوسی پر طعن کر رہا تہا اور اوس سے کہہ رہا تہا کہ تیرا مقتدا زرتشت دعوی
پیغمبری مین جہوٹا تہا آتش پرستی اوسنے جاری کی اور کتاب ژند خود تصنیف کر کے لوگون مین
پہیلائی اور کہا کہ یہ کتاب آسمانی ہے اور حالانکہ اوسکا پیغمبر ہونا اور کتاب مذکور کا آسمانی
ہونا باطل ہے اس دلیل سے اور اس دلیل سے۔ اسی اثنا مین دوسرا ایک شخص بظاہر مسلمان
اگر پہو پنچا مسلمان مذکور کا بیان سنکر کہنے لگا کہ ہر قوم کیواسطے پیغمبر کا مبعوث ہونا قرآن شریف
مین موجود ہے ولکل قوم ھاد اور زرتشت مجوس کا پیشوا پیغمبر صادق اور حکیم حاذق تہا جنانچہ
فاضل شہر وندی وغیرہ اوسکو نبی اور حکیم کہہ گئے ہین پس یہ طعن بزرگان دین پر طعن ہوا بلکہ
یہ تشنیع خود قرآن شریف پر ہو گئے کہواب طاعن کے ایمان کا کیا ٹہکانا ہے جب آنکہہ بند کر کے
ائمہ دین اور قرآن شریف پر تشنیع کی پس یہ طعن بجز جہل کے اور کیا وجہ رکہتا ہے اوس مجوسی نے
مسلمان موصوف سے کہا کہ کیون صاحب اب فرمائیے یہ آپکے ہم مذہب کیا کہہ رہے ہین
مسلمان نے کہا کہ اب تو اپنے گہر کی راہ لے ہم اسکی تعلیم اور تادیب کو مقدم رکہتے ہین
پہر وہ مسلمان اوسی بلید کی رد خرافات کیطرف ملتفت ہو گیا اور کماحقہ اوسکی تفہیم کر دی عقلا کو
اسمین تفصیل کی حاجت نہین ہے ورنہ خاکسار اوس مسلمان کے جواب کو مفصل لکہد یتا اور ما نحن
فیہ کے جواب کی بہی یہان گنجایش نہین دیکہتا اپنی مقام پر آویگا انشاء اللہ تعالے واہ واہ
کیا عمدہ اوس مرید کی تقریر ہے اور کیا خوب اس عنید کی تحریر ہے اور کیا اس شخص کے مبلغ علم
کو جان گئے ہونگے اور اسکے لیاقت کو پہچان گئے ہونگے اس فہرست مین اشارہ ہے پر اکتفا
کیا۔ کید پنجم یہ کہ ناظرین باتمکین پر ماسبق سے واضح ہو گیا اور مالحق سے اور بہی ظاہر ہو جائیگا

کہ اس شخص کو سید العبید علیہ صلوۃ اللہ الحمید سے عناد قلبی ہے ولہذا من کرہ شیئاً منع
ذکرہ کا مظہر بنگیا ہے یعنی اس شخص کو چونکہ آنسرور علیہ سلام اللہ الاکبر سے عناد ہے بایں سبب
دل سے نہین چاہتا کہ مجالس اور محافل مین آپکا ذکر خیر کیا جاوے اور صراحتہً منع بہی نہین کرسکتا
کہ کوئی ذکر آپکا نہ کرے اور درود آپ پر نہ بہیجے تولد شریف کا حال نہ بیان کرے کیونکہ علی الاعلان
اگر ان امور سے منع کریگا تو جانتا ہے کہ علمائے سنت وجماعت بلکہ پہلے جاہل ہے اسکا کام
تمام کردینگے تو حصول غرض معلوم کیو اسطے یہ کید چلتا ہے کہ جہلا کو تو یون سمجہا کر ٹالدیتا ہے
کہ انعقاد محفل میلاد کتاب سے ناجائز ہے اب رہے علما تو اونکے مقابلہ مین اسکو بہت دشواری
ہوتی ہے بہت کچہہ ہاتہہ پانون مارتا ہے مشعبد کیطرح بہت سی شعبدہ بروے کار لاتا
اور کہتا ہے کہ اسمین یہ مخالفت شرعی آجاتی ہے اور یہ خلاف سنت کے ہوجاتا ہے جیساکہ
بعض ظرفانے لکہا ہے کہ ایک مردنے نہایت تنگ آکر قاضی کے پاس اپنی زوجہ کی شکایت
کی کہ نہ نماز پڑہتی ہے اور نہ رمضانمین روزہ رکہتی ہے اور نہ میری خدمت کرتی ہے اور جب
مین گہر سے باہر جاتا ہون تو دوسرے لوگون کے ساتہہ صحبت رکہتی ہے ذرا آپ اوسکو نصیحت
کرین قاضی نے بلاکر بہت کچہہ کہا اوس عورت نے جواب دیا کہ مین شافعی المذہب ہون
اور اکثر مدت حیض کی اونکے مذہب مین پندرہ روز ہین سو مجہکو پندرہ روز حیض رہتا ہے
نماز کیونکر پڑہون کہ شرعاً ممنوع ہی اور شوہر میرا بڑا مغلوب الغیظ ہے مہینہ کے پندرہ روز
باقی مین اپنی جان کے خوف سے کہ مبادا نماز پڑہنی سے اوسکی خدمت مین قصور واقع ہوجاوے
اور وہ غصہ مین آکر مجہکو جان سے مار ڈالے محافظت جان کے نماز سے زیادہ شریعت مین مؤکد
ہے اسوجہہ سے نماز کو ترک کردیتی ہون اور رمضان مین ہر روز مسافرین میرے گہر مہمان آیا
کرتے ہین اور مہمانون کی رعایت خاطر سنت ہے اگر روزہ رکہون تو خلاف سنت ہو اور سنت کے
خلاف عمل مین لانا مجکو ہرگز منظور نہین ہے اور خدمت نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ اکثر اوقات
میرے شوہر کے نزدیک اجانب بیٹہے رہتے ہین اور اوسوقت وہ مجہسے کوئی چیز طلب کرتا ہے
اور اغیار کے روبرو مجکو بلاتا ہے بہلا شرعاً یہ کب جائز ہے اور لوگون کے ساتہہ صحبت رکہنیکا
حال جو میری شوہرنے آپسے بیان کیا سو وجہہ یہ ہے کہ ہر فرد مرد بشریت کی حیثیت سے میرا بہائی ہوتا ہے شوہر
میرا بہت ہی نافہم ہے اسوجہہ کو نہین سمجہا لیکن مین چونکہ اسوجہہ کو سمجہتی ہون لہذا ہر مرد کے

سانھہ صحبت رکھتے ہون فقط اب ناظرین غور فرماوین کہ جامع خرافات نے اس خبیثہ سے زیادہ تر اظہار
اعذار شرعیہ مین دربارۂ مجلس میلاد خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم شعبدے دکھلائے ہین اور مضمون ع خوی بدرا
بہانہا بسیار + کو ظاہر کیا ہی اور لکہا ہی کہ انعقاد اس مجلس کا جائز نہین ہی بہلا علمای سنت وجماعت کب اس
شعبدہ باز کیاد کی فریب مین آتے ہین نیزۂ قلم سے ایک جلسہ مین اسکی سب شعبدونکو اوڑادیتے ہین چنانچہ آگے
معلوم ہوا جاتا ہی انشاء اللہ تعالیٰ کید ششم یہہ کہ فاتحہ اموات کا مندوب اور مستحسن ہونا چونکہ کتب شرعیہ مین
بکمال وضوح مرقوم ہی انکار کی مطلقًا جگہہ باقی نہین اور جامع خرافات مقطوعہ چونکہ منع للخیر پر مجبول ہوا ہی بہت کچہہ فکر
کرتا ہی کہ کونسا حیلہ پیدا کرے جو اوسکو انکار کی گنجائش ملے بآخر سوا اسکے اور کچہہ نہ سوجہا کہ اوسی خبیثہ مذکورہ کے سے
اعذار واہیہ پیش کردیے بہلا وہ علمای فحول کے روبرو لائق اصغا ہوسکتے ہین وسیجئی تفصیلہ انشاء اللہ تعالے
کید ہفتم یہہ کہ تمام علمای اہل سنت کو جامع خرافات مقطوعہ کسی مقام پر عوام کالانعام کے ساتھہ تعبیر کر گیا ہی
اور کہین علمائی شیطانی ونفسانی ودنیاوی کا خطاب دے گیا ہی اور اپنی نفس کو عالم ربانی وحقانی لکھکر
نقارہ انا خیر منہم کا بجا دیا ہی اور بکمال سفاہت یہہ نہ سمجہا کہ مین جو تمام فضلای متقدمین وعلمای متاخرین
عرب وعجم کو علمائی شیطانی ونفسانی لکھتا ہون اسکا انجام کیا ہوگا اور یہہ تکبر اور غرور اور یہہ گستاخی اور بیباکی کہانتک
پہونچائیگی پندنامہ سعدی علیہ الرحمہ بہی جو فارسی کی پہلی کتاب ہی اطفال وبستان کو یاد رہتی ہی بلکہ اکثر دہقانون
اور گنوارونکو بہی اوسکے اشعار محفوظ ہوتے ہین اس مدعی انا خیر نے نہین پڑہی کہ اوسمین فرماتے ہین ؎
تکبر عزازیل را خوار کرد + بزندان لعنت گرفتار کرد + ظاہر اسکا جواب یہہ دیگا کہ ہمنے تو یون لکہا ہی کہ جو علما مولد
وقیام کو مستحسن جانتے ہین اور اس بارے مین رسائل تالیف کرتے ہین اور اسکے استحسان کا فتوی دیتے ہین
اور اسکے عامل یا مجوز ہین وہ عوام کالانعام ہین یا علمائی نفسانی وشیطانی ہین اور جو کہ مانعین ہین وہ عالم ربانی
وحقانی ہین اس سے یہہ کہان ثابت ہوا کہ تمام علمای اہل تسنن عوام کالانعام ہین یا عالم شیطانی ونفسانی ہین اور
تنہا ہم عالم ربانی وحقانی ہین فقط اب ہم اہل حق اسکے جواب الجواب مین کہتے ہین کہ تمام علمای اہل سنت ما نحن فیہ
کے مجوز ہین تو بموجب تمہارے قول کے عوام کالانعام یا علمای شیطانی قرار پائے اور زمانہ ماضی مین اگر ایک دو
مانع بہی گذرے تو قطع نظر اس سے کہ النادر کالمعدوم معلوم ہی اونکے منع کی بہی ایک وجہ خاص تہی کہ
وہ تمہاری سمجہہ مین نہین آئی اور اس زمانہ مین تو سوائے تمہارے حزب قلیل کے کوئی مانع نہین ہی سوتم عالم
ربانی وحقانی ہوئے اور عارف باللہ مولانا شاہ سلامت اللہ اور عالم ربانی مولانا شاہ احمد سعید مجددی نقشبندی
اور مولانا کرامت علی صاحب جونپوری ومولانا محمد شاہ صاحب دہلوی اور فاضل حقانی مولانا عبد الغنی محدث مہاجر مدنی

اور ہزارون علمای حقانی مستحسن اور مجوز اس عمل خیر کی گذری کہ اون سبکے اسمای گرامی لکھنے کیواسطے ایک دفتر
چاہیے درکار ہی قدس اللہ اسرارھم و افاض علینا من فیوضھم و برکاتھم اور اب جو بزرگان
دین کہ بقید حیات ہین مولوی عبدالرزاق صاحب و مولوی محمد نعیم صاحب لکھنوی و مولوی شاہ محمد اکبر صاحب
کاکوروی و مولوی محمد گل صاحب خالص پوری و مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری و مولوی عبدالغفار
صاحب لکھنوی و مولوی محمد علی صاحب کانپوری و مولوی محمد سکندر خان صاحب خالص پوری و حضرت مولوی
فضل الرحمن صاحب مرادآبادی و مولانا مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری و مولانا مولوی عبدالقادر صاحب
و مولانا مولوی عبیداللہ صاحب بدایونی و مولانا مولوی لطف اللہ صاحب علیگڈہی و مولانا مولوی احمد حسن
صاحب پنجابی و مولانا مولوی عبدالحق صاحب مجددی نقشبندی مہاجر و مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر
و مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری و مولانا مولوی عبدالحق صاحب کانپوری اور خود تمہارے پیر
جناب حاجی امداداللہ صاحب اور سوا انکے ہزارون علمای عرب و عجم بارک اللہ فی اعمارہم مستحسن اور مجوز
اس کار خیر کے موجود ہین سو یہہ سب عوام کالانعام یا علمای شیطانی و نفسانی ٹہرے کبرت کلمۃ تخرج
من افواھھم ان یقولون الا کذبا واقعی اس بیباک نے سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام و علمای
اسلام کثرہم اللہ الی یوم القیام کی جناب اقدس مین ابورافع یہودی کی سی عداوت ظاہر کردی ہداہ اللہ
تعالی او خذلہ کید ہشتم یہہ کہ جب یہ شخص خیال کرتا ہی تو دیکھتا ہی کہ روی زمین پر کوئی عالم علمای سنت و جماعت
سے اپنے ساتھ نہین ہی اس وجہ سے گہبراتا ہی اور چاہتا ہی کہ کسی تدبیر سے کوئی نامی فاضل تو اپنے ہمزبان ہوجاوے
کہ کچہہ سہارا ملے سو اس غرض کے حاصل ہونیکے واسطے خرافات مقطوعہ مین یہ کید چلا ہی کہ جناب مولانا
مولوی رحمۃ اللہ صاحب مہاجر مکہ کی خوش آمد مین نہایت مبالغہ کر گیا باین خیال کہ جب وہ اس مدح سرائی پر
مطلع ہونگے ضرور مافی الخرافات کو قبول و منظور فرماوینگے اور عقائد اور اعمال مین ہمارے شریک ہونگے
اور ہر طرحسے ہماری جانبداری اور اعانت کرینگے اور یہہ بہی یہی تو ہمکو مخالفین کے روبرو کہنے کی گنجائش تو
ملیگی کہ فلان فاضل نامی ہمارے ساتھ بہی اسوقت موجود ہے خاکسار کہتا ہی کہ مولوی صاحب موصوف تو
ایک مرد پختہ جہاندیدہ صاحب علم و عقل و فہم ہین کہ جنہون نے پادری فنڈر کو عاجز اور لاجواب کر دیا وہ تو بہلا
کیونکر اسکے دام فریب مین آتے اس دام مین تو کوئی جاہل بہی جسکو کسیقدر حصہ عقل سے ملا ہی نہین آنیکا
اب حال واقعی سنئے کہ مولوی صاحب ممدوح جب خرافات مقطوعہ متضمنہ عقاید باطلہ و اعمال کاسدہ پر مطلع
ہوئے حمیت اسلامی سے نہایت غیظ مین آئے اور کلمات تشدد بنسبت اوس تالیف اور مولف و ہم مشربان

مولف وآمر طبع کے فرمائے مولانا مولوی عبد الحق صاحب مہاجر ومولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری وغیرہما اسکے شاہد عادل ہین جو چاہے ان بزرگون سے بذریعہ کتابت دریافت کرلے اور خود اونکی تحریر بمضمون مذکور طبع ہو چکی ہے اور دوسری عنقریب شایع ہونے والی ہے ناظرین کے ملاحظہ مین گذرے گی کید نہم یہہ کہ ایک خط حاجی امداد اللہ صاحب کا ان کیا اون نے طبع کرایا اور ظاہر کیا کہ یہہ خط حاجی صاحب کا مولوی نذیر احمد خان رامپوری مدرس مدرسہ طیبہ واقع احمد آباد گجرات کے نام مکہ معظمہ سے آیا ہے اور اوسپر حاشیہ اپنی طرف سے چڑہایا اوس حاشیہ مین الفاظ غیر مہذب نسبت اس خاکسار اور صاحب انوار اور مولوی احمد حسن صاحب پنجابی کے لکہے اوسکی کیفیت یہہ ہے کہ خرافات مقطوعہ جب شایع ہوئی تو اس خاکسار نے ایک خط بنام حاجی صاحب موصوف روانہ کیا تہا مضمون اوسکا یہ تہا کہ صاحبان براہین آپکے مریدان رشید ہین اونکو آپ منع کردین کہ لوگونکو گمراہ نکرین براہین مقطوعہ مین یہ یہ عقائد باطلہ واعمال کاسدہ درج کیے ہین فقط یہہ خلاصہ مضمون خط مذکور ہے بعد چند ماہ کے وہ خط حاجی صاحب کا جسکا ذکر اوپر ہو چکا شایع ہوا اسکی تمہید مین صاحبان براہین نے یہہ بھی لکھا کہ حاجی صاحب نے یہ جواب مولوی نذیر احمد خان کو روانہ کردیا ہے جو چاہے اونسے دریافت کرلے اور خلاصہ مضمون اس خط کا جو معتقدان براہین نے چھپوایا اور شایع کیا یہ کہ براہین قاطعہ مین عقاید حقہ ہین تمہاری سمجھہ مین نہین آئی فقط اور اوسکے حاشیہ مین تو سفاہت اور بلادت وغیرہ بہت سے الفاظ بمضمون المرء یقیس علی نفسہ کی نسبت خاکسار کے لکھی اور جناب مولوی احمد حسن صاحب پنجابی کی نسبت لکھا کہ وہ نہ سمجھے نہ بوجھے رسالہ درباب امتناع کذب باری لکھنے کو بیٹھہ گئے فقط اب سنیئے کہ اوس تمہید مین جوان مکارون نے لکھا کہ حاجی صاحب نے یہ جواب نذیر احمد کو روانہ کردیا ہے اسکے مقابلہ مین تو احقر اسی آیت کی تلاوت پر اکتفا کرتا ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین یعنے وہ جواب میرے پاس نہین آیا اور ان کیا دون کو اوسکی نقل پہونچ گئی یہ طرفہ ماجرا ہے الغرض احقر نے فاضل کامل مولانا مولوی سکندر خان صاحب واصل خالص پوری نزیل بمبئی کو لکھا کہ آپ یہ خط میرا جناب حاجی امداد اللہ صاحب کی خدمت مین کسی اہل علم معتمد علیہ کے ہمراہ روانہ کردین اس خط مین فقط حاجی صاحب سے استفسار اس امر کا کیا تہا کہ یہہ خط جو صاحبان براہین نے آپکے نام سے چھپوایا ہے فی الحقیقت آپکا ہے یا نہین اور آپ اون عقائد کے جو براہین مین مندرج ہین معتقد ہین یا نہین فقط فاضل ممدوح نے وہ خط مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کے ہمراہ مکہ معظمہ کو حاجی صاحب کی خدمت مین روانہ کردیا جناب حاجی صاحب نے اوسکا جواب بسبیل ڈاک بشہر احمد آباد گجرات مدرسہ طیبہ مین میرے پاس ابلاغ فرمایا اوسکا خلاصہ مضمون یہ کہ ایک مدت سے

بوجہ ضعف بصارت مین اپنے ہاتھہ سے خط نہین لکہتا ہون وقت ضرورت کے دوسرے شخص کے ہاتھہ سے لکھوا دیا
کرتا ہون چنانچہ وہ خط بہی جو معتقدان براہین قاطعہ نے چہپوایا ہی مین نے اپنے ہاتھہ سے نہین لکہا کاتب نے
اپنے علم پر اعتماد کر کے مضمون مذکور لکہدیا ہوگا اور براہین قاطعہ مین جو عقاید فاسدہ واعمال کاسدہ مذکور ہین
وہ سراسر میرے عقائد واعمال کے مخالف ہین مین ہرگز اون عقائد واعمال کا معتقد وعامل نہین ہون فقط
صاحبان براہین کے پیر ومرشد کے اس تحریر سے براہین قاطعہ کا خرافات مقطوعہ ہونا واضح ہی کہ اونکے پیر ومرشد اون
عقائد واعمال سے نہایت متنفر ہین اور ہمارا مدعا کہ ہم اوس کتاب کو سراسر غوایت اور اوسکے عقاید فاسدہ واعمال
کاسدہ کو سراپا ضلالت کہتے ہین ثابت ہوگیا والحمد للہ علی ذلک اب رہا یہہ کہ جناب حاجی صاحب نے تحریر
فرمایا کہ وہ خط مین نے اپنے ہاتھہ سے نہین لکہا کاتب نے اپنی سمجہہ کے مطابق لکہدیا ہوگا اس مضمون کی نسبت
خاکسار اپنی زبان سے کچہہ نہین کہتا بوجہ اسکے کہ یہہ احقر کسی مسلم کی نسبت جبتک وہ غیر مشروع کا عامل یا قائل نہو کوئی کلمہ
سبکی کا کہنا یا لکہنا تجویز نہین کرنا جایز نہین رکہتا چہ جائی آنکہ ایک بزرگ کہن سال کی نسبت کوئی سخن اس قسم کا
کہے یا لکہے حفظنا اللہ منہ ہان اس غرض سے کہ برادران دینی کو عبرت اور نصیحت ہو اور مجکو علم اور خبرت ہو
ناظرین ذیعقل کی خدمت مین چند استفسار رکہتا ہے اور وہ استفسار اس قسم کے ہین کہ اونکا جواب اہل علم وعقل تو دیہی دینگے
وہ لوگ جو کہ فقط رتّی عقل کی ہی رکہتے ہین جواب اون استفسارونکا دیسکتے ہین اب خاکسار اسبق سے قطع نظر کرکے
ایک روئداد بیان کرتا ہی بعد ازان وہ استفسارات ناظرین با انصاف کے معرض عرض مین لاویگا امید کہ جواب سے
ممتاز فرماوین پہر جو صاحب عقل کہ از راہ انصاف جواب دینگے انشاء اللہ تعالی یہ فقیر اوسکو اپنا معتمد علیہ اور دستور العمل
گردانیگا اور جانیگا کہ یہہ امر ہر فرد بشر کو اسطرح عمل مین لانا چاہیے اب سنئے وہ روئداد یہ ہی کہ عمرو وبکر نے ملکر
ایک کتاب چہپوائی زید وخالد وحامد وغیرہم نے جب اوس کتاب کو دیکہا تو بہت سے ایسے مسایل اونکو اوس کتاب مین
نظر آئے کہ جن سے لوگ گمراہ ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سبکی اوس سے مفہوم ہو اور ذات بیعیب
پروردگار عالم کی جناب اقدس مین عیب لگتا ہو اور اسلام مورد اعتراض بنتا ہو زید وخالد وحامد وغیرہم چونکہ اہل اسلام
ہین اور اونکے مذہب کے یہ مسایل بالکل مخالف لہذا اونکو بہت ناگوار گذرا اور طابعان کتاب مذکور بہی مسلمان ہین
زید نے بمقتضائی محبت اسلامی چاہا کہ کسی تدبیر سے اہل اسلام گمراہی سے بچین اور صاحبان کتاب بہی ہدایت پاوین
اور براہ راست پر آوین سو یہہ تدبیر اوسکے ذہن مین آئی کہ عمرو وبکر یعنے صاحبان کتاب کے پیر دستگیر مسمے بہ ضامن کو
لکہنا چاہیے کہ آپ اپنے مریدون کو منع کردین کہ ایسے افعال اور اقوال سے باز آوین امید ہی کہ عمرو وبکر اپنے مرشد
کے فرمودہ پر عمل کرینگے یہہ سوچکر زید نے ضامن کو مضمون مذکور لکہہ بہیجا ضامن کے پاس جب یہہ خط زید کا پہونچا

تو ضامن نے اپنے کسی خادم کو حکم کیا کہ اسکا جواب لکھکر عمرو وبکر کو روانہ کردو چنانچہ وہ خادم حکم بجالایا اور زید کے خط
کا جواب عمرو وبکر کے پاس جو زید کے مخالف تھے روانہ کردیا عمرو وبکر نے اوسپر حاشیہ اپنے طرفسے چڑہایا اور اوس حاشیہ
مین بہت سے کلمات ناشایستہ لنسبت زید و خالد و حامد وغیرہ کے لکہے اور اوسکو چہپواکر شایع کیا جب زید اسپر مطلع ہوا
تو ضامن کو اوسنے لکھا کہ حضرت یہ خط جو یہان میرے خط کا جواب مشہور کرکے چہاپا گیا ہی فی الحقیقت آپنے
ابلاغ فرمایا ہی یا نہین اور اوس خط کا مضمون یہ ہی کہ کتاب مذکور مین عقائد حقہ مسطور ہین سو آپ بہی اون عقاید
کے معتقد ہین یا نہین اس بار ضامن نے زید کو جواب بہیجا کہ وہ خط جو چہاپا گیا ہی مین نے اپنی ہاتھ سے نہین لکھا کاتب نے
اپنی قیاس سے لکھدیا ہوگا اور مین اون عقاید کا جو اوس کتاب مین مذکور ہین ہرگز معتقد نہین ہون فقط رویداد تمام ہوئی
اب وقت استفسار ہی سوال یہ کہ زید کے خط کا جواب جو حضرت ضامن نے اوسکے مخالفین کے پاس روانہ فرمایا اور زید کو مطلق
اس سے خبر ہی نہ کی یہ امر دیانت اور تقوی اور اصلاح مین داخل ہے یا انکی اضداد کو شامل ہی یا عقلا کے نزدیک مناسب
یہ تہا کہ زید نے اپنے خط مین اگر بیجا لکھا ہوتا تو عمرو وبکر کو فہمائش کرنی تھی کہ زید نے مجکو یہ مضمون لکھا ہی او بیجا لکھا ہے
تم ایسے حرکات سے باز آو اور زید کو بہی جواب لکھدینا تہا کہ تمہاری تحریر کے مطابق عمرو وبکر کو ہمنے منع کردیا ہی اب چاہین
وہ مانین یا نہ مانین مین اونکے عقاید و اعمال سے بری ہون فقط اور زید نے اگر بیجا لکھا ہوتا تو خود زید کے پاس زید کے
خط کا جواب باین مضمون روانہ کرنا مناسب تہا کہ میان زید تمہاری سمجھہ ناقص ہی عمرو وبکر نے جو کچہہ اوس کتاب مین
لکھا ہی سب حق لکھا ہی تم اب غور کرکے سمجہلو اور اونہی عقائد کے معتقد ہو جاؤ اور اونہی اعمال کے عامل بن جاؤ یہی
صراط مستقیم ہی ورنہ راہ جحیم ہی استفسار ثانی یہ کہ حضرت ضامن نے اوس کاتب کو مضمون بتادیا تہا کہ یہہ لکھو یا یون
ارشاد فرمایا تہا کہ اسکا جواب جو تمہارے دلمین آوے وہ لکہلاؤ درصورت اولی جو کچہہ مامور نے لکھا وہ آمر کا ہوا یا نہین
اگر ہوا تو ضامن کا یہہ کہنا کہ مین نے اپنے ہاتھہ سے نہین لکھا ضامن کو اوس تحریر سے بری الذمہ کریگا یا نہین اگر نہین
کریگا تو حضرت ضامن کا یہہ قول کہ اوس کتاب مین عقائد حقہ مذکور ہین اور دوسرا یہہ قول کہ مین اون عقاید سے
بری ہون اور بیزار ہون ان دونو قولون مین تناقض ہی یا نہین اور صورت ثانیہ کو بہی اہل عقل ملحوظ فرماوین پہر
ضامن صاحب نے اوس خط کو سنکر ابلاغ فرمایا یا بغیر سنے اگر سنکر بہیجا تو تناقض بین القولین المذکورین ثابت ہوگا یا نہین
اور اگر بغیر سنے ارسال کیا تو نادانی مین یہہ امر محسوب ہوگا یا دانائی مین اور اس سے مداہنت فی امور الدین ثابت
ہوگی یا نہین اور چند استفسار اور بہی ملحوظ خاطر ہین برعایت ادب بحضرت ضامن زبان قلم پر نہین لاتا اب
ناظرین با انصاف ارشاد فرماوین کہ دوسرے اہل اسلام بہی یہ روش ضامن صاحب کی اختیار کرین یا نہین غالبا
سب عقلا یہی فرماوینگے کہ نہین اس قدر لکہنے کے بعد خاکسار کو اطلاع ہوئی کہ حضرت ضامن کی جناب عالی

کیطرف بجز رعایت خاطر عمرو وبکر کے دوسری کوئی برائی راجع نہین ہی بلکہ یہہ سب کیا دی وشیادی عمرو وبکر کی ہی ہی
وجہ یہہ ہی کہ زید کا خط بمضمون مذکور جب حضرت ضامن کے پاس پہونچا تو حضرت ضامن نے وہ خط زید کا بجنسہ بغیر جواب کے
عمرو وبکر کے نزدیک روانہ کردیا کہ تمکو اور تمہاری تصنیف کو لوگ اسطرح یاد کرتے ہین ہوشیار ہوجاؤ اور اس قسم کی
حرکات سے باز آؤ عمرو وبکر نے زید کے خط کا جواب اپنی قلم سے لکہا اور ضامن صاحب کیطرف سے آیا ہوا مشہور کیا اور
ضامن صاحبکو بہی لکہدیا کہ آپ سے اگر کوئی استفسار کرے تو کہدیجئیگا اور لکہدیجئیگا کہ ہان وہ جواب مین نے لکہا ہی پہر جب
زید نے دوبارہ حضرت ضامن کو لکہا اور خود اونکے عقاید سے بہی استفسار کیا تو حضرت موصوف نے صاف لکہدیا کہ
فلان فلان عقائد اور اعمال اوس کتاب کے میرے عقاید اور اعمال کے مخالف ہین باقی رہا یہ مضمون کہ وہ جواب جو میرے
طرف سے عمرو وبکر نے چہپوایا ہی وہ جواب ہرگز میرے طرف سے اونکے پاس نہین گیا اور نہ مین اوس جواب سے واقف
ہون تمہارے خط کا جواب اونکے پاس مین کسواسطے روانہ کرتا فقط سو یہہ مضمون حضرت ضامن نے اس سبب سے نہین
لکہا کہ عمرو وبکر کے اس مکاری سے نہایت خواری ہوگی الغرض ناظرین کی خدمت مین التجا ہی کہ حضرت ضامن سے بدظن
نہون عمرو وبکر کو ہی بانیان فساد سمجہین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کچہہ قصور نہ تہا وہ دوسرے شخص کا فتور تہا اس کید کو
خاکسار نے اس کتاب سے علیحدہ مفصلا لکہا ہی لہذا یہان مختصر کہا ان لوگون نے جناب مولوی احمد حسن صاحب کی
نسبت جو نافہمی کا مضمون لکہا ہی عجب نہین کہ اونکے اساتذہ وتلامذہ مین سے کوئی مستعد ہوکر اس گستاخی کا مزہ چکہاوے
کید دہم یہ کہ جب صاحب خرافات نے دیکہا کہ جملہ علمای عرب وکافہ فضلای عجم مولد وقیام کے مجوز ومستحسن ہین تو نہایت
غیظ مین آیا اور اونکی عداوت کا تخم اپنے خانہ دلمین جمایا اور اس فکر مین پڑا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالنی چاہیے کہ اون
سبکی تجویز باطل ہوجاوے سو کوئی تدبیر اوسکے ذہن مین نہ آئی سوا اسکے کہ علمای عرب کی تو پوری پوری ہجو کر گیا
کہ جاہل ہین فاسق ہین کتاب کے خلاف کیا کرتے ہین مخالف نص کی فتوی دیا کرتے ہین اور فضلای عجم بہی لا یعلم ہین
مشرک ہین مبتدع ہین اون سبکی تجویز اور استحسان کا کچہہ اعتبار نہین ہی اور اوسی خرافات مین یہ بہی بک گیا کہ ہمارے سوا
دوسرے کسی کا قول لایق اعتماد کے نہین ہی اب ناظرین اس شخص کی بیہودہ گوئی ملاحظہ فرمایا ین کہ کیا لکہہ گیا مفاد
اوسکا یہ ہوا کہ فقط یہ اکیلا جنتی ہی اور باقی سب جہنم مین جانیوالے ہین نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات
بہلا اس بیباک کے اس زفیر سراپا تزویر کو کوئی عاقل سمع قبول مین جادے سکتا ہی حاشا اور یہہ کلمات لعن
وطعن سب وشتم جو جمیع علمای اسلام کی نسبت لکہہ گیا فاسق بہی کہہ گیا مشرک بہی ثابت کر گیا جاہل بہی بول گیا
اسکی سزا کچہہ تو اس شخص کو فی الحال ملی ہی اور اگر تائب نہوا تو پوری پوری جزا فی الاستقبال ملیگی انشاء اللہ تعالے
کید یازدہم یہہ کہ خرافات مقطوعہ کا کوئی صفحہ باقی نہین ہی جسمین صاحب انوار کو خصوصا اور جمیع علمای

اسلام

اسلام کو عموما دشنام سے یاد نہ کیا ہوا اور نافہم اور نادان اور جاہل اور بد دیانت اور شوخ چشم اور بیشرم اور بے ایمان
وغیرہ الفاظ اونکی نسبت نہ لکھے ہون یعنے صاحب انوار نے جو اقوال نقل کئے ہین وہ علمای ربانین اسلام کے کلام سے
اخذ کر کے نقل کئے ہین تو صاحب انوار کے نسبت جب وہ کلمات دشنام اس ناعاقبت اندیش نے لکھے تو گویا اون
سب بزرگان دین کی نسبت قرار پائے اس شخص نے یہ کتاب علمای اسلام کی ہجو مین تالیف کی ہی اور عوام کو فریب
دیا ہی کہ اظہار حق کیواسطے لکھی ہی سبحان اللہ اظہار حق کا نام اور اظہار باطل کا کام اگر غور کرو تو اس خرافات مین
نہ فقط ہجو علمائی اسلام ہی بلکہ عداوت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام و تہمت خالق انام ذو الجلال والاکرام بہی
بہت کچہ موجود ہی پہر جو شخص ذات بے عیب کو عیب لگانے سے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین گستاخی
سے باز نرہا تو اوسکو علمای اسلام کے دشنام سے کیا خوف ہوگا معاذ اللہ منہا اور باعث ان سب خرافات کا جامع
معلوم کی جہالت ہوئی ہی مولانا سعدی علیہ الرحمہ نے سچ فرمایا ہی ؎ ز جاہل نیاید جز افعال بد + وز و نشنود
کس جز اقوال بد + کید دوازدہم یہ کہ عوام کو فریب دیتا ہی کہ صاحب انوار نے جو مولد و قیام و درود و سلام کا
استحسان ثابت کیا تو اوسنے ان امور خیر کے مانعین کو فی زماننا وہ دو چار شخص ہین سوا اونکو جامع معلوم
ولی اللہ کا خطاب دیکر کہتا ہی کہ صاحب انوار نے اون مانعین سے عداوت رکہی اور مانعین کے ساتھ عداوت
رکہنی گویا خدا کے ساتھ لڑائی کرنی ہی صاحبو ذرا غور فرماؤ کہ جامع براہین نے جو تمام علما و فضلا و اصفیا و اتقیائی
امت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم و اولیای خدای ذی الکبریا جل جلالہ و عم نوالہ کو ہدف سہام ملام بنایا اور جاہل اور نادان
اور نافہم وغیرہ کلمات دشنام کے ساتھ یاد کیا اور فاسق اور مشرک اور مبتدع قرار دیا من عادی لی ولیا فقد
اذنتہ بالحرب کا مورد ہی یا صاحب انوار کہ اوسنے بکمال ملاطفت مناعین للخیر کو سمجہایا کہ سواد اعظم کی مخالفت
اچھی نہین ہی اور مولوی رشید احمد صاحب کی عبارت مین جو رکاکت تہی اوسکو واضح کر کے اونکو بری کر دیا کہ یہہ
عبارت اونکی نہین معلوم ہوتی ہی اس تہذیب اور اخلاق والا اس حدیث قدسی کا مصداق ہو سکتا ہی حاشا و کلا بلکہ
وہی مفسّق اطہار و مکفر اخیار و مجہل اخبار و مغفل ابرار و محقر رسول مختار و متہم خدای غفار اوس حدیث کا مورد
اور مصداق ہے والعیاذ باللہ منہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون کید سیزدہم
یہ کہ جامع خرافات عوام کو دہوکا دینے کیواسطے لکہتا ہی کہ صاحب انوار نے انوار ساطعہ مین منکرین مولد و
قیام کو سب و شتم سے یاد کیا ہی جن لوگون نے انوار ساطعہ کو دیکہا ہی اور اسکے خرافات کو بہی ملاحظہ فرمایا ہی
وہ لوگ تو جان ہی گئے ہین کہ معاملہ بالعکس ہے اور جن بزرگون نے دونون مین سے کسیکا مطالعہ نہین کیا
وہ اس کتاب سے معلوم کرینگے اصل یہہ ہی کہ صاحب انوار نے جو نہایت نرمی سے مناعین للخیر کے ساتھ گفتگو کی ہی

اور حال یہہ ہی کہ ؎ چو باسفلہ گوئی بہ لطف وخوشی + فزون گردش کبر وگردن کشی + مخدوم سعدی علیہ الرحمہ
تجربہ کر کے فرما گئے ہین سو وہی ظہور مین آیا کہ صاحب انوار کے کلام لطف التیام سے منکرین کا کبر وغرور افزون
ہو گیا کہ تمام علمای راسخین اور اولیای کاملین کو گالیان دینے لگے اور صاحب الانوار کے اوس اکرام اور احترام کا نام
دشنام رکھا اور یہہ بھی سبب ہی کہ صاحب الانوار نے چونکہ اونکو بہت نصیحت کی ہی کہ تم یہ عقیدہ نہ رکھو کہ فاسد ہی اور یہ سخن
نہ کہو کہ کاسد ہے اس دلیل سے اوسکا فساد ظاہر ہی اور اس برہان سے اسکا کساد باہر ہی تمہارے اس قول سی تفسیق
ابرار ہو گی اور اس سخن سے تکفیر اخیار لازم آئیگی سو اس تنبیہ اور تحذیر کا نام جامع خرافات نے دشنام رکھا
اور خود جو تمام علمای عرب وعجم اور اولیای خالق عالم کو جاہل اور سفیہ لکھہ گیا اور فاسق ومشرک قرار دیگیا سو یہ
تجہیل احبار اور تضلیل اخیار جامع خرافات کے نزدیک تہذیب اور ادب مین داخل ہوئی یہہ وہی مثل ہی کہ کوئی
نابکار خانہ پروردگار مین بکار ناگفتنی مشغول تہا کسی مرد ثقہ نے اوسکو دیکھکر کہا کہ اے کمبخت تھو ہی مسجد اور یہہ
کام اوس بدکار نے جواب دیا کہ اے بے ادب اور بد تہذیب مسجد مین تھوکتا ہی اور میری نسبت خلاف تہذیب
الفاظ بولتا ہی اگر بکار خود مشغول نہوتا تو تجکو بتاتا مسجد مین حرام کاری نعوذ باللہ منہ تو اوسکے نزدیک
ادب اور تہذیب مین داخل تہی اور اوس قایل کا قول کہ اے کمبخت تھو ہی بے ادبی اور بد تہذیبی مین داخل ہوا
ویسے ہی تفسیق ابرار جہان اور تجہیل علمای دوران تو جامع خرافات مقطوع اور اوسکے ہم مشربون کے نزدیک
ادب اور تہذیب ہی اور صاحب انوار کے تنبیہ مذکور اور تحذیر مسطور سب وشتم نام رکھے گئے اور لعن وطعن مین
محسوب ہوئے اس سے ناظرین معلوم کرلین کہ یہہ شخص کتنا بڑا مہذب اور مودب ہی مجکو خوف اسکا ہی کہ مولوی
محمد قاسم صاحب مرحوم نے جو دیوبند کے مدرسہ کے تعمیر فرمائی اہل اسلام کو علم دین کی راہ بتائی کہین یہہ شخص
نافہمی سے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ ظاہر کرتے کرتے اوسکو درہم وبرہم نہ کر ڈالے یعنے جب لوگونکو
معلوم ہو گا کہ وہانکے تعلیم عقائد واعمال جملہ علمای سنت وجماعت ساکنان عرب وقاطنان عجم کے عقاید واعمال کے
مخالف ہوتی ہی سب متنفر ہو جاوینگے اور ہر چند کہ وبال اوسکا تنہا اسیکے گردن پر آویگا لیکن اہل اخلاص کو
چاہیئے کہ اسکو منع کرین اور کہین کہ بہائی تو گہر مین اپنے خاموش بیٹھا رہ علما کے مقابلہ مین دخل در معقولات
کیون کرتا ہی اس سے ہمارا مدرسہ بدنام ہوتا ہی ابہی تو ایک شخص نے علمای سنت وجماعت مین سے تیری خرافات پر
اطلاع پاکر اسقدر لیاقت تیری ظاہر کی ہی جب دوسرے علما کو اطلاع ہو گی تو وہ اور زیادہ تیری بزرگی ظاہر کرینگے
اور ابہی تک خیر ہی کہ نذیر احمد نے تجکو در پردہ ہی رکہا ہی آیندہ ایسا نہو کہ علمای سنت وجماعت چہار طرف سے متوجہ
ہو جاوین اور تیرے نام اور مقام کی پوری تصریح کر کے دہجیان اوڑادین لہذا مصلحت یہی ہے

ﺳﮧ زعلم بے خبری اے عزیز من مخروش + رموز غامضۂ علم عالمان دانند + فقط طرفہ یہہ ہی کہ اس شخص نے
اپنے پیر دستگیر جناب حاجی صاحب کو بھی اغوای عوام و دشنام دہی علمای اسلام کے سبب سے اپنی ساتھہ ہدف سہام
ملام بنایا اور زیادہ بدنام کرنا چاہاتہا لیکن وہ تو آخر شیخ پختہ کار دیدۂ انقلاب روزگار تہے صاف اسکے دام فریب سے
نکل گئے اور فرمانے لگے کہ مین ہرگز اسکے عقائد فاسدہ کا معتقد نہین ہون اور نہ اوسکے اعمال کاسدہ کا عامل
ہون دلمین اپنے فرماتے ہونگے کہ مین تو جانتا تہا کہ اس سے اپنی نیکنامی متصور ہی یہہ معاملہ برعکس کیسے ہو گیا
اسکے دلمین کیا سمائی جو علمائی مکہ معظمہ کو جاہل اور فاسق کہنے لگا اور فضلای ہند کو سفاہت اور جہالت کی ساتھہ
منسوب کرنے لگا ہر ورعالم کو اپنا بڑا بہائی بولنے لگا گہر کو ساتھہ حجر کے تولنے لگا ذات باری کو عیب لگانے لگا
راگ انا خیو،، گانے لگا اور فی الحقیقت حاجی صاحب موصوف کا یہہ فرمودہ بجا ہی اور دوسرے بہی تو آخر
حاجی صاحب کے بہت سے مرید ہین عالم بہی ہین فاضل بہی ہین عامل بہی ہین سوا اسکے کسی نے اونمین سے یہ راہ پرخطر
آگے نہ لی گروہ منصور جمہور کے قدم بقدم چلے جاتے ہین پہر کیسے حاجی صاحب کے قلب انور پر اس شخص کیطرف سے
کدورت نہ آئیگی یہ تو بدنام کنندۂ نکونامی چند کا مصداق بن گیا قبل طبع براہین مقطوعہ کی یہ خاکسار بہی اس شخص کو
صالح جانتا تہا جب اس دفتر خرافات کو دیکہا کہ تمام علمای اسلام کی ہجو کر گیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب اقدس
مین بے ادبی کر گیا ذات باری تعالیٰ کے ساتھہ عیب لگا گیا العیاذ باللہ بدن کے رونگٹے کہڑے ہو گئے حمیت
اسلامی کا جوش آگیا دل نے کہا کہ علمائی اسلام اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خالق انام کی جناب اقدس سے
اسکو دفع کر اور خدا اور رسول کی محبت مین کلفت کو راحت سمجہہ اور علمای اسلام کے ناصرین مین شامل ہو اور اسلام کو
اعتراض کفار سے بچا اور اوسکو تنبہ کر باین خیال خاکسار نے بدرجہ ناچاری نیزۂ قلم اوٹہایا ورنہ احقر اوسکی طرف
التفات بہی نہ کرتا خود اپنے اشتغال ضروریہ سے فرصت کہان جو کوئی تعلیم بہائم مین صرف اوقات کرے کید چہار دہم
یہ کہ صاحب انوار نے جہان نصوص قطعیہ قرآن و حدیث سے استدلال کیا صاحب خرافات نے وہان تاویلات
باردہ بعیدہ اس قسم کے کہ اطفال ابجد خوان اون تاویلات پر خندہ کرتے ہین پیش کر دے اور جہان کتب فقہ و اصول و کلام
و تصوف و سیر و تفسیر وغیرہ سے اپنا مدعا ثابت کیا وہان بعض مقام پر تو یہہ لکہہ گیا کہ یہہ روایات ضعیفہ و مرجوحہ لائق اعتماد
کے نہین ہو سکتی اور کہین یون بول گیا کہ یہہ اقوال نصوص کے مخالف ہین اور خود صاحب خرافات کا حال یہہ ہے کہ
نص کو فص جانتا ہی اور فص کو نص پہر اس لیاقت پر تمام علمای اسلام کی تکفیر و تحقیر و تجہیل و تضلیل پر مستعد ہوا ہے
العیاذ باللہ اور جہان صاحب انوار نے علمای راسخین کے اقوال و فتاوی نقل کئی کہ دیکہو یہ علمائی ربانیین عرب و عجم ما نحن فیہ
کے مثبت اور ہمارے ہمزبان ہین یہان صاحب انوار کیطرف اشارہ کر کے یون بڑ ہانکتا ہے کہ اس شخص کو نص سے تو

اثبات مدعا آتاہی نہین ہے عاجز ہوکر یہہ کہدیتا ہی کہ فلان عالم کا یہ قول ہی اور فلان فاضل یہ کرتے تھے اور یہہ نہین
سمجھتا کہ تمام دنیا کے عالمون کا قول جب نص کے مخالف ہو تو مردود ہوجاتا ہی اور اقوال مذکورہ کے قائل تو فلان
فلان جاہل ہین اور فتاوی مسطورہ کے مفتی تو فلان فلان فاسق ہین اور ہمنے تو نص سے اپنا مدعا ثابت کردکھایا
پھر ہمکو مردم شماری سے کیا غرض ہی انتہی یہ خلاصہ ہے جامع خرافات کے کلام نافرجام کا کاتب الحروف کہتا ہی کہ اس مجہل اجہار
اور مفسق اخیار کو اسقدر بھی وقوف نہین ہی کہ تمام دنیا کے عالمون کا قول نص کے مخالف ہوہی نہین سکتا حدیث ان اللہ
لایجمع امتی علی ضلالۃ اس مدعا کی مثبت ہی اور اقوال مذکورہ کے قائل وہ علمای ربانی و فضلائی حقانی ہین کہ اونکا ادنی
شاگرد اسکو چالیس برس پڑہا سکتا ہی اور اوس شاگرد کے روبرو اسکی زبان ہی نہین کہل سکیگی اور فرض کیا اگر اون قائلین
مین سے دو ایک کم علم اور بلباس اہل دنیا بھی ہون تو کیا حرج ہی سلک مروارید بیش قیمت مین رشتہ کم قیمت آخر ہوتا ہے
ہے تو جو اس شخص کیطرح عقل کا پورا ہوگا وہ مجموع سلک مروارید کو رشتہ کے سبب سے کم قیمت کہیگا اس شخص کی دانشمندی
لایق غور ہے اور مفتیان اتقیا کو جو یہ شخص فاسق کہہ گیا ہی سو یہہ قول المرء یقیس علی نفسہ کیوجہ سے ہی اور
اور اسکا یہ قول کہ ہمنے اپنا مدعا نص سے ثابت کردکھایا ہی اسکا حال بعون اللہ سبحانہ آگے معلوم ہوا جاتا ہے اور
کوئی عالم علمائے محققین اہل تسنن مین سے اسکے ہمزبان نہین ہی مردم شماری یہہ شخص کیا کریگا اور جنکو یہ شخص
اپنا ہم مشرب سمجھا ہی جاشا کہ وہ اسکے ہم مشرب ہون اونکے مطلب اور مدعا کو نہین سمجھا اس سبب سے اونکو اپنا
ہم مشرب تصور کیا ہوگا اور جنکا کلام کہ بظاہر اسکا معین بھی ہوگا وہ بھی معدود ہونگے جمہور غیر محصور کے مقابلہ مین
بالفرض اگر اونکا کلام نفس الامر مین بھی اسکا معاون ہوگا تو نامقبول رہیگا حدیث اتبعوا السواد الاعظم
کی شرح مین علامہ قاری علیہ رحمۃ الباری نے کہا یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین
انتہی چہ جای آنکہ ما نحن فیہ کے مجوز اکثر علماء و اتقیا ہون علمای محققین نے جو اس حدیث کے معنے لکھے وہ
قابل قبول ہونگے یا جامع خرافات کے گھر کے تراشے ہوئے معنے لایق اصغا ہوسکتے ہین یہان ایک حکایت
مولانا مولوی محمد سکندر خان صاحب واصل خالص پوری سے مین نے سنی تھی یاد آئی کہ ایک مولوی اور
دوسرا تارک الصلوٰۃ کسی سفر مین ہم طریق ہوئے جب وقت نماز کا آیا مولوی صاحب نے وضو کرکے نماز شروع کی
بعد از فراغ دیکھا کہ رفیق مذکور بیٹھا ہوا حقہ پی رہا ہی مولوی صاحب نے کہا کہ آپ نماز نہین پڑھتے ہین رفیق نے
جواب دیا کہ ابتداء آپ نماز کی تعریف تو بیان کیجئے کہ کیا شے ہی مولوی صاحب نے کہا کہ یہہ عبادت بارکان
مخصوصہ جو مین نے ادا کی اسی کا نام نماز ہے رفیق نے جواب دیا کہ سبحان اللہ اس اوٹھا بیٹھی کا نام آپنے
نماز رکھا ہی اسکی فرضیت آپ کسی نص سے ثابت کرسکتے ہین مولوی صاحب نے کہا کہ ہنوز آپکو اس عبادت کی

فرضیت ہی کا علم نہین ہی قرآن شریف مین مواضع متعددہ اقیموا الصلوٰۃ وارد ہی آپنے نہین پڑہا رفیق نے
کہا کہ واہ واہ حضرت اسکا مطلب آپ بالکل نہین سمجھے اب ہمسے سنئے کہ صلوۃ ایک پہاڑی لکڑی کا نام ہے کہ
آپ نے شاید وہ نہین دیکہی وہ لکڑی کجدار ہوتی ہی اوسکے سیدہا کرنے کیواسطے اس آیۂ شریفہ مین ارشاد ہوا ہی
اقامت بمعنے راست کردن ہی عرب بولا کرتے ہین اَقَامَ العودَ یعنے سیدہا کیا اوسنے لکڑی کو عود بھی عربی
مین لکڑی کو کہتے ہین اقیموا الصلوۃ یعنے چوب مذکور کو تم سیدہا کرو کہ گہر کے کام مین لانیکے لایق ہوجاوے
اس آیۂ شریفہ مین تدبیر منازل کی تعلیم فرمائی گئی ہی اور تدبیر منازل ایک قسم ہی اقسام ثلثہ حکمت عملیہ سے
اور یہہ آپکی فہم کی خطا ہی جو آپ صلوٰۃ کے معنے اس اوٹھا بیٹھی کے سمجھے ہین مولوی صاحب نے کہا کہ مفسرین
اور محدثین اور فقہا اور اہل لغت نے صلوٰۃ کے معنے یہان اوسی عبادت کے لکھے ہین جو مشتمل ہی رکوع و سجود
قیام و قعود پر رفیق نے کہا کہ آپ زید و عمرو و بکر و خالد وغیرہ کا نام نہ لیجئے نفس نص سے اپنا مدعا ثابت
کیجئے یہ آیت تو ہرگز آپکے مدعا کی مثبت نہین ہوسکتی مولویصاحب نے ناچار ہوکر دوسری آیۃ پڑھی
حافظوا علی الصلواۃ والصلوۃ الوسطیٰ رفیق نے کہا کہ اس آیۃ سے تو ہمارا مدعای مذکور
ثابت ہوتا ہی نہ آپکا مقصود مسطور یعنے یہان بصیغہ جمع صلوات ارشاد فرمایا ہی مطلب یہ ہی کہ جب
لکڑیان بہت ہون تو اونکی محافظت کرو کہ چور نہ لے جاسکے اور بیچ والی لکڑی کہ عمدہ ہوتی ہی اوسکی
تاکیداً تخصیص فرمائی اور یہہ تو ظاہر ہی کہ اسباب اور متاع کی محافظت کیجاتی ہی کہ اوسکے واسطے
خوف ہوتا ہی کہ کوئی اوٹھا نہ لیجاوے اور یہہ بھی واضح ہی کہ لکڑیان مایہ اور متاع مین داخل ہین
و لہذا اونکی خرید و فروخت جاری ہی بخلاف تمہارے اس اوٹھا بیٹھی کے کہ اوسکو کوئی اوٹھا نہین
لیجاسکتا اور نہ اوسکو لیجاکر کوئی کہین فروخت کرسکتا ہی اوسکی محافظت کیا ہوگی مولوی صاحب نے بہت کچھ
یہان محافظت فرمانیکی وجہ اور وہان اقامت کے آنیکا سبب بیان کیا رفیق نے لانسلم کی سپر آگے
کردی واقعی لانسلم کی وہ سپر ہی کہ مسایل اور دلائل اور کتب اور رسائل کی تیغ و شمشیر سے نہین کٹتی
ہے اور نہ ٹوٹتی ہی اسکے توڑنے کیواسطے تو یہی ڈنڈا ہی جسکو کسی مرد جنگ آزمودہ نے پنجابی زبان
مین نظم فرمایا ہی جسکا حاصل یہہ ہی کہ آسمان سے آئین چار کتابین اور پانچوان آیا ڈنڈا الغرض
مولوی صاحب کی تیغ دلیل جب اوس سپر کو نہ کاٹ سکی اور اوس ڈنڈے سے کام نہ لیا جو کام
حاصل ہوتا بمضمون شعر صائب ؎ کام دل نہ توان گرفتن از جہان بے روی سخت +
آتش آوردن برون از سنگ کارِ آہن ست + مولوی صاحب کی صفیر اوس خر کی زفیر میں پست رہگئی

باآخر فرمانے لگے کہ دیکھو فلان اور فلان عالم عبادت مذکورہ ادا کرتے چلے آئے اور اوسکی فرضیت کے قائل رہے اور فلان اور فلان متقی فی الحال بھی اسکو ادا کرتے ہین اور اوسکی فرضیت اور وجوب کے مثبت ہین تارک الصلوٰۃ نے کہا وہ لوگ جنکو تو عالم قرار دیتا ہی سبکے سب جاہل اور فاسق تھے اور اس زمانہ کے لوگ بھی علی ہذا القیاس ہین اسی قول سے جہالت اونکی معلوم ہوگئی اور نص کے مخالف کسیکا قول اور فعل لایق اعتماد کے نہین ہی اور تجکو نص سے تو اثبات مدعا آتا ہی نہین ہی فقط یہی کہدیا کرتا ہی کہ فلان اور فلان یہ کرتے ہین اور فلان اور فلان یہ کہتے ہین یہ تو عین دلیل تیرے عجز کی ہی اثبات مدعا سے اور ہمنے تو نص سے اپنے مدعا کا اثبات کردیا ہی پھر ہمکو فلان اور فلان عالم اور فلان اور فلان متقی کے قول وفعل سے سند پکڑنیکی کیا ضرورت ہی انتہی خاکسار کہتا ہی کہ سبحان اللہ کیا خوب اس تارک الصلوٰۃ نے نص اقیموا الصلوٰۃ سے اپنا مدعا ثابت کیا ہی پس جیسا کہ اوس تارک الصلوٰۃ بمعنے ترک کنندہ نماز نے اپنا مدعای معلوم بتاویلات معلومہ نص سے ثابت کیا تہا اور اوس مولوی سے بالفاظ مذکورہ خطاب کیا تھا ویسا ہی اس جامع خرافات مقطوعہ تارک الصلوٰۃ بمعنے ترک کنندہ ورود نے اپنا مدعای مفہوم بتاویلات علیلہ نص سے اثبات کو پہونچایا ہی اور صاحب انوار کو بہ کلمات ناشایستہ جواب دیا ہی شاباش ہی اوس تارک الصلوٰۃ کو اور آفرین ہی اس تارک الصلوٰۃ کو العیاذ باللہ تعالیٰ من شرور افواہہما

کید پانزدہم

یہ کہ صاحب انوار نے جہلای بالغین اور سفہای منکرین کو بہت جگہہ اونکے اغلاط فاحشہ لفظیہ اور اسقام قبیحہ لغویہ پر اطلاع دی اور جیسا کہ استاد شاگرد بلید کو غلط پڑہتے وقت تعلیم دیتا ہی کہ اے بیوقوف لفظ تو پہلے صحیح پڑہ بعد کو معنے کر اور مطلب پوچھ بغیر تصحیح الفاظ کے معنے تو کیا کریگا اور مطلب تو کیا سمجھیگا ہمیشہ کودن رہیگا جس اہل علم کے روبرو بات کریگا یا عبارت پڑہیگا یا لکھیگا جہالت تیری اوس اہل علم پر منکشف ہوجاویگی کیونکہ علم وجہل انسان کا ایک ہی لفظ سے معلوم ہوجاتا ہی قصہ شیخ علی حزین تو نے نہین سنا اس طرح پر منکرین کو صاحب انوار نے پڑہایا اور سمجہایا اسکا حال سنئے کہ اس تعلیم کی جزا اونہون نے یہ دی کہ گالیون سے پیش آئے اور اپنے اغلاط کا عذر بدتر از گناہ یہ کیا کہ وہ اغلاط کثیرہ ہمارے نہین ہین اہل مطبع کی ہین واہ کیا خوب عذر کیا حالانکہ جہان کتاب مین غلطی ہوجاتی ہی وہ غلطی خود بزبان حال بول اوٹھتی ہے کہ کاتب سے ہی یا اہل مطبع سے ہی یا مصنف سے ہی اہل عقل پہچان لیتے ہین کہ یہہ غلطی اوسکی ہی نہ اسکی یا اسکی ہی نہ اوسکی اہل مطبع کے اغلاط اور قسم کے ہوتے ہین اور مصنف کی دوسری قسم کے بہلا اسنے جو یہ کہا کہ اغلاط اہل مطبع کے ہین عقلا کیا اسکے فریب مین آکر اسکے اغلاط اہل مطبع کے سر

تھوپ سکتے ہین حاشا چور تو یہی کہتا ہی کہ یہہ چوری مین نے نہین کی بلکہ دوسرے کا نام بتاتا ہی عقلمند
تحقیق کرکے معلوم کرلیتے ہین کہ یہہ کام اسکا ہی نہ اوسکا یا اوسکا ہی نہ اسکا چنانچہ منکرین نے جہان
جہان غلطی کی وہ صاف اہل دانش پر واضح ہوگئی کہ خود جہلای مولفین کی ہی ہی اور بعض جا جامع
خرافات تسلیم بھی کرگیا لیکن وہان یہ جواب دیا کہ محصلین اغلاط لفظیہ کیطرف التفات نہین کرتے ہین اس
شخص کو اس قدر بھی تمیز نہین کہ جب اس سے الفاظ ہی کی تصحیح نہین ہوسکتی تو محصل اور عالم کیونکر
قرار پایا یہ چند جہلا نہ الفاظ کو جانتے ہین نہ معانی کو پہچانتے ہین نہ مطالب کو جانتے ہین عالم ہونیکا
دعوی رکھتے ہین اس جامع خرافات کو دیکھیے کہ خرافات مقطوعہ مین اسقدر اغلاط لفظیہ و معنویہ بھرے
ہین کہ اگر کوئی اوسکو طومار اغلاط کہے تو بجا ہی اردو کا محاورہ ایسا کہ باشندگان دہلی و لکھنؤ تو درکنار بعض دہقین
بھی اوس زبان سے شرماتے ہین مذکر کو مونث بول گیا ہی اور مونث کو مذکر کہہ گیا ہی جمع کو مفرد اور مفرد کو
جمع بکتا چلا گیا ہی اور تعقید لفظی و معنوی اسقدر کہ مراد کو الفاظ سے کچھہ مناسبت ہی نہین اور عربی و فارسی الفاظ
جو لوگون سے سنی سنائی زبان قلم پر لایا ہی وہ ایسے کہ اگر تمام کتب صرفیہ و نحویہ و لغویہ مین تلاش کرو کہین
پتہ نہ ملے اور طرفہ یہ کہ اپنے ذہن مین اونکو صحیح سمجھا ہی ورنہ کیون لکھتا کاتب الحروف نے چاہا تہا کہ اغلاط
لفظیہ پر بھی اوسکو مطلع کرے اور سبکو جمع کرکے ایک انبار لگا دے لیکن جامع خرافات کو اوس سے فائدہ حاصل
ہونا مظنون نہوا کہ بوڑھے طوطے کو کتنا ہی پڑہاؤ وہ ٹین ٹین ہی کرتا رہتا ہی لہذا ترک کیا اور نفس مطلب ہی سے
غرض رکھی اور کاتب الحروف کا مولد اگرچہ شہر مصطفے آباد عرف رامپور ہے لیکن زمانہ طفلی سے علمای
دہلی کیخدمت فیضدرجت مین حاضر ہوکر تحصیل علوم مین سالہای فراوان مشغول رہا اور اسی شہر فرخندہ بنیاد کو اپنا وطن
بنالیا اور یہہ شہر توصیف سے مستغنی اردوی معلی یہانکی شہرہ آفاق ہی ارادہ کیا تھا کہ اس کتابکو موافق محاورہ
اہل دہلی کے لکھون لیکن دل نے کہا کہ یہ کیا خیال ہی تو خطاب کس سے کرتا ہی اور جواب کسکو دیتا ہی بھینس کے آگے بین نہ بجا
بزرگے روبرو شافیہ نہ پڑہ مخاطب کون ہی تیری زبان نہ سمجھیگا محنت رائیگان جائیگی مخاطب کے زبان مین مخاطب کو
سمجھا ہر شخص کی تعلیم اوسکے لہجہ مین خوب ہوتی ہی اوسکے محاورہ مین مرغوب ہوتی ہی مضامین علمیہ بیان نکر جواہر معانی
ارزان نکر ترکیب نحو و تعلیل صرف نکر بے سود اپنی عمر صرف نکر کلموا الناس علی قدر عقولهم پر نظر رکھہ ناچار اس خاکسار نے بتکلف
لہجہ صاحب اہین اختیار کیا ناظرین کو اگر کہین عبارت کی غیر مربوطی معلوم ہو کاتب الحروف کو معذور رکھین کہ زبان غیر معتادین
گفتگو بتصنع ہوا کرتی ہی مطالب کے طالب رہین اور مقاصد کے قاصد وہا انا اشرع فی المقصود
بعون اللہ الودود

قال صاحب الانوار الساطعہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عز اسمہ جسکی شان عالی یہہ ہے
من اصدق من اللہ حدیثا اوسکو امکان کذب کا دہبہ لگاتا ہے تمام ہوا کلام صاحب انوار کا
اب اس کلام کی رد مین جو براہین قاطعہ مین لکہا ہے وہ حرفاً حرفاً بجنسہ لکہا جاتا ہے **قال**
جامع البراہین القاطعہ صہ۳ سہ۹ - امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہین نکالا بلکہ قدما
مین اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہین چنانچہ ردمحتار مین ہے - ہل یجوز
الخلف فی الوعید فظاہر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ
لانہ لا یعد نقصا بل جودا و کرما الخ ایسا ہی دیگر کتب مین لکہا ہے پس اسپر طعن کرنا مولف کا
پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے - ہان حقتعالی کو اپنے مخلوق کی
مثل پیدا کرنے پر قادر نہونا آجتک کسی اہل علم نے نہ کہا تہا جیسا اس سیزدہم صدی کے مبتدعین نے
کہا ہے اور عجز قادر مطلق کی مقر ہوئی اور ان اللہ علی کل شئ قدیر کے خلاف عقیدہ
ٹہرایا اسپر مولف کو افسوس وعبرت نہوئی پس یہ ماجرا قابل دید ہے کہ تمام امت کے خلاف حقتعالے
کی عجز پر عقیدہ ٹہرانا تو مولف کی پیشوایان کا دین ہے اور مولف اسپر افسوس نہین کرتا اور امکان
کذب کہ خلف وعید کی فرع ہے جو قدما مین مختلف فیہ ہو چکا ہے اوسپر طعن کرتا ہے اس سے حال علم
و فہم مولف کا ہر شخص امتحان کر کے دیکھے فقط - **اقول** میدان مناظرہ مین جامع براہین کا یہہ
اول قدم ہی اوسی مین لڑکہڑا کر ٹہوکر کہانی شروع کی دیکھئے اسی ایک قول مین کسقدر لغزشین
اور خطائین موجود ہین - **اول خطا** یہ کہ مولف نے بناء تالیف براہین قاطعہ رد بدعت و
محدثات پر اپنے زعم مین رکہی تہی پہر صدق جناب باریتعالی جسپر صاحب انوار نے آیہ کریمہ
سے شاہد عدل پیش کیا کہ من اصدق من اللہ حدیثا یہ تو بدعات ومحدثات مین
داخل نہ تہا پہر جامع براہین کلام ربانی کے مقابل مین خارج از مبحث بحث کر کے کیون خطرہ
عظیم مین پڑا کیا خدائیتعالی کے صدق کلام ماننے کو بہی آپنے بدعت سمجہا معاذ اللہ منہا -
دوسری خطا جامع براہین نے خارج از مبحث اگر گفتگو کی تو یہ کی کہ امکان کذب باریتعالے کا
ثبوت دیا جسپر بچے مکتب نشین کے پڑہنے والے بہی قہقہہ مارتے ہین اور کہتے ہین ؎ دروغ آدمی
را کند بیوقار * دروغ آدمی را کند شرمسار * ؎ زنا راستی نیست کارے بتر * کزو گم شود
نام نیک اے پسر * تفسیر کبیر کی پانچوین جلد مین تحت آیت لاغوینہم اجمعین الا عبادک

المخلصین کی لکہا ہے ان الذی حمل ابلیس علی ذکر هذا الاستثناء ان لا یصیر کاذبا فی دعواه فلما احترز ابلیس عن الکذب علمنا ان الکذب فی غایة الخساسة انتہی ایسی خسیس چیز جب کذب ہوا کہ ابلیس کو بہی اوس سے احتراز کرنا پڑا تو خدا تعالی کے حق مین اسکا جواز ماننا اہل ایمان کا کام نہین ہے۔ اگر معاذ اللہ معاذ اللہ جناب باریتعالی سے کذب صادر ہوگا تو اوسکا وہ نام نیک جو صادق ہے اوسمین نقص آجاویگا۔ توبہ توبہ ہزار بار توبہ ❊ اس قول سے لاکہہ بار توبہ ❊ اور امکان کذب سے مراد کذب کا ممکن الوقوع ہونا ہے اسپر صاحب انوار کا اعتراض ہے اور جامع براہین اوسکا ثبوت دیتے ہین اور کذب کو فرع خلف وعید کے قرار دیتے ہین اور ظاہر ہے کہ اشاعرہ خلف وعید کو ممکن الوقوع اور جائز الوقوع مانتے ہین اسواسطے کہ وہ مجرم کی سزا عفو کرنے کو جود و کرم کہتے ہین اور یہ دونون صفتین خدا تعالے مین موجود ہین سب اوسکو جواد و کریم کہتے ہین پس جامع براہین نے کذب باریکا ممکن الوقوع ہونا ثابت کر دیا اور جہوٹ ایسی بُری چیز ہے کہ اگر کوئی جامع براہین کو جہوٹا اور کذاب کہدے تو یقین ہے کہ طیش کہا کر لڑنے مرنے کو طیار ہوجائین افسوس ایسی معیوب چیز اوس رب الارباب کیطرف منسوب کرین اور ممکن الوقوع ہونیکا ثبوت دین ویجعلون للہ ما یکرھون اور ثابت کرتے ہین اللہ کے واسطے وہ جو اپنے لئے نہین پسند کرتے اور فتاوی عالمگیری مین ہے یکفر اذا وصف اللہ تعالی بما لا یلیق بہ او نسبہ الی الجھل او العجز او النقص یعنی کافر ہوجاتا ہے آدمی جب وصف کرے اللہ تعالی کو ساتہہ ایسی چیز کے کہ اوسکی لائق نہین یا نسبت کرے اوسکو طرف جہل و عاجزی اور نقصان کے اور ظاہر ہے کہ جہوٹ بہت نقصان کی بات ہے چنانچہ عنقریب روایات علماء دین ہم پیش کرینگے انشاء اللہ تعالے تیسری خطا صاحب انوار نے یہ مجملا لکہا تہا کہ کوئی یہ کہتا ہے کہ جناب باریتعالی عزاسمہ کو امکان کذب کا دہبہ لگاتا ہے اور یہ ظاہر نہین کیا تہا کہ اس گروہ خاص دیوبندی یا گنگوہی یا انبیٹہیکا یہ مذہب ہے پس انکو بہی یہ چاہئے تہا کہ وہ بہی چپکے رہتے لیکن کسطرح ہوتا بقول شخصے چور کی ڈاڑہی مین تنکا خود بخود بول اوٹہے کہ واہ صاحب اس مسئلہ مین تو متقدمین سے اختلاف چلا آتا ہے اب سمجہدار آدمی سمجہہ گئی کہ بیشک اوسکا یہی مذہب ہوگا ورنہ اگر یہ تصدیق جناب باری مین صاحب انوار کے ہم مشرب ہوتے تو اس مسئلہ مین ذرا چون و چرا نکرتے اور دوسری

دلیل انکی عقیدہ امکان کذب کی یہ بہی ہے کہ آپنے درباب حقہ وسماع نفیاً واثباتاً کچہہ گفتگو نہین فرمائی حالانکہ صاحب
انوار نے اوسکو بہت بسط سے لکہا تہا آپ اوس سے اعراض کلی فرماکر شروع صفحہ ۶۰ مین لکہتے ہین کہ کلام حقہ و
سماع مین خارج از مبحث ہی معہذا اپنی مشرب کے بہی یہ تحریر خلاف ہے انتہی پس معلوم ہوا کہ امکان کذب
مین جو اس جگہہ گفتگو فرمائی ہے نہ یہ انکی نزدیک خارج از مبحث ہے اور نہ انکی مشرب کے خلاف ہے استغفر اللہ
فائدہ مولوی رشید احمد صاحب کا اعتقاد دو حال سے خالی نہین اگر وہ امکان و وقوع کذب باری کی
قائل ہین جسطرح اشاعرہ وقوع مغفرت بعض معاصی کے قائل ہین اس صورت اونپر یہ الزام ہے
کہ آپنے یہ عقیدہ کیون ٹہرایا یہ اعتقاد مخالف جمیع فرق اسلامیہ ومنافی جمیع ارباب عقول ہے چنانچہ
عنقریب آتا ہے اور اگر اونکا عقیدہ یہ ہے کہ کذب باری محال ہے تو اوسمین کئی الزام ہین اول یہ کہ اوسکو
فرع خلف وعید کیون قرار دیا حالانکہ جو معنی خلف وعید کے علمار نے کئے ہین وہ ممکن الوقوع ہین
نہ محال دوسرا الزام یہ کہ جب امکان کذب باری تمہاری نزدیک بہی باطل تہا تو صاحب انوار سے
تمنے کیون مجادلہ کیا دیدہ ودانستہ ناحق زبان زوری کرنی دین ودیانت کی خلاف ہے بلکہ حرام ہے
درمختار مین ہے کہ مناظرہ واسطے اظہار علم اپنے اور مغلوب کرنے کسی مسلمان کے اور اسلئے کہ وہ مناظرہ
کرنیوالا لوگونمین از روے طلاقت لسانی مقبول ہو حرام ہے تیسرا الزام یہ کہ امکان کذب کو تم
حق نہین سمجہتے تو جو لوگ اسکے قائل ہین تم اونکی طرفدار کیون ہوئے قرآن شریف مین جو آیت ہے
ولا تکن للخائنین خصیما اس سے سمجہا جاتا ہے کہ ناحق بات کا طرفدار ہونا حرام ہے چوتہا
الزام یہ ہوا کہ یہ گفتگو تم نے صاحب انوار کے مجادلہ وخواہی نخواہی اعتراض کرنے کو لکہی ہے کہ
کچہہ نہ کچہہ تردید اونکے قول کی حق یا ناحق کردینی ضرور ہے اور نفس الامر مین تمہارا یہ اعتقاد نہین
تو تمہارے ساری براہین قاطعہ کا اعتبار اوٹہہ گیا معلوم ہوا کہ تم سب جگہہ ایسا ہی کرتے ہوگے
کہ اعتقاد کچہہ ہے اور بظاہر گفتگو اپنے دشمن سے بمقتضاے عناد کچہہ ہی معاذ اللہ منہا اور ظاہر تر یہی ہے
کہ امکان کذب باری اونکا مشرب ہے اسلئے کہ جو چیز مثل صاحب انوار کے اونکے مشرب کے بہی
خلاف تہی اوسمین اونہون نے گفتگو نکی چنانچہ حقہ وسماع کی بابت خاص اونکا اقرار نقل کیا گیا
ہے اور اسکے سوا اور بہی مقامات ہین کہ ناظرین براہین وانوار اونکو بعد مطالعہ نکال سکتے ہین
کہ جو بات اونکے بہی مخالف ہے اوسکو رد نہین کیا۔ **چوتہی خطا** یہ ہے کہ لوگونکو یہ کہتے ہوئے
سنا گیا کہ اللہ اکبر علمار مین اسقدر عناد کہ اگر ایک خدا اکو سچا کہتا ہے تو دوسرا عالم اوسکی دشمنی سے

خدا مین کذب کی شاخین نکالتا ہے یہ کیا ضرور ہے کہ اگر دشمن خدا کو ایک کہے تو اوسکی دشمنی سے
خدا کو دو کہنے لگے کہ قدما مین اختلاف ہوا ہے بعض اہل مذہب دو خدا کے قائل ہوے ہین
ایک یزدان دوسرا اہرمن بس جامع براہین نے گفتگو ایسی کیون کی جس سے خود مطعون بنگیا۔
پانچوین خطا یہ کہ غیر مذہبونکی ہاتہہ مین ایک عمدہ اوزار مسلمانون سے لڑنے کے لئے دیدیا کہ وہ
کہتے ہین کہ مسلمانونکا وہ مذہب ہے کہ اوسمین ابہی تک صادق ہونا خدا کا یقینی بالاتفاق نہین ہے
بلکہ کذب کو ممکن الوقوع مانتے ہین غیر مذہب والے کیا جانین کہ جامع براہین کون آدمی ہے
غیر معتبر یا معتبر وہ تو یہی جانتے ہین کہ ایک مسلمان کا لکہا ہوا اقرار موجود ہے انا للہ وانا الیہ
راجعون **چھٹی خطا**۔ یہ کہ مختلف فیہ بیان کرنے امکان کذب سے کفار کو ایمان لانے سے شک
مین ڈالدیا کیونکہ وہ یا بامید تنعیم جنت و دیدار الٰہی جل شانہ یا دوزخ کے خوف سے ایمان لاتے ہین
ہو سمین امکان کذب سے متردد ہوگئے کہ معلوم نہین یہ امور واقع ہون یا نہون پہر کیا ضرور کہ
ادہر اپنے قبائل و عشائر سے مہجور و منقطع ہون اور نظرون مین اونکی ذلیل و خوار و حقیر و مردود ٹہرین
اودہر خدا تعالےٰ بقاعدہ امکان کذب جنت مین نداخل کرے تو دونون جہان سے گئی گذرے
نہ ادہر کے ہوے نہ اودہر کے۔ **ساتوین خطا** آپ فرماتے ہین امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید
کسی نے نہین نکالا اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے **اقول** یہ کیا ضرور ہے کہ جدید بات پر ہی تعجب ہوا کرے
دیکہو رسول کریم صلعم سے کئی ہزار برس پہلے سے یہ بات ہوتی آئی ہے کہ حضرت نوح وغیرہ انبیاء
علیہم السلام سے کفار تمسخر این کرتی رہی جب اونکو کلام الٰہی سنایا جاتا وہ نہ مانتے ایمان نہ لاتے
باوجودیکہ یہ باتین جدید نہ تہین لیکن جب مشرکین عرب سے بہی یہ باتین ظاہر ہوئین تو حضرت فخر
عالم صلعم تعجب فرمانے لگے اوسپر یہ آیت نازل ہوئی بل عجبت ویسخرون واذا ذکروا لا یذکرون یعنی تو تعجب کرتا ہی
ای محمد صلعم کہ یہ کیون ایمان نہین لاتے اور اپنی قبائح نہین چہوڑتے اور کفار کا یہ حال کہ وہ تمسخر کرتے ہین جب اونکو نصیحت سنائی جاتی ہے
نہین سنتے اور نہین مانتے اسیطرح دوسری جگہ قرآن شریف مین خداتعالےٰ نے فرمایا وان تعجب فعجب قولہم الحاصل تعجب کیلئے امر جدید ہونا شرط نہین جو مسئلہ کہ
عقل سلیم کے خلاف بات ہوگی وہی موجب تعجب ہوگی بنا علیہ تعجب صاحب انوار کا مبنی عقل
سلیم پر ہے نہ لاعلمی پر **آٹہوین خطا** آپ لکہتے ہین بلکہ قدما مین اختلاف ہوا ہے **اقول**
اسپر دو مواخذہ ہین ایک یہ کہ خود جامع براہین صفحہ ۸۵ سطر ۵ مین لکہتا ہے غیر معتبر کتب قرون سابقہ
مین بہی تہین انتہی یہ تماشا دیکہئے قرون سابقہ کے کتابونکو آپ اپنے منہہ سے غیر معتبر فرماتے ہین

پہر اگر صاحب انوار بعض قدما کی کسی قول غیر صحیح پر اعتراض کرین یا صرف تعجب ظاہر کرین تو
وہ کیون موجب نکوہش و ملامت ہوتے ہین یہ محض عناد قلبی ہی اگر فی الواقع امکان کذب
پر طعن و تعجب کرنا طعن مشائخ سابقین پر ہے اور لا علمی ہے تو خود مولوی رشید احمد گنگوی نے
رسالہ جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد کی تصحیح پر جو بد اعتقادی و بد اعمالی غیر مقلدین
کی بیان مین اور اونپر طعن کرنے کے بارہ مین ہی تالیف ہوا ہے سب سے پہلے اونکے عقاید باطلہ
مین سے اوسمین ایک یہ عقیدہ اونکا بیان کیا گیا ہے کہ (وہ خدائے پاک کا جہوٹ بولنا ممکن کہتے
ہین) کیون دستخط کر دیا اور امکان کذب کے عقیدۂ باطلہ ہونیکا انکار نہ کیا اور امکان کذب باری پر طعن کرنا قبول کر لیا جو وجوہ بیان کے ان
وجود مانع کے بیان نہ کرنیسے واضح ہی راجع اعتراض صاحب انوار پر کرتے ہین وہی مولوی رشید احمد گنگوی پر وارد ہی اس سے واضح ہی
کہ اس محل مین صرف عناد اسکا باعث ہی کہ صاحب انوار پر طعن و سرزنش کرتے ہین اور لا علمی بتاتے ہین کما لا یخفی دوسرا مواخذہ یہ ہے
کہ جاہلون کے ڈرانیکو لفظ قدما کا لکہدیا نام قدما کے نہ بیان کیے کہ وہ کون ہین صحابہ یا تابعین
یا تبع تابعین یا آئمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین اور کسطرح انکا نام لکہدیتے انمین سے کوئی بہ نسبت
جناب باری عز اسمہ کی امکان کذب کا قائل نہین ہوا ہے نعوذ باللہ منہا نوین خطا آپ فرماتے
ہین کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہین چنانچہ رد مختار مین ہے هل یجوز الخلف فی الوعید فظاهر
ما فی المواقف والمقاصد الخ **اقول** افسوس لوگون سے انصاف کیسا اوٹہگیا دعوی آپنے
امکان کذب کا کیا تہا اور دلیل خلف وعید کے لائے رد محتار کی عبارت مین یہ چالاکی کی
کہ آخر کی عبارت جس سے صراحۃً واضح ہی کہ محققین اشاعرہ نے تصریح کی ہے کہ محققین کے نزدیک
خلف وعید جائز نہین ہی اور صحیح عدم جواز ہی واسطے محال ہونے کی بہ نسبت خدائیتعالی کے چنانچہ
پوری عبارت رد المحتار کی یہ ہے هل یجوز الخلف فی الوعید فظاهر ما فی المواقف و
المقاصد ان الاشاعرة قائلون بجوازه لانه لا یعد نقصا بل کرما وجودا وصرح
التفتازانی وغیره بان المحققین علی عدم جوازه وصرح النسفی بانه الصحیح
لاستحالته علیه تعالی لقوله تعالی وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل
القول لدی وقوله تعالی ولن یخلف الله وعده ای وعیده وانما یمدح
به العباد خاصة انتہی بقدر الحاجۃ اس سے واضح ہی کہ علامہ تفتازانی جو اشاعرہ مین سے ہین
وہ فرماتے ہین کہ محققین عدم جواز خلف وعید پر ہین اور نسفی نے اسی عدم جواز خلف وعید کو

بسبب محال ہونیکے خدائیتعالی کے حق مین صحیح کہاہے اوراس عدم جواز خلف وعید کا آیات قرآنیہ
سے محققین نے ثابت ہونا بیان کیاہے اس عبارت مین پس عدم جواز خلف بدلیل قرآن محققین کے
نزدیک ثابت ہے اوریہی صحیح ہے اور مخالف اسکا یعنی جواز خلف وعید غیر محققین کے نزدیک ہے
اور مخالف صحیح کا ضعیف ہو اور بلا دلیل ہے اور قول بلا دلیل خلاف ہوتاہے نہ اختلاف چنانچہ
درمختار مین ہے والاصل ان القضاء یصح فی موضع الاختلاف لا الخلاف والفرق
ان للاول دلیلا لا الثانی انتہی- یہ تفرقہ عرفیہ ہے ورنہ قول بلا دلیل کوبھی اختلاف کہدیتے
ہین اوراس محل مین جو جامع براہین خلف وعید مین قدماء کا اختلاف بتاتے ہین بظاہر مراد
یہی معلوم ہوتی ہے کہ اختلاف عرفی ہے جو مبنی دلیل پر ہوتاہے اوراسکی اثبات مین
عبارت ردالمحتار کو حجت بنانا خطا ظاہر ہے کیونکہ اس عبارت کا خلف وعید کے جواز پر دلیل ہونا
ہرگز ثابت نہین ہے بلکہ عدم جواز پر دلیل ہونا ثابت ہے پس اختلاف ثابت نہوا اور خلاف
جو بلا دلیل ہے اور غیر صحیح ہے وہ اونکو مفید وہمکو مضر نہین ہے اس عبارت ردمحتار کے بعد
علامہ شامی اون لوگون پر اعتراض کرتے ہین جو حق مومنین مین خلف وعید کو عقلاً جائز
کہتے ہین کہ نصوص صریحہ سے جو ثابت ہوگیا یعنے عدم جواز خلف وعید اوسکا عدم شرعاً جائز نہین ہے
اوراسپر کہ لابد ہے نفوذ وعید پر ایک طائفہ عصاۃ کے حق مین ناقلاً عن النووی وغیرہ انعقاد الاجماع چنانچہ
اونکی پوری عبارت یہ ہے- وحاصلہ ان مادل من النصوص علی عدم جواز خلف الوعید
مخصوص بغیر المؤمنین اما فی المؤمنین فھو جائز عقلاً فیجوز الدعاء بشمول المغفرۃ لھم
وان کان غیر واقع للنصوص الصحیحۃ المصرحۃ بانہ لابد من تعذیب طائفۃ منھم
وجواز الدعاء ینبنی علی الجواز عقلاً لکن یرد علیہ ان ماثبت بالنصوص الصریحۃ
لایجوز عدمہ شرعاً وقد نقل اللقانی عن الابی والنووی انعقاد الاجماع علی انہ
لابد من نفوذ الوعید فی طائفۃ من العصاۃ واذا کان کذلک یکون الدعاء بہ
مثل قولنا اللھم لاتوجب علینا الصوم والصلوۃ وایضا یلزم منہ جواز الدعاء
بالمغفرۃ لمن مات کافراً ایضاً الا ان یقال انما جاز الدعاء للمؤمنین بذلک اظھار الفرط
الشفقۃ علی اخوانہ بخلاف الکافرین وبخلاف لاتوجب علینا الصوم لقبح الدعاء
لاعداء اللہ تعالی ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم واظھار التضجر من الطاعۃ فیکون

عاصیا بذلک لا کافرا علی ما اختارہ فی البحر وقال انہ الحق وتبعہ الشارح لکنہ مبنی علی جواز العفو عن الشرک عقلاً وعلیہ یبتنی القول بجواز الخلف فی الوعید وقد علمت ان الصحیح خلافہ فالدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلاً ولا شرعاً لتکذیبہ النصوص القطعیۃ بخلاف الدعاء للمومنین کما علمت انتہی اس سے جو ہم نے بیان کیا تہا وہی ثابت ہے اور عدم جواز خلف وعید عقلاً وشرعاً حق کافرین ثابت ہے جس سے مفہوم ومعلوم ہوتا ہے کہ حق مؤمنین مین خلف وعید کا قائل ہونا جود وکرم ہونے کے سبب سے باطل ہے اسلئے کہ یہ کرم وجود خلف وعید حق کافرین مین بہی ہے وہان اسوجہہ کی پائی جانے سے کیون خلف وعید کا کوئی قائل نہین ہوتا ہے اور عفو شرک شرعاً یا عقلاً کیون کوئی جائز نہین کہتا ہے پس تخلف مدلول کا دلیل سے لازم آیا یہ موجب بطلان دلیل ہے بس جود وکرم کو دلیل خلف وعید فی حق المؤمنین قرار دینا باطل ہوا تو جواز خلف وعید حق المؤمنین مین بہی باطل ہوا بسبب بلا دلیل ہونیکے **قال** الملا علی القاریؒ فی المرقاۃ بعد ذکر الادلۃ السمعیۃ علی امتناع خلف الوعید ثم رأیت صاحب العمدۃ من الحنفیۃ قال تخلید المؤمنین فی النار والکافرین فی الجنۃ یجوز عقلاً عندہم الاشاعرۃ الا ان السمع ورد بخلافہ فیمتنع وقوعہ لدلیل السمع وعندنا لا یجوز ای عقلاً ایضاً انتہی **وقال** صاحب مجمع البحار فی تکملتہ تحت لفظ وعد وفی وعدہ لہ عقاباً فہو بالخیار ہذہ مسئلۃ مختلفۃ فیہا فمن مانع لانہ یمنع الانزجار ویوجب الخلف ومنع بانہ لم یخص بہ انساناً معیناً حتی یکون خلفاً اذا عفا عنہ انتہی **وقال** عبد الحکیم فی حاشیہ علی الخیالی لعل مراد ذلک بقولہم ان الخلف فی الوعید کرم ان الکریم اذا اخبر بالوعید فاللائق بحالہ ومقتضی کرمہ ان یبتنی اخبارہ علی المشیۃ فجمیع العمومات الواردۃ فی الوعید متعلقۃ بالمشیۃ وان لم یصرح بہا زجراً للعاصین ومنعاً لہم فلا یلزم الکذب والتبدیل بخلاف وعد الکریم یجب ان یکون قطعیاً لان جواز التخلف فیہ لوم لا یلیق بشانہ فلا یجوز تعلیقہ بالمشیۃ انتہی اور امام رازی تفسیر مین تحت ومن یقتل مؤمنا متعمدا کے واحدی کی رد مین کہ اونہون نے قول جواز خلف وعید بیان کیا تہا فرماتے ہین واما الوجہ الثانی من الوجہین الذین اختارہما فہو فی غایۃ

الفساد لان الوعید قسم من اقسام الخبر فاذا جوز علی الله الخلف فیه فقد جوز الکذب
علی الله وهذا خطاء عظیم بل یقراب من ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا علی انه
تعالی منزه عن الکذب ولانه اذا جوز الکذب علی الله فی الوعید لاجل ما قال
ان الخلف فی الوعید کرم فلم لا یجوز الخلف ایضاً فی وعید الکفار وایضاً فاذا
جاز الخلف فی الوعید لغرض الکرم فلم لا یجوز الخلف فی القصص
والاخبار لغرض المصلحة ومعلوم ان فتح هذا الباب یفضی الی الطعن فی القرآن
وکل الشریعة انتهی۔ اس سے بہی واضح ہو کہ خلف وعید کو جائز کہنا نہایت فساد کی بات ہو اس سے
جواز کذب لازم آویگا اور یہ خطا عظیم ہے بلکہ قریب کفر ہے اسلئے کہ تمام عقلا نے اتفاق کیا ہے
کہ جناب باری کذب سے منزہ ہے اگر کرم وجود ہونا اس جواز کی وجہ ہے تو وعید کفار مین بہی
خلف اسوجہہ سے جائز ہونا چاہیئے وہان کیون جائز نہین ہے اور خلف فی الوعید کرم وجود
ہونے کے سبب سے جائز ہے تو قصص و اخبار مین بہی خلف بغرض مصلحت جائز کہنا چاہیئے پس معلوم
ہوا کہ اسکا دروازہ کہولنا مفضی ہے طرف طعن فی القرآن وکل شریعت کی اس بیان رد محتار و تفسیر
کبیر سے واضح ہے کہ خلف وعید کی جواز کا قول نہایت ہی ضعیف و مرجوح و بلا دلیل ہے اور امام رازی
باوجودیکہ اشاعرہ مین سے ہین وہ قریب کفر و نہایت فساد و خطاء عظیم اسمین لازم آنا اور طعن شریعت
پر اور قرآن پر ہونا اس سے فرماتے ہین اور جناب باری کے تنزیہ پر کذب سے اجماع عقلاء کا ہونا
ثابت کرتے ہین پس امکان کذب باری مین اختلاف نہونا بہی ظاہر ہوگیا اور امکان کذب کا
مسئلہ جدید ہونا بہی واضح ہوگیا اور جب لزوم جواز کذب باری قریب کفر کے ہوا تو التزام جواز و
امکان کذب باری بالبداہت کفر ہوا ایسے خطا فاحش سے خدا ئیتعالی مسلمان کو بچاوے اور خلف
وعید کی مجوزین کہ وہ غیر محققین ہین اور قول اونکا مبنی برہان شرعی و عقلی پر نہین ہے اونکے
قول کا ذکر جامع براہین نے اگر اس غرض سے کیا ہے کہ وہ امکان کذب باری تعالے کے بہی
قائل ہین تو یہ سراسر غلط و افتراء اوپر ہے کوئی اونمین سے امکان کذب باری کا قائل نہین ہے
اور کسی کتاب مین یہ مصرح نہین ہے کہ اونمین سے کوئی اسکا قائل ہوا ہو بلکہ خلاف اسکا مفہوم
و معلوم ہے کتب سے چنانچہ اب ہی قول امام رازی رح سے جب اتفاق عقلاء کا تنزیہ باریتعالی عن
الکذب پر ثابت ہوا تو ظاہر ہوگیا کہ عقلاء مین سے کوئی بہی امکان کذب کا قائل نہین ہے

اور قائلین خلف وعید بھی اسمین داخل ہین پس اونکے نزدیک بھی کذب باری جایز نہین ہی اور عبارت آیندہ سے
بھی یہ واضح ہی اور اگر وہ امکان کذب کے قائل ہوتے تو جب اونپر یہ اعراض کیا جاتا کہ جواز خلف وعید
سے کذب باری لازم آویگا تو فقط اسقدر کہدینا اونکو کافی ہوتا کہ ہمارے نزدیک یہ لازم یعنے امکان
کذب باری تعالے باطل نہین ہی بلکہ جائز ہی اور اس لازم یعنے امکان کذب کے دفع کے واسطے جوابات
متعددہ نہ دیتے اور حال آنکہ وہ واسطے دفع لزوم کذب کے جوابات متعددہ دیتے ہین کہ بقرینۂ اقتضاء
کرم اخبار مین شرط مشیت مقدر ہی اگرچہ اوسکی تصریح نکی ہووے اور وہ آیات و احادیث جنمین تصریح
مشیت کے ہی قرینہ اس تقدیر کا ہوسکتی ہین دوسرا جواب یہ دیتے ہین لزوم کذب رفع کرنیکے واسطے
کہ اخبار وعید سے مراد استحقاق عذاب ہی نہ وقوع بالفعل یا مراد اون اخبار سے انشاء ہی اگرچہ صورتین
اخبار ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی نے تکمیل الایمان مین بھی اسکی تصریح کردی ہی پوری عبارت
اونکی یہہ ہی حاصل کلام آن آمد کہ آدمیان دو قسم اند مومن و کافر و مومن دو قسم است مطیع و
عاصی و عاصی نیز دو قسم بود تائب و غیر تائب و کافر مخلد است در نار اجماعًا و مطیع و تائب مخلد اند در جنت
باتفاق و عاصی و غیر تائب در مشیت پروردگار تعالی است اگر خواہد بقدر معصیت عذابش کند و بدوزخ
فرستد و بازش اخراج کند و بہشتش درآرد و اگر خواہد عفوش کند بشفاعت یا بی شفاعت و بے سابقہ
عذاب بہشتش فرستد یعذب من یشاء و یغفر لمن یشاء این بود و احادیث در باب عفو
و مغفرت گنہگاران بسیار است یکی حدیث آن بود کہ در باب سوال ذکر کردیم و نزدیک بآن
این است کہ اللہ تعالی بندہ را در حضرتش استادہ کند و او را بر نامہ اعمالش واقف گرداند پس
چون بیند کہ دران جز سیئات چیزی نیست و بر پشت نامہ کہ بجانب خلائق بود ہمہ حسنات نوشتہ
تا دیگران از وے جز حرف حسنات نخوانند و سیئاتش از اغیار مستور مانند پس بفرماید وی سبحانہ تعالی
کہ اے بندہ من در دنیا گناہان ترا پوشیدہ بودم و امروز آمرزیدم دیگر در بہشت درآی تا ابد جای تو
آنست و این ہمہ بحکم اوست تعالی عقل را درینجا مدخلی نیست کہ گوید کہ چرا کفر را نہ بخشد و چرا یکی را بخشد
و دیگری را بگیرد یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید پس ظاہر شد کہ حکم او چنان است کہ در وعدہ
خلاف نرود و در وعید تواند کہ خلاف کند این محض کرم اوست عادت کریمان این است اگر وعدۂ
انعام و احسان کند البتہ وفا کند کہ الکریم اذا وعد وفا و اگر بقہر عذاب بترساند بوجود نیارد
و بعضے برین اند کہ خلاف در وعدہ و وعید قطعا نرود و الا کذب اخبار لازم آید تعالی عن ذلک

جوابش آنست کہ بقرینہ اقتضاء کرم در اخبار وعید شرط مشیت مقدر بود اگرچہ تصریح بدان نکرد باشد و
خرد عدہ حتما مقضیا باشد و آیات و احادیث کہ در انجا تصریح بہ مشیت و وقوع یافتہ است نیز قرینہ آن
تواند بود یا خود مراد از اخبار وعید استحقاق عذاب است نہ وقوع یا بالفعل یا مراد بدان انشاء وعید
نہ حقیقت اخبار پس کذب و تبدیل لازم نیاید فافہم واللہ اعلم انتہی اس سے واضح و لائح ہی کہ قائلین خلف وعید
امکان کذب باری تعالی کو قبول نہین کرتے ہین پس مجوزین خلف وعید کے حق مین یہ گمان کرنا کہ وہ
امکان کذب باری تعالی کے قائل و ملتزم ہین سراسر اونپر افترا ہی اور اونکے قول سے کسی تقدیر پر امکان کذب
لازم آجاوے تو اوس سے یہ لازم نہین آتا ہی کہ وہ اسکے قائل ہین یہ گمان تو کوئی ادنی عقل والا بھی
نہین کر سکتا ہی پس خلاف ہونے سے جواز خلف وعید مین خلاف ہونا امکان کذب مین جو گمان جامع
براہین کا ہی ثابت نہوا اور کیونکر کوئی اہل اسلام و اہل عقل و فہم خدائی تعالی کے حق مین امکان
کذب کا گمان کر سکتا ہی آیت ومن اصدق من اللہ حدیثا سے خدای تعالی کیواسطے صفت
صادق و سچی ہونیکی ثابت ہی اور بمقتضائے عقاید اہل اسلام و اہل فہم سہ صفات الذات و الافعال
طرا ✤ قدیمات مصونات الزوال ✤ تمام صفات ذاتیہ و افعال خدای تعالی کے قدیمہ ہین اور عدم
و زوال ونکا محال ہی چنانچہ قضیہ مقبولہ ہی ما ثبت قدمہ امتنع عدمہ پس زوال صدق خدای
تعالی کا بسبب قدیم ہونیکے ممتنع محال اور بقاء و وجود اوسکا واجب و ضرور ہوا اور کذب صدق
کی ضد ہے اور ثبوت و وجود ایک ضد کا مستلزم ہے رفع و زوال دوسری ضد کو لان اجتماع
النقیضین و الضدین محال اور امکان ایک نقیض کا موجب رفع ضرورت کو دوسرے نقیض سے ہی مثلا رفع
حیوان کا انسان سے ممکن ہوگا تو ثبوت حیوان انسان کے واسطے ضروری نہوگا اور زوال و رفع حیوان کا
انسان سے جایز ہوگا پس اگر کذب کا وجود ممکن ہوگا جناب باریتعالی مین تو صدق باریتعالی کا ضروری نہونا لازم آویگا
اور صدق کے زوال و رفع کا امکان ثابت ہوگا اور جسکا زوال و رفع ممکن ہو تو وہ قدیم نہین پس صدق قدیم نہوگا و ہذا
خلف اور یہہ استحالہ امکان وجود کذب باریتعالی سے لازم آیا اور مستلزم محال کو محال ہوتا ہی پس کذب محال ہوا نہ ممکن اور
امکان کذب باری کی تقدیر پر جب صدق کا زوال و رفع جایز و ممکن ہوا تو صفت صدق خدایتعالی کی قدیمی نہوئی اور
صدق کا قیام بالفعل خدایتعالی کے ساتھ جامع براہین بھی بسبب اظہار ایمان کے ساتھ خدای تعالی کے اور ساتھ آیات اوسکی کے
کہ اونمین سے آیت من اصدق بھی ہی مانتا ہی ہوگا اور تقدیر مذکور پر صدق باری قدیم نہوا تو حادث ہوگا پس قیام حادث کا
ساتھ خدای تعالی کے لازم آوے گا وہو تعالی عن ذلک اور محل حوادث منافی الوہیت کی ہے

چنانچہ کتب عقاید بھی اس سے مملو ومشحون ہین پس خدا خدا نرہا نعوذ باللہ من ذلک اور اس ورطہ ظلما، بین گرنا کذب باری کے امکان سے لازم آیا پس استحالہ اوسکا ثابت ہی اور اگر کذب باری ممکن وتحت قدرت ہوگا تو تحت قدرت ہونیکے سبب سے خدا یتعالیٰ اوسکے ساتھ یعنے کذب کے ساتھ ازلاً وابداً متصف ہوگا اس لئے کہ جس چیز پر اوسکی قدرت ہی اوسکے ساتھ وہ ازلاً وابداً متصف ہی چنانچہ خداے تعالیٰ قبل خلق واحداث مخلوق کے خالق تہا حقیقتہً اور قبل مربوب کے وہ باری تھا اور اوسکے لئے ربوبیت ثابت تھی اور اسیطرح قبل احیاء موتیٰ وہ محیی ہی حقیقتہً بسبب ثبوت قدرتکے ان امور پر قال علی القاری فی شرح فقہ اکبر ناقلا عن الطحاوی وابن الہمام رح کما کان اللہ تعالیٰ بصفاتہ ازلیا کذلک لایزال علیہا ابدیا لیس بخلق الخلق استفاد اسم الخالق ولا باحداثہ البریۃ استفاد اسم الباری بل لہ معنی الربوبیۃ ولا مربوب ومعنی الخالقیتہ ولا مخلوق کما ان محیی الموتیٰ استحق ہذا الاسم قبل احیاہم کذا استحق اسم الخالق قبل انشاءہم ذلک بانہ علی کل شیء قدیر انتہیٰ فقولہ ذلک بانہ علی کل شیء قدیر تعلیل وبیان لاستحقاق اسم الخالق قبل المخلوق فافاد ان معنی الخالق قبل الخلق واستحقاق اسم الخالق بسبب قیام قدرتہ تعالیٰ علی الخلق واسم الخالق ازلی ولا مخلوق فی الازل لمن لہ قدرۃ علی الخلق فی الازل وہذا مایقولہ الاشاعرہ انتہیٰ وفی ذلک الکتاب وقد کان اللہ تعالیٰ متکلما ای فی الازل ولم یکن تکلم موسیٰ ای والحال انہ لم یکن تکلم موسیٰ بل ولا خلق اصل موسیٰ وعیسیٰ و قد کان اللہ تعالیٰ خالقاً قبل خلق الخلق وفی نسخۃ وکان اللہ خالقا قبل ان یخلق الخلق حقیقۃً بمعنی ان ہذا النعت فیہ تحقق لا مجاز الی ان قال وایضاً فرق واضح وبون لائح بین من ہو قادر علی الکتابۃ لا انہ یوخرہا الی وقت الارادۃ وبین الکاتب بالقوۃ حیث انہ عاجز فی الحالۃ الراہنیہ وتحت الاحتمال فی الازمنۃ الآتیۃ انتہیٰ مختصراً اس سے واضح ہی کہ جو تحت قدرت ہے اوسکے ساتھ خدای تعالیٰ ازلاً وابداً متصف ہی حقیقتہً نہ مجازاً پس کذب پر اسکے قدرت ہوگی تو ازلاً وابداً حقیقتہً اوس کذب کے ساتھ خداے تعالیٰ متصف ہوگا اور نعوذ باللہ من ذالک خدای تعالیٰ کاذب بالفعل ہوگا اور کذب کا نقص وعیب ہونا بدیہی ہی پس قیام نقص وعیب ساتھ خدا یتعالیٰ کے لازم آویگا اور رفع صدق کا بھی لازم آویگا لاستحالۃ اجتماع النقیضین والضدین اور یہہ خلاف عقل ونقل کے ہی پس امکان کذب باری باطل ہی اور استحالہ کذب مذکور ثابت ہی اور یہہ کوئی اہل عقل وفہم نہین کہہ سکتا ہی کہ خدائی تعالیٰ مین صفت کذب بالفعل تو موجود نہین ہی زمانہ آیندہ بین خدای تعالیٰ چاہے تو آسکتی ہی کہ اس کہنے سے یہ ثابت ہوگا کہ خدای تعالیٰ کیواسطے کوئی صفت منتظرہ وحالت متاخرہ بھی ہے

جو آگے

جو آگے کو آجاویگی اور حال آنکہ ایسی صفت خدای تعالی کیواسطے ہونا جائز وممکن نہین ہی کتب حکمت تو
اس سے مملو ہی ہین کتب عقائد مین بھی موجود ہی کہ کوئی حالت وصفت منتظرہ ومتاخرہ خدای تعالے کے
کیواسطے نہین ہی چنانچہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین فرماتے ہین ان واجب الوجود لذاتہ واجب الوجود من
من جمیع جہاتہ کاسمائہ وصفاتہ والمعونہ لیست لہ صفۃ منتظرۃ ولا حالۃ مستاخرۃ اذ لیست ذاتہ محلا للحوا
فان ذاتہ کافیۃ فی حصول جمیع ما لہ من الصفات والحالات التی بہ یتم الاعراض ولانہ لو لم یکن ذاتہ کافیۃ فی
حصول ذلک لکانت محتاجۃ الی ظہور الغیر ہنالک وکل محتاج الی الغیر فہو ممکن الوجود وقد ثبت انہ واجب الوجود
قال اللہ تعالی یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ غنی حمید ای غنی بذاتہ وصفاتہ عن ظہور مصنوعاتہ وھو حمید
بنعوتہ واسمائہ سواء حمدہ احد اولم یحمدہ احد من سوائہ فہو منزہ عن التغیر والانتقال بل لا یزال فی نعوتہ
الفعلیۃ منزہا عن الزوال وفی صفاتہ الذاتیۃ مستغنیا عن الاستکمال ولا یلزم من حدوث متعلقات ہذہ الصفات
حدوث الصفات کالمخلوق والمرزوق والمسموع والمبصر وسائر الکائنات وجمیع المعلومات انتہی
پس معلوم ہوگیا کہ یہہ ممکن نہین ہی کہ بالفعل تو کوئی چیز خدای تعالی مین نہووے اور آگے کو حاصل ہوجاوے
پس آیندہ کو بھی کذب کا حاصل ہونا ممکن نہین ہی اور عقل تقدیر اوسکے وجود کی خارج مین بہ نسبت باری تعالی کے
جایز نہین جانتی ہی اسلئے کہ جو اول نہووے بعد کو ہوجاوے وہ حادث ہوتا ہی اور باری تعالی محل حادث نہین
ہے پس عقل کے نزدیک بعد کو حاصل ہونا بھی کذب کا ممکن نہین پس محال ہوا چنانچہ ملا علی قاری ضوء معانی
مین محال کے معنے یہ لکھتے ہین والمحال بضم المیم ما لا یمکن فی العقل تقدیر وجودہ فی الخارج انتہی اور
دوسرے معنے اونہون نے یہہ لکھے ہین المحال والمستحیل ما یقتضی ذاتہ عدمہ انتہی اور اول سے ہے
خدای تعالی کیواسطے کذب حاصل ہووے اور کذب ازلی وابدی ہووے اسکو صراحۃً جامع براہین بھی قبول
نکریگا اور نہ کیا ہی اور استحالات متعددہ اسپر لازم آوینگے چنانچہ بعض اوپر مذکور ہوئے ہین اس ایک خطا کے
بیان مین چند خطائین جامع براہین کی ثابت ہوگئین بالاجمال اقوال آیندہ مین عنقریب بطور تفصیل کے
انکا ذکر انشاء اللہ تعالی آجاویگا اب سوائے ان عبارات مذکورہ بالا کے دوسری عبارات نقل کیجاتی ہین جنسے
تصریحات علماء کے معلوم ہوجاوین کہ کذب باری تعالی محال ہی اور اسپر اہل سنت ومعتزلہ وروافض وغیرہم
بلکہ منکرین اسلام حکمائے عقلا سب متفق ہین **الاول** شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر
پارہ الم مین تحت آیت کریمہ فلن یخلف اللہ عہدہ کہ رقم فرماتے ہین صفحہ ۲۱۴ مین یعنے ہرگز ہرگز خلاف نخواہد کرد

خدای تعالی این عہد حلقی خود را زیرا کہ خبر او کلام ازلی اوست و کذب در کلام نقصانی است عظیم کہ ہرگز بصفات او

راہ نمی یابد الی آخرہ **الثانی** حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کتاب العقیدۃ الحسنہ مین درباب عقاید
متعلق جناب باری عزاسمہ لکھتے ہین ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال والتبدل فی ذاتہ ولا فی صفاتہ ولا
الباطل ولا الکذب **الثالث** غنیۃ الطالبین مین حضرت غوث پاک قدس سرہ فرماتے ہین الفصل الاول مما لا یجوز
اطلاقہ علی الباری عزوجل ویستحیل اضافتہ الیہ من الاخلاق یعنے فصل اول مین وہ چیزین ہین جو محال ہین
جناب باری پر پس شمار کیا حضرت نے اونمین بیس چیزونکو از انجملہ نسیان اور شہوت اور کذب ہین صفحہ ۱۹۹
مطبوعہ دہلی مین یہہ عبارت دیکھے جسکا جی چاہے **الرابع** تفسیر بیضاوی ۱۹۵ اور تفسیر روح البیان ۲۴۷ مین تحت قولہ
تعالی ومن اصدق من اللہ حدیثا کے لکھا ہے انکار لان یکون احد اکثر صدقا منہ فانہ لا یتطرق
الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالی محال **الخامس** مدارک التنزیل صفحہ ۱۴۲ مین آیۃ مذکورہ کے تحت مین
لکھا ہے وھو استفہام بمعنی النفی ای لا احد اصدق منہ فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالۃ
الکذب علیہ لقبحہ لکونہ اخبارا عن الشیء بخلاف ما علیہ **السادس** امام فخر الدین رازی رح سورہ مزمل کی
تفسیر مین لکھتے ہین المعنی وعد اللہ واقع لا محالۃ لانہ تعالی منزہ عن الکذب **السابع** تفسیر کبیر سورہ یوسف کے آخر مین
یہ رقم فرماتے ہین لان المؤمن لا یجوز ان یظن باللہ الکذب بل یخرج بذلک عن الایمان فکیف یجوز
مثلہ علی الرسل **الثامن** امام فخر الدین تحت آیت من اصدق من اللہ حدیثا تفسیر کبیر مین اہل سنت وجماعت
ومعتزلہ دونون کے نزدیک کذب باری کا محال ہونا مع ادلہ کے فرماتے ہین پوری عبارت اون کی یہہ ہے
والمقصود منہ بیان انہ یجب کونہ تعالی صادقا وان الکذب والخلف فی قولہ محال واما المعتزلۃ فقد بنوا ذلک علی اصلہم
وھو انہ تعالی عالم بکون الکذب قبیحا وعالم بکونہ غنیا عنہ وکل من کان کذلک استحال ان یکذب انما قلنا انہ عالم
بقبح الکذب وعالم بکونہ غنیا عنہ لان الکذب قبیح لکونہ کذبا واللہ تعالی غیر محتاج الی شیء اصلا وثبت انہ عالم
بجمیع المعلومات فوجب القطع بکونہ عالما بہذین الامرین واما ان کل من کان کذلک استحال ان یکذب
فھو ظاہر لان الکذب جہۃ صرف لا جہۃ دعاء فاذا خلا عن معارض الحاجۃ فبقی ضارا محضا فیمتنع صدور
الکذب عنہ واما اصحابنا فدلیلہم انہ لو کان کاذبا لکان کذبہ قدیما ولو کان کذبہ قدیما لامتنع زوال کذبہ لامتناع
العدم علی القدیم ولو امتنع زوال کذبہ قدیما لامتنع کونہ صادقا لان وجود احد الضدین یمنع وجود الضد الآخر فلو کان کاذبا
لامتنع ان یصدق لکنہ غیر ممتنع لانا نعلم بالضرورۃ ان کل من علم شیئا فانہ لا یمتنع علیہ ان یحکم علیہ بحکم مطابق للمحکوم علیہ والعلم
بہذہ الصحۃ ضروری فاذا کان امکان الصدق قائما ثبت انتفی **التاسع** وہی عبارت امام فخر الدین رازی کی تفسیر
کبیر مین تحت آیت ومن یقتل مؤمنا متعمدا کی جو اوپر گذر چکی فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالی منزہ

لانہ کان امتناع الکذب حاصلا لا محالہ فثبت انہ لا بد من القطع بکونہ تعالی صادقا

عن الکذب انتہی العاعشر تفسیر ابی سعود مین تحت آیت من اصدق کی ہی انکارٌ لان یکون احد اصدق منہ تعالیٰ فی وعدہ وسائر اخبارہ وبیان لاستحالتہ کیف لا والکذب محال علیہ سبحانہ دون غیرہ انتہی

الحادیعشر خیالی حاشیہ شرح عقائد نسفی مین کذب کی نسبت لکھا ہی منتف بالاجماع یعنے اجماع ہی ماتریدیہ اور اشاعرہ کا کہ کذب جناب باری مین منتفی ہی اور اسیطرح مسلم رکھا اس اجماع کو خیالی کے محشی مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی نے فلو لم یقع لزم الکذب فی کلامہ تعالیٰ وھو باطل بالاجماع الثانیعشر علامہ عضد الدین بن احمد متن مواقف مین جوکہ موضوع ہی واسطے بیان عقائد مذہب اہل سنت وجماعت کے ذیل کلام باری تعالیٰ مین لکھتے ہین یمتنع علیہ الکذب اتفاقا اور مسلم رکھا اس مقام پر روایت مذکورہ متن کو شارح مواقف نے بھی اور تائید کی اوسکی الثالث عشر حاشیہ باجوڑی علی مقدمہ سنوسیہ مین تحت اس قول مقدمہ مذکورہ کے اما برہان وجوب صدقہم فلانہم لو لم یصدقوا للزم الکذب فی خبرہ تعالیٰ لتصدیقہ لہم بالمعجزۃ النازلۃ بمنزلۃ قولہ تعالیٰ صدق عبدی فی کل ما یبلغ عنی موجود ہی یہ عبارت اما برہان وجوب صدقہم ای فی دعوی الرسالۃ وفی ما بلغوہ عن اللہ تعالیٰ لان ھذا البرہان انما یدل علیٰ ذلک کما مر وقولہ فلانہم الخ تقریرہ ان نقول لو لم یصدقوا للزم الکذب فی خبرہ تعالیٰ لکن الکذب فی خبرہ تعالیٰ محال فما ادی الیہ وھو عدم صدقہم محال ایضا واذا استحال عدم صدقہم ثبت صدقہم وھو المطلوب انتہی الرابععشر مسلم الثبوت کے مقالہ ثانیہ فی الاحکام مین ہی لنا ان حسن الاحسان وقبح مقابلۃ الاحسان بالاساءۃ مما اتفق علیہ العقلاء حتی من لا یقول بارسال الرسول الخ اسکے حاشیہ منہیہ مین خود صاحب مسلم الثبوت فرماتے ہین العقلاء اہ لک ان تقول ان اتفاقہم علیٰ ذلک یجوز ان یکون لانہما من صفات الکمال والنقصان کوجوب الصدق وامتناع الکذب فی حقہ تعالیٰ انتہی الخامسعشر مسلم الثبوت کے اسی مقالہ کے متن وشرح بحر العلوم مین ہے والمعتزلۃ قالوا ثانیا انہ لولاہ ای کون الحکم عقلیا لما امتنع الکذب منہ تعالیٰ عقلاً اذ لا حکم للعقل واذا جاز الکذب علیہ فلا یمتنع اظہار المعجزۃ علی ید الکاذب ولو اکتفی بہ لکفی فیسد باب النبوت وھو مفتوح والجواب انہ المذکور نقص فیجب تنزیہ تعالیٰ عنہ کیف وقد مر انہ لا نزاع فیہ فانہ عقلی باتفاق العقلاء الخ لفظ والجواب کے بعد جوانہ ہی اوسکا مرجع کذب ہی جسکو بحر العلوم نے المذکور کہکر تعبیر کیا ہی چنانچہ قول ملا نظام سے بھی یہی واضح ہے جواب مذکور ہوتا ہی السادسعشر قول ملا نظام الدین صاحب کا اسی قول کے تحت مین وہ یہ ہے قولہ والجواب انہ ای الکذب نقص وقد مر لا نزاع فیہ انہ عقلیۃ انتہی

عشرۃ کاملۃ اقتضی علیہ

یہ اہل سنت وجماعت کے اقوال تھے کہ جنسے واضح ہو کہ کذب باری محال ہو اور یہ نقص ہو اور اسمین کسی کا نزاع نہین ہو باتفاق جمیع عقلاء محال ہے **السابع عشر** اب مذہب معتزلہ کے پیشوا علامہ زمخشری کی عبارت سنئے تفسیر کشاف مین تحت آیۃ من اصدق کے لکھتے ہین لانہ عز وعلا صادق لا یجوز علیہ الکذب وذلک ان الکذب مستقل بصارف عن الاقدام علیہ وهو قبحه ووجه قبحه الذی هو کونه کذبا و اخبارا عن الشئ بخلاف ما هو علیه فمن کذب لم یکذب الا لانه محتاج الی ان یکذب لیجر منفعة او یدفع مضرة او هو اغنی عنه الا انه یجهل غناه او هو جاهل لقبحه او هو سفیه لا یفرق بین الصدق والکذب فی اخباره ولا یبالی بایتهما نطق فکان الحکیم الغنی الذی لا یجوز علیه الحاجات العالم بکل معلوم منزها عنه کما هو منزه عن سائر القبائح **الثامن عشر** علماء مذہب شیعہ مشہور بہ امامیہ کے عقائد سنئے دو روایتین لکھتا ہون اول باب حادی عشر عقاید مین ہے من صفاته الثبوتیة کونه صادقا والصدق هو الاخبار المطابق والکذب هو الاخبار الغیر المطابق لانه لو لم یکن صادقا لکان کاذبا وهو باطل لان الکذب نقص والباری منزه عن النقص انتہی ثانی حق الیقین مجلس در بیان صفات ثبوتیہ مطبوعہ طہران مینویسد باید دانست کہ حق تعالی صادق است وکذب ودروغ مطلقا بر و روا نیست زیرا کہ عقل حکم میکند کہ کذب قبیح است واو از قبائح منزہ است و دروغ مصلحت آمیز کہ مارا روا است باعتبار ارتکاب امر قبیحی است و این از عجز ماست کہ قادر نیستیم کہ مفسدہ کلام راست را دفع کنیم وخدا بالعجز موصوف نمیشود وایضاً اجماع مسلمین وارباب عقول است بر آنکہ حق تعالی صادق است در جمیع افعال واقوال وکتب الہیہ مشحون است بآن از جملہ ضروریات دین است انتہی **التاسع عشر** قول ملا علی قاری صاحب کا شرح فقہ اکبر مین لم یزل ولا یزال باسمائه وصفاته ای موصوفا بنعوت الکمال ومعروفا باوصاف الجلال والجمال لم یحدث له اسم ولا صفة یعنی ان صفات الله واسمائه کلها ازلیة لا بدایة لها وابدیة لا نهایة لها لم یتجدد له تعالی صفة من صفاته والاسم من اسمائه لانه سبحانه واجب الوجود لذاته الکامل فی ذاته وصفاته فلو حدث له صفة او زال عنه نعت لکان قبل حدوث تلک الصفة وبعد زوال ذلک النعت ناقصا عن مقام الکمال وهو فی حقه سبحانه من المحال فصفاته تعالی کلها ازلیة ابدیة وههنا سوال مشهور وهو انه قد ورد الاخبار فی کلامه سبحانه بلفظ الماضی کثیر نحو قوله تعالی انا ارسلنا نوحا وقال موسی وعصی فرعون والاخبار بلفظ الماضی عما لم یوجد یعد کذبا والکذب علیه محال وله جواب مسطور وهو ان اخباره تعالی لا یتصف ازلا بالماضی والحال والاستقبال

لعدم الزمان وانما يتصف بذلك فيما لايزال بحسب التعلقات فيقال قام بذات الله تعالى اخبار عن
ارسال نوح مطلقا وذلك الاخبار موجود ازلا باق ابدا فقبل الارسال كانت العبارة الدالة
عليه انا نرسل وبعد الارسال انا ارسلنا فالتغير فى لفظ الخبر لا فى الاخبار القائم بالذات و
هذا كما نقول فى علمه تعالى انه قائم بذاته سبحانه ازلا العلم بان نوحا مرسل هذا العلم باق
ابدا فقبل وجوده علم انه سيوجد وبعد وجوده علم بذلك العلم انه وجد وارسل والتغيير فى العلم لا فى المعلوم انتهى ۱۲ (اى تعلق العلم ۱۲)
اس عبارت کے نقل سے اس محل مین فقط ہماری غرض یہ ہی کہ معلوم ہو جاوے کہ کذب باری محال ہی وہ فقط
والکذب علیہ محال سے حاصل ہی باقی عبارت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جمیع صفات خدای تعالی کا قدیم
ہونا بھی معلوم ہو گیا اقوال آیندہ کیواسطے کارآمد ہے پس جب ان روایات اور ادلہ سے ثابت ہوا
کہ کذب باری تعالی محال ہی اور کذب باری کے محال ہونے پر علماء اشاعرہ و ماتریدیہ و جمیع فرق اسلامیہ
و غیر اسلامیہ مثل ارباب معقول و فلاسفہ وغیرہم کا اتفاق ہی تو امکان کذب مین اختلاف قدماء علماء کا
بیان کرنا اور یہہ کہنا کہ یہہ مسئلہ جدید نہین ہی لوگون کو گمراہ کرنا اور جہل صریح ہی **دسوین خطا**
یہہ کہ صاحب انوار نے قرآن کی آیت صدق باری پر پیش کی تھی اوسکے جواب مین جامع براہین کو چاہئے
تھا کہ قرآن کی آیت سے جواب دیتے جسمین صریح یہ مضمون ہوتا کہ معاذ اللہ لیس الکذب من اللہ ببعید
مگر یہ مضمون نامقبول قرآن مین نکلنا محال تھا تب بناچاری کلام بشری کیطرف رجوع کی کیونکہ انسان
سے سہو و نسیان ہوتا ہی شاید کسینے بھول چوک سے یہ مسئلہ مان لیا ہووے تب آپنے اپنی رای سقیم
کے موافق اشاعرہ مین اپنے مقصد کی گنجائش دیکھی حال آنکہ درحقیقت اس مسئلہ کے وہان بھی گنجائش
نہین وہ کذب کے قایل ہی نہین جیسا کہ گذرا اور عنقریب آتا ہی **گیارہوین خطا** یہ کہ جامع
براہین اور مقرظ محفل میلاد شریف و قیام کے بارہ مین تعامل و استحسان کو بھی دلیل شرعی نہین جانتے
ہین باوجودیکہ نور الانوار مین بھی جسکو ادنی طالب العلم پڑھتا ہی موجود ہی صفحہ ۵ مین تعامل الناس ملحق بالاجماع
انتہی اور شامی مین ہی کہ تعامل کے معتبر ہونیکے واسطے عہد صحابہؓ کا شرط نہین اور یہہ دونون صاحب
تعامل علماء کا دلیل ہونا اور اقوال علماء سند نہین مانتے ہین چنانچہ براہین کے صفحہ ۲۱۴ مین ہے
(مؤلف سے کسی مسئلہ کا جواب ادلہ اربعہ سے نہین دیا جاتا وہی ایک داب ہی کہ علماء نے یون کہا ہی
یون کیا ہی سو جواب چند دفعہ ہو لیا کہ دلیل شرعی کے مقابلہ مین کسی کا قول لایق التفات نہین ہے
اگرچہ صد ہزار ہون) اور صفحہ دو سو بہتر مین ہی (اور یہ احقر بار بار اسکو بھی ظاہر کر چکا

کہ مولف کے پاس کوئی دلیل ادلہ شرعیہ سے اپنے مقصود پر کہ اثبات جواز قیود وہیئت مروجہ کا ہی نہین
محض قول علماء اور تعامل اونکا پیش کر دیتا ہے) اور صفحہ ۱۶۶ مین ہی (تسلیم کیا کہ ایک علامہ عالم
ہی نے انکار کیا مگر اوسکے انکار کا آجتک کسی سے جواب نہین دیا گیا اور فقط اوسکے انکار نے اجماع کو
جو مزعوم مولف کا ہی باطل کر دیا) الی ان قال اجماع اور حاضر ہونیسے مشائخ اور علماء کی کچہ حجت
جواز کی نہوئی اگر کروڑون علماء بہی فتوی دیوین بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبار کے نہین)
اور اسی صفحہ مین کہا (اکیلا وہ عالم موافق نصوص صریحہ کے فرماوے اور اوسکے تمام دنیا مخالف ہوکر کوئی
بات خلاف نصوص اختیار کرے تو وہ ایک وہی عالم مظفر ومنصور وعند اللہ مقبول ہووینگی)
اسی صفحہ مین کہا (پس خود ارشاد فخر عالم ہی کہ جو موافق کتاب وسنت کے کہے وہ طائفہ قلیلہ اگرچہ
رجل واحد ہی ہو وہ علی الحق ہی اور اوسکے مخالف تمام دنیا ہو تو مردود ہی) اور اسی صفحہ مین یہ بہی
لکہدیا ہی کہ سبط ابن جوزی کا قول کہ یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیہ
بمقابلہ نصوص کے ملتفت نہین اور تمام بلاد مین اشتہار اسکا کوئی دلیل شرعی نہین پس سخاوی کے
اس قول مین کوئی حجت شرعیہ نہین علی ہذا علی قاری کا لکہنا کہ تمام ملکون مین یہ رائج ہی) یہ تمام اقوال
جامع براہین کے باعلی صوت ندا کرتے ہین کہ نص کے مقابلہ مین لاکہون کروڑون علماء فتوے
دیوین تو معتبر نہین ہی اور بطور بناء فاسد علی الفاسد سبط ابن جوزی وملا علی قاری وسخاوی وغیرہم
کئی اقوال اور تعامل تمام بلاد کے علماء کو غیر معتبر وتمام دنیا کے علماء کے اتفاق کو مردود جامع براہین
فرماتے ہین باوجودیکہ اہل علم وفہم پر بطلان اسکا واضح ہی پس مولف انوار نے جو نص ومن اصدق
من اللہ حدیثا کے مخالف کذب باری کا امکان معلوم کرکے نص مذکور پیش کرکے امکان کذب باری کا
انکار کیا تو جامع براہین نے قول اون لوگون کا جنکو اوسی نے قائلین امکان کذب خیال وزعم کر لیا ہی
کیون بمقابلہ نص مردود نجانا کیون مولف انوار کو جو نص من اصدق کے موافق امکان کذب باری کا
انکار کرتے ہین علی الحق ومنصور ومظفر نہ کہا کیا جامع براہین صاحب کے نزدیک امکان کذب باری
مخالف نص ہی تب بہی وہ مردود نہین ہی اور امکان کذب کے قائلین اگرچہ اقل قلیل ہون باوجود
مخالفت نص کے اونکا قول معتبر ہی یہہ عجیب بات ہی کہ جس قول سے خدای تعالی مین امکان نقص
وعیب ثابت ہووے اور وہ نص کے مقابل ومخالف بہی ہووے تب بہی معتبر ہوجاوے اور دوسپر طعن
لاعلمی قرار پاوے اور ایسے قول کا انکار موافق نص کے کرین تب بہی اونکا قول معتبر نہووے

اور نص کیطرف اسوقت مین کچھ التفات نہ کیجاوے یہ معاملہ بر عکس ہو گیا بیان عدم التفات طرف نص
لازم آیا اور طرفہ یہ ہی کہ نص کی کوئی تاویل بھی حق و باطل جامع براہین نے ایسی بیان نکی جس سے
معلوم ہو کہ قول امکان کذب باری تعالی مخالف اس نص کے نہین ہی اس سے یہ لازم آیا کہ قول
امکان کذب باری نص کے مخالف ہی تب بھی جامع براہین کے نزدیک ایسا معتبر ہی کہ اوس پر طعن
کرنا بے علمی ہی ایسے لوگونکے ایمان پر افسوس ہی کہ آنحضرت صلعم کے میلاد شریف کی محفل کے بارہ مین
باوجود عدم مخالفت کسی نص کے اپنے زعم فاسد و فہم ناقص مین مقابلہ نص کا گھڑ کر تعامل و استحسان علماء لاکھون
کروڑون و تمام دنیا کو مردود بتاوین اور امکان کذب باری تعالیٰ کے بارہ مین باوجود مخالفت
نص کے اپنے زعم مین قائلین اوسکی مقرر کر کے باوجودیکہ در حقیقت کوئی اوسکا قائل نہین ہی عقلاء
مین سے سوائے دو چار وہابیہ حمقاء کے اون قائلین مفروضین کے قول کے مقابلہ مین نص کی
طرف التفات نکرین اور موافق نص و اتفاق عقلاء کے کہنے والون پر طعن کرین اور باایں ہمہ ادعاء
ایمان ہی خوب خدا و رسول کی قدر ان لوگون نے پہچانی ہے **بارہوین خطا** جو شخص یہہ کہتا ہے
کہ کذب باری تعالی ممکن الوقوع ہی لکن فی الحال واقع نہین ہے اوسکے معنے یہ ہوئے کہ ابتک
تو جھوٹ بولنا اوسکی صفت نہ تھی لیکن ہو سکتا ہے کہ جھوٹ بولدے معاذ اللہ معاذ اللہ ہم کہتی
ہین کہ جب جھوٹ بولے گا اوسیوقت یہ صادق آئیگا کہ یہہ صفت خدای تعالیٰ مین نہ تھی اب حادث
ہوئی اور خدای تعالی محل حادث بنا اور محل حادث قدیم نہین ہوتا ہی اور حال آنکہ خدای تعالے کی
ذات قدیم ہی محل حوادث نہین ہے چنانچہ عقائد مین ٹھر چکا ہے کہ لایقوم بذاتہ حادث اور اوپر
کچھ بیان اسکا گذر بھی چکا ہی شرح فقہ اکبر کے حوالہ سے **تیرہوین خطا** مؤمن کو ضرور
ہے کہ کہے امنت باللہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ ایمان لایا مین اللہ تعالے پر جیسا وہ ہے
اپنے اسماء و صفات کے ساتھ اور اسماء الٰہی مین سے صادق بھی ہی جیسا کہ حدیث ابن ماجہ مین
ابو ہریرہ سے روایت ہے اور قرآن شریف مین بھی آیا ہی وانا لصادقون اور یہہ عقاید مین مقرر ہے
کہ اسمائہ وصفاتہ قدیمہ ہین اور ثابت ہو لیا ہی کہ جس چیز کا قدم ثابت ہی اوسکا عدم محال ہی بناء علیہ
جناب باری سے سلب صدق محال ہے اور امکان کذب ماننے کو امکان سلب صدق ماننا
لازم ہی پس مومن موحد نے جب اللہ کو صادق لایزال مان لیا اب کس منہ سے امکان سلب
صدق تسلیم کرتا ہی جس شخص نے امکان سلب صدق تسلیم کیا اوسکا ایمان آمنت باللہ کما ھو باسمائہ

پھر کہان رہا انا للہ وانا الیہ راجعون **چودہوین خطا** آپ سند لاتے ہین ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ **اقول** جامع براہین نے حنفی ماتریدی ہوکر کیون اپنے مطلب نکالنے کو اشاعرہ کیطرف رجوع کیا مذہب اشاعرہ پر علم عقائد مین حنفی جابجا معترض ہین از انجملہ یہہ کہ صفات فعلیہ جناب باری تعالی کو اشاعرہ حادث کہتے ہین اور ہم حنفی ماتریدی اونکو قدیم مانتے ہین چنانچہ عبارت ضوء المعانی تصنیف ملا علی قاری مین یہ بات موجود ہے فغی کونہا قدیمۃ نزاع ثم مذہب ائمتنا الحنفیۃ انہا قدیمۃ ومذہب الاشاعرۃ والمعتزلۃ انہا حادثۃ اور ملا علی قاری کا قول شرح فقہ اکبر سے اوپر اس بارہ مین گذر چکا ہے کہ کل اسماء وصفات خدای تعالی کے قدیم ہین ورنہ محال لازم آویگا اس سے اختلاف ہونا درمیان حنفیہ واشاعرہ کے واضح ہے یہ ایک مثال اختلاف کی دی ہے باقی ایسے اختلافات بہت ہین جسنے کتب عقائد پڑھے ہین اوسکو خوب معلوم ہے اور اس عبارت ملا علی قاری سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اونھون نے ائمہ حنفیہ کو مقابل اشاعرہ کے ڈالا ہے اسلیے کہ حنفی علماء عقائد مین تابع ہین امام ابو المنصور ماتریدی کے فتاوی برہنہ مین لکھا ہے ابو المنصور الماتریدی رئیس الحنفیۃ الیہ انتہت ریاستہم انتہی اور وجہ میلان حنفیون کے اونکی طرف یہہ ہے کہ وہ تین واسطہ سے شاگرد امام اعظم رحمہ اللہ کے ہین اسطرح پر کہ ابو المنصور شاگرد ہین احمد بن اسحق کے اور وہ ابو سلیمان کے اور وہ امام محمد کے اور وہ امام اعظم رحمہ اللہ کے اور شرح مقاصد کی فصل رابع فی الامامۃ سے پہلے انکے حق مین یہ لکھا ہے ابو منصور الماتریدی تلمیذ ابی النصر العیاضی تلمیذ ابی بکر الجوزجانی صاحب ابی سلیمان الجوزجانی تلمیذ محمد بن حسن الشیبانی نے بہر صورت امام اعظم رحمہ اللہ کے بواسطہ شاگرد ہین پس قول ماتریدیہ کو چھوڑکر اشاعرہ کیطرف جانا کوئی وجہ نہین رکھتا سوا اسکے کہ از روے عناد کچھہ نہ کچھہ صاحب انوار پر نقض کیجیے اور تماشا یہ کہ سب کچھہ کرکے صاحب انوار کا ایک نقطہ بھی نہ مٹا سکے جیسا کہ اوپر تحقیق ہوا اور آیندہ مین آتا ہے **پندرہوین خطا** یہ ہے کہ آپ اشاعرہ کی دلیل لکھتے ہین کہ لانہ لا یعد نقصا بل جودا وکرما الخ ایسا ہی دیگر کتب مین لکھا ہے **اقول** اس عبارت واستدلال سے سب صاحبون پر حال خوش فہمی جامع براہین کا کھل گیا کیونکہ اشاعرہ کی دلیل جواز خلف وعید پر یہ لکھی ہے کہ لانہ لا یعد نقصا یعنے خلف وعید نقصان کی بات نہین دیکھیے اسمین اشاعرہ انکار کر گئے کہ خلف وعید کو کذب نہ کہنا چاہیے کیونکہ کذب بالاتفاق نقصان کی بات ہے اور سخت قبیح ہے کوئی عاقل کذب کو یہہ نہین کہہ سکتا کہ جود وکرم ہے عرب کا دستور تہا کہ اگر مجرم کیواسطے کوئی سزا معین کرتے جب وقت سزا کا آتا اوسکو معاف کر دیتے یہ معاف کرنا اونکا رحمت اور بخشش اور کرم شمار کیا جاتا تہا

اسکی بہت تعریف کیجاتی تھی اس معاف کرنیکو یہ نہین کہتے تھے کہ اسنے جھوٹ بولا اور اب بھی یہی دستور ہے کہ حاکم کسی مجرم کو اپنے قانون مقررہ کے موافق سزا نہ دے تو اوسکو کوئی جھوٹ نہین کہتا ہی معاف کردینا اور بخشدینا کہتے ہین پس اسیطرح اگر خدا کسی گنہگار کو اوسکا گناہ روز قیامت مین معاف کردے تو اوس معاف کردینے کو جھوٹ نہ کہینگے یہ مذہب اشاعرہ کا ہی کہ وہ اسکو جھوٹ نہین مانتے اور اوپر بھی معلوم ہوچکا ہی کہ کذب و جھوٹ کا لزوم اپنے اوپر سے جوابات متعددہ دیکر رفع کرتے ہین پس نہ وہ اس خلف وعید کو جھوٹ قرار دیتے ہین اور نہ جھوٹ کا لزوم اوسمین تسلیم کرتے ہین پس اشاعرہ کے قول سے امکان کذب باری ثابت نہوا یہہ خوش فہمی جامع براہین کی ہے کہ اونکے قول سے امکان کذب باری کا اثبات کرتا ہی **سولھوین خطا** آپ نے ردمحتار کی عبارت بقدر مطلب لکھکر قلم کو تھام لیا اوسکے آگے کی عبارت جو ماقبل کے خلاف تھی اوسکو نقل نہ کیا سب صاحب ملاحظہ فرماوین وہ عبارت ہمنے اقوال سابقہ اپنے مین نقل کردی ہے پھر واسطے یاددہانی کے لکھی جاتی ہے یہہ ہے وصرح التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی عدم جوازہ وصرح النسفی بانہ الصحیح لاستحالتہ علیہ تعالیٰ لقولہ وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل القول لدی وقولہ تعالیٰ ولن یخلف اللہ وعدہ ای وعیدہ وانما یمدح بہ العباد خاصۃ انتہی یعنے کھولکر لکھا علامہ تفتازانے وغیرہ نے کہ علماء ثابت کرنے والے حق امر کے قائم اسبات پر ہین کہ خلف وعید جائز نہین ہے اور صاف لکھدیا نسفی نے کہ یہی صحیح ہی اسلئے کہ خلف وعید اللہ تعالیٰ کا محال ہی کیونکہ اوس نے خود کلام الٰہی مین فرمادیا ہی کہ نہین بدلا جاتا قول میرے پاس اور فرمادیا کہ نہین خلاف کریگا اللہ اپنا وعدہ یعنے وعید اور خلف وعید کے ساتھہ ممدوح ہونا خاصہ بندونکا ہی نہ اللہ تعالیٰ کا انتہی مضمون ردالمحتار دیکھیے اسمین صاف ثابت ہی کہ خلف وعید ائمہ محققین کے خلاف ہی پس جب کہ جامع براہین اپنے نزدیک قول اشاعرہ سے امکان کذب سمجھا تھا اور عبارت مین لکھا ہوا ہی کہ اونکا مذہب خلاف محققین ہی جیساکہ ہمنے ابھی عبارت اوسکی نقل کی ہی پس یہ سمجھا ہوتا کہ اوس مقام پر صاحب انوار مذہب محققین کے موافق مذہب مقابل پر طعن کرتا ہی اور مذہب غیر محقق پر طعن کرنا کچھہ عیب کی بات نہین ہی چنانچہ اوپر گذرچکا ہی تفسیر کبیر امام رازی سے کہ اونھون نے واحدی پر خلف وعید ہی کے بارہ مین طعن سخت کیا ہی اور خلف وعید کے جواز مین فساد عظیم و قریب کفر و طعن شریعت و قرآن پر ہونا فرمایا ہے عبارت اونکی اوپر مذکور ہے لکن یہ بات کسطرح سمجھہ مین آتی غیظ وغضب آدمی کی دیدۂ حق بین کو اندھا کردیتا ہے اب ہمسے سنو مذہب محققین یہی ہی کہ خلف وعید

جائز نہین ہی **اولاً** شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر پارہ الم مین فرماتے ہین وآنچہ بعض از ظاہر بنیان گفتہ
اند کہ خلاف در وعدہ نیک نقصان است در وعید بد کرم ولطف است مبنی است بر قیاس غائب بر
شاہد در حق او تعالیٰ کہ مبرا از جمیع عیوب ونقائص است خلاف خبر مطلقاً نقصان است خواہ نیک باشد
خواہ بد زیرا کہ لطف وکرم او تعالیٰ راہای بسیار دارد جائز است کہ معاملہ لطف وکرم نماید وخلف در وعید
ہم نہ کند بخلاف آدمیان کہ بسبب عجز بشری بغیر از خلف در وعید ایشان را لطف وکرم کردن ممکن نمیشود
پس در حق ایشان خلف در وعید بترجیح نقصانی بر نقصان است کہ اشد از نقصان اول است ودر حق
او تعالیٰ نقصان محض است بے حاجت بتکمیل فافہم فاشاید جامع براہین دونون پیر ومرید شاہ عبد العزیز
صاحب کو بھی وہی کہدین جو صاحب انوار کو کہا ہے کہ اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے اور اسپر طعن کرنا
مشائخ پر طعن کرنا ہے اور امام رازی جنہون کا طعن کرنا خلف وعید کے بارہ مین واحدی پر اوپر معلوم
ہوچکا ہی اونکو بھی یہ دونون یہی کہدین **ثانیاً** تفسیر خطیب شربینی مین تحت قولہ تعالیٰ فلن یخلف
اللہ عہدہ لکہا ہی فیہ دلیل علیٰ ان الخلف فی خبر اللہ محال **ثالثاً** تفسیر کشاف مین تحت قولہ
تعالےٰ ذٰلک جزینٰاھم ببغیہم وانا لصادقون لکہا ہی فیما اوعدنا بہ العصاۃ لا نخلفہ کما لا نخلف ما وعدناہ
اہل الکتاب **رابعاً** جلالین مین آیہ مذکورہ کی تفسیر لکہی ہی انا لصادقون فی اخبارنا ومواعیدنا
خامساً بیضاوی مین ہے انا لصادقون فی الاخبار والوعد والوعید **سادساً**
تفسیر کبیر مین تحت آیت ومایبدل القول لدی کی لکہا ہی لا خلف فی ایعاد اللہ تعالیٰ کما لا اخلاف فی میعاد اللہ
سابعاً تفسیر جمل مین تحت آیت مذکورہ لکہا ہی المراد بالقول ہو الوعید بتخلید الکافر فی النار
ومجازاۃ العُصاۃ علیٰ حسب استحقا فہم ان روایات سے بخوبی روشن ہوگیا کہ مذہب حق یہی
ہے کہ خلف وعید جائز نہین اور امام رازی کا قول تحت آیت ومن یقتل کے واحدی کے رد مین اوس سے
بھی بخوبی واضح ہی کہ خلف وعید جائز نہین ہی پس وہ وجہ ثامن ہوئی **تحقیق انیق** واضح ہو کہ حق سبحانہ
نے اپنے کلام پاک مین یہہ فرمایا ہی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذٰلک لمن یشاء اس سے معلوم
ہوگیا کہ خدای تعالیٰ کافرونکو ہرگز نہ بخشیگا اور مسلمانون مین جو گنہگار ہونگے جسکو چاہیگا اوسکی گناہ
بخشدیگا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے چاہنے کو ہمپر ظاہر نہ کیا کہ ہم کس کس کو بخشینگے وہ خود اونکو جانتا ہی
قیامت کے روز جب اونکے گناہ بخشیگا ہم لوگ جو بے خبر تھے یون جانینگے کہ یہہ خلف وعید ہوا کیونکہ
اللہ تعالےٰ نے ان گناہون پر وعید عذاب ارشاد فرمایا تھا اور اسکو کچہہ بھی عذاب ندیا اور واقع مین

یہ خلف وعید ہرگز نہین ہوا کیونکہ جب اوسنے گناہونکی سزا بیان فرمائی تھی وہ خود جانتا تہا کہ فلان فلان آدمی
جنکو ہم بخشینگے وہ اس وعید عذاب سے جو کہ ہم بیان فرماتے ہین مستثنی ہین یعنے خدای تعالیٰ نے وعید عذاب
اونکے غیر کے حق مین فرمایا ہی جنکو بخشدیگا اور سزا نہ دیگا اور اونکے غیر کہ وہ مسلمان گنہگار ہین جنکو بدون
سزا کے نہ چہوڑیگا سزا دیکر چہوڑیگا پس فی الواقع جنکے واسطے اوسنے یہہ مقرر کرلیا ہی کہ سزا دونگا اونکو نہ چہوڑیگا
اور جنکے واسطے یہہ پہلے سے ٹھہرالیا ہی کہ بدون سزا کے بخشدونگا اونکو سزا نہ دیگا اگرچہ وہ دونو فریق جدا
جدا ہمکو نہین بتاتے ہین معین کرکے پس یہ خلاف وعید نہوا فی الواقع خلاف توجب ہوتا کہ اول سے یہہ اوسنے
مقرر کیا ہوتا کہ مثلا زید کو اوسکے گناہ کے سبب سے دوزخ مین ڈالونگا اور پہر اوسکو نہ ڈالتا اور جب مجملاً فرمایا ہی تو
یہہ مقرر ہونا مفہوم نہوا اور بعض فریق کا دوزخ مین جانا لابد ہی اسپر اجماع ہی چنانچہ اوپر شامی وغیرہ سے معلوم
ہوچکا ہی فی الواقع وہ وعید وسزا اونہین کو دیجاویگی اور وہی مراد خدای تعالیٰ کے ہین کہ جو گروہ دوزخ مین
جاوینگی اور وہی مشیت سزا کے تحت مین داخل ہین ازل مین ہی اونکی سزا پر مشیت واقع ہوچکی ہی اور جو
بخشے جاوینگے ازل مین ہی اونکی عفو کی مشیت ہوچکی ہی اور خلاف مشیت وارادہ آلہی کے ہرگز نہین ہوسکتا
ہے پس خلاف وعید فی الواقع نہین گو ہم لوگ اپنے عدم علمی سے خلاف سمجھین خلاصہ ہوا کہ جمیع وعیدات
آلہی کافرین کے حق مین جزمی اور قطعی ہین اور مسلمانون کے حق مین جب ہین کہ خدای تعالیٰ نے اونکے عفو کو
نہ چاہا ہووے گو وہ مشروط بشرط عدم عفو ہین یہی امام رازی تفسیر کبیر جلد دوم مین [ص ۱۱] فرماتے ہین جمیع الوعیدات
مشروطة بعدم العفو فلا یلزم من ترکه دخول الکذب یعنے تمام وعیدات شرط کئے گئے ہین ساتھہ
عدم عفو کے پس اگر کسیکے نسبت اللہ تعالیٰ نے عفو کو ازل مین جان لیا اور اوسپر مشیت وارادہ ازلیہ واقع
ہوچکا ہی اور اوسکے موافق اظہار روز قیامت کو کردے تو اس معافی سے کلام آلہی مین کذب نہین دخل
ہوسکتا ہی یعنے یہہ نہین کہہ سکتے کہ یہہ کذب ہوا خدای تعالیٰ سے معاذ اللہ معاذ اللہ بلکہ یہہ کہینگے کہ یہہ
مصداق یغفر مادون ذلک لمن یشاء کا ہوا اقوال سابقہ مین بہی تکمیل الایمان شیخ عبدالحق محدث
دہلوی وغیرہ سے معلوم ہوچکا ہے کہ خلف وعید مین کذب لازم نہین آتا ہی اب طالبان حق خیال
فرماوین کہ اس تقریر کے موافق مسلمان کا گناہ بہی معاف ہوگیا اور کذب بہی جو جمیع اہل ملل کے نزدیک
ناجائز تہا حق سبحانہ اوس سے منزہ اور مقدس بالکل بے لوث رہا تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا
اب اختلاف اشاعرہ غیر محققین وماتریدیہ مین اتنا باقی رہا کہ علماء ماتریدیہ اسپر ہین کہ خلف وعید کا اطلاق
ہرگز جائز نہین ہے کیونکہ اوپر تحقیق ہوچکا کہ وہ درحقیقت خلف وعید نہین ہے اور علماء اشاعرہ غیر محققین نے

اوسپر اطلاق خلف وعید کر دیا گیونکہ ظاہر نظر وںمین ایساہی نظر آتاہی گو در حقیقت نہین ہی جیساکہ اوپر گذرا
اور امام رازی کے قول سے تم معلوم کر چکے کہ موافق مذہب اشاعرہ کے بھی کذب لازم نہین
آتاہی لقولہ فلا یلزم من ترکہ دخول الکذب اور اسیطرح شرح عقائد کے محشی خیالی نے اشاعرہ
کیطرف سے توجیہ کی ہے اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانہ ان یبتنی اخبارہ علی المشیتہ وان لم
یصرح بذالک فلا کذب ولا تبدیل یعنے شان کریم سے یہہ ہی کہ جب وہ خبر دے
مجرم کو ساتھ وعید یعنے سزای جرم کے مبنی کری اس اخبار کو مشیت پر یعنے اگر ہم چاہین گے تو
یہہ عذاب دینگے پہر اس صورت مین نہ کذب لازم آتاہی کہ خدای تعالی نے جھوٹ بولا ہے
معاذ اللہ اور نہ تبدیل لازم آتی ہو کہ خدای تعالی نے اپنے کلام کو بدل دیا انتہی اور ایسے ہی اوپر
تکمیل الایمان سے گذر چکاہی جس سے کذب و تبدیل کا لازم نہ آنا قول اشاعرہ قایلین خلف وعید سے
ظاہر ہے دیکھیے سب علماء خلف وعید کے ساتھ کذب اور تبدیل کو اشارہ سے دور کرتے ہین
افسوس جامع براہین پیر و مرید دونون بے ساختہ بول اوٹھے جو چاہا اور ذرا کتب دینیہ کا مطالعہ نکیا
اور حق سبحانہ جزای خیر دے صاحب انوار کو کہ ہدایۃ لاہل الاسلام قواعد اسلامیہ و فوائد دینیہ
انوار ساطعہ مین بیان کر دے کہ جسمین عناد معاندین اور فساد مفسدین سے ذرہ بہر بل نہین
آسکتاہی **سترھوین خطا** آپ فرماتے ہین کہ پس اسپر طعن کرنا مؤلف کا پہلے مشائخ پر
طعن کرناہی **اقول** صاحب انوار نے اشاعرہ پر خلف وعید کا طعن نہین کیا بلکہ امکان کذب پر
طعن کیاہی اور جو شخص اللہ کی ذات پاک مین امکان اور قابلیت کذب ثابت کرے پہر مؤمن موحد
اسپر طعن نہ کرے ہم اوسکے ایمان پر افسوس کرتے ہین اور اشاعرہ کے کلام مین امکان کذب کے
الفاظ نہین بعض علماء نے بنظر ظاہر خلف وعید کے لفظ سے اونکو الزام کذب باری دیا تہا
تو اونکے جواب دوسرے علماء مانند علامہ خیالی وغیرہ نے خلف وعید کی حقیقت سمجہا دے کہ
وہ امکان کذب کے عقیدہ سے پاک ہین اونپر یہہ لازم نہین آتاہے **اٹھارھوین خطا**
صاحب انوار نے یہہ مضمون لکھاہی کہ کوئی جناب باری پر امکان کذب کا دہبا لگاتاہی انوار ساطعہ
موجود ہے پڑہکر دیکہلو پہر اسکو جامع براہین نے کیون اسقدر طول دیاہم کہتے ہین کوئی مسلمان
سچے دل اور سچی زبان والا انصاف سے کہدے کہ خداوند کریم کو امکان کذب کی نسبت کرنے سے
یہ دھبا لگتاہی یا نہین اور صاحب انوار نے سوائے لفظ دہبا لگانے کے اور کوئی طعن نہین کیا اور یہ

بات حق صاحب انوار نے لکھی اونکو فقط حق بیان کرنا منظور رہی کسی پر طعن کرنا مدنظر نہین ہو اگر امر حق
بیان کرنے مین کسی پر طعن ہو جاوے تو صاحب انوار پر کیا مواخذہ ہی جامع براہین مفت مین ژاژ
خائی کرتا ہی تمام بلاد کے علماء ولاکھون وکروڑون کے فتوی اور تمام دنیا کے علماء کی عمل واعیان
علماء وصوفیہ کرام کے فعل کو محفل میلاد شریف کے بارہ مین مردود کہتا ہی چنانچہ اوپر گذر چکا ہے
مع حوالات صفحات کے تو اوسکو طعن مشایخ پر نہین جانتا ہی اور خدای تعالی کے تنزیہ کذب سے بیان کرنیکو
طعن زعم کرتا ہی برین فہم و دانش ببایدگریست **اونیسوین خطا** آپ فرماتے ہین اور اسپر
طعن کرنا نہایت لاعلمی ہی **اقول** ناظرین رسالہ ہذا اسوقت تک جو طرفین کا کلام نقل ہوا ہی دیکھکر
خود سمجھہ جاوینگے کہ لاعلمی کسکی طرف ہی اپنے منہ سے کیا کہین مشک آن است کہ خود ببوید نہ آنکہ عطار
بگوید اور جب مولوی رشید احمد صاحب نے رسالہ جامع الشواہد پر کہ اوسمین غیر مقلدین کے عقائد و
اعمال کا بیان بطور طعن کرنیکے کیا ہی اور اول مسئلہ اوسکا یہی ہے کہ وہ امکان کذب کے
قائل ہین مہر کر دی اور طعن کرنیوالونمین امکان کذب باری تعالی کے قائلین پر شامل ہو گئے
تو اوسوقت لاعلمی محض مولوی صاحب کی ہوئی یا نہین کچھہ بھی عقل ہے تو کہدو یا انکار کر جاؤ کہ ہمنے
اسپر مہر یا دستخط نہین کئے ہین لیکن سال گذشتہ تک خاموش رہنا اس انکار سے آپ پر شاہد عدل ہی
کہ یہہ انکار آپکا صحیح نہین ہی اب سخنوران مہذب اور سنجیدہ گویان مؤدب کی خدمت مین ایک امر انصاف
طلب پیش ہوتا ہی یعنے انوار ساطعہ مین ایک عبارت مولوی رشید احمد صاحب کی آئی ہی تو صاحب انوار نے
اس تہذیب سے اوسمین کلام کیا ہی کہ باید و شاید یعنے یہ لکھا ہی کہ اس کلام کی رکاکت اور سخافت سے
معلوم ہوتا ہی کہ یہہ کلام مولوی رشید احمد صاحب کا نہین ہی اسلئے کہ اوسمین یہ رکاکت ہی اور یہہ
اعتراض ہی نو دس باتین کثیف و سخیف جو اونکی تین چار سطرونمین بہری ہوئی تہین بیان کرکے
آخر مین لکھا کہ ہم ایسا گمان اونپر نہین لیجاتے کہ یہہ عبارت اونھون نے لکھی ہوگی اور جو کوئی خواہے
نخواہی اونکو نشانہ ان اعتراضات کا بناوے اور یہہ عبارت اونکے ذمہ لگاوے اوسکو اختیار ہی
انی بری مما یعملون انتہی دیکھئے اس عبارت مین کیا بلاغت اور کیا متانت اور کیا تہذیب ہی لیکن
اون حضرت سے اس کلام مہذب کی بھی برداشت نہوئی اوسکا انتقام اسطور پر لیا کہ صاحب انوار نے
خدای تعالی کی تصدیق مین کوشش کی تو حضرت جی نے عناد مین آکر اوسکو بھی رد کیا امکان کذب کا
ثبوت دیا صاحب انوار نے تین رکعت وتر کی لکھی تو آپ نے ایک رکعت ثابت کی علاوہ برآن توہین

اور تحقیر اور تجہیل صاحب انوار کی اسقدر کی ہی کہ اگر کوئی شخص اس کتاب براہین قاطعہ سے مضامین جدا کرے اور صاحب انوار کی ہجو اور مذمت اوسمین سے نکالکر علیحدہ کرے تو اغلب ہی کہ چوتھائی کتاب تبرا سے بھری ہوئی نکلے گی لا علم جاہل بے حیا بے شرم حق پوش خائن وغیرہ ایسے ایسے جلے بھنے الفاظ سینۂ تصوف گنجینہ سے نکالے ہین کہ العظمۃ للہ لوگ اونکو صوفی اور عالم لکھتے ہین مقتضائے عالمیت کا یہی تھا کہ لغو سے پرہیز کر کے نصیحت کرتے غیظ و غضب مین یہہ آیت بھی یاد نرہی ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ اور مقتضائے فقر و تصوف یہہ تھا کہ اگر کوئی برا بھی کہتا تو صبر کرتے فقیر لوگ بدلا لینا تو کیسا رنج کرنے کو بھی منع کرتے ہین اور یہہ لکھتے ہین ؎ عارف کہ برنجد تنک آب است ہنوز + اور دوسری جگہہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎ شنیدم کہ مردان راہ خدا + دل دشمنان ہم نہ کردند تنگ + اور کسی عارف باللہ نے فرمایا ہی ؎ وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم + کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن + بنا ٔ علیہ اگر صاحب انوار کیطرف سے کچھہ کج ادائی بھی ہوئی تو یہہ حضرت فضول و لغو سے کنارہ کر کے محض نصیحت فرمادیتے قال السعدیؒ ؎ اگر من ناجوان مردم بکردار + تو بر من چون جوان مردان گذر کن + اور فرماتے ہین ؎ بدی را بدی سہل باشد جزا + اگر مردی احسن الی من اساء + لکن آپ ایسے کہان تھے معاملہ بالعکس ہوا کہ صاحب انوار نے اونکا نام تک مخفی رکھا کہ یہہ کلام مولوی رشید احمد صاحب کا معلوم نہین ہوتا ہے اور آپنے اوسکے جواب مین یہ کیا کہ صاحب انوار کا نام صراحۃً لکھکر تبرا کیا اور اسقدر کہ چوتھائی کتاب کو بدگوئی سے بھر دیا اور ہم سب مضامین کو اونکی طرف منسوب اسلیئے کرتے ہین کہ مشہور عام یہی ہی کہ یہہ کتاب اونھون نے خود اپنے مرید مولوی خلیل احمد صاحب کے نام سے لکھی ہی بالفرض والتقدیر اگر وہ اس سے انکار فرماوین تو یہہ بات ہرگز کتاب سے مٹنے والی نہین کہ اوسمین اہل مطبع نے صاف لکھدیا کہ یہہ رسالہ بامر مولوی رشید احمد صاحب چھپا ہی دوسرے یہ کہ آخر مین مولوی رشید احمد نے لکھا ہی کہ مین نے اول سے آخر تک اسکو بغور دیکھا ہی چنانچہ ہم اوسکا ذکر اوپر کر چکے ہین پس اگر تسلیم بھی کرلین کہ ہان صاحب آپکے مرید نے یہہ کتاب لکھی لیکن آپ تو اول سے آخر تک بغور دیکھکر اوسکے مضامین کاذبہ اور سب وشتم و فضول و لغو وغیرہ کو نور علم قرار دیکر پھر ایسے مطالب باطلہ کیلیئے دعای مقبولیت کرکے اوسکو سعی تمام سے چھپوا کر عمدہ طرح پر طرفدار اور ذمہ دار ہوگئے اور کیونکر نہو نے مرید کو جو کچھہ حاصل ہوتا ہے پیر سے ہی حاصل ہوتا ہی مریدون کی زبان حال پیر و مرشد کی جنانمین یون نغمہ سرائی کرتی ہے

ع میرے مرشد مین گھر سے کیا لایا + ہی یہہ سب کچھ حضور کی مایا + اور اگر یہ مضامین مرید ہی کی ہوتی
تو ہدایت فرماکر کتاب سے نکلواتے سکو کٹواتے اگر مرید اونپر قلم نہ پھیرتا تو خود اوسکو نہ چھپواتے ذمہ وار و طرفدار
ہوتے لیکن چونکہ یہہ باتین ہرگز نہین ہوئین تو اصل مدعا ظاہر ہوگیا ع راز کتنا ہی چھپایا ہائے
افشا ہوگیا + اب ہم مدعا اصلی پر آوین براہین قاطعہ مین جابجا صاحب انوار کو بے علم لاعلم جاہل وغیرہ
الفاظ سے یاد کیا ہی اور اس مقام پر بھی لاعلمی صاحب انوار کی ثابت کی کہ عبارت ردمحتار درباب خلف وعید
نقل فرمائے تاکہ لوگ جانین کہ صاحب انوار کو کتب بسیط پر عبور نہین ہی حال آنکہ دیکھو خود جامع براہین ص۱۷ س۸
مین اقرار کرتا ہی اور یہہ لکھتا ہی کہ مولف کو یعنے صاحب انوار کو اس مقام پر ردمحتار پر نظر ہی انتہی اور ص۱۳
س۵ مین لکھا ہی عالمگیریہ پر مولف کی نظر ہے اور ص۲ س۱۴ مین تحصیل علم صاحب انوار کی خود سند لکھی کہ
مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری اور مولوی سعادت علی صاحب سہارنپوری اور مولوی
شیخ محمد صاحب محدث تہانوی سے تحصیل علم کی ہی انتہی گو اوس مقام پر از روی عناد کیسی ہی الفاظ سے
لکھا لیکن اسناد اونکے تحصیل علم کی ان اساتذہ مشہورین سے گذار دی اور واضح ہو کہ جناب مولانا شیخ محمد
صاحب محدث سے مولوی رشید احمد صاحب نے بھی حدیث پڑھی تھی صاحب انوار اور وہ دونون استاد بھائی
ہوئے اور ص۱۵ س۵ براہین مین ثابت کر دیا کہ یہہ دونون باہم پیر بھائی ہین اور واضح ہو کہ مولوی احمد علی
صاحب محدث سے مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے بھی حدیث پڑھی تھی اور صاحب انوار نے بھی
اور مولوی سعادت علی صاحب سے مولوی احمد علی صاحب محدث نے شروع مین علم پڑھا ہے اس
طریق سے وہ استاد بھی ہوگئی غرض یہ کہ جامع براہین نے اس مقام پر اسناد تحصیل صاحب انوار گذار دی
اور ص۱۳۱ س۳ لکھتے ہین پھر جو احقر نے لکھا ہی تمام کتب شرعیہ مین موجود ہی اور خود مؤلف بھی یعنے
صاحب انوار اسکو جانتا ہی انتہی الحاصل اگرچہ وہ لفظ جاہل اور بےعلم وغیرہ لکھکر لوگونکے دلون مین
تحقیر اور توہین صاحب الانوار کے جماتے ہین لیکن امر حق مین ایک تاثیر ہے کہ وہ بے اختیار حق پوشونکی
زبان سے بھی ٹپک ہی جاتا ہی بناء علیہ جامع براہین سے جابجا ایسے الفاظ بے اختیار نکل گئے کہ جس سے
صاحب انوار کی اسناد تحصیل علم مین بھی معلوم ہوگئی اور نظر کتب مبسوطہ پر ظاہر ہوگئی اور یہہ بھی خوب
ظاہر ہوگیا کہ جامع براہین نے جو عبارت ردمحتار نقل کی ہی وہ خود اوسکا مضمون تحقیقی نہین سمجھے
اور صاحب انوار اوسکی ماہیت بہت ٹھیک سمجھے ہوئے ہین اسلئے کہ اونہون نے اشاعرہ کے
خلف وعید پر نہین بلکہ کذب پر طعن کیا ہے **بیسوین خطا** یہہ کہ جب ثبوت امکان کذب وعید کی

سند گذار کر خوب زور لگایا ہی تو یہہ جاننا چاہئے کہ مومنین کو امید جنت سے بھی سخت مایوس بنایا ہی
کیونکہ جو خلف وعید پر قادر ہی وہ عقلاً خلاف وعدہ پر بھی موافق مسلک جامع براہین کی قادر ہے
تم خود میان جامع براہین امکان نظیر کے بارہ مین لکھتے ہو ان اللہ علی کل شیئ قدیر جب کل شے مین
ایسا عموم مانا کہ خلف وعید کو اوسمین شامل جانا ہی تو خلاف وعدہ کے شمول کو کسطرح انکار کر سکتے
ہو اسکو شامل ماننا بھی ضرور ہوا اور خبر وعید کا خلاف جیسے عقلاً درست ہوا تو خلاف خبر وعدہ کا
کیونکر عقلاً درست نہو گا اور جود و کرم کو علت خلاف خبر وعید قرار دیتے ہو تو خلاف خبر وعدہ مین
بھی ایسی وجہ مانند مصلحت کے نکل سکتی ہی جیسا کہ امام رازی سے اوپر گذر چکا ہی دربارہ واحدی کے
اور ایسے ہی کافرین کی وعید مین بھی جود و کرم کو وجہ جواز خلف وعید بناکر خلاف وعید کافرین کا
بھی قائل ہو جانا تم پر لازم ہی اور بھی جود و کرم وجہ خلف وعید مومنین ہی تو عرفاً و عادتاً ہی نہ عقلاً
پس مومنین تو مایوس ہوئے دخول جنت سے اور کافرین کو خوف دوزخ نہ رہا بس تمنے اس عقیدہ
کذب باری کے امکان سے بیخ دین محمدی صلعم کے اوکھاڑنا چاہئے اور جسقدر اخبار و قصص
قرآن مین موجود ہین جب کذب باری ممکن ہوا تو ممکن ہر وقت ممکن ہوتا ہے اسلئے کہ انقلاب
ماہیت مفہومات ثلاثہ ممکن و واجب و ممتنع مین محال ہے پس کذب بارے کی تقدیر پر کہا جا سکتا
ہے کہ معاذ اللہ معاذ اللہ جسقدر جزئین قرآن مین ہین ممکن ہے کہ جھوٹ ہون کوئی دلیل
اسکے رفع کی بر تقدیر مذکور موجود نہین ہے اور ایسے ہی جب کذب باری ممکن ہوا تو بیدکاذب پر
اظہار معجزہ کا جائز ہو گیا اسلئے کہ بیدکاذب پر امتناع معجزہ کا تو اسواسطے ممتنع تہا کہ امکان کذب کا
نہ تہا چنانچہ اوپر عبارت حاشیہ باجوری و مسلم الثبوت سے واضح ہو گیا ہے پس ثبوت نبوت
و قرآن کے اخبار کا کچھ اعتبار نہ رہا اس سے بڑہکر اور کونسی بے دینی ہو گی جس سے یہ استحالات لازم
آوین کہ نبوت کا ثبوت بھی نہو سکے اور قرآن کے اخبارات کا کچھ اعتبار نہ رہے ایسے لوگون کے
ایمان پر ہم افسوس کرتے ہین **اکیسوین خطا** یہہ کہ ہان حق تعالی کو اپنی مخلوق کی مثل
پیدا کرنے پر قادر نہونا آجتک کسی اہل علم نے نہ کہا تہا **اقول** کسی مخلوق کے مثل پیدا ہونے
یا نہونے مین کلام نہین سوائے نظیر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سبحان اللہ
جامع براہین کا ادب دیکھنے کے قابل ہے کہ حضرت ختم النبوۃ علیہ الف الف تسلیم و تحیہ کو کن الفاظ
مابہ الامتیاز سے تعبیر کرتا ہے کہ اپنے مخلوق کی مثل الخ واضح ہو کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا بنائے علیہ اہل سنت وجماعت نے کہا کہ اب کوئی نبی بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
پیدا نہو گا کیونکہ اگر خدا نبی بعد آپ کے پیدا کریگا تو ظاہر ہے کہ اب وہ خاتم ہو جائیگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت
باقی نرہیگی پس جناب باری کے کلام مین کذب لازم آویگا اور جھوٹ بولنا خدای تعالی کا محال ہی بنائے علیہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے مثل کا پیدا ہونا بھی محال وممتنع ہی اور طرف مقابل کے ضدی آدمی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے
الفاظ کہتے ہین کہ وہ ہمارے بہائی ہین ہمارے طرحکے بشر ہین ایسے مخلوق ہین جیسے ہم ہین اونکو سخت ناگوار ہے
کہ آپ کو بے نظیر کہا جاوے کیونکہ کسی چیز کو بے نظیر کہنا اوسکے کمال وخوبی پر دلیل ہی اگر اونکو ایسا مانا گیا تو پہر بہائی
کسطرح بنینگے ایسے لوگ کہدیتے ہین اگر خدا چاہے تو سیکڑون مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کردے کیونکہ ان اللہ علی
کل شیئ قدیر اور جب جواب دیجیے کہ آنحضرت صلعم تنہا خاتم النبیین مقرر ہو چکی بقولہ تعالے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین
اور بدون تعذر معنے حقیقی کے معنے مجازی لینا درست نہین ہین کما تقرر فی مقرہ اور معنے حقیقی خاتم کے یہی ہین کہ
سبکے آخر ہووا اور جسکے فرض وقوع سے محال لازم آوے وہ محال ہوتا ہی کما لایخفی علی الماہر پس اگر کسی دوسرے نبی کا
وقوع بعد آنحضرت صلعم کے مانا جاوے تو خلاف مقرر لازم آویگا کہ فرض ومقرر یہہ کیا تھا کہ آنحضرت صلعم خاتم ہین
اب وہ نبی خاتم ہو جاوے گا آنحضرت صلعم خاتم نرہینگے اور انکا خاتم نہونا باطل ہے کہ خلاف مقرر ومفروض کے بھی ہوا
اور کلام الٰہی مین کذب بھی لازم آیا جو محال ہے تمام عقلا کے نزدیک بسبب نقص وعیب ہونیکے اور یہہ محال فرض وقوع
مثل آنحضرت صلعم سے لازم آیا اور مستلزم محال کو محال ہوتا ہی پس مثل آنحضرت صلعم محال ہوا تو ضدی آدمی کہدیتے
ہین کہ کذب باری تعالی جو لازم آیا وہ محال نہین ہی بلکہ ممکن ہی پس وقوع دوسرے نبی کا بعد آنحضرت صلعم کے
محال نہوا اور کذب کے ممکن ہونیکی دلیل بھی یہی آیت ان اللہ علی کل شیئ قدیر معاذ اللہ معاذ اللہ اور جب اونپر
اعتراض پڑتے ہین تو ایک بزرگ کے سند لاتے ہین سبحان اللہ کلام رسول اللہ صلعم تو آپ بلا اسناد صحیح تسلیم
نہین فرماتے اور ایک بزرگ کا کلام وہ بھی کیا معلوم اونکا ہے یا کسینے ملا دیا ہی اور اگر اونہی کا ہی تو کس جذبہ و
کس حالت مین کہا ہی اوسکی ٹٹی پکڑ کے اپنا مطلب بناتے ہین بہر کیف وہ جو چاہین کہین ہم بوجہ ادب جناب
باری تعالی کے یہ لفظ نہین کہہ سکتے کہ اگر خدا چاہے تو معاذ اللہ اپنے کلام کو جھوٹا کردے سیکڑون مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے پیدا کردے سب عاقل جانتے ہین کہ اسمین نہ کوئی صفت عالیہ اللہ تعالی کی نکلتی ہی نہ صفت عظمت جناب سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائے علیہ ہم تو یہی کہینگے کہ خدا ایک بھی نبی اب پیدا نہ کریگا اسکو یہہ صاحب جل جلکر جو چاہین
ارشاد فرماوین خواہ یہ اتہام لگاوین کہ اونہون نے خدا کو عاجز سمجھا ہی خواہ یہ بہتان باندہین کہ خدای تعالے
کی قدرت کے قائل نہین جو شخص دانا ہوگا وہ ہمارے اعتقاد کو سمجھ لیگا کہ مراد کیا ہی اور امید قوی ہی کہ سخن فہمان

دقیق نظر یہ بھی سمجھ گئے ہونگے کہ جامع براہین نے اول امکان کذب باری ثابت کیا اوسکے بعد حضرت صلعم کے مثل پیدا کرنیکا مسئلہ کیون لکھا اسکی وہی بنیاد ہی جو بندہ اوپر عرض کرچکا ہی استغفر اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ اللھم صلے امتہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم **بائیسوین خطا** آپ فرماتے ہین جیسا اس سیزدہم صدی کے مبتدعین نے کہا ہے **اقول** اللہ رے غفلت اول خود جناب باری تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا خاتم النبیین اسکے معنے یہہ ہین کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہوگا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ختم بی رسل انا خاتم النبیین کذا فی الصحیحین بعد ازان حضرت امام اعظم کے وقت مین ایک شخص نے دعوی نبوت کیا اوسنے لوگون سے کہا کہ مجھکو مہلت دو مین علامت نبوت تمکو دکھادون حضرت امام صاحب نے حکم فرمایا کہ جو شخص اس سے نشان نبوت اور معجزہ طلب کریگا وہ اوسیوقت کافر ہوجائیگا اسلیئے کہ جو شخص اوس سے معجزہ طلب کرے گا یہہ بات ثابت ہوگی کہ وہ دوسرے نبی کا ہونا بعد آپ کے ممکن الوقوع سمجھتا ہی حالانکہ آپ فرماچکے ہین لانبی بعدی یہہ قصہ امام صاحب کا تفسیر روح البیان مین ہے اور عقائد اہل سنت کی پرانی کتاب مین جسکو حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ نے بھی پڑھا ہی اور قدماء اہل سنت مین اوسکا درس جاری رہا یعنے کتاب تمہید اوسمین لکھا ہی من ادعی النبوۃ فی زماننا یصیر کافرا ومن طلب منہ المعجزۃ فانہ یصیر کافرا لانہ شک فی النص یعنے جو کوئی دعوی کرے نبوت کا اب وہ کافر ہوجائیگا اور جو کوئی اوس سے معجزہ مانگے وہ بھی کافر ہوجائیگا کیونکہ اوسنے آیت وحدیث مین شک کیا چنانچہ اسی کے موافق صاحب انوار نے اپنی کتاب مظہر الحق جو واسطے تعلیم عقاید ومسائل ضروریہ نماز کے آخر تیرہوین صدی یعنے سنہ ۱۲۸۴ھ مین تالیف کی ہی لکھا ہی

نبی بعد حضرت نہوگا کوئی + سمجھہ خاتم الانبیا ہین وہی + نہین شرع مین مصطفے کے سوا + کسیکا لقب خاتم الانبیاء +

اور اسیطرح صاحب انوار نے اپنی دوسری کتاب مسمے بہ بہار جنت مین لکھا ہی

نبی ایسا بھیجا بشیر ونظیر + ہوا ہے نہو جسکا ہرگز نظیر +

اور حضرت شاہ ولی اللہ لکھتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مہر پیغمبران است بعد از وے ہیچ پیغمبر نباشد اور علامہ تورپشتی نے معتمد مین تحریر فرمایا ہی وآنکس کہ گوید بعد ازین نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود وآن کس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافرست این ست شرط درستی ایمان بخاتم انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وذریاتہ انتہی وکنعم ما قال واصل

رَبُّنَا اللّٰهُ لَا عَدِيْلَ لَهٗ جَبُّهٗ كَيْفَ لَا يَنِيْلُ لَهٗ × سب صاحب سُن چکے کہ وقت نزول کلام ربانی سے تیرہوین صدی تک عرب وعجم مین سبکا یہی مذہب رہا ہی افسوس ہی کہ جامع براہین اوسکو تیرہوین صدی کے مبتدعین کا عقیدہ بیان فرماتے ہین تو اونکے نزدیک صاحب انوار سے لیکر اوپر تک سب اہل سنت جنکا اس عقیدہ پر اجماع ہے مبتدع ٹھہرے معاذ اللہ خدا جانے یہ عناد صاحب انوار کا انکو کہان کہان ٹھوکرین کھلائیگا

تنیئسوین خطا آپ فرماتے ہین عجز قادر مطلق کے مقر ہوئے اور ان اللہ علی کل شیئی قدیر کے خلاف عقیدہ ٹھرایا

اقول جو لوگ یہہ بات کہتے ہین کہ دوسرا خاتم ممتنع ہی سبب لزوم خُلف وکذب باری کے کلام آنفا اور امام صاحبؒ کا قصہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہی کہ ممتنع ہی ورنہ امر ممکن کے طلب سے کفر کا لزوم کسطرح ہو سکتا ہی اشقیاء ازلیہ مانند ابی جہل کے ایمان نہ لانے کے خدای تعالیٰ نے خبر دی فہم لا یؤمنون فرمایا اور اوسکے عدم ایمان کو خدا یتعالیٰ نے جان لیا تہا تاہم امکان ذاتی کے سبب سے اوس طلب ایمان جائز رہا کفر نہوا اور اشاعرہ تو تکلیف بالمحال کی ہے اسکو دیکھکر قائل ہو گئے پس امکان ہوتا تو یہان بھی طلب معجزہ سے کفر لازم نہ آتا جیسا کہ ابی جہل سے ایمان کے طلب مین کفر وفسق لازم نہین آتا ہی پس اس قصہ امام صاحب سے بھی امتناع ہی ثابت ہوتا ہی دوسرے خاتم النبیین یعنے نظیر و مثل آنحضرت صلعم کے ممتنع کہنے والونکے حق مین یہہ ہرگز مستقیم نہین ہی کہ وہ قادر مطلق کے عجز کے مقر ہوئے اور ان اللہ علی کل شیئی قدیر کے خلاف اونہون نے عقیدہ ٹھیرایا ہے اسلئے کہ عجز کا اقرار تو اوسوقت لازم آتا اور خلاف آیت کے تو جب ہوتا کہ دوسرے خاتم حقیقی کو ممکن بالامکان الخاص جانکر اور مانکر کہتے کہ تحت قدرت دوسرا خاتم نہین ہے اسواسطے کہ ممکن بالامکان الخاص وظیفہ قدرت وارادہ آلٰہی کا ہی اوسکو تحت قدرت نجاننا خدای تعالیٰ کو عاجز کہنا ہی اور جب خاتم حقیقی دوسرا اونکے نزدیک ممتنع و مستحیل ہے تو وہ وظیفہ تعلق قدرت کا نہین ہی اونکے نزدیک کیونکہ علماء نے تصریح کی ہی محال تحت قدرت نہین ہی اور واجب بھی تحت قدرت نہین ہے اور واجبات و مستحیلات اوسکے وظیفہ مین سے نہین ہین جو تحت قدرت نہونے سے عجز لازم آوے مقدمہ عقائد سنوسیہ مین ہے بیچ بیان صفات باری تعالیٰ کے وھی القدرة والارادة المتعلقان بجمیع الممکنات والعلم المتعلق بجمیع الواجبات والجائزات والمستحیلات اس سے واضح ہی کہ قدرت وارادہ فقط ممکنات سے ہی متعلق ہوتے ہین اور علم واجب وجائز و مستحیل تمام سے متعلق ہوتا ہے پس ظاہر ہوا کہ واجبات و مستحیلات قدرت وارادہ سے متعلق نہین ہوتے ہین اسکے تحت مین حاشیہ باجوری مین قدرت کی یہہ تعریف لکھی ہی ہی صفة وجودیة قائمة بذاته تعالیٰ یتاتی بها ایجاد کل ممکن واعدامه اس سے بھی یہہ ظاہر ہے کہ ایجاد و اعدام ممکن ہی کا صفت قدرت سے حاصل ہوتا ہے اور قوله لجمیع ممکنات کے تحت مین حاشیہ باجوری مین لکھا ہے کہ ممکن سے مراد ممکن خاص ہے اور ممکن عام مراد لینا صحیح نہین ہے تا کہ واجبات و مستحیلات داخل نہو جاوین کہ انکے ساتھ یعنے واجبات و ممکنات کے قدرت وارادہ متعلق نہین ہوتا ہی اسلئے کہ واجبات و مستحیلات قدرت وارادہ کے وظیفہ مین سے نہین ہین اور اسلئے کہ قدرت واجبات و مستحیلات سے متعلق ہوگی تو یہ فساد لازم آویگا کہ خدای تعالیٰ اپنے ذات کے معدوم کرنے پر اور سلب الوہیت پر بھی قادر ہوگا اور اون مبتدعہ کا قول ساقط ہونا بیان کیا جو کہتے ہین کہ خدا یتعالیٰ اخذ ولد پر قادر ہے اگر اخذ ولد یعنے بیٹا بیٹی اپنا

بنا لیینے پر خدای تعالیٰ قادر نہوگا تو وہ عاجز ہوگا جس سے واضح ہوتا ہے کہ مستحیل پر قدرت نہین ہی عبارت حاشیہ مذکورہ
کی یہہ ہے قولہ بجمیع الممکنات ای الامور التی یجوز وجودھا وعدمھا بحیث یستوی الیھا نسبۃ الوجود و
العدم فہی من قبیل الممکن بالامکان الخاص وھو سلب الضرورۃ بمعنی الوجوب عن الطرفین ای الطرف الموافق
لما نطقت بہ والطرف المخالف لہ فاذا قلت زید موجود بالامکان الخاص کان المعنی ان الطرف الموافق
لما نطقت بہ وھو ثبوت الوجود لہ لیس بواجب وکذلک الطرف المخالف لما نطقت بہ وھو عدم ثبوتہ لہ
لا من الامکان العام وھو سلب الضرورۃ بمعنی الوجوب عن الطرف المخالف فقط فاذا قلت اللہ موجود بالامکان
العام کان المعنی ان الطرف المخالف وھو عدم ثبوت الوجود لہ تعالیٰ لیس بواجب واما الطرف الموافق فہو واجب
ھہنا وانما لم یصح ارادۃ الامکان العام ھہنا لدخول الواجبات فی الممکنات حینئذ مع
ان کلاً من القدرۃ والارادۃ لا یتعلق بہا کما لا یتعلق بالمستحیلات ولا یلزم من عدم تعلق
القدرۃ بہما عجز لانہما لیسا من وظیفتہما ولانہا لو تعلقت بہما لزم الفساد اذ یلزم علیہ
تعلقہا باعدام الذات العلیۃ وبسلب الالوھیۃ ونحو ذلک وبہذا یعلم سقوط قول بعض المبتدعۃ ان اللہ قادر
علی ان یتخذ ولداً اذ لو لم یقدر علیہ لکان عاجزاً انتہی مختصراً بقدر الحاجۃ اور حاشیہ[۲۳] مذکورہ مین ہی تحت قول مقدمہ
مذکورہ والعلم المتعلق الخ کہ علم خدای تعالیٰ کا متعلق جائزات و واجبات و مستحیلات سے اسلئے ہی کہ علم صفات تاثیر سے
نہین ہی بخلاف قدرت وارادہ کے کہ وہ سوائے ممکن کے دوسری چیز سے متعلق نہین ہوتے ہین اسلئے کہ وہ دونون
یعنے قدرت وارادہ واجبات سے متعلق ہونگے تو یا وجود کا اثر اونمین کرینگے تو وجود تو اول سے ہی ہی پس تحصیل حاصل
لازم آویگی یا اثر عدم کا کرینگے اور واجب کو معدوم کرینگی تو قلب الحقائق لازم آویگا کہ واجب جو قبول عدم کو نہین کرتا ہی
ممکن ہوجاویگا جو قابل عدم ہے اور مستحیل سے قدرت وارادہ متعلق ہوویگا تو اگر اثر وجود کریگا اور مستحیل کو موجود کرے گا
تو قلب الحقائق امتناع سے جو قابل وجود نہین طرف امکان کے ہوگا جو قابل وجود ہی یا مستحیل مین اثر عدم کا ہی کریگا
اور وہ تو اول سے ہی معدوم ہی پس تحصیل حاصل لازم آئی اور یہہ دونون قلب حقائق و تحصیل حاصل محال ہین پس
تعلق قدرت وارادہ کا واجبات و ممتنعات سے محال ہوا یہہ مراد حاشیہ کے عبارت کی ہی وہ عبارت یہہ ہی وانما تعلق
بالواجبات والجائزات والمستحیلات لانہ لیس من صفات التاثیر بخلاف القدرۃ والارادۃ ولذلک لم یتعلقا
الا بالممکن اذ لو تعلقتا بالواجبات لاثرتا فیہا الوجود فیلزم تحصیل الحاصل او العدم فیلزم قلب
الحقائق لان حقیقۃ الواجب ما لا یقبل العدم ولو تعلقتا بالمستحیلات لاثرتا فیہا الوجود فیلزم قلب
الحقائق لان حقیقۃ المستحیل ما لا یقبل الوجود او العدم فیلزم تحصیل الحاصل فہو ما قیل فی الواجبات فتامل انتہی اس سے واضح ہوگیا

کہ قدرت

کہ قدرت خداوندی فقط ممکن سے متعلق ہے اور محال و واجب تحت قدرت خداوندی داخل نہین ہین اسیطرح
ملا علی قاری شرح فقہ اکبر کی ملحقات صفحہ ۱۶۹ مین فرماتے ہین منہا انہ لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم
لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل انتہی پس یہہ بات معلوم ہوئی
کہ محال تحت قدرت الٰہی کی نہین ہے اور محال کے تحت قدرت نہونے سے عجز لازم نہین آتا ہے اسلئے کہ محال وظیفہ
قدرت کے تعلق کا نہین ہر اور اس سے یعنے تعلق قدرت سے فساد لازم آتا ہے کہ اتحاد شریک وزوجہ وولد کا
بھی خدای تعالیٰ کی قدرت مین داخل ہوا جاتا ہی مع انہ باطل تو خاتم دوسرے کو محال کہنے والے لوگ تحت قدرت
خاتم دوسرے کو نہ کہنے سے قائل عجز خدای تعالیٰ کا نہوئے اور آیت ان اللہ علی کل شیئی قدیر کے خلاف بھی عقیدہ
اونکا نہوا ہان جامع براہین نے یہہ ثابت کر دیا ہوتا کہ خاتم دوسرے ممکن بھی وہ لوگ مانتے ہین اور باوجود ممکن
ماننے کے پھر تحت قدرت نہین کہتے یا دلیل قطعی سے لازم کر دیا ہوتا کہ خاتم دوسرا ممکن ہی تو یہہ اعتراض اونپر پڑتا اور
بدون اسکے یہ اعتراض جامع براہین کا اونپر کرنا جامع براہین کی خوش فہمی ہے اور عبارت ملا علی قاری سے معلوم
ہوا کہ معتزلہ خدای تعالیٰ کو قادر ظلم پر جو محال ہی کہتے ہین اور عبارت حاشیہ باجوڑی سے ظاہر ہوا کہ بعضے مبتدعہ
خداے تعالیٰ کو اتخاذ ولد پر بھی جو محال ہے قادر کہتے ہین اور نہ قادر ہونے مین عجز خداے تعالیٰ کا تصور کرتے ہین
تو اس سے واضح ہوا کہ مبتدعہ کا اول سے ہی یہہ مذہب ہر کہ خداے تعالیٰ کو مستحیلات پر بھی قادر مانتے ہین جامع براہین
بھی اوسی بنا پر خاتم حقیقی دوسرے پر جو محال ہی خداے تعالیٰ کو قادر کہتے ہین اگر امکان خاتم حقیقی کا جامع براہین
نے بدلیل قاطع وبرہان ساطع ثابت نہین کیا تو پس اس صورت مین معاملہ بالعکس ہوگیا کہ خاتم دوسرے کو تحت
قدرت داخل نہ کہنے والونکو جامع براہین بدعتی بتاتے تھے یہان انقلاب اس قول کا اونہین پر ہوگیا اور قائلین
امتناع مثل خاتم حقیقی سے بدعت دفع ہوکر اونکے طاعنین پر جا پڑے اور اون سے یہ بہتان دفع ہوگیا کہ خدای
تعالیٰ کو عاجز کہتے ہین امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جنکو امام حجۃ الاسلام کہتے ہین وہ فرماتے ہین اس عالم سے
بدیع عالم امکان مین نہین ہے بقاعی نے بنا بر اس مسئلہ کے کہ یستحیل علیہ تعالیٰ العجز عن ممکن ما
یہہ خیال کرکے کہ مثل اس عالم کے اور احسن اس سے بھی ممکن ہے امام غزالی پر یہہ اعتراض کیا کہ احسن اس عالم سے
امکان مین نہ کہنا ممکن سے خدای تعالیٰ کو عاجز کہنا ہی جو اوس تعالیٰ کے نسبت محال ہی پس امام غزالی کے قول مین
نسبت عجز کی خداے تعالیٰ کیطرف ہوئی تو امام غزالی رح کی طرف سے بقاعی کو یہہ جواب دیا گیا کہ امام غزالی کی مراد
یہ ہے کہ اس عالم سے احسن عالم کی ایجاد ممکن نہین ہے اسلئے کہ علم وارادہ خدای تعالےٰ کا اوسکے ایجاد سے متعلق
نہین ہوا اگر مشیت خداوندی پائی جاتی تو احسن اس عالم سے ایجاد ہوتا پس کلام امام غزالی مین وہ چیز موجود نہین

جو مقتضی نسبت عجز کی ہووے طرف خدای تعالی کے جیسا گمان و توہم بقاعی نے کیا اور اوس توہم کے موافق امام غزالی
پر اعتراض کیا ہو اور بعض علما، سے کسی نے سوال کیا کہ کوئی اسطرح کہے کہ خدای تعالی کو قدرت نہین ہی کہ مجھکو
اپنی مملکت سے نکال دے ایا اس قول سے کافر ہوتا ہی یا نہین جواب دیا کہ کافر نہین ہوتا ہی اسلئے کہ خدای تعالی کی
مملکت سے خارج ہونا محال ہی بسبب نہونے مملکت کسی دوسرے کے کہ اوسکی طرف خدای تعالی اوسکو نکال دے
اور قدرت متعلق بمستحیل سے نہین ہوتی ہی پس اس قول مین نقصان نہین ہی جسطرح اس مین نقصان نہین ہی کہ کوئی
کہے کہ خدای تعالی کو قدرت اپنی زوجہ و اولاد پر نہین ہی یہہ تمام حاشیہ باجوڑی مین موجود ہی الفاظ اوسکے یہہ ہین
اعترض البقاعی علی الغزالی فی قولہ لیس فی الامکان ابدع مما کان بان فیہ نسبۃ العجز الیہ تعالی لکن اجیب
عنہ بان المراد انہ لایمکن ان یوجد ابدع من العالم لعدم تعلق علم اللہ وارادتہ بایجادہ ولو شاء اللہ لاوجد ابدع
منہ فلیس فی کلامہ ما یقتضی نسبۃ العجز الیہ تعالی کما توہم البقاعی فاعترض علیہ وسئل بعضہم عمن قال
لایقدر اللہ ان یخرجنی من مملکتہ ھل یکفر ام لا فاجاب بانہ لایکفر لان خروجہ من مملکتہ
تعالی مستحیل لعدم امکان وجود مملکۃ لغیرہ یخرجہ الیہا والقدرۃ لاتتعلق بالمستحیل فلا ضیر فی ذلک کما
لاضیر فی ان یقال لایقدر اللہ علی ان یتخذ ولدا او زوجۃ او نحو ذلک انتہی امام غزالی رحمہ اللہ علیہ کے طرف سے جو جواب
بقاعی کو دیا گیا ہی اوس سے مفہوم ہوتا ہی کہ جو چیز خدای تعالی کے علم و ارادہ مین نہین وہ ممکن نہین ہی پس اسیطرح نظیر
خاتم النبیین صلعم جب علم و ارادہ الٰہی مین نہین ہی تو ممکن نہین اور اس عبارت سے بھی واضح و لایح ہی کہ مستحیل پر خدای
تعالی کو قادر نجاننے سے نسبت عجز کی اوسکی طرف نہین ہوتی ہے اور اسمین کوئی خرابی نہین ہی پس اسی طرح بر تقدیر
محال ہونے نظیر آنحضرت صلعم کوئی کہے کہ خدای تعالی نظیر مذکور پر قادر نہین اسلئے کہ وہ محال ہی تو اسمین نسبت عجز کی
طرف خدای تعالی کے نہ ہوئی اور قدیر کے یہ معنے نہین کہ محال و واجبات پر بھی قدرت والا ہی تاکہ محال پر قادر و قدیر
نہ کہنے سے عقیدہ ان اللہ علی کل شیئی کے خلاف ہو جاوے اب یہی معلوم کرنا چاہئے کہ اس آیت مین شئی سے
کیا مراد ہی اور شئی کے اہل سنت و جماعت کے نزدیک کیا معنے ہین اس آیت مین اور معتزلہ کے نزدیک کیا ہین
قاضی بیضاوی فرماتے ہین اسی آیت کے تحت مین پارہ اول مین کہ شیئی خاص ہی موجود کے ساتھ اسلئے کہ اصل
مین یہہ مصدر شاء کا ہے کبھی اسم فاعل یعنے شاءِ کے معنے مین مستعمل ہوتا ہے اس وقت شامل خدای تعالی کو بھی
ہو جاتا ہی اس آیت مین قل ای شیئ اکبر شہادۃ قل اللہ یہی معنے مراد ہین یعنے اسم فاعل کی اور اسم مفعول
یعنے مشیئی کے معنے مین بولا جاتا ہی یعنے چاہا گیا و ارادہ کیا گیا وجود اوس کا اور وہ چیز کہ خدای تعالی نے اوسکے
وجود کو چاہا ہووے اور اوسکے وجود کا ارادہ کیا ہووے پس وہ موجود فی الجملہ یعنے فی الحال او المآل ہے آیت

ان اللہ علی کل شیئی قدیر و اللہ خالق کل شیئی مین یہی مراد ہی پس جب یہہ معنے شی کے ہوئے ان دونون آیت مین کہ اوسکی
وجود کو خدای تعالی نے چاہا ہووے اور اوسکا ارادہ کیا ہووے اور وہ موجود فی الجملہ یعنے حال مین یا استقبال مین
ہے تو آیت فقط ممکن کو ہی شامل ہے واجب و ممتنع کو شامل نہین اور یہہ اپنے عموم پر ہے
تخصیص واجب و ممتنع کی اسمین حاجت نہین ہے یہہ معنے شی کے اہل سنت و جماعت کے
نزدیک ہوئی اور معتزلہ کہتے ہین شی اوسکو کہتے ہین کہ اوسکا موجود ہونا صحیح ہووے اس قول معتزلہ کے
موافق شی واجب و ممکن کو شامل ہی ممتنع کو شامل نہین یا اوسکو شی کہتے ہین کہ صحیح ہووے کہ جانی جاوے
اور اوس سے خبر دیجاوے اس تقدیر پر ممتنع کو بھی شی شامل ہے یہہ دونون معنے شی کے معتزلہ کے نزدیک ایسے ہین
کہ اہل سنت و جماعت کے معنے سے عام ہین اگر ان دونون آیت مین عام مراد ہووے تو لازم آتا ہی کہ خدای
تعالی واجب و ممتنع پر بھی قادر ہووے اور اونکا بھی خالق ہووے اور حال آنکہ واجب و ممتنع پر قدرت نہین ہے
اور یہہ دونون مخلوق نہین ہین بنا بر علیہ معتزلہ پر لازم آیا مخصوص کرنا ان دونون آیت کا ساتھ ممکن کے
بہ دلیل عقل یہہ مطلب مع بعض تفصیل کی عبارت قاضی بیضاوی کا ہی عبارت اون کی یہ ہی والشیٔ یختص (عینیاً) با
لموجود لانہ فی الاصل مصدر شاء اطلق بمعنی شاءٍ تارۃ وح یتناول الباری تعالی کما قال تعالی قل ای شیٔ اکبر شہادۃ قل
اللہ و بمعنی مشیٔ اخری (خلافاً للمعتزلہ ۱۲) ای مشیٔ وجودہ وما شاء اللہ وجودہ فہو موجود فی الجملۃ (ای فی الحال او المآل ۱۲) وعلیہ قولہ ان اللہ علی کل شیٔ قدیر واللہ
(ای مراد فہو بمعنی اسم مفعول ۱۲)
خالق کل شیٔ فہما علی عمومہما بلا مثنویۃ (ای بلا استثناء الواجب والممتنع ۱۲) وللمعتزلۃ لما قالوا الشیٔ ما یصح ان یوجد وھو یعم الواجب و
الممکن او ما یصح ان یعلم و یخبر عنہ فیعم الممتنع ایضاً لزمھم التخصیص بالممکن
فی الموضعین بدلیل العقل انتہی اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین تحت قول فقہ اکبر و ہو شیئی لا کالاشیاء کے
تحت مین لکھتے ہین ثم اعلم ان الشیٔ فی اصلہ مصدر وقد یستعمل بمعنی المفعول کما فی قولہ تعالی واللہ علی
کل شیٔ قدیر وھذا المعنی لا یجوز اطلاقہ علی اللہ تعالی و بمعنی الفاعل کقولہ تعالی سبحانہ قل ای شیٔ اکبر شہادۃ قل
اللہ شہید بینی و بینکم وح یجوز اطلاقہ علیہ سبحانہ وقد یراد بہ مطلق الموجود الا انہ فرق بین المعبود الموصوف بانہ
واجب الوجود وبین ممکن الوجود الذی یستوی وجودہ وعدمہ فی مقام المقصود فبہذا لاعتبار اطلاق لفظ الشیٔ علیہ
سبحانہ احق من اطلاقہ علی غیرہ انتہی ان دونون عبارتون سے واضح ہی کہ آیت ان اللہ علی
کل شیئی قدیر مین شی سے مراد اسم مفعول ہے جو موجود فی الحال یا آیندہ کو ہووے اور وہ چیز ہی جسکے وجود کو
خدای تعالی نے چاہا ہووے اور اوسکا ارادہ کیا ہووے اور اوسپر مشیت خداوندی واقع ہوئی ہووے
پس اس سے معلوم ہوا کہ جسکے وجود کا خدای تعالی نے ارادہ نہین کیا ہی اور اوسپر مشیت ایزدی واقع نہین ہوئی ہے

تو وہ ایسے شیئی نہین کہ جو تحت قدرت خدای تعالی کی ہے اور خاتم دوسر یکے وجود پر مشیت خداوندی اور
ارادہ خداوندی کا واقع ہونا جامع براہین نے کسی دلیل عقلی و نقلی سے ثابت نہین کیا ہی پس اوسکا شیئی ہونا
ثابت نہوا پس جبتک نظیر خاتم النبیین کا شی ہونا بالمعنے المذکور ثابت نہوگا اوسپر قدرت خداوندی واقع
ہونیکا دعوی کرنا اور اپنی خصوم کے مقابلہ مین آیت مذکورہ کو پیش کرنا اور اونکو مخالف آیت مذکورہ کے ٹھہرانا
سراسر بے انصافی و خوش فہمی جامع براہین کی ہی اور مشیت و ارادہ کے معنے اوس طلب کے ہین کہ جسمین
اختیار مکلف کا متعلق نہووے اور مشیت و ارادہ کو وجود مطلوب کا لازم ہی اگر باوجود مشیت و ارادہ
کے مطلوب موجود نہووے تو عجز خدای تعالی کا لازم آویگا اور وہ منزہ ہے عجز سے شرح فقہ اکبر مین
تحت لفظ والارادۃ کی موجود ہے فان قیل ان اللہ تعالی طلب الایمان من فرعون وابی جہل و
امثالہما بالامر ولم یوجد منہم الایمان فلو کان الارادۃ والمشیۃ واحدۃ کما زعمتم لوجد ذلک لان
المشیۃ ھی الایجاد قلنا الطلب من اللہ تعالی علی نوعین طلب من المکلف علی وجہ الاختیار وھو المسمے
بالامر ولا یلزم منہ الوجود لتعلقہ باختیار المکلف وطلب لا تعلق لہ باختیار المکلف وھو المسمی بالمشیۃ والارادۃ
والوجود من لوازمہما اذ لو لم یکن یلزم العجز وھو سبحانہ تعالی منزہ عنہ بخلاف العباد انتہی پس جب مشیت جس چیز پر
واقع ہووے اور جس کا ارادہ خدائے تعالی نے کیا ہووے تو وجود اوسکا کسی نہ کسی وقت
مین جو خدائے تعالی کے نزدیک معین ہی لازم و ضرور ہوا اور شی جو مراد ان اللہ علی کل شیئی قدیر مین ہی
وہ وہی ہے جسپر مشیت خدای تعالی واقع ہوچکی ہووے تو اس آیت مین شی سے وہی چیز ہوئی جس کا
وجود و وقوع لازم و ضرور ہووے کسی وقت مین جو خدائے تعالی کے نزدیک معین ہی اور جامع براہین
نے جو آیت ان اللہ علی کل شیئی قدیر پیش کی اور عقیدہ اسکے خلاف ٹھہرانا قائل امتناع نظیر خاتم النبیین کا
لکہا ہے تو اس سے واضح ہی کہ جامع براہین خاتم النبیین کی نظیر کو بھی شی مین داخل جانتے ہین وہی شی تھی
جو اس آیت مین مراد ہے جسکا حال ابھی معلوم ہوا کہ بسبب مشیت و ارادہ کے اوسکا وقوع و وجود لازم
ہے اور ضرور پس اس سے یہہ لازم آیا کہ ہان حضرت یعنے جامع براہین کے نزدیک وقوع و وجود نظیر
خاتم النبیین لازم ہے اس زمانہ مین وقوع و وجود یا اس سے پہلے نہوا تو آیندہ کو تو انکے نزدیک ضرور ہوا
اور وقوع اسکا وقوع کذب باری تعالی کو مستلزم ہی بالبداہت پس یہ لازم آیا جامع براہین پر کہ
وقوع کذب باری تعالے کا قائل ہے اگر جامع براہین یا اور کوئی حیلہ جا نتا یہہ کہے کہ نظیر خاتم النبیین
ممکن ہے لکن وقوع و وجود اوسکا نہوگا تو اب ھی معلوم ہوچکا ہے کہ وہ شی جو آیت ان اللہ علی کل

کل شی مین مراد ہے اوسکا وقوع ووجود لازم ہے بسبب وقوع مشیت وارادہ کے اوسپر اور باوجود داخل ہونے کے تحت مشیت وارادہ کے وجود اوسکا نہوگا تو عجز باری تعالی لازم آویگا پس واقع وموجود نہونے نظیر خاتم النبیین کی سے عجز باری تعالی لازم آویگا اب جامع براہین نے اس تقدیر پر نسبت عجز کی طرف باری تعالی کے اور خلاف ان اللہ علی کل شیئ قدیر کے اپنا عقیدہ ٹھہرانا اور اگر آیت مین جو شی مذکور ہے اوسکے یہہ معنے جامع براہین مراد نہ لیوی کہ جسپر مشیت واقع ہوئی ہووے اور اوسکا وجود لازم ہووے تو دوسرے معنے عام لینا اس سے معتزلہ کا ساتھی وہمراہی ہونا ہے اور پہر بھی مطلب حاصل نہین ہے کیونکہ واجب وممتنع کو خاصکر کرنا پڑیگا اور پہر ممکن ہی مراد ہونا تسلیم کرنا پڑیگا ورنہ واجبات ومستحیلات سے قدرت کا متعلق ہونا لازم آویگا اور اوسکا بطلان بسبب لزوم تحصیل حاصل وقلب حقائق اوپر معلوم ہو چکا ہے اگر کہو کہ ممتنع بالغیر بسبب امکان ذاتی کے داخل ہے تحت قدرت تو ہم کہتے ہین ممتنع بالغیر بھی تحت قدرت داخل نہین ہے ہان کوئی نئی معنے دوسری تفسیر بالرای کر کے جامع براہین صاحب گھڑین اور اہل سنت وجماعت ومعتزلہ سبکے خلاف دوسری معنے مراد لیوین جیسے تیرہوین صدی کے بعض لوگون نے خاتم النبیین کے ایسے معنے گھڑے تھے کہ اوسپر یہہ امر متفرع کیا تہا کہ لاکھون انبیا اس طبقہ زمین یا اور طبقہ زمین پر پیدا ہووین تو منافی خاتمیت نہوگا اور آنحضرت صلعم کو متصف بوصف نبوت بالذات اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو بالعرض بواسطہ فی العروض لکہا تہا جس سے لازم آتا ہے کہ دوسرے انبیاء کی طرف نسبت نبوت مجازا ہی نہ حقیقۃً اور سلب نبوت دوسرے انبیاء علیہم السلام سے درست ہی باعتبار حقیقت کے اسلئے کہ جو چیز مجازا منسوب ہوتی ہے اوسکا سلب باعتبار حقیقت درست ہوتا ہے چنانچہ زید کو مجازاً اسد وشیر کہدینا درست ہے اور باعتبار حقیقت کے سلب بھی اسد وشیر کا زید سے جائز ہی باین طور کہ کہین زید اسد وشیر نہین ہے پس ایسے ہی جب مجازا نسبت نبوت کے جب دوسرے انبیاء علیہم السلام کیطرف ہوئی اور باعتبار مجاز کے یہہ کہنا درست ہوا کہ مثلاً موسے علیہ السلام نبی ہین باعتبار حقیقت کے سلب نبوت کرنا اور یہہ کہنا بھی درست ہوجاویگا کہ موسی علیہ السلام نبی نہین ہین اس قول کے کفر ہونے مین کیا کلام ہے ایسے حالات ان لوگون سے ظاہر ہوتے ہین خدای تعالے مسلمانون کو ایسے حالات سے اپنے حفظ وامان مین رکھے اللہم آمین ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین قبیل قول فقہ اکبر یعلم اللہ تعالی المعدوم فی حال عدمہ معدوما الخ صفحہ ۴۵ مین فرماتے ہین وقد قیل کل عام یخص کما خص قولہ تعالی واللہ علی کل شیئ قدیر بما شاء لیخرج ذاتہ وصفاتہ وما یشاء من مخلوقاتہ وما یکون من المحال وقوعہ فی کائناتہ والحاصل ان کل شیئ تعلقت بہ مشیتہ تعلقت بہ قدرتہ والا فلا یقال ہو قادر علی المحال لعدم وقوعہ ولزوم کذبہ ولا یقال غیر قادر علیہ تعظیما مما لدیہ انتہی اس عبارت سے واضح ہی کہ خدای تعالی کی ذات وصفات

قال محمد عبد الحکیم فی حاشیتہ علی الخیالی عدم القدرۃ علی الممتنع بالغیر لیس بعجز لانہ لیس محلا للقدرۃ اذ ہی یتعلق بالممکنات الصرفۃ لا یدری انہ تعالی لا یقدر علی اعدام المعلول مع وجود العلۃ التامۃ انتہی اس سے واضح ہی کہ ممتنع بالغیر بھی تحت قدرت نہین ہے اور ممتنع بالغیر پر قدرت نہونے سے عجز لازم نہین آتا ہی اور اس سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ نظیر خاتم النبیین صلعم اگر ممتنع بالغیر ہووے تب بھی تحت قدرت الٰہی نہین اور اس سے عجز خداوندی لازم نہین آتا ہے

۱۲

اور وہ چیز مخلوق ہین سے جسکو خدای تعالیٰ نے نہین چاہا ہی اور وہ جسکا وقوع کائنات ہین محال ہے سب اس آیت مین داخل نہین ہین اور جس سے مشیت متعلق نہین اوس سے قدرت بھی متعلق نہین ہے اور وہ محال جسکا وقوع نہوگا اوسپر خدای تعالیٰ قادر ہے نہ کہا جاوے بسبب عدم وقوع اور لزوم کذب کے پس واضح ہوا کہ جو تحت مشیت نہین اوسپر قدرت نہین اگرچہ مخلوقات سے ہووے پس قائلین امتناع کو مخالف آیت بتانا کسیطرح صحیح نہین ہے اور مخالف بتانا ثمرہ اسکا ہی کہ جامع براہین کو آیت کے معنے معلوم نہین ہین **چوبیسوین خطا** آپ فرماتے ہین اسپر مولف کو افسوس و عبرت نہوئی **اقول** جامع براہین پر واجب و لازم ہے کہ ثبوت اسکا کتب مؤلفہ صاحب انوار سے ظاہر کرے کہ کہان اور کب عجز قادر مطلق جل جلالہ کا اونہوں نے اقرار کیا ہی معاذ اللہ معاذ اللہ اونکا عقیدہ یہہ ہی کہ قدرت کو صفات ذاتیہ جناب باری مین شمار کرتے ہین اور عجز ثابت کرنے والے کو کافر کہتے ہین کما مر من الفتاوی العالمگیریۃ اون کے کتب کا مطالعہ کرو ایک شعر صاحب انوار کا یہہ ہے ؏ ارادہ ہے پورا تیرا اے خبیر + کہ ہی تو علی کل شیئ قدیر اور مثل خاتم النبیین کے تحت قدرت نہ ماننے سے عجز لازم نہ آنا ابھی بخوبی معلوم ہوگیا اسمین عجز بتانا بے علمی جامع براہین کی ہی **پچیسوین خطا** آپ فرماتے ہین پس ماجرا قابل دید ہی کہ تمام امت کے خلاف حق تعالیٰ کے عجز پر عقیدہ ٹھہرانا تو مولف کے پیشوایان کا دین ہے اوسپر افسوس نہین کرتا **اقول** صاحب انوار کے پیشواؤنکو جو صفحہ ۲ براہین قاطعہ مین شمار کیا ہے وہ خود مولوی رشید احمد صاحب کے پیشوا ہین اور صفحہ ۱۵ مین جنکو صاحب انوار کا مرشد بیان کیا ہی وہ خود مولوی رشید احمد صاحب کے مرشد ہین پس پیشوا دونون کے ایک ہی ہین علم ظاہر و باطن مین پھر پیشواؤنکو ان الفاظ سے یاد فرمانا اور منجملہ ان پیشواؤنکے ایک مولوی شیخ محمد صاحب فقیہ مرحوم تھانوی بھی ہین چنانچہ اوپر ذکر اونکا بالتفصیل ہوچکا ہے اونھون نے رسالہ قسطاس مین اس مسئلہ کو خوب تحقیق کیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر ہرگز پیدا نہوگا او تیرہوین صدی کے آخر علما مثل مولوی امیر احمد وغیرہ نے جو چھہ خاتم النبیین حضرت صلعم کے نظیر بنا کر کھڑے کر دیئے تھے اوس عقیدہ فاسدہ کو جناب مولوی صاحب مرحوم نے خوب بیخ و بن سے اوکھاڑ دیا ہی او حق سبحانہ کی شان مین لکھا ہی صـ۲ مین کہ خدای تعالیٰ صادق الوعد ہے نہ کہ مخلف الوعد بموجب قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یخلف المیعاد و کریمہ لن یخلف اللہ وعدہ و رسلہ اب دونون پیر و مرید جامع براہین کو چاہئے کہ اوس رسالہ قسطاس سے اپنی آنکھہ روشن کرین کیونکہ مولف اوس رسالہ کے خود مولوی رشید احمد صاحب کے اوستاد ہین و کفی بہ حجۃ **چھبیسوین خطا** آپ فرماتے ہین امکان کذب کہ خلف وعید کی فرع ہے **اقول** اوپر تحقیق ہوچکا کہ خلف وعید کے معنے عند الاشاعرہ یہ ہین کہ وہ یغفر ما دون ذلک کا ظہور ہے خدای تعالیٰ کو خود معلوم تھا کہ ہم فلان فلان

شخص کے گناہون کو بخشین گے پس جس مقام پر خدای تعالے نے گناہونکی سزا کا ذکر فرمایا ہو وہ لوگ علم الٰہی مین اوس
سزا سے مستثنی ہین پس معنے وعید کے اوس مقام پر فی الحقیقۃ یہہ ہین کہ اس گناہ کی یہ سزا ہو جسکو ہم سزا دینا
چاہینگے اس صورت مین جس جس مسلمان فاسق کو اللہ سزا دینا نچاہیگا اور معاف فرمائیگا تو وہ خود قانون
آیت مذکورہ یعنی یغفر مادون ذلک لمن یشاء مین داخل ہین اور وعید سے خارج گویا اونکے حق مین یہ فرما
دیا کہ ہم اونکو سزا نہ دینگے جب یہہ گویا فرمادیا کہ ہم اونکو سزا نہ دینگے اور پہر نہ دیا تو یہہ کذب کہان ہوا کذب تو جب
ہوتا کہ جن لوگون مخصوص کو قیامت مین سزا نہ دیگا خدای تعالی نے اونہین مخصوص کے حق مین یہ فرما دیا ہوتا
کہ انکو سزا دینگے اور پہر نہ دیتا اور اسکا ثبوت نہین ہوا تو کذب چہ معنے دارد کذب کے معنے ہین خبر دینا خلاف
واقع کے بیان یہ تعریف کہان صادق آتی ہو تفسیر ابی سعود مین تحت آیت ومن یقتل مومنا متعمدا کی ہے

وقد روی عن ابن عباس جواز المغفرۃ بلا توبۃ ایضاً حیث قال فی قولہ تعالی فجزاءہ جہنم الآیۃ ہی
جزاءہ فان شاء غفر لہ وروی مرفوعاً عن النبی صلعم انہ قال ہو جزاءہ ان جازاہ بہ قال عول بن عبد اللہ و
بکر بن عبد اللہ وابو صالح قالوا قد یقول الانسان لمن یزجرہ عن امران فعلتہ فجزاءک القتل والضرب
ثم ان لم یجازہ بذلک لم یکن ذلک منہ کذباً قال الواحدی والاصل فی ذلک ان اللہ عزوجل
یجوز ان یخلف الوعید وان امتنع ان یخلف الوعد بہذا وردت السنۃ عن رسول اللہ صلعم فی
حدیث انس رضہ علیہ السلام قال من وعدہ اللہ علی عملہ ثواباً فہو منجز لہ ومن اوعدہ
علی عملہ فہو بالخیار والتحقیق انہ لاضرورۃ الی تفریع ما نحن فیہ علی الاصل المذکور
لانہ اخبار منہ تعالی بان جزاءہ ذلک لا بانہ یجزیہ بذلک کیف لا وقد قال اللہ تعالی
جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ولو کان ہذا اخبارا بانہ تعالی یجزی کل سیئۃ بمثلہا لعارضہ قولہ تعالی یعفو عن کثیر انتہی

اس عبارت سے واضح ہو کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وعید جزاء ہے چاہئے بخش دے اور حضرت صلعم نے
فرمایا اگر جزا دیوے تو جزاء ہے یعنے وعید کا جزاء ہونا موقوف جزاء دینے پر ہے اور عول بن عبد اللہ وبکر بن عبد اللہ
وابو صالح کا قول ہے کہ کوئی شخص کسیکو کسی امر سے زجر کے واسطے کہے اگر تو یہہ فعل کریگا تو تیری جزاء
قتل وضرب ہو اوس مزجور سے وہ فعل صادر ہووے اور اوسکو جزاء نہ دے تو یہہ جزاء نہ دینا اوسکا جہوٹ وکذب
نہین ہے اور واحدی نے انسؓ کی حدیث نقل کی ہو کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہو کہ خدای تعالی نے جو ثواب
دینے کا وعدہ کیا ہے اوسکو پورا کریگا اور وعید وسزا مین خیار خدائی تعالے کا ہے اور تحقیق یہہ ہو کہ وعید مین
اخبار اس امر کی ہے کہ فعل کی یہہ جزاء ہے اور اخبار اس امر کی وعید مین نہین ہے کہ یہ جزاء خدائے تعالی دیویگا

اوس شخص کو خود خدائے تعالی فرماتا ہے جزاء سیئة سیئة مثلها یعنے جزا سیئہ کی سیئہ ہے اس سے واضح ہی کہ فقط اخبار اس امر کی ہے کہ وعید فعل کی جزا ہے نہ یہہ کہ اوسکو خدای تعالے دیویگا بھی یہ جزاء اگر اس آیت مین مثلاً اخبار یعنے خبر دینا اس امر کا ہوتا کہ خدائے تعالی جزا دیگا ہر سیئہ گناہ کے مثل اوسکے باین طور کہ کوئی گناہ اور کسی گنہگار کو بغیر سزا دینے کے نچھوڑیگا تو اس آیت کے معارض و مناقض ہوتی یہ آیت یعفو عن کثیر جس سے واضح ہے کہ بہت گناہ اور بہت گنہگار سے عفو بھی کر دیگا لان نقیض الموجبة الکلیة سالبة جزئیة اور معارضہ و مناقضہ کلام آلہی مین باطل ہے پس یہ اخبار کہ ہر سیئہ و گناہ کی خدای تعالے جزا دیگا باطل ہے پس جب ہر گناہ پر سزا دینا ثابت نہوا تو بعض گناہ اور بعض لوگونکو سزا نہ دینے سے کذب کے لازم آنے یا اسپر متفرع ہونیکے کیا معنے ہین پس ہرگز کذب خلف وعید کی فرع نہین کوئی شخص کہے کہ فلان فعل میرے ارادہ و مشیت پر ہے تو اوسکے یہہ مراد ظاہر ہے کہ چاہون کرون چاہون نہ کرون تو وہ شخص وہ فعل کریگا تب بھی اوسکو کاذب اہل عقل و عرف نہین کہین گے اور نہ کریگا تب بھی نہ کہینگے ویسے ہی اگر کہے کہ میرے اختیار مین اس فعل کا کرنا یا نہ کرنا ہے تب بھی کسی طرح اوسکو کاذب کرنے نہ کرنیمین نہین کہہ سکتے ہین ایسے ہی اگر کہے کہ فلان کام میرے کرنے پر موقوف ہے تب بھی کرنے نہ کرنے کی دو حالت مین وہ کاذب نہین یہ مطلب بالتفصیل اس عبارت کا ہوا پس خلف وعید کی فرع کذب کا ممکن ہونا حق جناب باری مین جو جامع براہین نے بیان کیا ہے خلاف عقل و نقل کے ہی افسوس ہی کہ جامع براہین امکان کذب باری تعالی کو فرع کذب فرماتے ہین یا اولی الالباب ان هذا الشی عجاب یہہ بات بھی ارباب عقول خیال فرماوین کہ اشاعرہ جسکو خلف وعید کہتے اور اوسکا جواز مانتے ہین تو وہ جواز و وقوعی مانتے ہین باین طور کہ بعض عصاۃ کو عذاب خدائے تعالی نہ دیگا اور یہہ ندینا قیامت کے روز واقع ہوگا اشاعرہ یا دوسرے اہل سنت یہ نہین فرماتے کہ یہہ مغفرت مؤمنین عصاۃ سے فقط عقلاً جائز ہی اور وقوع اسکا نہوگا بلکہ وقوع اس مغفرت کے قائل ہین اور بدون عذاب دینے کے بعض گنہگارونکو بخش دینا صراحةً احادیث سے ثابت ہے اور مغفرت بعض عصاۃ جسکو اشاعرہ خلف کہکر تعبیر کرتے ہین اوسکا واقع ہونا مسلم الثبوت ہے پس امکان کذب باری کو جامع براہین صاحب فرع خلف کی فرماتے ہین تو ضرور کذب باری کا وقوع ہونا جامع براہین کے قول سے ثابت ہی اسلئے کہ کذب کو فرع خلف وعید قرار دینا وقوع و ظہور و ثبوت کذب کا جناب باری مین مان لینا ہی کیونکہ جب کذب فرع خلف وعید بزعم جامع براہین ہوا تو خلف وعید اصل ہوا اور حکم اصل کا یہان یہ ہے کہ وقوع اُسکا ہوگا تو یہی حکم فرع کا ہونا ضرور ہے ورنہ فرع ہونیکے کیا معنے ہین پس صفت وقوع کذب کا جناب باری مین ہونا قول جامع براہین سے ثابت ہے انا للہ وانا الیہ راجعون **ستائیسوین خطا** آپ جو فرماتے ہین جو قدماء مین مختلف فیہ ہو چکا ہی

اوسپر طعن کرتا ہے **اقول** تحقیق گذرچکی ہے کہ اشاعرہ غیر محققین و ماتریدیہ مین اختلاف مسئلہ خلف وعید مین
نہین بلکہ خلاف ہی اور مسئلہ کذب باری مین ان سبکا اجماع ہے کہ وہ جناب باری کی ذات مقدس و منزہ مین محال ہے
اور علاوہ انکے باجماع جمیع اہل ملل و نحل و عقل بطلان اور عدم امکان اسکا ثابت ہے پس صاحب انوار کا طعن
اس امکان کذب باری پر ہے نہ خلف وعید پر انوار ساطعہ کی عبارت پڑھکر دیکھو جب صریح عبارت کو بگاڑ کر اولٹے معنے
اپنی طرف سے نکالنے لگین اور جھوٹا بہتان باندہین ایسے عناد اور بغض سے اللہ سبحانہ پناہ دے **اٹھائیسوین**
خطا آپ فرماتے ہین اس سے حال علم و فہم مولف کا ہر شخص امتحان کر کے دیکھے **اقول اولاً** یہ کہ امتحان
کسی استعداد مخفی کا ہوا کرتا ہی کہ ایک کمال کے جوہر شناس قرائن سے معلوم کیا کرتے ہین کہ فلان امر کی استعداد فلان
شخص مین اس درجہ کی ہے یہان امتحان کی کیا حاجت ہی بقول مشہور **ع** ہاتھ کنگن کو آرسی کیا + سب صاحب
جانتے ہین کہ صاحب انوار اثبات صدق جناب باری مین کوشش کر رہے ہین اور جامع براہین امکان کذب کے طرفدار
ہین اور سچون کی وہ شان ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے سچون کے ساتھ رہو کونوا مع الصادقین اور
جھوٹون کی جو صفت ہی وہ سبکو معلوم ہے مین کیا کھون **ثانیاً** یہہ کہ حسب درخواست جامع براہین ہم امتحان لیتے
ہین اور ترازوی عدل مین طرفین کا کلام تولتے ہین صاحب انوار نے دعوی کیا کہ اللہ تعالی ایسا سچا ہی کہ کوئی اسکے
برابر سچا نہین اس معنے مین کلام الٰہی پڑھ دیا کہ خود حق سبحانہ فرماتا ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا اور جامع براہین نے
اسپر یہہ کھا کہ اللہ تعالے کے کذب ممکن ہونے مین قدیم سے اختلاف ہی اوسپر دو دلیلین گذارین ایک ظاہر طور پر یعنے
قول اشاعرہ سوا اوسمین خلف وعید کا ذکر ہے امکان کذب کا پتا نہین اور یہہ قول اشاعرہ کا کذب باری پر کسی
دلالت دلالات ثلاثہ مطابقت و تضمن و التزام مین سے دال نہین ہی بلکہ اونکا کذب سے تحاشی کرنا اوپر معلوم ہو چکا
ہے اور باتفاق جمیع عقلاء اہل اسلام و غیر اہل اسلام وادلہ عقلیہ قطعیہ کے کذب کا محال ہونا واضح ہو چکا ہی دوسری دلیل
خفی طور پر گذاری یعنے رسول اللہ صلعم کا مثل ممکن الوقوع ہونیکے لئے لکھا ان اللہ علی کل شیئی قدیر اپنے نزدیک دونون
امکان اسمین ثابت کر دیے امکان نظیر حضرت صلعم و امکان کذب باری تعالے و تقدس شانہ یہ سمجھکر کے کہ کذب
باری تعالی و نظیر آنحضرت صلعم بھی شئی ہین ان آیت کے تحت مین داخل ہین اور حال آنکہ یہہ غلط ہے اس لئے کہ
اوپر بخوبی معلوم ہو چکا ہی کہ اس آیت مین شیئی سے مراد وہ چیز ہے جسکے وجود کو خدای تعالے نے چاہا ہووے اور
اوسپر اوسکا ارادہ واقع ہوا ہووے کہ وہ فی الجملہ موجود ہے حال مین یا استقبال مین بلکہ اس بنا پر کہ مشیت و ارادہ
جسکا خدای تعالے کرے تو اوسکو وجود و وقوع لازم ہے ورنہ عجز باری تعالی لازم آویگا چنانچہ شرح فقہ اکبر سے گذر
چکا ہے کہ اوس چیز کا وقوع و وجود ضرور ہے اور کذب باری و نظیر کا حال یا مآل مین پایا جانا اور یہہ کہ اونکا وجود لازم ہے

بدیہی البطلان ہے نزدیک اہل علم وفہم کی اسلئے کہ کذب باری نقص ہی وہ بنسبت خدای تعالی کے مستحیل ہے اور مستحیل تحت
قدرت نہین ہے ورنہ تحصیل حاصل یا انقلاب حقائق لازم آویگا اور وقوع نظیر خاتم النبیین سے بھی وقوع کذب لازم آویگا
اور اسکا محال ہونا اب بھی معلوم ہوا اور اسکے استحالہ پر اتفاق کل عقلا کا معلوم ہوچکا ہے پس کذب باری ونظیر خاتم النبیین کا علم
بسبب عدم مفعولیت مشیت وارادہ کے شیی جو مراد اس آیت مین ہے نہوئی اور تحت قدرت ہونا اونکا ظاہر نہوا اور امکان
دونون کا بھی اس آیت سے یا دوسری دلیل سے ہرگز معلوم نہین ہوتا ہے ہان جامع براہین تفسیر بالرای کے طور پر تمام
اہل عقل ونقل کے خلاف ہوکر شی سے مراد عام بدون تخصیص بالممکن کی رکھتا ہے تو واجب وممتنع دونون کو ممکن وتحت قدرت
الٰہی اس آیت کی حجت سے مانکر خدای تعالے کو اپنی ذات کے اہلاک پر اور سلب اُلوہیت پر واپنے شریک پر وظلم پر اور اتخاذ ولد
وزوجہ وجماع وکہانا وپینا وتمام حوادثات وعیوب پر قادر جانے پھر تو معاذ اللہ خدا خدا ہی کا ہیکو ہوا
جامع براہین کا بھائی ہوگیا اور بشر بن گیا ایسی صورت مین پھر ایمان خدا پر کہان ہوا نظر برین وجوہ لکہا جاتا ہی کہ قول
جامع براہین بالکل غلط اور دعوی وقول صاحب انوار نہایت صحیح ہے بیچئے آپ نے امتحان کرایا تو آپکے فہم وعلم
کا بھی حال معلوم ہوگیا کہ کیسی اوسمین دنائت وقباحت ہی اور صاحب الانوار کا دعوی اور منور وروشن ہوا کہ کس درجہ کا
صاف وپاک ومنجلی ومنخلی ہے **اونتیسوین خطا** اس عبارت براہین سے عوام کیلئے دو عقیدہ فاسدہ
ایسے پیدا ہوتے ہین کہ نعوذ باللہ منہما ایک دروغ گوئی جناب باری تعالے وتقدس کا ممکن ہونا اسلئے کہ آپ فرماتے
ہین کہ قدما مین اختلاف ہوا ہے تو معلوم ہوا کہ شروع اجرائے دین سے معاذ اللہ یہہ عقیدہ نکلا ہی پھر آپ کا یہ فرمانا
کہ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہین نکالا اس سے معلوم ہوا کہ اسوقت تک اختلاف قائم ہی یعنے جو اختلاف اب ہو رہا
ہے یہہ جدید نہین ہے بلکہ قدیم سے ابتک جاری ہی پھر آپ نے عبارت لکھی ردمختار کے اور لکھدیا کہ کتب دینیہ جو
اسکے سوا اور ہین اونمین بھی بھی ہی اس سے یہ ثابت ہوا کہ تمام کتب دینیہ اس سے بھری ہوئی ہین معاذ اللہ
پھر آپ نے اس عقیدہ پر طعن کرنے سے سخت منع کیا اور ظاہر ہے کہ عقیدہ ناصواب پر طعن کرنیکو کوئی منع نہین کیا
کرتا ہے بناء علیہ عوام اس عقیدہ کو ناصواب نہین بلکہ صواب وغیر مطعون جانینگے کیونکہ بقول جامع براہین قدیم سے
ابتک یہ عقیدہ اہل اسلام مین موجود ہے اور سب کتابین اوس سے بھری ہوئے ہین اور اوسپر طعن کرنا ناجائز ہے
دوسرا عقیدہ فاسدہ کلام جامع براہین سے یہ پیدا ہوتا ہی کہ اگر اب کوئی نبی پیدا ہوجاوے تو ممکن ہے وجہ اوسکی
یہہ کہ خدا کا قادر ہونا اپنے مخلوق کے مثل پر تیرھوین صدی تک کسی نے نہین کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی
مخلوق ہین پس خدای تعالے اونکے مانند دوسرا نبی پیدا کرنے پر بالاتفاق جامع براہین کے نزدیک قادر ہے
جب اوسکو قدرت حاصل ہے تو ظاہر ہے کہ اوسکو روکنے والا کون ہے اگر وہ اپنے صدق کلام کی رعایت نہ بناتا تو ممکن تھا

لیکن صدق کلام تو بقول جامع براہین کچھ یقینی مسئلہ نرہا کیونکہ قدیم سے اوسمین اختلاف مان رہے ہین بناءً علیہ جب کذب ممکن ہوا تو صدق قطعی نرہا لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بھی کچھہ یقینی نہوا اس لئے کہ یقین عبارت ہی تصدیق جازم مطابق للواقع ثابت سے اور تعریف یقین مین جازم ماخوذ ہی جو مشتق جزم سے ہی اور جزم عبارت ہی عدم احتمال نقیض و جانب مخالف سے جس نے چھوٹے چھوٹے رسالہ معقول کے پڑھے ہونگے وہ بھی یہہ جانتا ہی پس جب خدائے تعالے کے صدق کے نقیض کا کہ وہ کذب ہی امکان واحتمال ہوا تو جزم جو عبارت عدم احتمال نقیض سے تہا صدق مین نپایا گیا تو صدق بسبب عدم حصول جزم وبقاء احتمال نقیض کے بالبداہۃ یقینی نہوا جب نعوذ باللہ مین ذلک صدق یقینی و قطعی نہوا تو نہ پیدا کرنا نظیر آنحضرت صلعم کا بقاء صدق کے سبب سے تھا اور جب صدق ہی یقینی نہین تو نہ پیدا کرنا یقینی نہوا جب نہ پیدا کرنا یقینی نہ ہوا پیدا کرنا جو اوسکے نقیض ہے وہ ممکن و محتمل رہا اور جب پیدا کرنے نظیر کا امکان واحتمال ہی تو ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کا مضمون قطعی و یقینی نہوا معاذ اللہ علاوہ اسکے جسقدر اخبار قرآن شریف مین اونکا یقینی ہونا تو اوسیوقت ثابت ہووے کہ اونکے جانب مخالف کا امکان واحتمال نہووے اور جب یہہ احتمال باقی ہے کہ شاید خدای تعالے نے نعوذ باللہ من ذلک جھوٹ بولا ہووے کیونکہ جھوٹ بولنا ممکن ہی اوسکا تو کوئی خبر قرآنی یقینی و قطعی نہوئی پھر تو قل ہو اللہ احد سے یقیناً خدائے تعالے کا واحد اور محمد رسول اللہ سے یقیناً آنحضرت صلعم کا رسول ہونا بھی ثابت نہوا اور احتمال وامکان عدم قیام قیامت اور عدم ادخال مشرکین و کافرین کا دوزخ مین باقی ہی اور علی ہذا القیاس اور امور اخرویہ تمام یقینی نہین رہے پس ممکن ہوا کہ موافق اخبار قرآن شریف کے خدائے تعالے کچہ نہ کرے کیونکہ ان اللہ علی کل شیئی قدیر پر ایمان واجب ہی کیا جامع براہین یون کہدینگے کہ خدائے تعالے عاجز ہوگیا کافرون کو جنت مین داخل کرنے سے اور اگر یہہ کہین کہ وہ فرماچکا ہی ان اللہ لا یغفران لیشرک بہ اس سبب سے وہ داخل بہشت نہ کریگا تو یہ بات جامع براہین امکان کذب کو مسئلہ اختلافی مانکر مشکوک کرچکے ہین اس جواب کے لائق منہہ باقی نہین رکھا یہ جواب وہ دیگا جو ہماری طرح عقیدہ رکھتا ہوگا کہ کذب کلام باری تعالیٰ مین محال و ممتنع ہی ہرگز ممکن الوجود نہین پس ہم لوگ کہہ سکتے ہین کہ اوسکا وعدہ خلاف ہونا محال و ممتنع ہی بناءً علیہ وہ بعد حضرت صلعم کے کوئی نبی بھی پیدا نہ کریگا لا تبدیل لکلمات اللہ اور اسی طرح ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ کافرونکو جنت مین داخل ہرگز نہ کریگا اونکو ہمیشہ دوزخ مین رکھیگا قال اللہ تعالیٰ ہم فیہا خالدون

تبصرہ مبصران ذی ادراک سمجھہ گئے ہونگے کہ جامع براہین قاطعہ کے مضامین خاطئہ کسقدر لغو ہین اول قدم پر جس نے ٹھوکرون پر ٹھوکرین کھائین ہنوز دہلی دور منزل بھرپور کیونکر طے کریگا جسکا اول قول سر نوشت پشیمانی امکان کذب باری ہو پھر باقی حال اوسکا کیا پوچھتے ہو بقول مشہور رویش ہین حالش مپرس **ع** خشت اول گر گذارد بر زمین معمار کج + گر بر آرد تا فلک باشد ہمہ دیوار کج + اگرچہ اس قول سے جو اول نتیجہ طبع وقاد جامع براہین ہی خاصی طرح

حال ابتری براہین قاطعہ کا کھل گیا لیکن چونکہ شرع مین دو گواہ معتبر ہین جی چاہتا ہی کہ اب دوسرا قول جامع براہین کا جو اس قول کے آگے اوسی صفحہ مین واقع ہی مع عبارت صاحب انوار نقل کر کے اوسکا بھی کم وکیف ظاہر کیا جاوے واللہ ہو الموفق **قال صاحب الانوار الساطعہ** اور حضرت فخر موجودات سرور کائنات جسنے خود اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ ایکم مثلی یعنے کون ہے تم مین میرے مانند لست کاحد کم کہ ایک تم مین میری طرح نہین اور وہ تو وہی ہین اونکے بیبیونکی یہہ شان ہی کہ خود اللہ تعالی نے فرمایا ہے یا نساء النبی لستن کاحد من النساء پھر اس زمانہ مین ایک ادنی سا آدمی ہی کہ وہ کہتا ہی رسول اللہ میرے بھائی ہین واضح ہو کہ بھائی جس قدر ہوتے ہین سب اپنے باپ کے کل ترکہ مین برابر کے شریک ہوتے ہین اس لفظ مین ایہام دعوی برابری حضرت فخر الانبیاء کے ساتھ ہی معاذ اللہ منہا **قال جامع البراہین القاطعہ** ایکم مثلی مین مماثلت تقرب الی اللہ تعالی کی مراد ہی چنانچہ لفظ ما بعد کا یطعمنی ویسقینی خود ظاہر اسپر دلالت کرتا ہے اور ایسا ہی لستن کاحد من النساء مین نفی مماثلت شرف زوجیت ولوازم زوجیت کے مقصود ہے پس کوئی ادنی مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوۃ کے تقرب و شرف کمالات مین کسیکو مماثل آپکا نہین جانتا البتہ نفس بشریت مین مماثل آپکے جملہ بنی آدم ہین کہ خود حق تعالی فرماتا ہے قل انما انا بشر مثلکم اور بعد اسکے یوحی الی کی قید سے پھر وہی تشرف تقرب کو بعد اثبات مماثلہ بشریت کی ثابت فرمادیا پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونیکی آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کی کہدیا وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہی اور فخر عالم نے بھی فرمایا وددت انی قد رأیت اخوانی الحدیث پس اخوت بوجہ اولاد آدم ہونیکے کہنا اور یہی وجہ قائل کی ہے موافق قرآن وحدیث کے ہوا اسپر طعن کرنا قرآن وحدیث پر طعن ہے اور اسکے خلاف کہنا نص کے مخالف ہی لہذا چونکہ جسنے آپ کو اخ کہا ہے بوجہ اولاد آدم ہونیکے کہا ہی اور تقرب کے مماثلت کا وہ ہرگز قائل نہین تو اوسپر طعن سوائے مخالفت نصوص کے اور کیا ہوویگا اور آپ کی ذات کو بشریت سے نکالکر (جو اشرف المخلوقات ہے) کسی دوسرے نوع مین داخل کرنا محض گستاخی اور ہتک شان رفیع آپ کا ہے سو مولف کو ہنوز یہہ بھی خبر نہین کہ قائل کی کیا مراد ہے اور طعن مولف کا خود قرآن وحدیث پر ہوتا ہی مگر اپنے کم فہمی کی کہانی کہنی ضرور ہے علی ہذا حال آیت لستن کاحد من النساء **اقول** وباللہ التوفیق سخن فہمان ژرف نگاہ خیال فرمائین کہ صاحب انوار نے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے بشریت کو منفی نہین کیا جامع براہین نے کیون اثبات بشریت مین طول بیجا دیکر مغز خراشی فرمائی اور جو دلیل صاحب انوار نے لکھی یعنے لزوم ایہام مساوات جو مانع اطلاق لفظ اخوت ہی اسمین ایک حرف بھی آپکی زبان مبارک سے نہ نکلا ع بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بو العجبی است + اب اگر اس مقولہ کی تردید مثل قول اول حرفا حرفا کیجاوے تو ظاہر ہے کہ مولف نے اسمین طول لاطائل دیکر سلسلہ ژاژخائی دراز کیا ہے پھر حرف حرف کی تفضیح

یا توضیح کرنیسے طول ہین طول پیدا ہوکر موجب ملال طبع ناظرین ایجاز پسند ہوگا بنا برعلیہ عنان اس وادی سے موڑکر بعض امور ضروریہ پر تنبیہ کیجاتی ہی **قولہ** ایکم مثلی ہین مماثلت تقرب الی اللہ تعالے کی مراد ہے الخ **اقول** و باللہ التوفیق جامع براہین کی مراد یہہ ہے کہ بشریت مین سب بشر آپکے مماثل ہین تقرب الی اللہ مین کوئی مماثل نہین بر تقدیر تسلیم مماثلت فی البشریۃ کی ہم کہتے ہین یہہ غلط فہمی ہے تقرب کے معنے ہین نزدیکی طلب کرنا اور یہہ دو طرح ہی ایک بالایمان دوسرا بالاعمال تقرب بالایمان یعنے توحید و احکام خداوندی مان لینے مین سب مؤمنین و انبیاء ایک ہین آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل آمن الایۃ فرق باکید یگر ہے تو مدارج کمالات یقین و مشاہدہ وغیرہ مین ہی نفس تصدیق مومن بہ مین سب برابر ہین کسی کا ایمان کسی سے زیادہ وکم نہین ہے چنانچہ فقہ اکبر و شرحہ مین ہی ایمان اھل السماء ای من الملائکۃ واھل الجنۃ والارض من الانبیاء والاولیاء وسائر المؤمنین من الابرار والفجار لایزید ولاینقص ای من جہۃ مومن بہ نفسہ المؤمنون مستوون ای متساوون فی الایمان ای فی اصلہ والتوحید ای فی نفسہ انتہی مختصرا بقدر الحاجۃ اسیطرح بالاعمال شامل ہے جمیع عابدین کو من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا الحدیث اور مایزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببتہ عام ہے جمیع تقرب طلبون کو اور قرآن مین ہی کل لہ قانتون ابن عباس اور مجاہد اور مقاتل اور سدی اور عطائی اسکے معنے یہ کئے ہین کہ سب اوسکے مطیع ہین اور حضرت صلعم کا ارشاد ہی صلوا کما رأیتمونی اُصلی اور قرآن مین وارد ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ نصوص مذکورہ سے ثابت ہی کہ سبکو خدائے تعالے کی قرب جوئی ایسی چاہئے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہی تو نفس تقرب الی اللہ مین سب شریک ٹہرے ہان کمالات مدارج قربت مین فرق ہی پھر یہی بات بشریت مین بھی ہی یعنے نفس بشریت مین سب شریک اور منتہاے کمالات بشریہ مین کوئی آپکا شریک نہین حتی کہ جمال صورت و اعتدال خلقت مین بھی شیخ شہاب الدین قسطلانی کتاب مواہب لدنیہ مطبوعہ مصر ص۲۴۳ جلد اول مین لکھتے ہین اعلم ان من تمام الایمان بہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بان اللہ تعالی جعل خلق بدنہ الشریف علی وجہ لم یظہر قبلہ ولا بعدہ خلق آدمی مثلہ اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ کمالات بشریہ مین کوئی آپکا شریک نہین پس تقرب الی اللہ اور بشریت دونونکا ایک حال ہے یعنے نفس بشریت اور قرب خدا طلب کرنے مین سب شریک ہین اور منتہی کمالات تقرب اور اعلی کمالات بشریہ مین کوئی آپ کا شریک نہین بناء علیہ جامع براہین نے ایک لفظ چھوڑکر دوسرا لفظ اختیار کیا مغز تحقیق کو نہ پہنچا اس مقام پر یہ کہنا چاہئے تہا کہ آثار محبوبیت خاصہ مراد ہین اسمین کوئی آپ کا شریک نہین اسلئے آپنے ارشاد فرمایا ایکم مثلی پس مفاد کلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب یہہ ٹھرا کہ کوئی تم مین مثل میرے نہین تو بڑا نا سعادت مند وہ آدمی جو مقابل مین کہے کہ مین مثل ہون آپکا یا رسول اللہ بشریت اور انسانیت مین آپ بڑے بہائی ہین چھوٹا بہائی معاذ اللہ معاذ اللہ

نفی مماثلت کے مقابلہ مین اثبات مماثلت کرنا گستاخی و بیباکی عظیم ہے خواہ کسی نیت سے ہو حق سبحانہ انسانیت و تہذیب نصیب کرے شرح شفاء قاضی عیاض صفحہ ۹۴ جلد ثانی مطبوعہ مصر مین ملا علی قاری لکھتے ہین قد روی فی مجلس ابی یوسف انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یحب الدباء فقال رجل انا ما احب الدباء فسل لہ السیف وقال جدد الاسلام والا قتلتک نظرا الی ظاہر معارضتہ لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے واضح ہو کہ فقط ظاہر معارضہ آنحضرت صلعم سے قبیح و نامشروع ہونے و خوف زوال ایمان کے واسطے کافی ہو پس ناسعادت مندی معارض مین کیا کلام ہے اور شفاء قاضی عیاض مین ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام و ابدان متصف صفات بشریہ کے ساتھ ہین اسلئے جو عوارض مانند امراض و موت و قوت شہویہ و غضبیہ اونکو عارض ہوتے ہین یعنے دوسرے بشرون کو انبیاء علیہم السلام کو بھی عارض ہوتے ہین اور بواطن و روحین اونکے متصف ہین ساتھ ایسے صفات کے کہ وہ اوصاف بشریہ سے اعلی ہین متشابہ ہین ساتھ صفات ملائکہ کے بیچ دوام ذکر و حضور بدون ملالت و فتور کے اور قوت طاعت و عبادت بغیر ملالت کے کہ وہ سلیمہ ہین تغیر و آفات سے اس لئے اونکے ارواح کو اکثر عجز بشری و ضعف انسانی لاحق نہین ہوتا ہے اور یہہ معنے ظاہر اونکے مشابہ بشر سے ہین و باطن و ارواح ملائکہ سے اس واسطے ہین کہ اگر خالص بشر ہوتے مانند دوسرے بشرون کے تو طاقت اخذ وحی کے ملائکہ سے اونکو نہوتی اور نہ اونکے ساتھ خطاب و مخالطت کرسکتے اور نہ دیکھہ سکتے جیسے کہ دوسرے بشر یہ نہین کرسکتے ہین اگرچہ ولی ہووین وہ دوسرے بشر اور اگر اجسام و ابدان بھی اونکے مانند ملائکہ کے ہوتے اور اجسام و ابدان مین بھی مشابہ بشر کے نہوتے تو دوسری بشر نہ اونسے مل سکتی اور نہ اونکو دیکھہ سکتی اور نہ اونسے خطاب کرسکتی اور نہ احکام لے سکتی اسلئے اجسام و ابدان مین مشارکت بشر سے اور ارواح و باطن مین مشارکت ملائکہ سے اونکو ہے یہہ تمام شفا و شرح ملا علی مین ماتن و شارح نے فرماکر یہ شرح و متن مین لکھا ہے قال ای فیما رواہ الشیخان عن ابن عمرو ابی ہریرۃ وانس وعائشۃ جوابا لقولہم انک تواصل فکیف تنہانا انی لست کہیئتکم ای علی صفتکم وماہیتکم انی یطعمنی ربی ویسقینی اس سے واضح و لائح ہو کہ انبیاء علیہم فقط ابدان و اجسام کی جہت سے بشر ہین نہ ارواح و بواطن کی جہت سے اور خالص بشر نہین ہین کہ ظاہر و باطن دونون مانند دوسرے بشرون کے اونکے ہووین اور خود آنحضرت صلعم کا فرمانا اس عبارت سے ظاہر کہ مین تمہاری صفت و ماہیت پر نہین ہون جس سے واضح ہوتا ہے کہ ماہیت آنحضرت صلعم کی دوسرے بشرون صحابہ وغیرہم سے مخالف ہو فقط ظاہری بشریت ہو آپکی پس آنحضرت صلعم کی بشریت کہ باعتبار بدن و جسم کی ہے نہ باعتبار باطن و روح کے مخالف صحابہ وغیرہم کی بشریت سے ہوئی تو مساوات بشریت مین کہان ہے جلد ثانی تفسیر کبیر مین تحت آیت ان اللہ اصطفٰی آدم و نوحا و آل ابراہیم و آل عمران علی العالمین

امام رازی صاحب فرماتے ہین واعلم ان تمام الکلام فی ھذا الباب ان النفس القدسیة النبویة مخالفة
بماهیتها لسائر النفوس اور امام رازی صاحب سورہ کہف کی آیت وعلمناہ من لدنا علما کی تحت مین فرماتے
ہین فنقول جواہر النفوس مختلفة بالماهیة عبارت اول سے واضح ہے کہ نفس قدسیہ نبویہ کی ماہیت مخالف باقی
نفوس کی ماہیت کی ہے اور عبارت دوسری سے واضح ہو کہ جواہر نفوس مختلف بالماہیت ہین پس آنحضرت صلعم
کی ماہیت ہماری ماہیت کے مخالف ہوئی تو نفس بشریت مین مساوات آنحضرت صلعم کو دوسرون سے نہوئی
پس مثلیت فی البشریة کا قائل ہونا جہالت وحماقت صرف ہی ایک امر مین مشابہت ہونے سے اور اشتراک پائی
جانی سے مساوات ثابت نہین ہوتی ہے دیکھو انسان وفرس مین حیوانیت مین اشتراک ہوا تو انسان وفرس
مین مساوات کوئی عاقل نہین کہہ سکتا ہے اگرچہ دونون کو حیوان کہہ سکتے ہین اسلئے انسان کو بہائی فرس کا کہنا
عرف ولغت مین صحیح نہین اب دیکھو بشریت بھی آنحضرت صلعم کی باقی رہی اور اطلاق اخوت بھی صحیح نہوا بسبب عدم
مساوات کے اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح مکتوبات کے مکتوب صدم جلد ثالث مطبوع نولکشور مین فرماتے ہین
باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فرد از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ
علیہ وسلم باوجود نشاء عنصری از نور حق جل وعلا مخلوق گشتہ است کما قال علیہ وعلی آلہ الصلوة والسلام خلقت من نور اللہ
دیگران را این دولت میسر نشدہ است الی ان قال المجدد رح وبکشف صریح معلوم گشتہ است کہ خلقت آن سرور علیہ
وعلی آلہ الصلوة والتسلیمات ناشی ازین امکان است کہ بصفات اضافیہ تعلق دارد نہ امکانیکہ در سائر ممکنات عالم
کائن است ہر چند بدقت نظر صحیفہ ممکنات را مطالعہ نمودہ می آید وجود آنسرور آنجا مشہود نمیگردد بلکہ منشاء خلقت
وامکان او علیہ السلام در عالم ممکنات نباشد بلکہ فوق این عالم باشد ناچار او را سایہ نبود ونیز در عالم شہادت سایہ ہر شخص
از شخص لطیف تر است وچون لطیفتر ازوی در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد انتہی پس جب کہ خلقت وپیدائش
مین کوئی فرد افراد او سے مناسب وموافق آنحضرت صلعم کے نہین ہے اور آپکی پیدائش نور الٰہی سے ہی کہ اوسمین
کسیکو شرکت نہین ہے اور کسیکو یہہ دولت حاصل ہی نہین ہے اور آپکا امکان وہ امکان نہین ہے جو عالم کا
امکان ہے اور کشف صریح مین وجود آنحضرت صلعم کا کہین ممکنات کے صحیفہ مین معلوم نہین ہوتا ہے موافق فرمانے
حضرت مجدد الف ثانی رح کے تو اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ آنحضرت صلعم کے مساوی کوئی فرد بشر نہین ہے
خلقت وپیدائش مین سوائے تقرب وتشرف ومحبوبیت کے بھی پس مساوات بشریت مین ہے آنحضرت صلعم کو
دوسرون سے نہین ہے اور نص سے مساوات بشریت مین ہرگز معلوم نہین ہوتی ہے اور لفظ مثلکم کا مقتضی
یہہ نہین ہے کہ ماہیت بشریت مین مساوات ہے چنانچہ اوسکا حال عنقریب معلوم ہوا جاتا ہے فانتظر

قوله البتہ نفس بشریت مین مماثل آپکی جملہ بنی آدم ہین **اقول** اس وقت تک اس فرقہ کے آدمی یہہ دلیل پیش کیا کرتے تھے انما المؤمنون اخوۃ حضرت فخر عالم صلعم کو عموماً مومنین مین شامل کر کے بہائی بناتے تھے لکن اس شخص کی جرائت پر ہزار افسوس کہ اس نے ایمان کے بھی شرط قائم نہ رکھی صرف بنی آدم مین شریک ہونا واسطے جواز اطلاق اخوت کی علت ٹہرادیا اولی الابصار دیکہین کہ بنی آدم مین کون کون قوم ہین اور اہل حرفہ ہین معلوم نہین کہ آنحضرت صلعم کو یہہ ناعاقبت اندیش کس کسکا بہائی تجویز کرینگے معاذ اللہ معاذ اللہ لیکن جناب مولوی صاحب کی زبان اسی مسئلہ مین چلتی ہے ہم تو اوسوقت جانین گہ کوئی شخص مولوی صاحب کو فرعون کا بہائی کہکر پکارے آپ ذرا آزردہ نہون اور یہہ فرماوین کہ واقعی اسنے بوجہ بنی آدم ہونیکے فرعون کا بہائی کہا ہے تو کیا خلاف نص کے کہدیا اور اسیطرح جس قدر آپ کے ہمشرب ہین اگر اونکے حلال خور اونکو بہائی اپنا کہین یا اونکی جورو اونکو بہائی کہکر پکارے اس دلیل سے کہ تم بوجہ اولاد بنی آدم ہونیکے ہمارے بہائی ہو اور پہران صاحبون کو ذرا ناگوار خاطر نہووے بلکہ اور زیادہ خوش ہوکر بولین کہ اونہون نے بڑی قدردانی کی جو وقت آدم کا پرانا رشتہ پیاد دلانے والا یعنی بہائی کہنے کا نکالا اور اگر یہہ صاحب اس بات سے ناراض ہون کہ ہم فرعون و حلال خور کے بہائی نہین بنتے تو اپنے اس قاعدہ سے ہاتھ اوٹہائین کہ بباعث اشتراک بشریت ہر ذلیل ارذل آدم اعلی سے اعلی درجہ کے فرد بشر کو بہائی کہا کرے **فائدہ** اگر خاوند اپنی جورو کو بہن کہے یا جورو خاوند کو بہائی کہے اوسکو مولوی قاسم ان لوگونکی پیشوا تقریر دلپذیر مطبوعہ مطبع بحر العلوم لکھنؤ صفحہ ۱۳۱ مین نامناسب و موجب مضحکہ لکھتے ہین حال آنکہ اونمین اخوت باہمی از روے نص ثابت ہے معلوم نہین یہہ لوگ اونپر کیا فتوی لگائینگے کہ موافق نص کو اونہون نے نامناسب و موجب مضحکہ لکھا ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جو اپنی زوجہ مطہرہ رضہ کو بسبب خوف ظلم بادشاہ ظالم کے بہن کہدیا تو وہ کذب صورۃً قرار دیا جاتا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تین کذب اونسے صادر ہوے ایک اونمین جو آنحضرت صلعم نے فرمائے ہین یہہ ہین یعنے اپنی زوجہ کو بہن کہنا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی حشر کو اپنے کذبات صوریہ کے سبب سے کہ ایک اونمین سے یہی زوجہ کو بہن کہنا ہے شفاعت اول دہلہ مین نہ کرین گے اور ان تینون کے خیال سے شفاعت کرتے ہوئے شرماوین گے چونکہ انبیاء علیہ السلام کذب سے معصوم ہین صدور کذب اونسے ممتنع ہے علما محققین اونکے اس بہن کہدینے کو توریہ و تعریض فرمائے ہین کہ اونہون نے اخوت دینے کے اور اسلامی کے سبب سے اونکو بہن کہدیا تہا اور اونکے چچا کی بھی بیٹی تہین اگر نفس بشریت مین ابراہیم علیہ السلام سے اونکی جو مساوات تہین اور یہہ نص کے موافق ہے جیساکہ حضرت جامع براہین فرماتے ہین تو علماء مین سے کسی نے آجتک یہہ وجہ رفع کذب کے کیون نہ گذاری اور عرصہ صدہا برس کا ہوا کہ علماء اس اعتراض کے جواب مین جو لکھتے ہین تو یہی

لکھتے ہین

لکھتے ہین کہ اخوت اسلام کے سبب سے کہا تہا اور چچا کی بیٹی ہونیکے وجہ سے فرمایا تہا تمام محققین نے اس سے کیون اعراض
کیا جبکو نص کے موافق جامع براہین بتاتے ہین اگر علماء محققین و فضلاء مدققین کے نزدیک یہہ موافق نص ہوتا تو
کوئی تو اونمین سے اسکو بھی ذکر کرتا تمام کا اس وجہ سے غفلت کرنا اور اس جواب کی طرف متوجہ نہونا باوجود جواز اور
موافق نص ہونے اس جواب کے عقل سلیم و فہم مستقیم کے نزدیک بہت مستبعد ہے ہان جامع براہین یہہ کہدے کہ اونکو
یہ جواب سوجہا ہی نہین ہمکو ہی سوجہا ہے تو بات علیحدہ ہی پھر ایسے تو نیچریہ بھی جو قرآن کے معنے اپنی رای سے
مخالف تمام جہان کے گھڑنے لگے ہین وہ بھی یہہ کہہ سکتے ہین اور اونکے معانے بھی صحیح ہوجاوینگے اور اگر
یہہ کہو کہ بعض وجوہ جواب کے کافی ہین دوسرے بعض کے ذکر نکرنے سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ صحیح نہووے
تو اسکے جواب مین ہمکو یہ کہنے کی گنجایش ہے کہ ایسے مقامات مین جو بہ متعدد علماء دیا کرتے ہین اور حتی الامکان جو جو
جوابات ہوسکتے ہین سب ذکر کرتے ہین اگر ایک محقق کل کو ذکر نہین کرتا ہے تو ہر ایک اپنے پسند کے موافق
بعض بعض جوابات ذکر کردیتے تمام جوابات ممکنہ معلوم ہوجاتے اور جب کہ یہہ جائز تہا کہ مساوات فی البشریۃ
کے سبب سے وہ بہن تہین تو یہ جواب تو بہت ظاہر تہا اسکو کوئی بھی ذکر نہ کرے یہہ کسطرح عقل سلیم قبول کرسکے پس
سواے اسکے دوسری وجہ ترک اس جواب کی کوئی معلوم نہین ہوتی کہ یہہ جواب علماء محققین کے نزدیک جائز
عقلاً و شرعاً کسیطرح نہین ہے **قولہ** خود حق تعالے فرماتا ہی قل انما انا بشر مثلکم الخ **اقول**
نزول اس آیت کا ان صاحبون نے شاید اپنے بہائی بنانے کیواسطے سمجہا ہے چاہئے تہا کہ مفسرین کا کلام دیکھتے
شیخ محی السنہ رحمہ اللہ سورۂ حم السجدہ ۹۵ ص مین اس آیت کے تحت مین لکھتے ہین قال الحسن علمہ التواضع
اور روح البیان ۳۲۸ ص مین بھی اس جگہہ لکھا ہے قال الحسن رضی اللہ عنہ علمہ التواضع بقولہ قل انما انا بشر مثلکم اور یہہ
آیت سورۂ کہف مین بھی ہے وہان بھی شیخ محی السنہ لکھتے ہین معالم مین قال ابن عباس رضی اللہ عنہ
علم اللہ رسولہ التواضع الی آخرہ اور تفسیر کبیر سورۂ کہف مین امام رازی فرماتے ہین امر محمداً صلی اللہ
علیہ وسلم ان یسلک طریقۃ التواضع فقال قل انما انا بشر مثلکم الی آخرہ سید التابعین امام حسن بصری
رضی اللہ تعالے عنہ اور سند المفسرین ابن عباسؓ کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے انما انا بشر مثلکم نازل
فرماکر طریق تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمایا ہے اب تواضع کے معنے معلوم کرنی چاہئے کہ زبان
عرب مین کسکو کہتے ہین منتخب اللغات مین ہی تواضع فروتنی کردن اور قاموس مین ہے تواضع تذلل و تخاشع
اور غیاث اللغات مین ہے فروتنی نمودن و خود را فرونہادن اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ کلمہ کہ مین ایک آدمی ہون
جیسے تم سب آدمی ہو عجز اور فروتنی اور کسر نفسی کا کلمہ ہے اور کسر نفسی کو سب جانتے ہین کہ اوس کلمہ مین ہوا کرتی ہے

جو متکلم کی شان سے کم درجہ کا ہوتا ہے پس یہہ کلمہ فرمانا آپ کا بہ نسبت شان عالی حضور کے کم درجہ ٹہرا اور لفظ کم درجہ کا قاعدہ یہی ہی کہ اگر کوئی ذیشان خود اپنی نسبت کہے تو وہ بُرا نہین بلکہ اوسکے حق مین محمود و داخل حُسن خلق گنا جاویگا اور اگر دوسرا آدمی اوس ذیشان کو لفظ کم درجہ سے مخاطب کرے تو قبیح و مذموم شمار کیا جاتا ہی اور وہ آدمی گستاخ و بے ادب ٹہرتا ہے مثلاً سردار عظیم الشان نے ماتحت کے آدمیون کو از راہ شفاق فرمایا کہ مین تم سب صاحبون کا خادم ہون یا مثلاً کسی وزیر اور بادشاہ نے اپنے سائیس کو بہائی کہکر پکارا تو یہہ کہنا اوسکا خوش اخلاقی مین داخل ہے اور اگر وہ آدمی بھی کہنے لگین ہان بیشک تم ہمارے خادم ہو اور وہ سائیس بھی اوس وزیر و بادشاہ کو بہائی کہکر پکارا کرے تو یہہ اون سب کی نہایت درجہ کی گستاخی قرار دیجاویگی بناءً علیہ امتیون کا یہہ کہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حق مین کہ وہ بھی ایک آدمی تھے جیسے سب آدمی اور بشریت و آدمیت مین ہمارے برابر تھے پس ادنی آدمی کے بھی وہ بہائی ہوئے کلمہ گستاخی کا ہی اور آپ نے جو خود فرمایا کہ مین ایک آدمی ہون جیسے تم سب آدمی ہو یہہ اسواسطے کہ آپ کو حکم ہوا تہا قل انما انا بشر مثلکم اور عاجزی اور فروتنی کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہہ بھی صراحۃً دیا ہے وخفض جناحک للمؤمنین یعنے پست رکہہ بازو اپنے واسطے مومنین کے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو مامور تھے جناب باری تعالیٰ سے سائقہ عجز و فروتنی اور پست کرنے بازو کے تم کہان مامور ہوئے ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فروتنی کیا کرو اور کہا کرو کہ وہ بھی ایک آدمی تھے جیسے سب آدمی ہین وہ بھی ہمارے بہائی تھے جیسے سب بنی آدم

قولہ پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بہائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہدیا وہ خود نص کے موافق کہتا ہی

اقول جامع براہین کو اپنے محدث اور فقیہ اور اصولی ہونے کا اس قدر دعوی اور لن ترانی اور مقام استدلال مین ایسی حواس نداد ہوئی کہ لفظ نص کے معنے بھی نہ سمجھے کہ اصول مین کیا لکھا ہے قال فی مسلم الثبوت وشرحہ بحر العلوم النظم ان ظہر معناہ فان لم یسق لہ بالذات لا یکون مقصودا اصلیا فہو الظاہر وان سیق لہ بالذات فان احتمل مع ذلک السوق التخصیص والتاویل فہو النص انتہی اس سے واضح ہی کہ جس لفظ کی مراد ظاہر ہووے یعنے ہر عارف باللغۃ اوس مراد کو بغیر قرینہ کے فقط لفظ سنی سنے پہچان لی اور اوس مراد کیواسطے بالذات وہ لفظ نہ بولا گیا ہووے اور مقصود اصلی وہ نہووے تو اوسکو ظاہر کہتے ہین اور اگر مراد تو اوس لفظ کی ظاہر ہووے لکن بالذات بولا گیا بھی اوسی مراد کیواسطے ہووے اور مقصود اصلی متکلم کی وہی مراد ہووے اور احتمال تخصیص تاویل کا ہی رکہتا ہووے تو وہ نص ہے پس نص ہونے واسطے مراد کا ظاہر ہونا اور اوسی مراد کیواسطے بولنا متکلم کا ضرور ہے اب جامع براہین دونون پیر و مرید ارشاد فرماوین کہ یہہ آیت کریمہ قل انما انا بشر مثلکم اللہ تعالیٰ نے کیا اسیواسطے نازل فرمائی تھی کہ تم لوگ رسول اللہ صلعم کو بہائی کہا کیجو اور یہہ بھی بیان فرماوین کہ

آیت مین کونسا لفظ ہی جسکی مراد ظاہر یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کو بہائی کہو بشر کا لفظ یا مثل کا تو ایسا نہین ہے
کہ عارف باللغۃ بدون قرینہ اوس سے بہائی سمجہتا ہووے کسی عربی فارسی اُردو دان سے دریافت کرواج ونون
لفظ مین سے کسی سے یہہ مراد کوئی جانتا ہووے اور کسی نے لغت مین معنے بشر و مثل کے بہائی کے لکہے
ہووین یا کسی قوم خاص کی اصطلاح جاری ہوئی ہووے کہ ان دونون لفظ مین سے کسی کے معنے بہائی
اون لوگون نے قرار دیئے ہووین یا عرف عام مین بشر و مثل کے معنے بہائی کے لیتے ہووین پس ان لفظون کے
معنے بہائی کسیطرح نہین ہین تو موافق نص کے بہائی کہنا کہان ہوا اگر نص سے مراد یہان تمہاری فقط آیت
قرآنیہ ہی نہ مصطلحہ اہل اصول تاہم تمہارا مقصود حاصل نہین ہے اس آیت قرآنیہ مین اسپر دلالت ہی کوئی دلالت
ہووے دلالت معتبرہ مین سے کہ آنحضرت صلعم کو بہائی کہو عبارت نص و اشارت نص و دلالت نص و اقتضاء النص
کسی طرح اسکا ثبوت نہین ہے فمن ادعی فعلیہ البیان پس آیت مذکورہ کے یہہ معنے بیان کرنا کہ اس سے یہ ثابت ہی کہ آنحضرت
صلعم کو بہائی ادنی آدمی کا کہنا درست ہی تفسیر بالرای ہی جو اوسپر وعید ہے وہ ماہرین خوب جانتے ہین اور بشر کا لفظ
تو عام ہی بہائی و بیٹا و باپ و مرید و پیر و شاگرد و استاد و زوجہ وغیرہم تمام رشتہ دارون و تعلق دارون وغیرہم کو شامل
ہے حاکم و بادشاہ و ہر قوم والے سبھی اسمین شامل ہین بہائی مراد لے لینا بالخصوص اس سے کسطرح صحیح ہو سکتا ہے
دعوی خاص و دلیل عام کی قباحت تو ہر ادنی و اعلی طالب بھی جانتا ہے دلیل عام سے تخلف مدعی جائز و ممکن ہے حیوان
کی تحقق سے انسان کا اور انسان کے تحقق سے خاص زید کا تحقق لازم نہین ہی پھر اس دلیل کو دعوی سے کیونکر مناسبت ہو سکتی
ہے آدمی کچہ سوچکر تو کہے آنحضرت صلعم کو اپنے بہائی بنانے کی خوشی مین سب کچہہ پس پشت ڈالا ذرا بھی قواعد کا لحاظ نہ رکہا
اور کچہہ ادب کا خیال نہ کیا رعیت و ماتحت لوگ حاکمون کو اپنا مان باپ وقت عاجزی کے کہتے ہین یہ اونکا کہنا مذموم نہین
قرار دیا جاتا ہی اگر اس فرقہ کے لوگون مین ذرہ بھی ادب ہوتا اور اپنا رشتہ ہی آنحضرت صلعم سے قرار دیتے تو بھی کہتے کہ آنحضرت
صلعم ہمارے باپ ہین تا کہ ادب بھی باقی رہتا اور ایہام مساوات کا جو لفظ بہائی مین لازم ہے نہ آتا اور باپ کہنا آنحضرت صلعم کو
شرعاً بھی گنجائش رکہتا ہی اور عرفاً بھی حاکم و سردار و آقا کو باپ کہدینا مذموم نہین گنا جاتا ہے عرفاً مذموم نہونا تو ظاہر ہے
اور شرعاً بھی اہل علم منصفین پر واضح ہے معاندین و جاہلین کے واسطے لکہا جاتا ہے کہ مشکوۃ کے آداب الخلا مین ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے انا لکم مثل الاب لولدہ یعنے مین تمہارے واسطے ایسا ہون
جیسا باپ اپنے بیٹے کیواسطے ہوتا ہے اور نیز قرآن شریف مین ہی وازواجہ امہاتہم یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
بیبیان مومنین کی مان ہین پس بیبیون کا مان ہونا مقتضی ہی کہ اونکے خاوند مثل باپ کے ہووین نہ مانند بہائی کے
اور امام رازی تفسیر کبیر مین تحت آیت کریمہ والآخرۃ خیر لک من الاولی لکہتے ہین والآخرۃ خیر لک

تجمع عندک امتک اذ الامة کالاولاد قال تعالیٰ وازواجه امهاتهم وهو اب لهم الی آخره اور صاحب تفسیر
روح البیان نے سورہ احزاب مین لکھا ہی کہ ابیّ کے قرآن شریف مین اور قرأت عبد اللہ بن مسعود مین یہ لفظ اسطرح آیا ہی
وهو اب لهم وازواجه امهاتهم اس تقریر پر مثل باپ کے ہونا آپ کا خود قرآن شریف سے ثابت ہوگیا اس فرقہ وہابیہ مین
اگر ادب وتمیز ہوتا اور آنحضرت صلعم سے برابری حاصل کرنا انکی غرض نہوتی اگو بشریت مین ہی سہی تو آنحضرت صلعم کو باپ کہتے
نہ بہائی اس لئے کہ ہر نبی اپنی امت کیواسطے باپ ہی اگرچہ حقیقی نہو کیونکہ امت کو اوسنے یعنے اپنے نبی سے حیات ابدی اور تعلم
ادب دینی حاصل ہوا ہے اسیواسطے ابراہیم علیہ السلام کے حق مین خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ملة ابیکم ابراهیم
اور قرأت شاذہ مین آنحضرت صلعم کے حق مین پڑہا گیا ہی هو اب لهم اور اسواسطے بھی نبی اپنی امت کے باپ ہین
کہ تمام مؤمنین اصل واحد کیطرف منسوب ہین کہ وہ ایمان ہے کہ آنحضرت صلعم سے حاصل ہے پس تمام مومنین آپسمین
بہائی ہوئے قال اللہ تعالیٰ انما المؤمنون اخوة چنانچہ یہ تمام شفا و شرح شفا ملا علی مین موجود ہے
ازواجه امهاتهم ای هن فی الحرمة کالامهات حرم نکاحهن علیهم بعده تکرمة لهم
وخصوصیة ولانهن له ازواج فی الآخرة وقد قرئ ای فی الشواذ قیل وهی قرأة مجاهد
ونسبت الی ابی بن کعب ایضا هو اب لهم اذ کل نبی اب لامة کما قال
اللہ تعالیٰ ملة ابیکم ابراهیم من حیث ان به حیاتهم الابدیة وتعلم الآداب
الدینیة ومن ثم صاروا اخوة فی الدین کما قال اللہ تعالیٰ انما المؤمنون
اخوة من حیث انتسابهم الی اصل واحد هو الایمان الناشی عنه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم
اس تمام کو چہوڑ کر اس فرقہ نے آنحضرت صلعم کو اپنا بہائی بنانا چاہا اور ماکان محمد ابا احد من رجالکم مین ابوت
حقیقی نسبی کی نفی ہے جسطرح بہائی کہنے والے بھی آنحضرت صلعم سے اخوت حقیقی نسبی کو نفی کرتے ہین ولکن رسول
اللہ وخاتم النبیین جو متصل اسکے ہی یہ استدراک مفید ثبوت ابوت مجازی وغیر حقیقی کو ہے باین طور کہ جب ابوت کی
نفی کی تو توہم ہوا کہ آنحضرت صلعم کسی اعتبار سے باپ نہین ہین تو اس توہم کو جو ناشی کلام سابق سے ہی خدای تعالیٰ نے
دفع فرمایا کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہین یعنے اس سبب سے اور اس اعتبار سے باپ مین پس ابوت کا ثبوت ہوگیا یہ معنے
ہونگے تو استدراک کی صحت ہوگی اور محققین علم حقائق نے تشریح کی ہے کہ آپ کی روح ابو الارواح ہی اور یہہ بھی کہ آپ کا
نور اصل وجود ہے باقی جمیع موجودات کی شاخین اوسمین سے ہوتی ہین ؎ تو اصل وجود آمدی از نخست +
بنائے علیہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہہ لوگ مثل باپ کے کہتے تو جمیع اصول وفروع وقرآن وحدیث واقوال محققین
سے بھی تطبیق ہو جاتی اور نص انما انا بشر مثلکم کی بھی تصدیق ہو جاتی کیونکہ بشر کا باپ بھی مثل بیٹے کے

بشر ہوتا ہے اور گستاخی وایہام مساوات کا الزام بھی انپر نہ آتا جامع براہین نے بڑے برہان قاطع قرآن شریف سے بہائی
بنانے کیواسطے جو پیش کی تھی وہ تو پیش نہ چلی ناچار اب تنزل فرما کر حدیث سے دلیل پکڑ کر اپنا دل خوش کرتے ہین وہ یہہ ہے
قولہ اور فخر عالم نے بھی فرمایا وددت انی قد رایت اخوانی الحدیث **اقول اولاً** مسلم اور مشکوۃ اور
مجمع البحار مین دیکھو صحیح روایت اس حدیث کی یہہ ہے وددت انا قد راینا اخواننا یعنے میرا جی چاہتا ہے کہ کاش مین
اور جو لوگ میرے ساتھ ہین ہم سب دیکھتے اپنے بہائیون کو یعنے اون لوگون کو جو آگے کو ہونگے انتہی یہہ ترجمہ کیا ہے
شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات مین واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت احادیث مین آیا ہے
کہ آپ اپنی امت کو بلفظ امت یاد فرماتے تھے لا یجتمع امتی علی الضلالۃ اور فرمایا ستفترق امتی اور فرمایا رب
ہبلی امتی اور فرمانا آپ کا امتی امتی جمیع امت کو روشن ہے کہان تک نظیرین بیان کیجاوین بناء علیہ ہم کہتے ہین کہ یہان بھی
آپ وددت انی قد رائت صلحاء امتی موافق عادت شریفہ کے فرماتے لیکن چونکہ آنحضرت صلعم کے دل مین فقط یہہ تمنا
نہ تھی کہ فقط آپ ہی اونکو ملاحظہ فرماوین بلکہ یہہ چاہتے تھے کہ میرے صحابہ بھی اونکو دیکھتے اس صورت مین اگر آپ
فرماتے وددت انی قد رائنا امتنا تو صحابہ پر صادق نہ آتا کیونکہ مؤمنین ومومنات صحابہ کی امت نہین ہین بناء علیہ
لفظ اخواننا فرمادیا اس قاعدہ کو عربی مین تغلیب کہتے ہین کہ دو چیز جدا جدا کو اگر ایک جائے بالاختصار ذکر کرنا چاہتے
ہین تو ایک ہی لفظ مین اوسکو شامل کر لیتے ہین مثلاً چاند وسورج کہنا منظور تہا تو ایک لفظ کو غلبہ دیکر دوسریکو اوسکے تابع کر دیا
اور کہدیا کہ شمسین یا قمرین اسیطرح حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو عمرین اور مان وباپ کو ابوین کہتے ہین بناءً علیہ
اس مقام پر آنحضرت صلعم کو یہہ فرمانا منظور تہا کہ مین اپنی صلحاء امت کو دیکھون اور صحابہ اپنے بہائیون کو دیکھین آپنے
بقاعدہ تغلیب بہائیون کا لفظ لیکر امت کو اوسمین مندمج فرمادیا انا قد رائنا اخواننا اور اگر کوئی کہے کہ امت کے
لفظ کو کیون تغلیب ندی بہائیون کو اوسمین مندمج فرمادیتے جواب یہہ ہے کہ آپ اپنی ذات مبارک سے ایک تھے اور صحابہ بہت
تھے پس مستحق لفظ امت ایک تھے اور مستحق لفظ اخوت بہت بناء علیہ بہت کو ترجیح دیکر لفظ اخواننا فرمادیا اور جامع براہین نے
اس غرض سے صیغہ جمع متکلم کی جگہہ واحد متکلم کو یعنے اخواننا بدلہ اخوانی روایت فرمایا تا کہ یہہ احتمال ساقط ہو جاوے یہہ
حرکت آپکی اہل دین کو قابل یادگار ہے **ثانیاً** بالغرض تنزلاً اگر روایت لفظ اخوانی مانکر یہہ بھی تسلیم کیا جاوے کہ
آپ نے خاص اپنی اخوت ثابت فرمائی ہے تو جواب یہہ ہے کہ شراح حدیث اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ اسمین اون لوگونکی
دیکھنے کی تمنا ہے جو ابہی تک پیدا نہین ہوئی اور یہہ بات بہت صاحبونکو معلوم ہے کہ تمنا اوسکے دیدار کی ہوا کرتی ہے جو افراد
کاملین دیکھنے قابل ہوتے ہین آپکی امت مین بڑے بڑے مقبول اولیاء غوث قطب ابدال اوتاد اور ائمہ مجتہدین جنکی
تعریفین احادیث مین وارد ہین بعد عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئی جائز ہے کہ آپ نے اصحاب کے سامنے ونکو

بہائی کہکر اور تمنا دیدار بیان فرماکر اصحاب مین اونکا شرف ظاہر کیا ہو اور جو امتی آپ کے مرتکب اعمال شنیعہ اور صاحب عقاید باطلہ ہین آپ اونکو کسطرح بہائی کہکر اونکے دیدار کی تمنا صحابہ مین بیان فرماتے اور محبت اور پیار اون بدکارون سے ظاہر فرماتے اونسے خود روح نبی کریم علیہ التسلیم بیزار ہو وہی حدیث جسکا ٹکڑا وددت انا قد راینا اخواننا ہو صحیح مسلم مین نکالکر دیکہو اوسمین لکہا ہو کہ بہت سے ایسے امتی ہونگے جو حوض کوثر کے پاس سے ذلت وخواری کے ساتھ ہٹا دیئے جاوینگے اور صلی اللہ علیہ وسلم اونکو فرماوینگے سحقاً سحقاً یعنے دوری ہو جیو انکو دوری ہو جیو انکو پہر اونکو بہائی کہنا اور تمنای دیدار ظاہر کرنا سخت بعید ہو اور ظاہر اًیہ فرقہ بے ادب گستاخ جو لس خوردہ چاٹنے والا **عبد الوہاب نجدی** کا ہو شامل اونہین لوگون مین معلوم ہوتا ہو جنکی بابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سحقاً سحقاً فرماوینگے اسلئے کہ انسے بہت فتنی اور تفرق اہل اسلام مین پڑے مین مشکوۃ کے باب الیمن والشام مین بخاری سے روایت کی ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی یا اللہ برکت دے ہمارے شام ویمن مین صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم دعا فرمائیے اللہ ہماری نجد مین بھی برکت دے آپ نے پہر وہی فرمایا کہ یا اللہ برکت دے ہمارے شام ویمن مین پہر صحابہؓ نے دوبارہ عرض کی کہ نجد کے لئے بھی دعا کیجئے راوی کہتا ہو کہ مین گمان کرتا ہون کہ پہر تیسرے بار بھی صحابہؓ نے وہی عرض کی تب تیسرے بار مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہان یعنے نجد مین زلزلی اور فتنے ہونگے اور نکلے گی وہان سے گروہ شیطان کے پس جب یہہ فریق تابع عبد الوہاب نجدی ہوکر وہابی کہلایا اور وہ نجد کا ہے اور نجد موافق حدیث صحیح کے مقام شیطان کے گروہ کا ہے بہلا ایسے ذات شریفہ جنکے یہ صفات لطیفہ ہون اونکو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کسطرح محبت اور پیار سے یہہ پیارا نام بہائی کا صحابہ کے سامنے فرماتے اور تماشا یہہ ہے کہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم کو بہائی بتانے پر جو لڑتے مرتے ہین وہ یہی فریق نجدیہ ہین اور جو لوگ کہ ائمہ دین اور رہنمائی حق و یقین تہے جنکی تمنای دیدار آپ نے ظاہر فرمائے اون لوگون نے کبہی یہہ مباحثہ نہ کیا بلکہ صحابہؓ نے بھی نہ کیا کہ ہم بہائی ہین رسول اللہ صلعم کی اور کبہی عبد اللہ بن عباس و فضل بن عباس علی و عقیل وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضرت صلعم کو لفظ بہائی یعنے اخی سے خطاب نہ کیا اور کبہی روایت احادیث مین بھی قال اخونا رسول اللہ صلعم کسی نے صحابہؓ مین سے نہ کہا اور نہ یہہ بہائی کہنا تابعین وتبع تابعین مین جاری ہوا اور نہ ائمہ مجتہدین اور دیگر علماء صالحین نے ایسے لفظ سے آنحضرت صلعم کو تعبیر کیا اگر اسکا جواز تہا اور موافق نص تہا اور کوئی اسمین حرج نہ تہا تو سلف وخلف تمام نے اس سے کیون اعراض کیا عجب بات ہی کہ موافق نص کے ہووے بزعم جاہل مع براہین کے اور کوئی بھی اس پر عامل سلف وخلف متقدمین ومتاخرین مین سے نہووے سوائے فرقہ بدعیہ وہابیہ کہ اہل سنت جماعت کے اعمال صالحہ کو تو فقط اس وجہ سے کہ زمانہ ثلاثہ مین بحیثیت کذائیہ موجود نتہی بدعت وضلالت کہا جاوے اور اسکا وجود بعد زمانہ ثلاثہ کہ ہی نہوا اب سے جائز بنایا جاوے اور موافق نص کے اسکو کہا جاوے اسلئے بعض معتقد اونکے اسقدر وہم دیکہا

ارتکاب ہوگیا ہی وہی دلیل شرعی انکی واسطے کافی وافی ہے نعوذ باللہ من ذلک اور یہہ بھی واضح ہووے کہ جامع براہین نے
اثبات اخوت مین اسلام وایمان کی بھی شرط نہین لگائی آیہ انما انا بشر مثلکم سے یہ فائدہ نکال چکے ہین کہ اولاد آدم
ہونا علت اخوت ہی جس نے آپ کو بوجہ بنی آدم ہونے کے بھائی کہا موافق نص کے کہا اس تقریر سے معلوم ہوا
کہ جسقدر قومین شریف ورذیل کافر ومومن دنیا مین ہین معاذ اللہ گویا وہ سب بھائی ہین پس تقریر کے موافق گویا آپنے
اون سب بھائیون کے دیدار کی تمنا اس حدیث مین بیان فرمائی کہ انا قد رأینا اخواننا توبہ توبہ استغفر اللہ اور اگر
یہہ لوگ اس حدیث سے کفار ومشرکین وغیرہم کو خارج فرماوین گے تو ہم کہینگے اسیطرح تم بھی اس حدیث سے خارج ہو
کیونکہ اس حدیث مین اونھی لوگون کو بھائی فرمایا ہے جو باعث نور عرفان وتجلی ایمان وہدایت عام وارشاد تام اس قابل
ہین کہ اونکے دیکھنے کی تمنا کیجائے من الصدیقین والشہداء والصالحین پھر ایسے اُمتی لوگون نے تو آپ کو
بھائی کہا نہین اور آنحضرت صلعم کو آپنے بھائی بنانے مین منازعہ نہ کیا تیرا اصدی کے لوگون فرقہ وہابیہ کے کہنے سے
کیا ہوتا ہے اور صاحب انوار نے تو تشنیع اسبات پر کی تھی کہ ذلیل ذلیل آدمی آپ کو اپنا بھائی کہہ رہا ہی چنانچہ عبارت صاحب انوار
ساطعہ صاف یہ مضمون ادا کر رہی ہے بشرطیکہ کوئی نور بصیرت والا اوسکو دیکھے وہ عبارت یہ ہی (اس زمانہ مین ایک دنی سا
آدمی ہے کہ وہ یہہ کہہ رہا ہے رسول اللہ میرے بھائی ہین) افسوس معاندین کے حال پر کہ مغز کلام صاحب انوار تک
ذرہ بھر نہ پہنچے قلم یاوہ گوئی پر اوٹھا کر جو چاہا لکھنے لگے ع چشم بد اندیش کہ برکندہ باد + عیب نماید ہنرش
در نظر + پس جامع براہین پر لازم تہا کہ ایسے دلیل بیان کرتا جس سے یہہ واضح ہو جاتا کہ ذلیل ذلیل آدمی آنحضرت
صلعم کو بھائی کہے تو جائز ہے اور حدیث مذکورہ بین جس سے آنحضرت صلعم کو بھائی فرمانا ثابت ہی اوسکا شمول ذلیل ذلیل
آدمیون کو نہین ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ جو شرعاً ذلیل ہون مانند فرقہ نجدیہ کے اون کے رویت کی تمنا آپ نے
نہین فرمائی پس اونکو بھائی واخواننا بھی نہین فرمایا پس اس حدیث سے مقصود حاصل جامع براہین کا کہ وہ رد قول صاحب
انوار ہے نہوا اور ذلیل آدمی کا بھائی فرمانا ثابت نہوا **ثالثاً** اگر یہ تمہارا مضمون معاذ اللہ انما انا بشر مثلکم کہ سب آدمی
خواہ صالح خواہ فاجر خواہ کافر سب آپکے بھائی ہین اور آپ نے اون سب کے دیکھنے کی آرزو فرمائے ہی معاذ اللہ
بطور تنزل وفرض محال تسلیم بھی کیا جاوے تب بھی تمہاری حجت پوری نہین ہوتی کہ تمکو اپنے مُنہ سے یہ کہنا جائز ہو جائے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بھائی ہین اسلئے کہ آپ نے اگر امتیونکو بھائی فرمایا تو وہ تواضع وفروتنی اور کسر نفسی سے
فرمایا ہے چنانچہ مشکوۃ شریف کے باب عشرۃ النساء مین ایک حدیث ہی کہ آنحضرت صلعم کو اونٹ نے سجدہ کیا مہاجرین
وانصار صحابہ موجود تھے اونہون نے عرض کیا یارسول اللہ صلعم آپکو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہین پھر ہم تو اونسے
زیادہ مستحق ہین کہ آپ کو سجدہ کرین ارشاد فرمایا اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم یعنے عبادت کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو

اپنے بہائی کی صاحب مجمع البحار اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین اراد نفسہ صلی اللہ علیہ وسلم ھضماً للنفس اور شیخ عبد الحق دہلوی بہی تحت حدیث اکرموا اخاکم کے فرماتے ہین اپنے شرح مشکوٰۃ لمعات مین یرید نفسہ الکریمۃ تواضعاً وتنبیہاً علی انہم بشر مثلہم فی عدم جواز السجدۃ والعبادۃ لــــہ انتہی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ بہائی سے مراد اپنے ذات مبارک رکھی ہے اور یہہ لفظ اپنی نسبت آپنی واسطے کسر نفسی کے فرمایا ہضم کے معنے عربی مین توڑنا ہے چنانچہ منتخب اللغات وغیرہ مین موجود ہے پس آپ نے اپنی ذات مبارک کو جو بہائی قرار دیا اونکا شارحین حدیث لکھتے ہین کہ آپ نے اپنے نفس کو توڑا جو لفظ کم درجہ بولا اب دانایان اسرار سمجہین کہ آپ نے اوسوقت اکرموا اخاکم صحابہ رض کو خطاب فرمایا تہا کہ اونمین وہ بہی تہے جو آپ کے نسب شریف مین شریک تہے باعتبار اشتراک نسب بہی اونکو بہائی کہدینا بجا تہا لیکن اونکے بہائی کہدینے کو تم سُن چکے کہ صاحب مجمع البحار وغیرہ محدثین محمول تواضع اور کسر نفسی پر کر رہے ہین پہر افسوس ان بے انصافون کے حال پر کہ باوجود اپنی حالت روی وذلیل ہونیکے آنحضرت صلعم کو بہائی کہکر اپنے منہ سے کسر شان عالی آنحضرت صلعم کے کرتے ہین اور یہہ ہم اوپر تحقیق کر چکے کہ کوئی عظیم القدر اگر اپنے مُنہ سے اپنی نسبت کلمہ کسر نفسی کا کہے تو وہ حسن اخلاق مین داخل ہے دوسرونکو جائز نہین کہ کسر شان کا کلمہ اوس ذیشان کی نسبت کہا کرے جامع براہین اپنے آپکو احقر الناس بعض جگہہ لکھتا ہے اوسکے مرید وچیلہ ومعتقد وشاگرد وغیرہم ماتحت اس کلمہ کو اوسکے حق مین کسر نفسی کا کلمہ قرار دیتے ہین اور وہ ماتحت لوگ جامع براہین کو یہہ کیون نہین کہتے کہ جامع براہین ہمارے پیر واستاد احقر الناس ہین اگر ایسے کلمہ سے کوئی جامع براہین کو تعبیر کرے اور خطاب کرے یا خط مین لکھے تو جامع براہین ودیگر لوگ تمام اوس شخص کو بے ادب وگستاخ قرار دینگے اور یہہ کوئی نہ کہیگا کہ جامع براہین نے خود اپنے آپ کو یہہ لکہا ہے پس اسیطرح یہان جان لینا چاہئے کہ گو آنحضرت صلعم بطور کسر نفسی کے خود کو بہائی فرماوین لیکن دوسرون کو یہہ کلمہ کہنا اور اپنا بہائی بتانا درست وجائز نہین ہے بلکہ وہ کہنے والا بے ادب وگستاخ ہی ہان جسکے دلمین آنحضرت صلعم کی عظمت نہین ہے اور رسول مقبول صلعم کے توقیر سے وہ خالی ہے تو وہ ایسے کلمات جس سے کسر شان آنحضرت صلعم ہو کہنا درست قرار دیگا اور تاویلات بعیدہ سے اوسکو جائز بتادیگا اور منصفین اذکیا تو جانتے ہین کہ یہہ تاویلات پیش نہین چل سکتے ہین شفاء قاضی عیاض وشرحہ للملا علی قاری مین ہے کہ ابن حاتم منفقہ نے آنحضرت صلعم کو یتیم وختن حیدرہ مناظرہ کے درمیان کہدیا تہا اور آنحضرت صلعم کا زہد قصداً نہ تہا طیبات پر قدرت ہوتی تو آپ کہاتے فقہائی اندلس نے ابن حاتم مذکور کے قتل کا فتوی دیا اسواسطے کہ یہہ احتقار آنحضرت صلعم کا اوسنے کیا تہا چنانچہ بعض عبارت شرح ومتن کی لکھی جاتی ہے وافتی فقہاء الاندلس بقتل ابن حاتم المنفقہ الطلیطلی وصلبہ بما شہد علیہ بہ من استخفافہ

بحی

بحق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولعل تفسیرہ قولہ وتسمیۃ ایاہ اثناء مناظرتہ بالیتیم وختن حیدرہ وزھدہ ان
زھد علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یکن قصدا ولو قدر علی الطیبات اکلھا انتہی مختصرا اور اوسی کتاب مین یہی
ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ کے حق مین کلام قبیح کہا جب کسے دیندار نے اوسکو جھڑکا کہدیا کہ رسول اللہ سے
مراد مین نے عقرب یعنے بچھولی ہے کہ وہ بچھوبھی خدائے تعالےٰ کے پاس سے بھیجا گیا ہے اور مخلوق پر مسلط کیا گیا ہی
یعنے اوسنے رسالت عرفیہ کی تاویل ساتہہ رسالت لغویہ کے کی تو یہہ تاویل اوسکی مقبول نہوئی اسلیئے کہ صریح لفظ
مین ادعاءِ تاویل مقبول نہین ہے اسلیئے کہ یہہ حقارت کرنا و استخفاف ہی اور قائل اسکا غیر معزز ومبجل وغیر معظم شان نبی کا ہی
پس اباحت اوسکے دم کی واجب ہے عبارت بقدر حاجت شفاء وشرح شفاء یہہ ہے (وقال) ای ابن ابی سلیمٰن (فی)
رجل قیل لہ) ای ردا لما قالہ لا وحق رسول اللہ قال فعل اللہ برسول اللہ کذا وکذا وذکر کلاما قبیحا) ای لا
ینبغی ان یذکر صریحا (فقیل لہ) انکارا علیہ (ما تقول یا عدو اللہ فی حق رسول اللہ فقال
اشد) ای کلاما اقبح (من کلامہ الاول ثم قال انما اردت برسول اللہ العقرب) فانہ ارسل من
عند الحق وسلط علی الخلق تاویلا للرسالۃ العرفیۃ بالارادۃ للغویۃ وھو مردود عند القواعد الشرعیۃ
(فقال ابن ابی سلیمٰن للذی سالہ برید فی قتلہ وثواب ذلک قال حبیب بن الربیع لان ادعاء التاویل
فی لفظ صراح) معناہ خالص لا لبس فیہ ولا قرینۃ تنافیہ فیکون دعوی مجردۃ خالیۃ عن علامۃ
(لا یقبل) ای ادعاوہ (لانہ امتہان) ای احتقار لہ صلی اللہ علیہ وسلم (وھو) ای والحال ان صاحب
ھذا المقال (غیر معزر) ای غیر مبجل (لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا موقر لہ) ای ولا معظم بشانہ حیث غیر وصفہ
الخالص بہ وارادبہ حیوانا استحق مہانتہ (فوجب اباحۃ دمہ لتقصیرہ فی توقیرہ وقد قال تعالیٰ لتومنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ
انتہی مختصرا اس سے واضح ہے کہ معنے عرفی کے خلاف بلا قرینہ وعلامت کے معنے لغوی مراد بطور تاویل لینا
مقبول نہین اور تعظیم وتوقیر مین تقصیر کرنیکے سبب سے اباحۃ دم واجب ہی اسمین کوئی شبہ نہین ہی کہ آنحضرت صلعم کو
ادنی کا بھائی بنانا آپ کی حقارت ہے اور تقصیر ظاہر ہے آپکی تعظیم وتوقیر مین آب منصفین انصاف کرین کہ جامع براہین کا
یہ کلام کس درجہ کا قبیح ونامناسب ہی رابعًا یہ کہ یہہ کیا ضرور ہے جو الفاظ نص کتاب وحدیث مین ہون اون کا
تلفظ علی العموم سبکو جائز ہو حضرت آدم علیہ السلام نے خود کہا ربنا ظلمنا لکن دوسرا آدمی اونکو کہے کہ اونھون نے
ظلم کیا تھا تو جائز نہین ہے اللہ تعالیٰ نے اونکو فرمایا ہے عصی ادم ربہ فغوے ہر آدمی مجاز نہین کہ آدم علیہ السلام کو
نافرمان غادی بہکا ہوا نعوذ باللہ من ذلک کہے اسیطرح حضرت یونس علیہ السلام نے کہا انی کنت من الظالمین
ہر آدمی اونکو کہنے لگے وہ ظالمین مین سے تھے جائز نہین بناءً علیہ اگر آپ نے اپنی زبان مبارک سے براہ اشفاق

اپنے مرتبہ تنزل عالی فرماکر لفظ اخوت فرمادیا تو اُمتیون کوکب لازم ہے بلکہ کب درست ہی کہ یہہ بھی وہی کلمہ تنزل اپنے
مُنہ سے جاری کرین کہ ہم تو موافق نص کے کہتے ہین اور طرفہ ماجرا یہہ ہی کہ یہہ نص کہان وارد ہے کہ اے اُمتیو
تم بھی بھائی کہا کیجو صیغہ امر موجود نہین پھر موافق نص کہان ہوا نص ہین تو فقط اسیقدر ہی کہ آنحضرت صلعم نے
ہمارے بھائی فرمایا ہے اور اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ یہہ بطور کسر نفسی و براہ اشفاق فرمایا ہے پس موافق نص کے
یہ ہوتا ہے کہ اسطرح کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم نے بطور کسر نفسی و براہ اشفاق بھائی فرمایا ہی یہ موافق نص کے
ہرگز نہین ہے کہ ادنی ادنی آنحضرت صلعم کو بھائی کہے تو درست ہی این ہذا من ذلک ع ببین تفاوت رہ از کجا
است تا بکجا ✤ خدائے تعالی انکو راہ راست دکھاوے کہ ایسے اولٹے معنے حدیث و قرآن کے کرکے ضلال
و اضلال کے مرتکب نہووین **خامسًا** یہ کہ صاحب انوار کے کلام مین نہ نفی بشریت کا ذکر ہے نہ نفی اخوت کا
البتہ ممنوع ہونا اطلاق لفظ اخوت کا بباعث نقص ایہام موجود ہے اور یہہ بات اولی الالباب سے مخفی نہین ہے
کہ بہت سے ایسے لفظ ہوتے ہین جو فی نفسہ کسی وجہ سے صحیح ہوتے ہین لیکن ایک وجہ ایہام اونمین ایسی لگجاتی ہی
کہ بُرے معنے بھی اونمین نکلنے لگتے ہین اوس وجہ سے بولنا اون الفاظ کا قطعًا منع ہوجاتا ہے شرعًا جیسا کہ صحابہؓ
آنحضرت صلی اللہ کی خدمت مین یہ کلمہ عرض کیا کرتے تھے (راعنا) یعنے آپ متوجہ ہوجیے ہمارے طرف لیکن چونکہ
یہود بھی یہ کلمہ کہا کرتے تھے اور وہ اپنی شرارت و خبث نفس کے باعث اس لفظ کے احمق کے معنے لیتے تھے معاذ اللہ
بناءً علیہ صحابہؓ کو روک دیا گیا کہ (لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا) یعنے مت کہو تم راعنا و قولوا انظرنا ہرچند صحابہ جو معنے
سمجھکر کہتے تھے وہ صحیح تھے لیکن ایہام یعنے وہ معنے یہودانی نکل سکتے تھے اور یہود کیواسطے یہہ ذریعہ بُرا کہنے کا تھا
بناءً علیہ جناب رسالت مآب کے حضور مین اوس کلمہ کا بولنا حق سبحانہ نے ناپسند فرمایا اور آیت ممانعت نازل فرمادی
جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے چنانچہ تفسیر عزیزی مین یہ قصہ مذکور ہے اور تفسیر کبیر مین سات وجہ اسکے عدم جواز کے ذکر کئے
ہین چوتھی وجہ یہہ لکھی ہے کہ یہ لفظ موہم مساوات کا درمیان متخاطبین کی ہے اسلئے خدای تعالیٰ نے منع فرمایا اور بیان کیا
کہ تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب مین کرنا ضرور ہے لقولہ تعالیٰ لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم الایہ عبارت
یہہ ہے ورابعہا ان قولہ راعنا مفاعلۃ من الرعی بین اثنین فکان ھٰذا اللفظ موھما للمساواۃ بین
المتخاطبین کانہم قالوا ارعنا سمعک لنرعیک اسماعنا فنہاھم اللہ التعالیٰ عنہ وبین ان لابد من تعظیم
الرسول فی المخاطبۃ علیٰ ماقالوا لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضًا انتہیٰ اس سے واضح ہی کہ ایہام
امر ناجائز سے بھی عدم جواز آجاتا ہے بلکہ تفسیر کبیر سے لائح ہے خطاب مین ایہام مساوات کے سبب سے اس قول سے
منع فرمایا یہی بعینہ صاحب انوار ساطعہ نے کہا کہ ایہام مساوات کے سبب سے بھائی آنحضرت صلعم کو ادنی ادنی کا

بنانا

بتانا منع ہو اور اسکو خود مولوی رشید احمد صاحب بہی لطائف رشیدیہ مطبوعہ مطبع گلزار احمدی مراد آبادی صفحہ ۲۹ مکتوب دہم مین دیکہو لکہتے ہین اور اسی صفحہ مین ایک مضمون دوسرا بہی آپ لکہہ رہے ہین وہ یہہ ہے (صحابہ کا پکار کر بولنا مجلس شریف آنحضرت صلعم مین ہرگز بوجہ اذیت وگستاخی معاذ اللہ نہ تہا بلکہ حسب عادت وطبع تہا لیکن چونکہ اذیت و بے اعتنائی شان والا کا اوسمین ایہام تہا یہ حکم ہوا یا ایہا الذین اٰمنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبیؐ ولاتجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون کیا صاف حکم ہو کہ اگرچہ تمہارا مقصد گستاخی نہین مگر اس فعل سے حبط اعمال تمہارے ہوجاوینگے اور تمکو خبر بہی نہوگی انتہی کلامہ اور جامع براہین اپنے براہین قاطعہ صفحہ ۲۲۱ مین مجرد ایہام منع کو دلیل منع بیان کرتے ہین اور اسپر دو عبارتین درمختار اور ردالمحتار سے نقل کی ہین رد بمجرد ایہام اللفظ مالایجوز کاف فی المنع کما قدمناہ انتہی دوسری عبارت یہہ ہے ران مجرد ایہام اللفظ المعنی المحال کاف فی المنع من التلفظ بہذا الکلام وان احتمل معنے صحیحًا ولذا علل المشائخ بقولہم لانہ یوہم ونظیرہ ماقال فی انا مومن ان شاء اللہ تعالٰی فانہم کرہوا ذلک وان قصد التبرک دون التعلیق لما فیہ من الایہام کما قررہ التفتازانی وابن الہمام انتہی پس صاحب انوار ساطعہ ایہام منع و مانع محال کے سبب سے لفظ بہائی کا آنحضرت صلعم کی شان مین بولنا اور یہہ کہنا ادنی ادنی کا کہ رسول اللہ میرے بہائی ہین ناجائز کہتے ہین بڑے افسوس کی بات ہو کہ خود جامع براہین ایہام منع و معنے محال کو وجہ عدم جواز بتاتے ہین اور یہی وجہ صاحب انوار یہان گذارتے ہین اور فی الواقع یہ وجہ یہان بہی موجود ہے اور جامع براہین بیان عدم جواز اس قول ادنی ادنی کو کہ (رسول اللہ میرے بہائی ہین) قبول نہین کرتے اور اپنے لکہے ہوئے کو یاد نہین رکہتے مثل مشہور ہے (دروغ گورا حافظہ نباشد) بلکہ قول مذکور مین (کہ رسول اللہ میرے بہائی ہین) اوعاء رسالت کا وہم بمقتضائے اس قاعدہ کے کہ اوسکو جامع براہین نے براہین قاطعہ کے صفحہ ۱۶ مین لکہا ہو کہ (مشتق مین مشتق منہ علت حکم کے ہوتا ہے) ہونا ضرور ہے کیونکہ لفظ رسول مشتق ہو رسالت سے اور رسول اللہ پر جو حکم قائل مذکور کرتا ہے کہ میرے بہائی ہین بحسب قاعدہ مذکورہ مسلمہ جامع براہین اسکے علت رسالت ہوگی پس قائل نے شرکت فی الرسالۃ کے سبب سے یہہ حکم کیا اگرچہ اوسکی نیت نہووے لکن لفظ تو اسکا موہم ہو پس ایہام ادعاء رسالت ثابت ہوا اور یہہ لفظ قائل کا موہم معنے محال کو ہوا پس عدم جواز اسکا واضح ہوا اور اسمین یہ تاویل کہ وہ بسبب مساوات فی البشریۃ کے بہائی کہتا ہے مع ان المساواۃ فی البشریۃ غیر مسلم رافع اس ایہام کی نہین ہے اور ایہام کیواسطے نیت قائل و ارادہ قلبی اوسکا ضرور نہین ہے اور اگر رسالت سے قطع نظر کرے وہ قائل تب بہی اوسکو مفید نہین اور قطع نظر کرنا ایہام لفظ کو دافع نہین ہے اور نیز مساوی سمجہنا آنحضرت صلعم کو گھٹانا شان عالی رسالت و محبوبیت و خاتمیت کا ہے اور سخت گستاخی ہو اگرچہ بہائی کہنے والا ارادہ گستاخی کا نہ کرے لیکن ایہام گستاخی موجود ہو مبادا اوسکے اعمال حبط ہوجاوین اور اوسکو

خبر نہووے جیسا کہ مسئلہ رفع اصوات مین حکم تسلیم کیا ہوا مولوی رشید احمد صاحب کا گذر چکا ہی پس یہہ تاویل کہ وہ
شرف و تقرب مین مساوات نہین جانتا جو جامع براہین کی ہی اوس سے صاحب انوار کو کچھہ ضرر و صاحب براہین کو کچھہ
فائدہ نہین ہوا اور مساوات ثابت کرنا بشریت مین وہ بھی لغو رہا سا و سا یہہ کہ بعض احکام شرعیہ بہ تبدل زمانہ
بدل جاتے ہین چنانچہ یہہ مضمون خود جامع براہین کا تسلیم کیا ہوا ہے صـ۵۳ براہین مین موجود ہے پس جائز ہی کہ بھائی کا
لفظ اول زمانہ مین ایسا نہووے جیسا اب ہے اس زمانہ مین یہہ لفظ اکابر کی نسبت بولنا اونکی سخت گستاخی و بے توقیری
مین شامل ہے مثلاً پیر یا استاذ یا آقا عالی رتبہ جیسا بادشاہ کو مرید و شاگرد و نوکر و رعیت بھائی کہے تو عرفاً اوس قائل کو
غیر مہذب و گستاخ و بیباک تمام لوگ کہین گے اور اوسکا یہہ عذر کہ مین بسبب اولاد آدم ہونیکے بھائی کہتا ہون کوئی
قبول نہ کریگا اور جنکو یہہ کلمہ کہا ہے کہ وہ پیر و اوستاذ و بادشاہ ہین اونکو بھی یہہ کہنا نہایت درجہ کا ناگوار خاطر ہوگا
اور در مختار کے باب وصیت الاقارب وغیرہ مین ہے قیل من قال للوالد قریب فہو عاق انتہی جو شخص اپنے باپ کو قریب کہے
تو عاق ہے اسکے تحت مین رد المحتار مین ہے قال فی المعراج اذ فی الخبر من سمی والدہ قریبا عق وقد عطف
الاقربین علی الوالدین فی قولہ تعالیٰ الوصیۃ للوالدین والاقربین ویعطف الشئ علی غیرہ حقیقۃ فعرف ان
القریب فی لسان الناس من یتقرب الی غیرہ بواسطۃ کذا فی المبسوط ای والوالدان والولد یتقربان لا بواسطۃ انتہی اس سے واضح و لائح ہی
کہ قریب لوگون کی زبان مین اوسکو کہتے ہین جو بواسطہ قریب ہووے اور باپ سے قرابت بیٹی کی بواسطہ نہین ہے
بلکہ بلا واسطہ قرابت ہی اسلئے کہ باپ کو قریب کہنے سے عاق ہو جاتا ہی اور بھائی کو قرابت بھائی سے بواسطہ ماں و باپ کے
ہی پس بھائی ہی قریب ہوا اور لفظ بھائی کا ہی دلالت واضحہ کرتا ہی اسپر کہ بواسطہ قرابت ہی نہ بلا واسطہ اور قریب جو بواسطہ
قرابت رکھتا ہی اوسکے کہنے سے باپ کے حق مین عاق ہو جاتا ہے تو باپ کو بھائی کہنے سے بھی عاق و نافرمان ہوگا
پس جب استاذ و پیر و بادشاہ کو بھائی کہدینا شاگرد و پیر و نوکر و رعیت کا گستاخی و بے ادبی ہے عرفاً اور باپ کو قریب و بھائی
کہدینا عاق ہوتا ہے شرعاً تو بہ نسبت اوس ذات عالی شان کے جنکا رتبہ بعد خدای تعالی کے ہی ع بعد از خدا بزرگ
توئی قصہ مختصر + بھائی کہدینا بطریق اولی گستاخی و بے ادبی و بے باکی و خلاف شرع کے ہی اس تحقیق سے سیری نہین ہوئی
تو لیجئے خدای تعالی نے قرآن شریف مین بہت جگہہ پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے بندون کو تعلیم فرمایا ہی قولہ تعالی
علم آدم الاسماء و قولہ تعالی علم الانسان ما لم یعلم و قولہ تعالی و علمک ما لم تکن تعلم اور بہت سے آیات اس
طرح کے ہین ان تمام آیات سے واضح و لائح ہوتا ہے کہ موافق نص خدائی تعالی کو معلم کہنا جائز ہووے کیونکہ مادہ تعلیم خدای
تعالی مین موجود ہوا تو اوسکا مشتق جو معلم ہی ضرور اوسپر صادق ہونا چاہئے جیسے کلام و ترزیق و تخلیق و احیاء وغیرہ
کے قیام کے سبب سے متکلم و رازق و خالق و محی وغیرہا اوسکو کہنا جائز ہے اور حالانکہ علماء ربانی نے خدای تعالی کو

معلم کہنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ تفسیر بیضاوی مین ہے لم یصح اطلاق المعلم علیہ لاختصاصہ بمن یحترف انتہی یعنے خدا تعالی کو معلم کہنا درست نہین کیونکہ لفظ معلم خاص ہوگیا ہے پیشہ ورونکے ساتھہ جو کہ بچونکو پڑہاتے ہین پس متبدل ہوگیا یہ لفظ عرف عام مین بناء علیہ بولنا اس کا جناب باریتعالی پر سوء ادب ٹھہرا اسیطرح فتاوی عالمگیریہ مین ہے کہ کسی شخص نے کہا کہ جب آدم زمین پر آئے تب اونہون نے کپڑا بنا تہا پس ہم سب جولاہے کے بچے ہین یہ کلمہ کہنا اوس شخص کا کفر ہے انتہی ترجمہ ملخصاً اب دیکہیئے آدم علیہ السلام نے کپڑا بنا تہا اور جولاہے کا کام بہی کپڑا بننا ہوتا ہے اور جولاہہ آدمی ہی ہوتا ہے کوئی کلب و خنزیر نہین ہوتا نعوذ باللہ من ذالک بناء علیہ بولنا اس لفظ کا آدم علیہ السلام پر ہرگز عقل کے خلاف نہ تہا لیکن چونکہ عرف عام مین جولاہہ نظرونمین ایک گرا ہوا اور کم وقعت ہے صرف اس باعث سے اطلاق لفظ جولاہہ کا آدم علیہ السلام پر درست نہوا ان نظیرون سے ثابت ہوگیا کہ جو لفظ عرف عام مین ایسا ہو جاوے کہ ہرگز شرف و منزلت پر دلالت نکرے بولنا اوسکا صاحب شرف و منزلت پر درست نہین ہے فَانْتَبِهُوْا يٰاَيُّهَا الْغٰفِلُوْنَ **سابعًا** واجب و لازم فرمائے اللہ تعالی نے ہمپر تعظیم و توقیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چند آیات قرآنی سے انمین سے ایک آیت ہے وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کلمہ اولی کی تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے یہ فرمائے ہین ای تجلّوہ مشتق اجلال سے یعنے جلال حضرت صلعم کا ثابت ظاہر کرو اور کہا مبرد نے اسکی تفسیر مین ای تبالغوا فی تعظیمہ یعنی مبالغہ کرو آنحضرت صلعم کی تعظیم مین اور ایک قرأت اس لفظ کی زا معجمہ کے ساتھہ بہی ہے مشتق عز سے ای تعززوہ یعنی عزیز رکہو تم انکو یہ بیان شفاء قاضی عیاض مین موجود ہے اسکی شرح مین ملا علی قاری صاحب فرماتے ہین کہ لفظ تعززوہ دو زا کے ساتھہ مجرد اس کا عز بمعنے شدت و قوت کے ہے جیسا کہ خدا تعالی اسی معنی مین فرماتا ہے فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ تخفیف و تشدید کے ساتھہ اور اس جگہہ یعنی تعززوہ مین تعزیز کیطرف منقول ہوا ہے جو باب تفعیل ہے مبالغہ و تکثیر کیواسطے اس بیان ملا علی قاری صاحب سے واضح ہے کہ معنی تعززوہ کے یہ ہوئے کہ بہت عزیز رکہو آنحضرت صلعم کو اور آیت کریمہ کا کلمہ ثانیہ یعنے توقروہ خود ظاہر ہے کہ مشتق توقیر سے ہے یعنے ادب رکہو آنحضرت کا اور تعظیم کرو اور اوپر وجوہ مذکورۃ الصدر مین معلوم ہو چکا ہے کہ بہائی کا لفظ موافق عرف عام کے ایک کلمہ مساوات ہے اور مساوات کو تعظیم سے منافات ہے بناء علیہ بہائی کہنا مخالف اوس نص کے ہو گیا جو تعظیم کیلئے وارد ہوئی ہے لیکن جامع براہین کو چاہئے کہ خواب خرگوش سے بیدار ہو کر اوس عقیدے سے ہاتھہ اٹہائے کہ ادنی ادنی آدمی جو رسول مقبول

علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو بھائی لکھتے پھرتے ہیں کبھی اُنکو موافق نص کہے اس سے خود بھی توبہ کرے اُنسے بھی
توبہ کرائے اور آیندہ کو ہمیشہ یہہ کہا کرے کہ بہائی کہنا مخالف نص تعظیمی کے ہے **قولہ** پس اخوت بوجہ اولاد آدم
ہونیکے کہنا اور یہی وجہ قائل کی ہے موافق قرآن و حدیث کی ہوا **قول** جامع براہین نے قرآن شریف
کی آیت قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ لکھی اور حدیث وَدِدْتُ اِنِّي قَدْ رَاَيْتُ اِخْوَانِي لکھی بھائی کہنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ آیت سے ثابت نہ حدیث سے آیت میں لفظ بشر ہے اخ نہیں اور بشر کو یہ ضرور نہیں کہ بھائی
ہوا کرے جایز ہے کہ بادشاہ و حاکم و پیر و اُستاد و باپ ہو جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے
کہ باعتبار جسم و ظاہر کے انبیا علیہ السّلام بشر ہیں نہ حسب باطن کے اور یہہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا ہے میں نہیں ہوں مانند صفت و ماہیت تمہاری کے چنانچہ بھی تفسیر لست کھیئتکم
کی ملا علی قاری سے گذر چکی ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ یہ بطور کسر نفسی کے حکم ہوا تھا اور یہ بھی گذر چکا ہے کہ
اوس سے یہ ہرگز معلوم نہیں ہوتا کہ دوسرا کوئی آنحضرت صلعم کو کہے کہ میرے بھائی ہیں تو جایز ہے پس لفظ بشر
منصوص فی القران سے مقصود جامع براہین ہرگز حاصل نہیں ہے اور لفظ مثلکم سے اگر جامع براہین ثابت
کرنا چاہے تو لفظ مثل سے بھی اخوت کا ثبوت ہرگز نہیں ہو سکتا ہے مماثلت بین الشیئین مستلزم اخوت کو نہیں
ہے مماثلت فقط اشتراک سے کہ کسی امر خارجی میں بھی ہووے تو ثابت ہو جاتی ہے دیکھو خدائے تعالی فرماتا ہے
مَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَايِرٍ يَطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ اس آیت میں خدا تعالی نے تمام جانوروں اور
پرندوں کو مثل تمہارے فرمایا ہے اسمیں خنزیر وغیرہ سبھی ہیں پس جو شخص مماثلت کو مستلزم اخوت کا جانے
تو خود کو بھائی خنزیر کا ہونا بھی قبول کرے اور علما تو اس آیت میں بھی امور خارجیہ میں مماثلت جانتے ہیں اور
آیت قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں بھی امور خارجیہ میں مماثلت فرماتے ہیں چنانچہ تفسیر کبیر آیت وَمَا مِنْ دَابَّةٍ
کی تحت میں مماثلت کے باب میں سات قول نقل کئے اول قول منقول ابن عباس رضی اللہ سے ہے کہ جانور مماثل
تمہارے یعنی انسان اور بشر کے اس امر میں ہیں کہ معرفت و توحید و تسبیح و تحمید مانند انسان و بشر کے
ان سے بھی صادر ہوتی ہے اس قول کی طرف طایفہ عظیمہ مفسرین کا گیا ہے عبارت تفسیر کبیر یہ ہے الاول
نقل الواحدی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال یرید یعرفوننی و یوحدوننی و یسبحوننی
و یحمدوننی والی ھذا القول ذھب طائفۃ عظیمۃ من المفسرین الخ و دوسرا قول یہ ہے کہ یہ جانور مثل تمہارے
امت و جماعت و مخلوق ہوتے ہیں کہ بعض بعض کے مشابہ ہے بعض بعض سے اُنس پکڑتا ہے اور بعض بعض سے
پیدا ہوتا ہے مانند انسان کے عبارت یہہ ہے والقول الثانی المراد الامم امثالکم فی کونہا امما و جماعات وفی

کونہا مخلوقۃ بحیث یشبہ بعضہا بعض ویانس بعضہا ببعض ویتوالد بعضہا من بعد کالانس الخ اور تیسرا قول یہ ہی کہ اس امر مین مماثلت ہی کہ مانند انسان کے انکو بھی خدا تعالی نے پیدا کیا اور انکی تدبیر کی اور انکے رزق کا کفیل ہوا عبارت یہ ہی القول الثالث المراد انہا امثالنا فی ان دبرہا وخلقہا وتکفل برزقہا الخ چوتھا قول یہہ ہی کہ جسطرح خدا تعالی نے کتاب یعنی لوح محفوظ مین بشر کے حالات عمر و رزق و اجل و سعادت و شقاوت کا احصاء کیا ہے ایسے ہی یہ تمام حالات حیوانات کی احصاء رکھی ہین پانچوان قول یہ ہی کہ مماثلت اسمین ہی کہ مانند انسان کے حشر حیوانات کا اور ان کے حقوق کا پہونچانا ہوگا عبارت یہ ہی القول الخامس اراد تعالی انہا امثالنا فی انہا تحشر یوم القیمہ یوصل الیہا حقوقہا الخ چھٹا قول یہ ہی کہ کفار نے آنحضرت صلعم سے معجزات طلب کئے تھے اسکے جواب مین خدا تعالی نے بیان فرمایا کہ خدا تعالی کی عنایت عام حیوانات پر ایسی ہی جیسے انسان پر پس جس ذات کا رحم و فضل ایسا ہی کہ بخل حیوانات کے ساتھ بھی رحمت و فضل کرنے مین اوسکو نہین ہی تو وہ رحمت و فضل کرنے مین انسان کے ساتھ بطریق اولی بخل نکریگا پس معجزہ مطلوبہ ظاہر نکرنا انہین طلب کرنے والون کے واسطے مصلحت ہی اور اسکے اظہار مین اونکا ضرر ہی عبارت یہہ ہے القول السادس ما اخترناہ فی نظم الآیہ وھو ان الکفار طلبوا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم الایتان بالمعجزات القاھرۃ الظاھرۃ فبین تعالی ان عنایتہ وصلت الی جمیع الحیوانات کما وصلت الی الانسان ومن بلغت رحمتہ وفضلہ الی حیث لایبخل بہ علی البھائم ثم کان بان لایبخل بہ علی الانسان اولی فدل منع اللہ من اظہار تلک المعجزات القاھرۃ علی انہ لامصلحۃ لاولئک السائلین فی اظہارھا وان اظہارھا علی وفق سواء لھم واقتراحھم یوجب عود الضرر العظیم الیھم اور قول ساتوان سفیان بن عیینہ سے منقول ہی کہ اونھون نے بیان کیا کہ ہر آدمی کو نسبت بعض بعض حیوان سے ہی بعضے پیش قدمی مانند شیر کے کرتے ہین بعض مانند بھیڑئے کے دوڑتے ہین بعضے مانند کتے کے آواز و نوحہ کرتے ہین بعض فعل مانند طاؤس کے کرتے ہین بعض مشابہ خنزیر کے ہین کہ وہ جسطرح طعام طیب نہین کھاتا ہے گندگی انسانکی کھاتا ہے ایسے ہی اس کے مشابہ جو انسان ہی وہ پچاس باتین حکمت و علم کی نہین محفوظ رکھتا ہے اور کلمہ خطا او برے کو محفوظ رکھتا ہی ایک بار سنکر اور جسجگہہ بیٹھتا ہے اوس بد کلمہ کو ذکر کرتا ہی عبارت یہہ ہے القول السادس ما رواہ ابو سلیمن الخطابی عن سفیان بن عیینۃ انہ لما قرأ ھذہ الآیۃ قال ما فی الارض آدمی الا وفیہ شبہ من بعض البھائم فمنھم من یقدم اقدام الاسد ومنھم من یعدو عدو الذئب ومنھم من ینبح نباح الکلب ومنھم من یتطوس کفعل الطاؤس ومنھم من یشبہ الخنزیر فانہ لو القی الیہ الطعام الطیب ترکہ واذا

قام الرجل عن وجيعه ولغ فيه فكذلك نجد في الآدميين من لو سمع خمسين حكمة لم يحفظ واحدة منها فان اخطئت مرة واحدة حفظها ولم يجلس مجلسا الا رواه عنه ثم قال فاعلم يا اخي انك انما تعاشر البهائم والسباع فبالغ في الحذار ولا احتراز فهذا جملة ما قيل في هذا الموضع انتهى یہ تمام سات **قول** علماء کے اس مماثلت کے بارہ مین ہین درمیان انسان وحیوانات کے کسی سے یہ مفہوم نہین کہ مماثلت کو اخوت لازم ہووے اور یہ تمام امر خارج مین مماثلت کے نذاکرتے ہین جس سے اخوت کو کچھہ علاقہ نہین ہے اسیطرح آیت قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ ہی کہ اسمین مماثلت سے مراد یہ ہی کہ جسطرح دوسرے لوگ کلمات بے نہایت خدا تعالی کو احاطہ نہین کر سکتے مین اسیطرح آنحضرت کو حکم ہوا کہ کہدو کہ مین اس امر مین مثل تمہارے ہون کلمات بے انتہا خدا تعالی کا احاطہ نہین کر سکتا ہون اور اس احاطہ مین مدعی نہین ہون چنانچہ تفسیر بیضاوی مین ہے وسبب نزولها ان اليهود قالوا في كتابكم ومن يوت الحكمة فقد اوتي خيرا كثيرا وتقرؤن وما اوتيتم من العلم الا قليلا (قل انما انا بشر مثلكم) لا ادعي الاحاطة على كلماته يُوحىٰ اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ انما تميزت عنكم بذالك انتهى **پس** اس سے یہ ثابت ہوا کہ آنحضرت صلعم کو کلمات بے غایات خدا تعالی کے احاطے کا دعوی نہین ہے پس معنے نص لے تو یہی ہوئے اور یہی موافق نص کے ہے اس پر دلالت کہان ہی کہ آنحضرت صلعم کو یہ کہدینا درست ہی کہ آنحضرت صلعم سب کے بہائی ہین پس یہ ادعاء جامع براہین کا یہ کہ موافق قران کی ہے سراسر باطل ہے اور تفسیر بالرائے ایسی ہے حدیث مین بھی جسکو جامع براہین نے پیش کیا ہی یہہ لفظ موجود نہین جسکے معنی یہ ہووین کہ آپنے امر فرمایا کہ تم مجکو بہائی کہا کیجو پہر موافق حدیث کے کہان ہوا اور آپنے لفظ جو اخوان فرمایا وہ کسر نفسی سے تہا جیساکہ مفصلاً اوپر مکرر ذکر کیا گیا ہی پہر اس کہنے کو کہ رسول اللہ میرے بہائی ہین موافق قرآن و حدیث کے سمجہنا بڑی کمفہمی کی بات ہی بلکہ سراسر قرآن وحدیث پر افترائی **قوله** اس پر طعن کرنا قران وحدیث پر طعن ہے **اقول** چہ خوش اے حضرت یہ طعن سب آپکے جہل مرکب پر ہین قرآن وحدیث کا نام لیکر ایسے موقع مین کیون دین کی اہانت کرتے ہو اپنی شرمندگی قران وحدیث پر اتارتے ہو معاذ اللہ معاذ اللہ یاد رکہو قرآن ہمارا نور ایمان ہی اور حدیث حیات بخش روح و روان ہے اس پر طعن کرنا کار اہل کفر وطغیان ہی **قوله** آپکی ذات کو بشریت سے نکالکر جو اشرف المخلوقات ہی کسی دوسرے نوع مین داخل کرنا محض گستاخی ہے اور ہتک شان رفیع آپکا ہی **اقول** یہ بات تو ایسی ہی جیسے کوئی آدمی بخار کی ہذیان مین باتین کیا کرتا ہی جسکا کوئی سر ہوتا ہے نہ پاؤن اسلئے

کہ کلام صاحب انوار موجود ہی دیکھو آنکھین کب بشریت سے نکالکر معاذ اللہ معاذ اللہ دوسری نوع مین
داخل کیا ہے **قولہ** سو مولف کو ہنوز یہ بھی خبر نہین کہ قائل کی کیا مراد ہے **اقول** مولف یعنی صاحب
انوار بخوبی مراد قائل کی سمجھے ہوئی ہین لیکن چونکہ موقع ایہام مین محققین قایل کی مراد سے قطع نظر
کرکے بباعث ایہام حکم عدم جواز دیتے ہین جیسا کہ اوپر لفظ راعنا و انظرنا اور دوسری تحقیقات گذر
چکی ہین بنائے علیہ صاحب انوار نے قائل کی مراد کو حسب قوانین شرعیہ ساقط الاعتبار کرکے اطلاق
اخوت کو باعث ایہام منع کیا چنانچہ عبارت انکی بعینہ یہ ہے اس لفظ مین ایہام دعوی برابری حضرت
فخر الانبیاء کی ساتھ ہے معاذ اللہ انتہی کلامہ اب سخن فہمان ژرف نگاہ انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرماوین
کہ مطلب کون نہین سمجھا صاحب انوار نے دریائے عمیق کے تہ مین پہونچکر گوہر حکم شرعی نکالکر اہل اسلام
کو ہدیہ کیا اور جامع براہین نے صرف سطحی نظر سے اوپر اوپر نصوص کو دیکھکر بلا تعمق نظر اہل اسلام
کو مغالطہ مین ڈالدیا پھر تماشہ یہ ہے کہ اولٹا الزام کم فہمی کا صاحب انوار کو دیا جہل مرکب اسی کا نام ہے
کما قال ؎ آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند در جہل مرکب ابد الدہر بماند **قال صاحب الانوار الساطعة**
اب کس کس اختلاف کو بیان کیجئے ایک کہتا ہے وتر ایک پڑہو تین رکعت ضرور نہین **قال جامع**
البراهين القاطعة وتر ایک رکعت احادیث صحابہ مین موجود ہے اور عبد اللہ بن عمر اور
عباس رضی اللہ وغیرہ ہر صحابہ اوسکے مقر اور مالک و شافعی و احمد کا وہ مذہب پھر اس پر طعن کرنا مولف کا
ان سب پر طعن ہے کہو اب ایمان مولف کا کیا ٹھکانا جب آنکھہ بند کرکے ائمہ مجتہدین پر اور صحیح
اور احادیث پر تشنیع کی پس یہ تحریر بجز جہل مرکب کے اور کیا وجہ رکھتی ہے معاذ اللہ **اقول**
سخن فہمان بالغ نظر براہین کا کلام جلا بھنا ہوا سنکر اسکے غیظ و عناد قلبی کو سمجھ گئے ہونگے کہ یہ شخص
عدل و انصاف کا ایک شمہ رائحہ نہین رکہتا ہے کلام صاحب انوار مین کونسا لفظ طعن کا ایسا ہے کہ جس سے
ایمان جاتا ہے معاذ اللہ واضح ہو کہ رسالہ انوار ساطعہ مین مناظرہ اپنی ہم عصرون سے ہے نہ امام شافعی
و مالک وغیرہما سے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور یہ سبکو معلوم ہے کہ ہمارے ان قرب و جوار مین کل بنی آدم
قدیم الایام سے حنفی مذہب تھے اب غیر مقلدون نے یہ رائج کردیا کہ ایک رکعت وتر پڑھا کرو حالانکہ
یہہ ان کی زیادتی قابل رد ہے اسلئے کہ اگر کوئی ایک رکعت پڑہیگا تو بعضون کے نزدیک جائز اور بعضونکے
نزدیک ناجائز ہوگا اور اگر تین پڑہیگا تو بالاتفاق جائز ہوگا جو علماء وتر کو کم و بیش کرتے ہین انکے نزدیک
بھی تین رکعت وتر کی پڑہنی ناجائز ہونا ثابت نہین ہے پھر بڑا نادان وہ آدمی کہ ایسی بات مین خواہ مخواہ

سینکڑوں برس کا باہمی اتفاق ہندوستان کا توڑکر اختلاف وفساد اہل اسلام مین پیدا کرے بناءً علیہ صاحب انوار نے لکھا (کس کس اختلافکو بیان کیجیے ایک کہتا ہی کہ وتر ایک رکعت پڑہو) جامع براہین کے چشم انصافکو شدت غیظ نے ایسا اندہا کیا کہ یہ بہی نہ دیکھا کہ صاحب انوار نے اپنے ہمعصرونکو لکہا ہے کیونکہ لفظ ایک کہتا ہی) صیغہ مضارع ہی صیغہ ماضی نہین جو صحابہ یا دیگر مجتہدین سلف مراد ہوتی خیر اگر اس مین کچہ صاف طور پر صراحتہً بیان سلف وخلف کا نہ تہا تو اس مقام سے ذرا آگے چلکر خود دیباچہ انوار ساطعہ مین یہ عبارت موجود ہے (تیرہوین صدیکے لوگون کا حال کیا غضب تہا اب چودہوین شروع ہوئی دیکھئے کیا قیامت ہو) یہ صریح دلیل ہی کہ اپنے ہمعصر اختلاف اندازون سے یہ کلام ہی اور اُنسے بھی یہ کلام ہے تو کچہ شنیع الفاظ سے نہین فقط یہ لفظ (ایک کہتا ہی کہ وتر ایک رکعت پڑہو) اسمین کونسا لفظ سلب ایمان کا ہی خود غیر مقلدین نے اس لفظ سے برا نہین مانا اور ایسا نکہا جیسا جامع براہین نے ہان جامع براہین کے زخم قلبی مین مرچین خواہ مخواہ لگ گئین کہ آپ ایمان سلب کرنیکو تیار ہوگئے ہم کہتے ہین کہ بالفرض اگر کوئی حنفی المذہب مذہب شافعیہ ومالکیہ پر بہی اعتراض کرے تو اُسکو بہی یہ کہنا درست نہین کہ اسکے ایمانکا کیا ٹھکانا ہی اسلیے کہ برابر سب حنفی علماء رد کرتے ہین ایک رکعت وتر کو دیکھو کتاب ہدایہ جو مذہب حنفی مین بڑی مستند درسی کتاب ہے اسمین لکھا ہے حکی الحسن رحمہ اللہ اجماع المسلمین علی الثلث علامہ عینی نے اس قولکی شرح مین لکھا ہے کہ یہ حسن حضرت حسن بصری ہین اونہون نے حکایت کیا اجماع مسلمانونکا تین رکعت پر اور اسی ہدایہ کی باب سجود السہو مین ہے لان الرکعۃ الواحدۃ لاتجزیہ لنہیۃ علیہ السلام عن البتیرا تبیرا کے معنے حنفیہ نے رکعت واحدہ کے کئے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے منع فرمایا ہے پس رکعت واحدہ حنفیہ کے نزدیک از روئے حدیث ممنوع اور منہیہ عنہ ہوئی اور اجماع مسلمین کے خلاف ٹہری اب جامع براہین بیان کردے کہ مخالف اجماع اور مخالف حدیث کو اگر انسان رد نکرے تو کیا کرے خود صاحب ہدایہ امام شافعی اور مالک کو الزام دیتے ہین اسطرح والحجۃ علیھما ما روینا جامع براہین نے نہ فقط صاحب انوار کو بلکہ تمام علماء ومشایخ کو حنفیہ وامام حسن بصری ومجمعین علی الرکعات الثلث کو مطعون کیا اور انکے ایمانکا ٹھکانا نہ ہونا بتاتا ہی کیونکہ جو وجہ طعن کی صاحب انوار مین ہی کہ وہ انکار ورد ایک رکعت وتر کا ہی وہی وجہ ان اکابر مین موجود ہی کہ یہہ سب تین رکعت کو ثابت اور ایک رکعت کو رد کرتے ہین اور جامع براہین ان سب کے

مقابلہ مین زور لگا کر فرما رہے ہین کہ احادیث صحاح اور صحابہ اور شافعی اور مالک اور احمد سے ایک رکعت ثابت ہے
تو گویا جامع براہین نے ان تمام اکابر و امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو جو کہ مثبت رکعات ثلاثہ مین مخالف احادیث
صحاح و مخالف صحابہ ٹھہرایا اور میدان مناظرہ مین حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و دیگر اکابرین مذکورین کو
ایسا کورا چھوڑ دیا کہ انکی ایک دلیل بھی درج کتاب نکی ناظرین رسالہ کو یہ ثابت کرا دیا کہ وہ بالکل بے
دلیل ہین اب ہمارا جی چاہتا ہے کہ مقلدان حنفی کی پختگی عقاید کیلئے کچھ دلایل تین رکعت وتر کی نقل کرین
اور مذہب حنفی کی نصرت کرین واضح ہو کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
تین رکعت وتر کا پڑھنا ثابت ہوا ہے اس اسناد سے روی ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ عن زبید عن ذر عن
عبد الرحمن بن ابزی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات
اور دوسری اسناد سے یون ہو نچا روی ابو حنیفۃ رح عن حماد عن ابراہیم عن الاسود عن عائشہ
رضی اللہ تعالی عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلث یقرأ فی الاولی بسبح
اسم ربك الاعلی وفی الثانیۃ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وفی الثالث قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد اور تیسری اسناد
سے روی ابو حنیفہ عن مخول بن راشد النہدی عن مسلم البطین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات یقرأ فی الاولی بسبح اسم ربك الحدیث اور امام محمد
نے موطا مین روایت کی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یسلم
فی رکعتی الوتر اور عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت کی ہے کہ فرمایا اونھون نے ما اجزأت رکعۃ واحدۃ
قط اور یہ بھی روایت اونھون سے فرمائی الوتر ثلث کثلث المغرب اور ابن عباس رضی اللہ نے فرمایا
الوتر کصلواۃ المغرب اور امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ اونھون نے فرمایا ما
احب انی ترکت الوتر بثلث وان لی حمر النعم اور عینی شرح ہدایہ مین ہے کہ روایت کی ہے ابن
ابی شیبہ نے حدثنا حفص حدثنا عمرو عن الحسن قال اجمع المسلمون علی ان الوتر ثلث
لا یسلم الا فی آخرھن اور سعد بن ابی وقاص نے جب ایک رکعت پڑھی تو انکار کیا ان پر عبد اللہ بن
مسعود رض نے ما ھذا البترۃ التی لا نعرفہا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسیطرح انکار
کیا حضرت عمر رضی اللہ نے اور فتح القدیر وغیرہ مین مدینہ منورہ کے فقہا سبعہ سے روایت ان الوتر ثلث لا یسلم الا فی آخرھن
ہمنے یہ چند روایتین بنظر اختصار لکھے ہین ورنہ بہت روایتین تین رکعت وتر کی بابت آئی ہین اور وہ روایتین
جو مخالفین بمقابلہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لائے ہین ان سبکی جوابات علماء حنفیہ کی کتابون مین مندرج ہین

امام طحاوی فی شرح معانی الآثار مین مذہب تین رکعت کا ثابت اور ایک رکعت کا مخدوش کرکے
آخر مین یہ لکھا فہذا عندنا مما لاینبغی خلافہ لما قد شہد لہ من حدیث رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ثم فعل اصحابہ واقوال اکثرہم من بعدہ ثم اتفق علیہ تابعوہم یعنی اس کا خلاف
نہین چاہئے کیونکہ اس پر شاہد ہے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فعل صحابہ اور انکے
مابعد اکثرون کے اقوال پھر متفق ہو گئے ان کے اتباع کرنیوالے انتہی دیکھیے یہ قول بھی اسی معنے
مین ہے جو حضرت حسن بصری سے اجماع اہل اسلام تین رکعت پر منقول ہو چکا ہے پس معلوم ہوا کہ
اب جو کوئی اختلاف ڈالتا ہے وہ اس اجماع کے خلاف ہے افسوس جامع براہین ظاہر مین حنفی
مشہور ہو کر کیسا حنفیونکا دشمن نکل آیا کہ جن دلیلونکا جواب کتب علماء حنفیہ مین دیا گیا ہے وہ دلیلین
مخدوش لوگونکو مغالطہ دینے کیواسطے لکھدین اور منجملہ دلائل راسخہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بھی
دلیل نہ لکھی اور یہ جو لکھا کہ مولف کے ایمانکا کیا ٹھکانا یہ صاحب انوار کے ساتھ خاص نہین ہے در پردہ کل
حنفیون پر راجع ہو گیا چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا اور پھر کچھ یہ سنو کہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ ایک رکعت کو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور اجماع کے خلاف ہے کہ ایک رکعت سنت نہین حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ
علیہ سے لیکر آج تک کل حنفیہ کا یہی ایک قول ہے اس لئے صاحب انوار نے لکھا کہ کس اختلافکو یکسان
کیجئے ایک کہتا ہے کہ وتر کی ایک رکعت پڑھو تین رکعت ضرور نہین اب جامع براہین نے لکھا کہ مولف کے ایمانکا کیا ٹھکانا تو گویا اسکے معنے
نزدیک تمام علماء حنفیہ کے ایمانکا ٹھکانا نہ ہے معاذ اللہ معاذ اللہ یہان حال آپکی زبانی جمع خرچ دعوی تقلید کا
کھلگیا بہت اچھی طرح غیر مقلدیکی داد دی آفرین ہے اور جامع براہین صاحب صفحہ ۱۳۲ مین فرماتے ہین (اور
مختلف فیہ مسئلہ تو یون بھی بلا ضرورت جائز ہو جاتا ہے) اور صفحہ ۹۹ مین کہتے ہین عوام کا مذہب معین نہین
ہوتا یہ دونون مسئلہ خوب ظاہر طور پر جامع براہین کی لامذہبی ظاہر کر رہے ہین اکثر عوام لوگ
ہوتے ہین وہ تو یون ہی لامذہب بنے جو ایک دو مرد خاص کسی شہر مین ہونگے وہ دعوی کرینگے کہ ہم خود
مبصر ہین پس لامذہبی کو خوب مدد ملی اور مختلف فیہ مسئلہ مین الشافعیہ والحنفیہ لامذہب لوگ بے
ضرورت استعمال کرتے ہین تو وہ مولوی رشید احمد کے نزدیک جائز عمل کرتے ہین لا
حول ولا قوۃ الا باللہ پھر صفحہ ۲۹ مین جو ثبوت تقلید کیا تو وہ منافی و مناقض و مخالف انکے ہوا
ایسے اقوال متناقضہ کوئی بے سراپی کرے تو تعجب نہین ہے اہل عقل و عالم متدین کا یہ کام نہین عوام جہال
کیواسطے آزادی ہے اور تقلید شخصی کی عدم وجوب پر دونون مسئلونکی حجت خوب ہاتھ لگی اور ان کیواسطے

دروازہ ضلالت کا کہولدیا اور راستہ فسق کا فراخ وکشادہ کردیا کہ بلا ضرورت جس کے مسئلہ پر چاہیں عمل کرلیا کرین جو امر قلبی تہا وہ کتنا ہی چھپایا آخر کہلہی گیا اور زبانی مقلدی جو صفحہ ۲۹ مین ظاہر کی اُسنے کچھ پردہ پوشی نکی الاناء یترشح بما فیہ ؎ میتراود بیرون انچہ دراوندرست ؛ قال صاحب انوار الساطعہ اور تراویح بیس رکعت بدعت ہین آٹھہ سنت ہین قال جامع البراہین القاطعہ تراویح آٹھہ سے زیادہ کو بدعت کہنا قول کسی عالم کا نہین ہے بلکہ قول سفہا کا ہے ایسے اقوال ساقطہ کا ذکر یہان بیمحل ہے البتہ بعض علمائنے جیسے ابن ہمام آٹھہ کو سنت اور زائد کو مستحب لکہا ہے سو یہ قول قابل طعن کے نہین اقول الحمد للہ اب توآپنے بھی ان لوگونکو جوکہ آٹھہ رکعت سے زیادہ یعنے پورے بیس رکعت تراویح پڑھنے کو بدعت کہتے ہین لفظ سفہا ء رقم فرمادیا لیکن اگر صاحب انوار کے قلم سے یہہ لفظ نکلتا تو معلوم نہین کیا قیامت برپا ہو جاتی کاش جامع براہین کو حق سبحانہ تعالی اتنا سلیقہ عنایت فرماوے کہ وہ عبارت انوار ساطعہ سمجہہ جائی واضح ہو کہ صاحب انوار نے ایک رکعت وتر مین بھی ایسے ہی لوگون پر اعتراض کیا کہ جنکو آپ سفہا فرماتے ہین اسلئے کہ اس ملک مین جو لوگ فقط آٹھہ رکعت تراویح کو سنت کہتے ہین وہی وتر کو ایک رکعت کہتے ہین اسیواسطے صاحب انوار ساطعہ نے ان دونون مسئلونکو ایک کا مقولہ بیان کیا ہے نہ دو فریق کا دیکھو آنکھین کہولکر عبارت انوار ساطعہ یہ ہے دکس اختلاف کو بیان کیجے ایک کہتا ہے کہ ایک رکعت وتر پڑہو تین ضرور نہین اور تراویح بیس پڑہنی بدعت ہین آٹھہ سنت ہین) پس جب کہ صاحب انوار کے مخاطبین بہ نسبت ایک رکعت وتر کے بھی وہی لوگ ہین جو کہ بیس رکعت کو بدعت کہتے ہین تو بڑی سفاہت جامع براہین کی ظاہر ہو گئی کہ اوسنے ایک رکعت وتر مین بے سمجھے بوجھے امام شافعی اور امام مالک وصحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کو مخاطب عبارت انوار کا بنا دیا اور ایسے مقبولین کا نام خواہی نخواہی بیمحل لکھکر گستاخ بنا معاذ اللہ منہا اور مجتہد سے خطا واقع ہووے تب بھی وہ لایق سرزنش و مذمت لوگونکی شرعا نہین ہے اور غیر مجتہد اگر اخراج واستنباط مسایل کرے گو مصیب ہووے تو بھی اُسکا یہ صنع ناجائز ہے اُسکو اس پر سرزنش کرنا شرع سے ممنوع ثابت نہین ہے پس صاحب انوارنے جو کچہ کہا ہے وتر ایک رکعت کے بارہ مین توانہین لوگونکو کہا ہے جو بدون لیاقت کے استخراج کرکے مجتہدین ومحققین کو خلاف حدیث و مرتکب بدعت بتاتے ہین انکو ایسا کہنا شرعا ممنوع ثابت نہین ہوا جیساکہ صاحب انوار نے کہا ہے اوراسکو مجتہدین کے حق مین جامع براہین کا جانلینا عدم انفہام قول صاحب انوار پر دلالت واضح کرتا ہی پس بے سمجھے مطلب عبارت انوار کی محاجت ومخاصمت کرنا مصداق

آیت فلم تحاجون فیما لیس لکم بہ کا بنا ہے **قوله** ایسے اقوال ساقط کا ذکر یہان بے محل ہے **اقول**
صاحب نوار نے جو قول اُن سفہا کا نقل کیا نہ وہ تو بے محل جامع براہین کے زعم مین ہوگیا اور انہین سفہا کا
قول مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے رسالہ مصباح التراویح مطبوعہ میرٹھ کے صفحہ ۱۴ سطر ۶ مین لکھا
ہے اسطرح (این تماشہ دیدنی است منکران بست رکعت یازدہ را سنت می شمارند و بست را
بدعت می انگارند) مولوی صاحب موصوف کا لکھنا بے محل نہوا کہ انھون نے کیون سفہا کا قول نقل کیا
نہ اُسکو ذکر کیا ہوتا نہ اُس پر طعن کیا ہوتا کیونکہ وہ خود قول ساقط تھا منصف لوگ خوب ترازوے
عدل مین تول رہے ہونگے کہ ایک قول کو دو شخصون نے نقل کیا کہ ایک کا لکھنا آمنّا وصدقنا ہوا اور دوسرے کا
لکھنا مورد طعن و تشنیع ٹھیرا یہ کیا سبب ہے یہہ بغض و عناد کی مار ہے اللہ بچاوے معاندین الدالخصام سے آمین
قوله البتہ بعض علما نے جیسے ابن ہمام آٹھ کو سنت اور زائد کو مستحب لکھا ہے سو یہ قول قابل طعن کے نہین ہے
اقول اولاً یہہ کہ صاحب نوار نے اون لوگون کا ذکر کیا ہے جو آٹھ سے زیادہ کو بدعت کہتے ہین قول ابن ہمام کا
ذکر ہی نہین کیا پھر کیون جامع براہین نے بے محل اسکو نقل کیا تماشہ یہہ ہے کہ اورون کی عبارت برمحل کو بے محل
قرار دیتے ہین اور اپنی بے محل عبارتکی بیانکو خبر نہین ابھی آپنے بے محل اعتراض کیا تھا ابھی بے محل منہ کی کھائی
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے :: ثانیاً یہ کہ ہم کہتے ہین یہ قول ابن ہمام بھی بے شک قابل طعن ہے
کیونکہ مستحب کام کی تارک پر عذاب تو کیا ملامت و عتاب تک بھی نہین ہے کتب فقہ واصول مین مصرح ہے
پھر اگر یہہ حکم دیا جاوے کہ سنت مؤکدہ آٹھ رکعت ہین باقی بارہ مستحب یعنی نفل ہین تو تم ایک عالم کو دیکھوگے
کہ چھوڑ کر بیٹھ رہا کرینگے اور آٹھ رکعت پڑھکر چلدیا کرینگے بس وہی مذہب اس نواح مین جاری ہوجائیگا
جو غیر مقلدین نے جاری کر رکھا ہے جامع براہین نے اس مذہب کو لکھا کہ قابل طعن نہین یہ بھی تائید
لامذہبی کی کرتا ہے جامع براہین مرید و پیر چھپ چھپکر کیون باتین کرتے ہین کھل کھیلین گنگوہ اور انبیٹھ
مین بھی ظاہر لامذہبی کا ڈنکا بجادین اور یہ معلوم ہوئی چکا ہے کہ انھون نے براہین مین کہا ہے کہ عوام کا مذہب معین نہین
ہوتا اسکو اب اجرا کرنا ان پیر و مرید کی طرف سے باقی ہے یہ لامذہبی نہین ہے تو اور کیا ہے کیسا ہی کوئی اپنے
مذہب و عقیدہ پوشیدہ کرے لیکن خدا تعالی کبھی کبھی اُس کے اقوال یا افعال سے اسکا ترشح کرا دیتا ہے اور
ثالثاً ہم کہتے ہین کہ ابن الہمام رح کے قول سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اونکا یہی مذہب ہے کہ تراویح بیس رکعت سنت
نہین ہے آٹھ رکعت ہی سنت ہے اُن کے قول سے فقط اسیقدر ثابت ہے کہ دلیل جو انہون نے اوپر ذکر کی ہے اوسکا مقتضے
بھی ہے کہ آٹھ سنت باقی مستحب اور یہہ اس امر کو چاہتا ہے کہ کوئی دوسری دلیل جہان مین موجود نہین ہے یا ایسے

دلیل کا خلاصہ ابن الہمام رحمہ کو نہیں جس سے واضح ہو جاوے کہ تراویح بیس رکعت سنت ہے کیوں نہیں جانتے ہے
کہ دوسری دلیل کے جہت سے ابن الہمام سنیت بیس رکعت کے قائل ہوویں اور یہی گمان ہمارا اونکے حقمین
ہے کہ وہ بھی بیس رکعت کے قائل ہیں کیوں کہ اسصورت میں کہ وہ اسکے قائل نہوویں بھی لازم آتا ہے کہ
جم غفیر و جماعت کثیر مذاہب مختلفہ علماء کی مخالف ہوویں گے اور تمام جہان سے انکا مذہب نیا قرار دیا جاویگا
تراویح کی باب میں اور انکو اسکی کب گنجایش ہے پس اس سے بچا لینے کے واسطے وہی گمان و ظن نیک اونکے حقمین
کرنا اولی ہے جو ہمنے اوپر ذکر کیا ہے اور یہہ کہدینا انکا کہ مقتضی دلیل سنیت آٹھ رکعت تراویح کا ہی ہے
جائز ہے کہ بطور ابراز سوال و ابداء احتمال ہووے اور ایسی عادت متقدمین کی تھی کہ بطور اظہار اشکال کے
فرما دیا کرتے تھے اگرچہ انکا مذہب نہیں ہوتا تھا شاہ ولی اللہ صاحب تفسیر فوز کبیر میں ابن عباس رضی اللہ
کا یہہ قول کہ قران شریف سے تو پاؤن پر مسح ہی ثابت ہوتا ہے مگر لوگ دہوتے ہیں اسیپر محمول کرتے ہیں کہ
اظہار اشکال کی طور پر انہوں نے یہہ فرمایا ہے اس سے یہہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ انکا یہی مذہب ہے اور انکے نزدیک
آیہ مذکورہ مسح کے رکن ہونے پر ہی محمول ہے چنانچہ عبارت انکی یہ ہے انما ہو تفتیش علمی یعرض
بعض المجتہدین علی بعض و الفقیر علی ہذا المحمل یحمل قول ابن عباس رض فی آیۃ فامسحوا
برؤسکم وارجلکم الی الکعبین لا اجد فی کتاب اللہ الا المسح لکنہم ابوا الا الغسل
فالذی یفہم الفقیر انہ لیس بذہابا الی وجوب المسح ولیس فیہ جزم بحمل الآیۃ
علی رکنیۃ المسح فالذی تقرر عند ابن عباس الغسل و لکنہم یقرون ہنالک اشکالا و یطلبون
احتمالا لا یعلم بای وجہ یذکر علماء العصر التطبیق فی ہذا التعارض و ای مسلک یسلکون و
من لم یطلع علی حقیقۃ محاورۃ السلف یظنہ قول ابن عباس و یعدہ مذہبا لہ حاشا ثم
حاشاہ انتہی پس کسی منصف و ذکی کو گنجایش نہیں ابن الہمام رح کی قول سے یہ سمجھہ جاوے کہ فقط آٹھہ
تراویح کی سنت ہونیکا اونکا مذہب ہے، اور بالفرض انکا یہ مذہب بھی ہووے تو اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ بمقابلہ
جمہور کی ان کے قول کو رد نکیا جاوے اور قابل طعن نہووے اور اُس پر طعن بسبب مخالفت جمہور کے جائز نہووے
اور اُس پر اعتراض واسطے طرفداری مذہب جمہور کے صحیح نہووے دیکھو حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی شیخ
احمد سرہندی صاحب قدس سرہ مکتوبات کی مکتوب دو سو بارہویں ۲۱۲ میں عدم رفع سبابہ ثابت کرکے اور احادیث
اشارہ میں اضطراب ثابت کرکے اور عدم اشارہ کا ظاہر مذہب امام ہونا بیان فرماکے فرماتے ہیں شیخ ابن الہمام رح
نے کیوں ایسا کیا کہ عدم اشارہ کو مشایخ کثیرہ سے منقول ہونا بیان کرکے خلاف روایت و درایت کہدیا اور کسطرح

علما مجتہدین کیطرف نسبت تجہیل کی جو قدرت وملکت قیاس پر رکہتے ہین کہ اصل رابع شرع کی ہے اور حال آنکہ وہ عدم اشارہ ظاہر مذہب و ظاہر روایت امام ابی حنیفہ رح سے ہے اور خود اس شیخ نے بسبب اضطراب کے جو کثرت اختلاف رواۃ سے حاصل ہے حدیث قلتین کو ضعیف بتایا ہے یعنے یہی وجہ ضعف کی اشارہ سابقہ کے احادیث مین بھی موجود ہے اب دیکہو امام ربانی رح کہ مولوی رشید احمد و خلیل احمد بھی انکو اپنے پیران کبار مین سے جانتے ہین ابن الہمام کو محققین بسبب مخالفت مشایخ کثیر و ظاہر الروایۃ کے ایسا فرماتے ہین اس مسئلہ تراویح مین کیسے امر کا خلاف ابن الہمام کرین کہ مجتہدین متقدمین و متاخرین اسپر متفق ہین تو کیون اونکا قول قابل رد و طعن نہوگا اور کسطرح طرفداری جم غفیر نکیجاویگی جامع براہین کو خدا تعالی انصاف و فہم عطا کرے کہ ایسی بے سمجھی کی باتین زبان سے نکالے اب کچھ روائتین بیس رکعت تراویح کے سنت ہونیکی بارہ مین مذاہب اربعہ کے پیش کیجاتی ہین امام غزالی رح احیاء العلوم مین فرماتے ہین التراویح وھی عشرون رکعۃ و کیفیتہا مشہورۃ وھی سنۃ موکدۃ یہ امام غزالی رح مذہب شافعی کے رہنما کامل بیس تراویح کو سنت موکدہ فرماتے ہین اور حضرت سید عبد القادر جیلانی صاحب قدس سرہ غنیۃ الطالبین مین فرماتے ویکون فعلہا بعد صلوۃ الفرض و بعد رکعتین سنۃ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہکذا صلاہا وھی عشرون رکعۃ وینوی فی کل رکعتین اصلی رکعتی التراویح المسنونۃ یہ حضرت شریعت و طریقت کے پیشوا غوث اعظم مذہب حنبلی کے محدث وفقیہ بیس رکعت سنت ہونا فرمارہے ہین اس سے ظاہر ہوا کہ امام احمد رح کی روایت بیس کے اونکے مقلدین کے درمیان مین مفتی بہا و معمول بہا ہے نہ آٹھہ کی اگرچہ روایت آٹھہ کی بھی ان سے یعنی امام احمد رح سے ہووے لکن مفتی بہا اور معمول بہا نہین ہے اور عینی شرح ہدایہ مین ہے وعند مالک تسع ترویحات ستۃ وثلثین رکعۃ غیر الوتر واحتج علی ذلک بعمل اھل المدینۃ اس سے امام مالک صاحب کے نزدیک ۳۶ ثابت ہوتی ہین اور ایک روایت ان سے چالیس کی بھی ہے الغرض انکے مذہب مین بھی آٹھہ نہین بیس تو ہین چالیس یا سولہ اور زیادہ ہین اونکے یہان آب مذہب حنفی جاننا چاہئے منیۃ المصلی و کنز الدقایق و شرح وقایہ اور قہستانی اور ابو المکارم اور ہدایہ غرر الافکار و شرح وقایہ و ملتقی الابحر اور متن تنویر الابصار و سراجیہ وغیرہا کتب مین بیس رکعت کو سنت لکہا ہے اور در مختار مین ہے التراویح سنت موکدۃ وھو عشرون رکعۃ الخ علامہ شامی فرماتے ہین **ھو قول الجمہور و علیہ** عمل الناس شرقا و غربا اور عینی شرح ہدایہ مین ہے احتج الشافعیۃ بمذھبھم بما رواہ البیہقی باسناد صحیح عن سائب بن یزید الصحابی قال کانوا یقومون علی عہد عمر رضی اللہ عنہ

بعشرین رکعة وعلی عہد عثمان وعلی رضی اللہ عنہما مثلہ وفی المغنی عن علی رضی اللہ
عنہ انہ امر رجلا ان یصلی بہم فی رمضان بعشرین رکعة قال ھذا کالاجماع اس سے
ظاہر ہے کہ سند صحیح سے ثابت ہے کہ خلفاء ثلاثہ حضرات عمر وعثمان وعلی رضوان اللہ علیہم اجمعین بیس رکعت
پڑہتے تہے اور حضرت علی رضی نے امر بیس رکعت کا فرمایا اور یہ مانند اجماع کے ہے اس لیے کہ انکار بیس کا کسی نے نہیں کیا
اور اسی عینی میں چند سطور کے بعد ہے قیل من اراد ان یعمل بقول مالک ینبغی لہ ان یفعل
کما قال ابو حنیفة رضی اللہ عنہ یصلی عشرین رکعت کما ھو السنة ویصلی الباقی فرادی
کانہ لیس من التراویح بل ھو نفل مبتداء اذا الجماعة فیہ مکروھة انتہی اس سے واضح
ہو کہ بیس سنت ہیں امام ابی حنیفہ رح کے نزدیک اور زیادہ اس سے جیسا کہ مذہب امام مالک کا ہے نفل ہیں اس لیے اون
زیادہ کو جماعت سے نہیں پڑہنا چاہیے ہمارے نزدیک اور آنحضرت صلعم کا بیس رکعت پڑہنا بھی حدیث میں
وارد ہے تخریج احادیث ہدایہ للزیلعی میں ہے روی ابن ابی شیبة فی مصنفہ والطبرانی
والبیہقی من حدیث ابراھیم بن عثمان ابی شیبة عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة سوی الوتر
زاد الفقیہ ابو الفتح سلیم بن ایوب الرازی فی کتاب الترغیب فقال ویوتر بثلث
وھو معلول بابی شیبة ابراھیم بن عثمان جد الامام ابی بکر بن ابی شیبة وھو متفق
علی ضعفہ انتہی لکن یہ ضعف جو سند کی جہت سے اس حدیث مرفوع میں ہے ہمارے مدعا کو کہ وہ ثبوت بیس
رکعت تراویح پڑہنا آنحضرت کا ہے مضر نہیں ہے اس لئے کہ حدیث کی صحت اس سے بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ علماء اس کے
موافق عمل کریں اور اسلئے کہ صحت ثابت ہو جاوے ترمذی وغیرہ بعد روایت حدیث غریب کے کہہ دیتے ہیں کہ
یہ معمول بہ ہے نزدیک علماء کے اور اس پر عمل مسلمانوں کا ہے اور امام مالک رح جو نجم الحدیث ہیں وہ فرماتے ہیں کہ
شہرت حدیث کے مدینہ منورہ میں صحت سند سے بے پروا کر دیتی ہے چنانچہ شیخ امام ابن الہمام فتح القدیر جلد
ثانی کے صفحہ ۱۶۶ میں فرماتے ہیں ومما یصح الحدیث ایضا عمل العلماء علی وفقہ قال الترمذی
عقیب روایتہ حدیث غریب والعمل علیہ عند اھل العلم من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وغیرھم وفی الدارقطنی قال القاسم وسالم عمل بہ المسلمون وقال مالک
شہرة الحدیث بالمدینة یغنی عن صحة سندہ انتہی اور شیخ ابن الہمام جلد ثانی کتاب
مذکور صفحہ ۹۹ میں فرماتے ہیں وقولہ فی اسانیدھا مقال لایضر بعد تلقی الامة بالقبول

انتہی اس سے واضح ولائح ہی کہ جب علمای صحابہ وغیرہم کسی حدیث ضعیف الاسناد کی موافق عمل کرین اور امت محمدیہ
تلقی بالقبول کرے تو وہ حدیث صحیح ہوجاتی ہے اور اسکے سند کا متکلم فیہ ہونا مضر نہین ہوتا ہی پس اسیطرح
حدیث بیس رکعت تراویح پڑہنی آنحضرت صلعم کی ہی کہ جب حضرات عمر وعثمان وعلی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد مین
بیس رکعت تراویح بدون انکار واختلاف کے عمل ہوا اور اجماع سکوتی صحابہ کا اس پر قرار پایا اور بعد کو بھی ائمہ
مجتہدین مذاہب کے اسی کے عامل ہوئے شرقا وغربا اسیپر عمل ہوا تو بلا شبہہ یہ عمل موافق حدیث مذکور کے ہی
اس ہی صحیح ہونا اور ضعف سند مضر نہونا واضح ہوگیا پس حدیث مرفوع وعمل خلفاء راشدین ومن بعدہم سے
سنیت بیس رکعت ثابت ہوئی اور حدیث نبوی علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین مین کلمہ
علیکم بمعنے الزموا کے ہی چنانچہ نحو میر پڑہنے والا بھی جانتا ہی جس سے یہ مفہوم ہوا کہ میری سنت لازم پکڑو اور سنت
الخلفاء الراشدین کا عطف آنحضرت صلعم کی سنتی پر کیا اور معطوف ومعطوف علیہ کا ایک حکم ہونا واضح ولائح ہی پس
سنت خلفاء راشدین کی حقمین بھی حکم صادر ہوا کہ انکی سنت کو بھی لازم پکڑو اس سے سنت نبوی وسنت خلفاء
دونوںکا ایک حکم معلوم ہوا جسطرح آنحضرت صلعم کی سنت کی تاکید اکید مفہوم ہی ایسی ہی سنت خلفاء راشدین رض کے
تاکید اس حدیث نبوی سے معلوم ہی کیونکہ کلمہ الزام کا دونون کے حقمین وارد فرمایا ہی اور یہ تراویح بیس رکعت سنت
خلفاء راشدین ہونا حدیث صحیح سے اوپر معلوم ہولیا پس انکے لازم پکڑنیکا حکم بھی واضح ہوگیا پس تراویح کے بیس رکعت
سنت مؤکدہ ہونا اس دلیل سے معلوم ومفہوم باحسن وجہ ہی **اب** اگر امام ابن الہمام استحباب سنت خلفاء رض
فرماتے ہین تو یا تو کلمہ علیکم کو الزموا کے معنی مین نہین لیتے ہین جو معنی حقیقی اسکے ہین اور بلا تعذر حقیقت کی اور بلا وجود
قرینہ صارفہ کی معنی حقیقی سے طرف معنی مجازی انصراف فرماتے ہین تو یہ انصراف انکا جائز نہین ہے عجب قاعدہ
کیونکہ علم اصولین مبرہن ہولیا ہی کہ بدون تعذر حقیقت وبلا قرینہ صادقہ رجوع حقیقت سے مجاز کے طرف درست
نہین اور علم کلام سے واضح ہوچکا ہی کہ صرف نصوص کا ظاہر سے بدون معارض کی جائز نہین ہی پس یہان امر ناجائز
لازم آتا ہی اور یہ بھی لازم آتا ہی کہ جب لفظ علیکم حدیث مذکور مین اپنے معنی حقیقی پر نہین ہوا اور الزام اس سے
مراد نہین ہے اور یہی ایک کلمہ سنت نبوی وسنت خلفاء راشدین دونون کی حقمین وارد ہی تو دونون سنت کا الزام
ثابت نہین دونون عمل مندوب ومستحب ہوئے پس کوئی سنت نبوی بھی لازم نہین نبوی جیسے سنت خلفاء راشدین لازم
نہین اور آٹھ رکعت بھی سنت مؤکدہ نہوئی کیونکہ جب سنت نبوی کا لزوم ثابت نہین مندوب ثابت ہوا تو مؤکدہ
ہونیکی کیا معنی ہین پس انکا آٹھ سنت کو مؤکدہ فرمانا بھی باطل ہوا جاتا ہی اور اگر اسیطرح ایک لفظ علیکم سے جو حدیث
شریف مین وارد ہی آنحضرت صلعم کی سنت کا الزام اور خلفاء راشدین کی سنت کا ندب واستحباب مراد لیتے ہین

تو جمع درمیان حقیقی و مجاز لازم آتا ہی وہ ہی ہمارے نزدیک نا جائز ہی اور عموم مجاز کا قایل ہونا وہ بہی مجاز کا ہی قایل ہونا ہے
کیونکہ عموم مجاز بہی قسم مجاز کی ہی پہر وہی اعتراض اول کے انصراف معنی حقیقی سے طرف مجازی کی بدون قرینہ صارفہ
و بلا تعذر حقیقت و صرف نص کا ظاہر سے بدون معارض کے لازم آتا ہی پس کہنا انکا کہ مقتضی الدلیل ما قلنا کسطرح
درست و راست ہی اور کیونکر اقوال صریحہ جم غفیر سے جو سنیت بیس تراویح کی محققین واقع ہین انحراف فقط
ایسا قول دیکھکر کیا جاوے اور بمقابلہ جمہور کے انکی اس قول کو کوئی غیر مقبول و مطعون نکہی اور صحابہ یعنی خلفای راشدین رضی
جو بیس رکعت تراویح مقرر فرمائی ہین تو وہ بہی اپنی طرف سے نہین مقرر فرمائی کیونکہ جب حدیث سے جسکی صحت ابہی معلوم ہو چکی
اور عدم اضرار ضعف سند جانا گیا بیس رکعت تراویح آنحضرت صلعم سے ثابت ہی تو ظاہر ہی ہی کہ وہی بیس رکعت تراویح
آنحضرت صلعم کو صحابہ کرام یعنی خلفاء راشدین رضوان علیہم اجمعین نے اجرا اور احیا فرمایا ہی جسکو بخوف افتراض
آنحضرت صلعم نے ترک کیا تہا فتح المنان بمذہب النعمان مین شیخ عبد الحق دہلوی فرماتے ہین فالظاہر انہ
قد ثبت عنداہم صلواۃ النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم عشرین رکعتہ کما جاء فی حدیث ابن
عباس فاختارہ عمر رضہ انتہی اور کیونکر ہو سکی کہ تعین بیس رکعت تراویح کی آنحضرت صلعم سے ثابت
نہووے اور حضرت عمر رضہ اسکو اجراء فرماوین اور تعین بیس رکعت کی کرین اور جم غفیر صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین مین سے کوئی بہی انکار نہ کرے جو چیز آنحضرت صلعم کی زمانہ مین نہین ہوئی ہوتی تہی اگر وہ چیز
ہوتی تہی تب بھی ایک نئی بات دیکھکر بعض صحابہ اوس پر جرات نہین کرتی تہے اور اس سے انکار کا اظہار کرتے تہے
چنانچہ جمع کرنا قران شریف کا خیر و احسن تہا لیکن اول وہلہ مین صحابہ نے انکار کیا کہ جو چیز آنحضرت صلعم نے نہین کی
ہی ہم کسطرح کرین اگرچہ آخر مین اتفاق ہو گیا اور اس بارہ مین کسی صحابی کی گفتگو ثابت نہین ہی پس اگر
آنحضرت سے کسیطرح ثبوت بیس تراویح نہوتا تو صحابہ رضہ کا گفتگو نکرنا اور سب کا چپ ہنا شان صحابہ رضہ سے
بہا لبعید ملک ابعد ہی اور نعمت البدعتہ ہذہ فرمانا حضرت عمر رضہ کا اس امر کا مقتضی نہین کہ بیس رکعت کی ہی حقیقین ہے
کیون نہین جائز ہی کہ دوسرے بعض حیثیات کی سبب ہووے مثلاً اول شب مین پڑہنا اور کوئی دوسری حیثیت
سے ہونا پس جب یہ بیس رکعات سنت آنحضرت صلعم کی ہوئی اور اسکو حضرت عمر و دیگر صحابہ رضہ نے اختیار کیا اور
اجراء فرمایا تو سنت نبوی جسطرح آٹھ رکعت کو قرار دیکر امام ابن الہمام سنت موکدہ کہتے ہین ایسے ہی یہ بیس رکعت
بھی جب سنت نبوی ہوئی تو یہ بھی تمام سنت موکدہ ہوئین نہ فقط آٹھ بہر صورت فقط آٹھ رکعات سنت موکدہ
کہنا اور باقی کو مستحب کہنا نہ مقتضی دلیل کا ہی اور نہ یہ مذہب منصور جمہور کا ہی بلکہ یہ قول ساقط و غیر مقبول و قابل رد و
طعن کے ہے اور حضرت عائشہ رضہ سے جو آٹھ سے زیادہ کا انکار مروی ہی تو اس سے حدیث ابن عباس رضہ مثبت بیس کا رد ہونا

لازم نہین آتا اسلیئے کہ حضرت عائشہ رض تو فقط وہ حال آنحضرت کا جانتی نہین جو حضرت عائشہ کے موجودگی
مین صادر ہوا ہی آنحضرت صلعم سی باہر یا مسجد مین یا سفر مین یا ہر بی بی صاحبہ ام المومنین کے حجرہ مین جو آنحضرت
صلعم نے عبادت وغیرہ کی ہی حضرت عائشہ رض کے موجود نہونیکے سبب سی انکو حال معلوم نہوا اور اس حال کی نفی انکی
قول سی ہرگز نہین ہوتی ہی ایسے کسی صحابی کی بھی جو روایت آٹھ کی ہی تو وہ بھی محمول بعض اوقات و احیانا پر ہوسکتے ہین
پس روایت آٹھ سے رفع بیس رکعات کا ہرگز متصور نہین اور جو شخص اکتفا، فقط آٹھ تراویح پر کرتا ہی تو وہ حدیث بیس
رکعات والے و سنت خلفاء راشدین کا کہ اُن کے سنت بیس تراویح ہین جسکا لازم و مؤکد ہونا حدیث قولی علیکم سے
ثابت ہی مخالف ہی پس سنت بیس تراویح کی ثابت ہی اور قول ابن الہمام ساقط ہی و قابل ردّ و طعن کے ہی جامع براہین
جو قابل طعن نہ ہونا کہتا ہی صرف بی علمی و نادانی سی کہتا ہی خدا تعالی اسکو ہدایت نصیب کرے اب جامع براہین
کا ایمان ساتھ خدا تعالی کے اور آنحضرت کی اور اعتقاد و حسن ظن مجتہدین امام ابی حنیفہ و دیگر حنفیہ کے
ساتھ معلوم ہوا کہ خدا تعالی کو کاذب بالامکان بتایا ہی اور آنحضرت صلعم کو ادنی آدمی کا بھائی کہہ دینا درست
رکھا ہی اور وتر کی ایک رکعت کی منکر کی ایمان کا ٹھکانا نہونا لکھا ہی جس سے لازم آتا ہی کہ نعوذ باللہ من ذالک
امام ابی حنیفہ و بعض صحابہ کرام رض جو منکر ایک رکعت وتر کی ہین و امام حسن بصری و تمام حنفیہ علماء وغیرہم
کی ایمان کا ٹھکانا اسکے نزدیک نہین ہی کیونکہ ہی انکار ایک رکعت وتر علیت اس حکم کی یہان بھی موجود ہے
پس ایسی شخص کے ایمان و اسلام و دعوی تقلید کا کیا ٹھکانا ہی اور یہ **قول** جامع براہین کا صفحہ ۱۳۱
مین اور پہر اجرت علی التعلیم مسئلہ مجتہد فیہ ہی کہ شافعی اسکو جائز فرماتے ہین کہ اسکی اصل شرع سے
اونکی نزدیک ثابت ہی تو اوسکی کراہت ہی مختلف فیہ ہوئی اور مختلف فیہ مسئلہ تو یون بھی بلا ضرورت
جائز ہو جاتا ہی کسقدر بی علمی ہے استغفر اللہ انتہی جامع براہین کی لامذہبی خالص پر بالحسن وجہ
دال ہی اہل سنت مقلدین و اہل بدعت و لامذہب لہم کا اسمین امر مین اختلاف ہی کہ مقلدین اہل سنت
محققین بلا ضرورت کی مثلا مسئلہ امام شافعی کا مقلدین امام ابی حنیفہ کی حقمین استعمال کرنا جائز نہین کہتے ہین
اور لامذہب لہم جائز کہتے ہین یہی جامع براہین کہتا ہے اور اس قول جامع براہین سی واضح ہی کہ اُسکے
نزدیک کوئی حنفی فاتحہ خلف الامام پڑھے اور رفع یدین کرے اور آمین بالجہر کرے اور منی لگی ہوئی
کپڑے سے نماز پڑھ لے اور قلتین سی وضو کرکے نماز پڑھی اور ضب کو کھائی اور ین پان پر مسح کرکو نماز پڑھ لے اور دوسرے مسائل مختلف
فیہا عمل مین لاوے بلا ضرورت کی تو درست ہی پس یہ خالص لامذہبی ہے اور تقلید شخصی کے عدم
وجوب کا اظہار کامل ہی اور یہ مناقض ہے اوس قولکے جو صفحہ ۲۹ مین آیت فاسئلوا اہل الذکر

انکنتم لاتعلمون الآیہ کو دلیل وجوب تقلید شخصی کے قرار دی ہی اور تصریح کی ہی کہ اسمین وجوب تقلید کا حکم ہی
اور باطلاقہ شخصی وغیر شخصی دونونکو محتوی ہی الخ اور یہ تناقض متدافع بین القولین دلیل جہالت و بے علمی
جامع براہین کی ہی اب بتائیے بے علمی تمہاری ہی یا صاحب انوار ساطعہ کی پس آپ پہ بھی گائی **مصرع**
مین الزام انکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا | پس بے علمی ولا مذہبی جامع براہین کے واضح ہی اور صاحب انوار
اُسکی بہتان سے بری ہی اور ایمانکا حال بہی معلوم ہی اور آیت فاسئلوا اہل الذکر سے تقلید مطلق
کا ثبوت بلاریب ہی لیکن تقلید شخصی کے وجوب کے دلیل اُسکو قرار دینا خوش فہمی جامع براہین کی ہے
اگر تقلید شخصی کی مفہوم سے یہ شخص واقف ہوتا تو ایسا نکہتا علماء محققین نے اِسہی سبب سے کہ یہ دلیل تقلید
شخصی کے نہیں ہوسکتی ہین ادلہ تقلید شخصی کے دوسری قرار دی ہین اور یہ واضح ہی کہ تقلید شخصی مقید ہے
قید تعین اوسمین مطلق پر زائد ہی اور یہ قائل یعنے جامع براہین دلیل مطلق کا شمول تقلید شخصی کو مانتا ہی
پس دلیل مطلق شامل مقید کو ہوئی اور دلیل مطلق سے بحسب قول اُسکے اُسکے نزدیک امر مقید مخصوص کا ثبوت ہوجاتا ہے
اسہی واسطے یہ تقلید شخصی کی ثبوت کی یہ دلیل قرار دیتا ہی پس بناءً علیہ ہم کہتے ہین کہ مجلس میلاد و فاتحہ
وسوم وغیرہم کو جو بدون قید کے یہ جائز جانتا ہی اور قید تعین کے سبب سے ناجائز جانتا ہے چنانچہ اسکے
اقوال متقدمہ و متاخرہ باعلی صوت اسکی ندا کرتی ہین تو چاہئے کہ جس دلیل شرعی سے ان امور کو حالت
اطلاق مین بدون قید کے جائز جانتا ہی اسہی دلیل سے مقید کو بہی جائز جانے کیونکہ وہی تقریر اُسکی ان
امور مقیدہ مین جاری ہی کہ وہ دلیل باطلاقہ شامل مقید وغیر مقید دونونکو ہی پس اسکے قول سے امور مذکور مقیدہ
کا ثبوت ہوگیا اور اس سے یہ رسالہ براہین قاطعہ بالکل مردود ہوگیا دوسری یہ کہ اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ امور
متنازع فیہا میلاد شریف و قیام و طعام سوم وغیرہا مختلف فیہا ہین چنانچہ محفل میلاد کو ملا علی رح و جلال الدین
سیوطی رح و ابن جزری و ابن جوزی و سخاوی و دیگر علماء محققین جائز جانتے ہین اور فاکہانی و چند وہابیہ
ناجائز جانتے ہین اور طعام سوم وغیرہ کا جواز قول مرقاۃ ملا علی رح سے جو تحت حدیث عاصم بن کلیب
کی ہی واضح ہے اور حدیث جریر اگر محامل متعددہ نکالکر طعام سوم وغیرہ کا جواز باقی رہنا ملا علی رح نے بیان
فرمایا ہی اور قیام میلاد کا ائمہ دوروایہ و روایۃ نے مستحسن جانا ہی چنانچہ علامہ برزنجی اپنی میلاد شریف مین
تحریر فرماتے ہین اور بعض وہابیہ فی انکار کیا ہے پس غایۃ الامر کہ مختلف فیہا ہونا ان امور کا ثابت ہوا اور امور مختلف فیہا کا
بلاضرورت یون ہی جائز ہونا یہ قایل بتاتا ہی پس یہ امور بھی بلاضرورت یون ہی جائز ہوئی پس اول
سے آخر تک جو قائل نے ان امور کے رد مین جانفشانی اور ہٹ دہرمی کی سو تمام اپنی تقریر اس نے مسئلہ بیان

کرکے رایگان ولغو کروی اور اپنے رسالہ کو مردود ولچر اسنے کردیا عاقلین پر واضح ولائح ہی کہ یہ تقریر اسکی
اسکے حقمین مفید ہی یا ہمارے حقمین الحق یعلو ولا یعلی کا مضمون یہان سے مفہوم ہی کہ ہمارا مقصود
ہمارے حسود کے منہہ سے ہی ثابت ہوگیا ان حضرتکو یہہ بھی خبر نہین کہ مین خود کیا دعوی کرتا ہون اور
کیا دلیل لاتا ہون اور کون مقصود پر ظفر یاب ہوا جاتا ہے اس قسم کی امور بہت سے اس شخص غافلکے
ہین کہ اسکے اقوال کے مناقض اور اسکو مضر اور ہمکو مفید ہین اور بے علمی قواعد ومسائل شرعیہ سے اسکی
ظاہر ہی چنانچہ اس کے چند اقوال اور بیان کیجاتے ہین **قال** صاحب انوار ساطعہ الی ان قال وس باوجود
کیوقت مین جب سوم ہی محفل میلاد شریف ہونیلگی ایک مولوی نے اسمین یہ عذر کیا کہ یہ تخصیص کہ خاص
ربیع الاول م بارہوین تاریخ ہی کو ہوا کرے فرض واجب یا سنت ہوکرہ تو کسی کے نزدیک نہین باقی رہی یہہ کہ
مستحب یا مباح ہووے سو یہ بھی نہین اسلئے کہ بدعت دین مین درست نہین پس لابد اسکو یا مکروہ کہئے
یا حرام اور سوائے اس عالم کے جسقدر علماء تھے سب نے اسکے قولکو رد کیا اور فتوی دیا کہ مستحسن ومستحب ہے اور بدعت
وہ منع ہی جو سیئہ ہو یہ حسنہ ہی پس اسی فتوے پر عمل ہوگیا اور تمام اسوقت بڑے بڑے علماء اور مشایخ صوفیہ
مولود شریف مین حاضر ہوتے چنانچہ سبط ابن جوزی نے لکہا ہی وکان یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیۃ
اور رائج ہوگیا یہ تمام شہرون وملکونمین چنانچہ ملا علیقاری اور علامہ حلبی وقسطلانی وغیرہ نے لکہا ہی الخ **قال** جامع براہین
فی صفحہ ۱۶۶ اقول تسلیم کیا کہ ایک علامہ عالم نے ہی انکار کیا مگر اسکے انکار کا آجتک کسی سے جواب نہین دیا گیا
اور فقط اوسکے انکار نے اجماعکو جو مزعوم مولف ہی باطل کردیا اور قیاس کی کیفیت معلوم ہوچکی کہ یہان کام
کا نہین قرآن وحدیث سے کچہہ ثبوت نہین پس سب آپکی علماء کا فتوے لا یعباء بہا ہوگیا اور بدعت
ہونا مقرر ہوگیا اور حاضر ہونیسے مشایخ او علماء کی کچہہ حجت جواز کی نہوئی اگر کروڑون علماء بھی فتوی دیوین
بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبار کے نہین اگر کچہہ بہی تکلم وعقل ہو تو ظاہر ہی پس قول سبط ابن جوزی کا کہ یحضر
عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیۃ بمقابلہ نصوص کے ملتفت نہین اور تمام بلاد مین اشتہار اسکا
دلیل شرعی نہین صلوۃ لیلۃ البراۃ اور رغایب تمام دنیا مین شائع ہوئی اور بدعت ہی رہی پس اشتہار امر غیر
مشروعکا موجب جوازکا نہین ہوتا ہی پس سخاوی کے اس قولمین کوئی حجت نہین اور علی ہذا ملا علیقاری کا لکہنا کہ
تمام ملکون مین رائج ہی **اقول** وباللہ التوفیق یہ قولہ تسلیم کیا کہ ایک علامہ نے ہی انکار کیا اور اسکے انکار
کا آجتک کسی سے جواب نہین دیا گیا انتہی سراسر خلاف واقع کے اور جہوٹ ہی بلکہ انکار فاکہانیکا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ
نے وہ دندان شکن جواب دیا ہی کہ آجتک کسی منکر کو کلام کرنیکی گنجایش نہوے چنانچہ انکی رسالہ حسن المقصد مین حرف

حرف فاکہانی کا جواب موجود ہے اور سیرت شامی و زرقانی مین بہی انکی جواب کو نقل کیا ہی اور تسلیم رکہا ہی اور طرف
داری فاکہانی اور عدم تمامیت جواب جلال الدین رح ذکر نہین کی اور ایسی ویسی تو انکے کلام سمجہنے کے لیاقت نہین رکہتے
رد و انکار تو کجا اور فی الواقع جواب جلال الدین سیوطی رح کا تام و کامل ہی اور قول فاکہانی باطل و عاطل ہی اقوال
فاکہانی و جلال الدین کا مطلب ہم اردو مین ذکر کرتے ہین تا کہ متانت کلام جلال الدین سیوطی رح کی اور حقیقت انکی رد کی اور بیحقیقتی
و مردودیت قول فاکہانی کی ظاہر ہو جاوے **قال** الفاکہانی نہین جانتا ہون مین کوئی اصل اس مولد کی کتاب
و سنت مین **قال** جلال الدین رح نفی علم سے نفی وجود و ثبوت کی نہین لازم آتی ہی حافظ ابو الفضل بن
حجر نے اسکے اصل حدیث سے نکالی ہی اور مین نے بہی ایک اصل استخراج کی ہی اور دونون اصل کا ذکر آگے آویگا
مراد جلال الدین کی یہ ہی کہ فاکہانی کے علم مین اصل نہو پہنچی اور فاکہانیکا علم اصل مولد تک نہ پہونچی اور
فاکہانیکو تنبیہ اصل پر نہو تنبیہ سے لازم نہین آتا کہ واقع مین اسکی اصل موجود نہین ہی اور دوسرے علماء و فضلاء
کی علم مین بہی اسکی اصل ثابت و موجود نہین ہے یہ کلام جلال الدین سیوطی رح کا بہت متین و قوی ہی ہمارے
حنفیہ وغیرہم نے بہی اسکی تصریح کی ہی کہ عدم علم کسیکا دین الہی مین صلاحیت و لیاقت دلیل ہونیکی نہین
رکہتا ہی چنانچہ امام شافعی و سفیان بن عیینہ نے احدیث زنجی کا نہ معلوم ہونا ذکر کیا تو امام ابن الہمام جنکو
درمختار مین لکہا ہی کہ رتبہ اجتہاد کو پہونچے تہی وہ اسکے جواب مین فرماتی ہین فدفع بان عدم علمہما لا یصلح
دلیلاً فی دین اللہ انتہی اور حدیث مغفل بن سنان فی حق زوجہ ہلال بن مرۃ کا انکار حضرت
علی رض نے کیا چنانچہ توضیح مین موجود ہی لحدیث مغفل بن سنان فی بروع مات عنہا ہلال
بن مرۃ و ما سمی لہا مہرا و ما دخل بہا فقضی علیہ السلام لہا بمہر مثل نسائہا فقبلہ ابن
مسعود و ردہ علی رضی اللہ اور بہت سے اسکے نظائر احادیث و دیگر اقوال علماء و فضلاء مین موجود ہین
کہ بعض نے اسکا انکار کیا ہی اور بعض نے قبول کیا ہی اور منکرین کی انکار کو دلیل شرعی کسی نے قرار دیکر اسکو
یعنی اس چیز کو جسکا منکر انکار کرتا ہی رد و منکر نہین جانا ہی پس جب امام شافعی و سفیان و حضرت علی رض کے
انکار و عدم علم ہی اور اونکی نزدیک ثابت نہونیسے عدم وجود و عدم ثبوت واضح نہین ہوا اور انکا انکار اور عدم علم
قابل اعتبار نہین ہوا اور دلیل شرعی نہین قرار دیا گیا تو فاکہانی کی انکار و عدم علم سے کسطرح عدم ثبوت
و عدم وجود فی الواقع لازم آویگا اور قول فاکہانی دلیل شرعی قرار دیا جاویگا پس یہ انکار فاکہانی بلا دلیل ہوا
اور یہ انکار کسیطرح سے مضر نہین ہی مثبتین و مخرجین اصل مولد کو **قال** الفاکہانی محفل مولد شریف
بدعت ہی دعوت کہانیوالون اور بطال لوگون نے اسکو نکالا ہی اور اسکی بدعت ہونیکی دلیل یہ ہی کہ جب

ہم اُسکو احکام خمسہ شرعیہ پر پیش کرتے ہین تو یا وہ واجب ہے یا مندوب یا مکروہ یا مباح پس اجماعاً وہ واجب نہین ہے
اور نہ مستحب ہے کیونکہ مستحب وہ ہی جو مطلوب شرعی ہووے بدون ملامت کے اسکے ترک پر اور اسکی اجازت شرع مین
نہین ہی اور صحابہ و تابعین و علماء متدئین سے اسکا ثبوت نہین ہے میرے علم مین **قال** جلال الدین سیوطی رح اول
معلوم ہو چکا ہی کہ اس محفل کو بادشاہ عادل و عالم نے نکالا ہی اور قصد اسنے تقرب الی اللہ کا اس محفل سے کیا ہے
اور اسکے پاس اس محفل مین علماء و صلحاء بلا انکار کے حاضر ہوتے تھے اور پسند کیا اور راضی ہوا اس محفل کے ساتھ
ابن دحیہ اور اس محفل کے بارہ مین ابن دحیہ نے اُس بادشاہ عادل و عالم کیواسطے ایک کتاب تصنیف کی
پس علماء دینداروں نے اسکو پسند کیا ہی اور اُسکو ثابت و مقرر رکھا ہی اور انکار نہین کیا ہی یہ قول علامہ
جلال الدین سیوطی کا بھی بہت درست ہی اور کتب تواریخ سے ایسا ہی ثابت ہی پس نسبت کرنا فاکہانی کا کہ بطال
اور دعوت کہانیوالوں نے اسکو نکالا ہی غلط محض ہی یہ دلیل کسیطرح نہین ہو سکتا ہی اور اپنے علم کی موافق
جو فاکہانی نے اس محفل کے مندوبیت کی نفی کی ہے تو یہ وہی عدم علم ہی جسکا دین الٰہی مین دلیل نہونا آگے
معلوم ہو چکا ہی پس یہ قول ہی فاکہانیکا کوئی دلیل شرعی و عقلی نہین ہے **قال** الفاکہانی یہ محفل مندوب بھی
نہین ہے کیونکہ حقیقت مندوب کے یہ ہی کہ شرع اسکو طلب کرے **قال** جلال الدین سیوطی مندوب و مستحب
کبھی نص سے ثابت ہوتا ہی اور کبھی قیاس سے اگرچہ اسکے بارہ مین نص وارد نہوئی ہووے تب بھی اس کا استحباب
و مندوبیت دو اصلوں آیندہ آنیوالیوں پر قیاس کرکے ثابت ہی اس قول جلال الدین سے واضح ہی شرعاً
استحباب و مندوبیت اسکی بدلیل قیاس ثابت ہی اور ثبوت استحباب و مندوبیت نص صریح پر موقوف نہین ہے
پس رد قول فاکہانیکا قول جلال الدین رح سے واضح ہے **قال** الفاکہانی یہ مباح بھی نہین ہے کیونکہ
ابتداع دین مین باجماع مسلمین جائز نہین ہے **قال** جلال الدین رح یہ کلام مستقیم و راست نہین
اور یہ مسلم نہین کیونکہ بدعت کا انحصار حرام و مکروہ مین نہین بلکہ بدعت کبھی مباح ہوتی ہی و کبھی مندوب
و کبھی واجب امام نووے تہذیب الاسماء واللغات مین فرماتے ہین کہ بدعت شرع مین وہ چیز ہی جو بعد عہد
آنحضرت صلعم کی احداث کی گئی ہووے اور اسکی دو قسم ہین حسنہ و قبیحہ شیخ عزالدین بن سلام نے فرمایا ہے
قواعد مین کہ بدعت کی پانچ قسمین ہین واجب حرام مندوب مکروہ مباح اور طریقہ اسکے معلوم کرنیکا یہ ہی کہ قواعد
پر بدعت پیش کیجاوے قاعدہ ایجاب کے تحت مین داخل ہووے تو واجب ہے قاعدہ تحریم کی تحت مین داخل
ہو تو حرام ہی قاعدہ ندب کے تحت مین داخل ہووے تو مندوب ہی قاعدہ مکروہ کے تحت مین داخل ہو تو مکروہ ہے
قاعدہ مباح کے تحت مین داخل ہو تو مباح ہے اور ہر قسم کی ان پانچ اقسام مین مثالین ذکر کین یہانتک ذکر

فرمایا کہ بدعت مندوبہ کے چند مثالیں ہین اسمین سے احداث مرابط ومدارس وکل احسان جو عصر اول مین نہ تھا
اور اسی بدعت مندوبہ مین سے تراویح باین ہیئت مخصوصہ وکلام دقایق تصوف وجدل مین ہے اور
اور اسی مین ہے جمع ہونا محافل کا واسطے استدلال فی المسائل کی بشرط قصد لوجہ اللہ ہو وے اور امام بیہقی نے
اپنی اسناد کی ساتھ مناقب شافعی مین امام شافعی رح سے روایت کی کہ فرماتی ہین یعنی امام شافعی امور محدثہ
کی دو قسمین ہین ایک وہ جو مخالف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اثر واجماع کے ہوا اور یہ بدعت
ضلالت ہے اور **دوسری** وہ جو ان چارون مین سے کسیکے مخالف نہووے اور یہ بدعت غیر مذمومہ ہے
حضرت عمر رضی نے قیام شہر رمضان کے حقمین فرمایا ہی نعمت البدعۃ ہذہ یعنی اچھی بدعت ہے یہ اسلئے کہ اول نہ
تھی اور اسمین کسی دلیل قران وسنت واثر واجماع کا خلاف نہین ہی یعنے اچھی ہونیکی وجہ خلاف دلیل سے
نہونا ہی یہ آخر کلام شافعیؒ کا ہی اس سے پہچانا جاتا ہی ممنوع ومردود ہونا کلام فاکہانی کا جو یہ ہی کہ مباح جائز
نہین اس قول تک کہ فاکہانی نے کہا ہی کہ یہ بدعت مکروہ ہے اور ممنوع اور مردود ہونا کلام فاکہانی کا
اس سے اس دلیل سے پہچانا جاتا ہی کہ یہ محفل مولد شریف کی ایسی بدعت مین سے نہین ہی جو مخالف قران
وحدیث واثر اجماع کی ہووے پس بدعت غیر مذمومہ ہی جیسا کہ عبارت امام شافعی رح سے ظاہر ہے اور یہ
ایسی نیکی واحسان مین سے ہی کہ عصر اول مین معہود ومعروف نہ تھا اسلئے کہ کہانا کہلانا بدون ارتکاب
گناہ کے احسان ہی پس وہ بدعت مندوبہ مین سے ہوئی جیسا کہ عبارت ابن سلام مین ہی یہ تمام کلام جلال الدین
سیوطی کا مطلب ہی اس سے ظاہر ہی کہ فاکہانی نے بدون تدبر وفکر وبے خیال کرنے اقسام بدعت کی کہ واجب
ومندوب مباح بھی ہوتی ہی بدعت کو منحصر مکروہ وحرام مین ہی کرکے کراہت وبدعت ہونا محفل مولد کا منہ
سے نکالدیا اس سبب سے کلام فاکہانی غیر مستقیم وممنوع ومردود قرار پایا اور یہ فاکہانی نے نہین جانا کہ بدعت مکروہ
وحرام جب ہوتی ہی کہ قران یا حدیث یا اثر یا اجماع کے مخالف ہووے یعنے جس سے کسی حکم کا رفع جو آیت وحدیث
واثر اجماع سے ثابت ہووے لازم آوے اور اسمین کوئی حکم جو ان ادلہ سے ثابت ہووے مرتفع نہین ہوتا ہی پس قول
فاکہانی باطل ومخالف قواعد شرعیہ کے ہوا پس ایسا قول مخالف قواعد شرعیہ کی کہ بدون فرق کرنیکی درمیان بدعت
مکروہہ ومندوبہ ومباحہ وواجبہ کے ہی جو فاکہانی سے صادر ہوا ہی کیونکر مقبول عند الشرع ہوسکتا ہی پس قول فاکہانی کا
بھی کوئی دلیل شرعی وعقلی نہین ہی اسیواسطے علمائے فحول وفضلاء بطول محققین ومدققین کے نزدیک قابل التفات
نہوا اوہابیہ کے نزدیک سو واسطے مقبول ہوا کہ اونکی مذہب فاسد کے موافق ہوا تو اس سے اسکا دلیل شرعی ہونا
لازم نہین آتا ہی **قال** الفاکہانی ثانی وجہ یہ ہی کہ اوس محفل مولد مین خرچ کرنا اور دینا خوشی سے نہووے

پس قواعد شریعت دال ہین کہ اس مہینہ مین اظہار فرح وسرور بسبب ولادت آنحضرت صلعم کی حسن ونیک ہی اور اظہار غم وحزن بسبب وفات آنحضرت صلعم کے حسن ونیک نہین ہی یہ قول بہی جلال الدین سیوطی کا بہت متین ہی اور موافق قواعد شرعیہ کی ہے اور فاکہانی نے بدون تدبر وبلا لحاظ قواعد شرعیہ اظہار فرح وسرور کو اولی اظہار غم وحزن سے نہونا بتا دیا ہی پس تمام اقوال فاکہانی کے مردود وباطل ہوگئے اور مخالف قواعد شرعیہ کی بلا دلیل ہونا واضح ہوگئے ساتھ بیان جلال الدین سیوطی رحمہ کے پس باطل ودروغ ہوگیا قول جامع براہین کا جو کہتا ہی کہ فاکہانی کے انکار کا جواب آجتک کسی سے نہین دیا گیا ایسی دروغگوئی اہل علم کی شان سے بہت بعید ہی اس فرقہ وہابیہ کو جھوٹ بولتے بہی کچہ شرم نہین آتی ہی جہلاء وسفہاء کو ایسی ہی دروغگوئیون اور بازیون سے گمراہی مین ڈالتے ہین خدا تعالی انکی اضلال سے مسلمانونکو اپنے حفظ وامان مین رکہی اور یہ جو کہا کہ فقط اسکے انکار نے یعنی فاکہانی کے انکار نے اجماعکو جو مزعوم مولف ہے باطل کردیا کلام بے معنی ہے کیونکہ اب ہی معلوم ہوچکا ہی اوپر کہ فاکہانیکا انکار یعنی دلیل شرعی پر نہین ہے فاکہانی کے اقوال سے واضح اوپر ہوچکا ہی کہ وہ اپنے علم مین دلیل جواز نہ ہونا بیان کرتا ہی اور عدم علم کسیکا دین الہی مین صلاحیت دلیل شرعی ہونیکی نہین رکہتا ہے اور امر واقعی کسیکے بی علمی سے مرتفع نہین ہوسکتا ہی اور بدعت کو منحصر مکروہ وحرام مین کرنا مخالف نص من سن سنة حسنة کی اور اقوال آئمہ کی ہوکر ساقط وباطل ہوا پس اس پر جو مبنی کیا تہا کراہت وحرمت محفلکو اوسکا بطلان اظہر من الشمس ہوا اور ایسے انکار بلا دلیل کو تمام علماء غیر معتبر جانتے ہین اور اسکو خلاف کہتے ہین نہ اختلاف اور معتبر معتد بہا اختلاف ہوتا ہی نہ خلاف قال فی الدر المختار والاصل ان القضاء یصح فی موضع الاختلاف لا الخلاف والفرق ان للاول دلیلاً لا الثانی انتہی چونکہ انکار فاکہانی خلاف ہی نہ اختلاف اسواسطے یہ انکار صحیح القضاء ومعتبر نہین پس اجماع واتفاق کو ہرگز مضر نہین ہی اور مخالفت فاکہانی دلیل اجتہادی کے سبب سے نہین تہے چنانچہ اسکے اقوال جو اوپر گذرے اونکا حال معلوم ہی کہ ایسے اقوالکو کوئی دلیل اجتہادی نہین کہہ سکتا ہے کوئی معاند ومتعصب کہے تو منصفین کے نزدیک اسکا کیا اعتبار ہی اور جب دلیل اجتہادی کے سبب سے مخالفت نہ ہوئی تو اجماعکو مضر نہین دیکہو تمام مہاجرین اور تمام انصار خزرج واوس نے بیعت حضرت ابی بکر صدیق رضہ سے کی اور صدیق رضہ کا خلیفہ ہونا قبول کیا حضرت سعد بن عبادہ رضہ نے بیعت کرنے مین مخالفت کی چونکہ انکی مخالفت اجتہادی نہتی اور دلیل اجتہادی قابل قبول نہتی اسلئے انہون نے انکی

تو علماء حنفیہ نے تصریح کی ہی کہ ان کے مخالفت مضر اجماع کو نہین شرح مسلم الثبوت بحر العلوم کی بحث اجماع
مین ہی فبایع الانصار کلہم من الخزرج والاوس ولم یبایع سعد لما کان لہ حب السیادۃ
واذا لم یکن مخالفتہ عن الاجتہاد فلا یضر الاجماع انتہی مختصرا ایسے صحابی انصاری بدری
جنتی کی مخالفت جو دلیل اجتہادی کی سبب سے نتھی مضر اجماع کو نہوئی تو فاکہانی کی مخالفت خلافکرنا
وانکار کیونکر مضر اجماع کو ہو جائیگا اگر فقط انکار کسی کا خواہ وہ مبنی دلیل اجتہادی پر ہووے یا نہووے
موجب بطلان جامع براہین کے نزدیک ہی تو لازم آتا ہی کہ خلافت حضرت صدیق اکبر رض کی اجماعی
نہووے اور حالانکہ تمام اہل سنت وجماعت قائل ہین کہ خلافت حضرت صدیق رض کی اجماعی ہی باوجودیکہ
سعد بن عبادہ رض نے بیعت سے تخلف اختیار کیا اور آخر تک اونسے رجوع محقق نہین ہے اور کوئی روایت
قابل قبول اس پر دال نہین ہی من ادعا فعلیہ اقامۃ البرہان پس اسیصورت مین کہ خلافت ابی بکر
صدیق باوجود خلاف سعد بن عبادہ رض کی اجماعی نکہیگا جامع البراہین تو عقیدہ اہل سنت وجماعت کے
مخالف عقیدہ رکہنا خود کا قبول کریگا اور اپنے منہ سے بدعتی بنیگا اور اگر اجماعی ہونا قبول کریگا باوجود
خلاف ایک صحابی رض کے تو اسیطرح فاکہانی کے خلاف ہوتی ہوئی محفل مولد کا اجماعی ہونا ماننا پڑیگا
بڑی تعجب کی بات ہی کہ خلاف سعد بن عبادہ رض صحابی بدری سے تو اجماع کا بطلان نہ قبول کرے اور فاکہانی کے خلاف سے اجماع کا
بطلان قبول کرے باوجودیکہ خلاف اجتہادی دونو مین نہین ہے اس سے لازم آویگا کہ فاکہانی جامع براہین کے نزدیک صحابی
رسول اللہ صلعم سے بہی معتبر ومعتمد زیادہ ہی پس فاسد العقیدہ ہونا ظاہر ہوگا جامع براہین کے عقلکو
معلوم نہین کیا ہوا کہ فاکہانی کے انکار سے اجماع محققین کا بطلان گمان کرتا ہی اور یہ نہین جانتا کہ
جسطرح فاکہانی نے انکار جمہور کا کیا ہی اسیطرح جمہور نے انکار قول فاکہانیکا کیا ہے اور کسی نے
اون جمہور مین سے اسکے قولکو معتبر وقابل التفات نہین جانا پس انکار موجب بطلان قول
جمہور ہوا تو انکار جمہور موجب بطلان قول فاکہانی کیون نہین ہو سکتا ہی اور یہ کسطرح عقل سلیم وفہم
مستقیم مین آسکتا ہی کہ جمہور کے انکار کا تو یہ اثر نہووے کہ قول فاکہانی باطل ہو جاوے اور فاکہانی کے
انکار کا یہہ اثر ہووے کہ جمہور کا قول باطل وغیر معتبر قرار پاوے اور فاکہانیکا قول معتبر مانا جاوے اور اسکو
دین قویم وصراط مستقیم بنایا جاوے جیسا کہ یہ جامع براہین نے کیا ہے شعر اتنے اسعد سے وہ کج ادا بیگانہ ہے
اسکے ابروئے کمانکو تیر کی حاجت نہین .... کہ قول فاکہانی غیر معتبر عند الجمہور کو ایسا معتبر قرار
دیا ہی کہ قول جمہور کو بدعت ضلالت جانتا ہی ایسی ضلالت ونادانیکا کیا ٹھکانا ہو (برین عقل ودانش بباید گریست

علماء محققین معتبرین تو اپنی تصانیف میں تصریح فرماتے ہیں کہ بمقابلہ جمہور کے قول اقل قلیل بدعت قرار دیا جاتا ہے
اور مخالفین کی ایک جماعت معتد بہا بھی بمقابلہ جمہور ہووے تب بھی ملامت سے خالی نہیں ہے اور عاقبت محمود
نہونیکا خیال ہے فضلا یمکن الاصابۃ چنانچہ صاحب مجمع البحار محمد بن طاہر پٹنی مجمع البحار میں فرماتے ہیں وانکار
ذلک البعض من اھل السنۃ فللثانی وجہ اذ مخالف الجمہور خصوصًا اذا کان المخالف اقل
قلیل یبدع کمن یخالف العمل بخبر الواحد یبدع ولو سلم ان المخالف فیہ جمع معتد بہ فلا
یخلو عن الملامۃ فان مخالفۃ الجمہور لکن لیس لہ رای لا یحسن وای فائدۃ ولعلہ
یترتب علیہ ما لا یحمد عواقبہ انتہی نخعی وشعبی رحمہما اللہ تعالی کا قول کراہت زیارت قبور کے بارہ میں
جو انسے صادر ہوا تو انکا قول بسبب اجماع غیرہما شاذ وغیر معتبر قرار دیا ہے اور ابن تیمیہ نے تحریم زیارت نبی صلعم کا
قول کیا ہے اسکی تکفیر بعض نے کہی ہے اجماع وغیرہ کے سبب سے چنانچہ شرح شفاء قاضی عیاض کی
بحث زیارت قبور میں ملا علی قاری رح فرماتے ہیں وما وقع للشعبی وللنخعی مما یقتضی کراھۃ زیارۃ
القبور شاذ لا یعول علیہ المخالفۃ اجماع غیرھما وقد فرط ابن تیمیۃ من الحنابلۃ حیث حرم السفر
لزیارۃ النبی صلعم کما افرط غیرہ حیث قال لکون الزیارۃ قربۃ معلوم من الدین بالضرورۃ وجاحدہ
محکوم علیہ بالکفر دلیل الثانی اقرب الی الصواب لان تحریم ما اجمع العلماء فیہ بالاستحباب
یکون کفرًا لانہ فوق تحریم المباح المتفق علیہ فی ھذا الباب انتہی بقدر الحاجت اور
فتوی حمادیہ کی کتاب الوقف احکام المسجد میں ہے بیچ صفحہ ۱۴۲ ذکر فی التجنیس فی موضعین فی الوقف والبیوع
ونحن لا ناخذ بقول محمد رح ولا نفتی بجواز بیعہ وان خرب ما حولہ تعظیمًا للمسجد و
احترامًا لہ من السغناقی ولما اجتمع فقہاء الامصار علی شیئ فقول واحد یخالف
قولہم یکون خلافًا ولا یکون اختلافًا انتہی ان عبارت علماء سے واضح ہے کہ بمقابلہ جمہور کے قول شاذ ونادر
کا اور اقل قلیل کا اعتبار نکیا جاوے تا کہ قول جمہور باطل نہو جاوے اور غیر معتبر قرار نہ پاوے اگر علم وفہم جامع
براہین کو ہوتا تو ایسا انکشاف طرہ اُسمین یہ کہ اپنی بے علمی و بے فہمی سے صاحب انوار پر قصور علم کا بہتان لگاتا ہے
یہ وہی مضمون ہے کلام شاعر کا رباعی ایک روز وقت پائی کہا میں نے انسے یون :: آزردہ خاطر ونکو ستانیسے فائدہ
بولی وہ واقعی بڑی بیداد گرین ہم پہ ہمسے کسی کو دل کے لگانیسے فائدہ کسی سے آپنے سن لیا ہے کہ کتب
اصول میں لکھا ہے کہ ایک کا انکار بھی مانع اجماع ہے اوسکا مطلب بے علمی کے سبب سے کچھ کا کچھ سمجھہ گیا
اور یہہ نہ سمجھا کہ وہ انکار بدلیل اجتہاد ہو وے تو معتبر ہے نہ یہ کہ کیفما کان معتبر ہو جاوے کہ فاکہانیکا انکار

ہی معتبر قرار دیا جاوے اور اسکے معتبر ہونیکی یہ معنی نہین کہ اُس ایک قولکا اعتبار کیا جاوے اور اُس ایک کے قول کے موافق جو
مسئلہ ہووے وہی حق ہووے باقی تمام علماء اہل اجتہاد وتحقیق کا قول باطل ہوجاوے جیسا کہ یہ جامع براہین جانگیا ہے اور اُسیہی
پر عمل درآمد اسکا اسی رسالہ براہین مین ہے کہ موافق قول فاکہانی کے محفل کو بدعت ضلالت بتاتا ہے یہ تو کوئی
احمق سے احمق بھی گمان کریگا بلکہ اوس کے معتبر ہونیکی یہ معنی ہین کہ تحقق اجماعکا نہوگا اور تحقق اجماع نہونے سے یہ
لازم نہین آتا کہ جمہور کا قول کسیطرح معتبر ہرگز نہووے اور اسکو ضلالت و جمہور کو ضالین اعتقاد کیا جاوے یہ تو جہالت
صرف ہی بلکہ وہ قول جمہور قوی و عمدہ قرار دیا جاویگا اور اُس بعض کا قول غیر قوی و غیر عمدہ بلکہ شاذ و غیر معمول قرار دیا
جاویگا چنانچہ ان عبارات مذکورہ بالا سے یہی مفہوم ہے اہل فہم پر روشن ہے کم فہم کیا سمجھے مسائل واقعہ کو اور
یہی جامع براہین صفحہ ۱۳۱ مین یہ قول کہچکا ہے (اور پھر اجرت علی التعلیم مسئلہ مجتہد فیہا ہے کہ شافعی اسکو جائز فرماتے
ہین کہ اُسکی اصل شرع سے اونکے نزدیک ثابت ہے تو اُسکی کراہت ہی مختلف فیہ ہوئی اور مختلف فیہ مسئلہ تو یون
بھی بلا ضرورت جائز ہوجاتا ہے کسقدر بے علمی ہے استغفر اللہ) انتہی دیکھو اُس قول سے اسکی واضح ہے
کہ مختلف فیہ مسئلہ بلا ضرورت جائز ہے اور جسکی کراہت مختلف فیہ ہوئی تو وہ بلا ضرورت جائز ہوجاتا ہے
یعنی مکروہ بھی نہین ہوتا پس اسیطرح محفل مولد کی بارہ مین یہ قول اپنا جاری اسنے کیون نہین کیا کہ محفل
مولد کی کراہت جو قول فاکہانی سے مفہوم ہے اوسمین اختلاف جمہور علماء کا ہے اور مختلف فیہ مسئلہ
کہ یہان محفل مولد ہے یون بھی بلا ضرورت جائز ہے پس اسیہی جامع براہین کے قول سے جواز محفل مولد لازم آنا
ظاہر ہے اب یہی تقریر اُسکی یہان جاری ہے یہان اُسکا اعتبار نہین کرتا ہے اور معتبر نہین جانتا ہے اور اجرت
علی التعلیم کی بارہ مین کچھ مفید مطلب تھے کہ اہل دیوبند کی روزی حرام و مکروہ ہوتی تھی مکروہ نہ ملنے کے سبب سے
اس تقریر کو جاری کرنا اور معتبر جاننا کسقدر بے علمی ہے اور امام شافعی رح کہ مخالف مذہب ہمارے کی ہین اُنکی
نزدیک اصل ثابت ہونا اگرچہ اپنے نزدیک اصل شرعًا ثابت ہووے اسنے معتبر قرار دیا ہے جس سے واضح ولایح ہے
کہ مخالف کی نزدیک اصل ثابت ہونا جواز مسئلہ کیلئے کافی ہوتا ہے پس اسیطرح یہان بھی جاننا چاہیے تھا کہ جمہور
کی نزدیک اصل ثابت ہونا محفل مولد کے جواز کی واسطے کافی ہے اس بیچارے کو اپنے اقوال اگلے پچھلے کی بھی خبر نہین اور اسقدر
تمیز بھی نہین کہ اسکے اقوال باہم متناقض ہین اور اسیہی کے اقوال اسکی مدعی کی بیخ کنی کرتے ہین اور اپنے
بے علمی دوسرون پر ڈالتا ہے اپنی شرمندگی مٹانیکو اسواسطے مضمون کلام مومن خان دہلوی کا اس محل پر
خوب راست آیا **رباعی** جب کہا مین نے کہ تم بیداد گر نا آشنا ∴ بیمروت بیوفا بیگانہ احباب ہو
ہنس کے فرمایا کہ مین تو خیر جو کچھ ہون سو ہون ∴ تم ہی تو بیصبر ہو بیچین ہو بیتاب ہو اگر کسی عالم کی صحبت بھی ہوئی

ہوتی تو اوس عالم نے سنی سنائی بات اسکو یاد ہوتی کہ رسم مفتی مین ثابت ہو چکا ہے کہ آئمہ مذاہب سے کسی حادثہ
مین کوئی جواب ظاہر نہ پایا جاوے اور مشایخ متاخرین کا جواب ایک ہی ہووے اور اوس مسئلہ مین تمام متفق ہو جاوین تو
اسکو اخذ کرنا اور قبول کرنا چاہئے اور اگر مشایخ متاخرین کے درمیان اختلاف ہووے تو اکثر کا قول اخذ کرنا
اور قبول کرنا چاہئے رد المحتار حاشیہ درمختار مین یہ مصرح ہے واذا لم یوجد فی الحادثۃ عن واحد
منہم جواب ظاہر وتکلم فیہ المشایخ المتاخرون قولاً واحداً یوخذ بہ فان اختلفوا یوخذ
بقول الاکثرین انتہی پس محفل میلاد مین آئمہ مذاہب اربعہ سے جواب منقول نہین ہے اور غایت
یہ قرار دیجاوے کہ بالفرض یہ مسئلہ مختلف فیہا درمیان علماء و مشایخ کی ہے کہ ایک جانب مین فقط فاکہانی اور
دوسرے جانب مین تمام علماء دین تو اون تمام علماء کے قولکو قبول کرنا موافق رسم مفتی مصرح رد المحتار کے چاہئے نہ
یہ جیسے جامع براہین نے کیا کہ کچھ خوف و خشیت خدا تعالی سے نہین کیا صدق قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا لم تستحی فاصنع ما شئت الحکم بحجو جو منہ مین آیا کہنا شروع کر دیا ایسی جرأت سوائے جاہل و
شقی کے کوئی دوسرا مسلمان نہین کر سکتا ہے ایسے مواقع مین مفتی کو نظر تامل چاہئے اور لیاقت
ہو تو نظر تدبر و اجتہاد کرے اور بدون لیاقت کے زبان ہلانا کیونکر اسطرح درست ہے فقہاء نے
ایسی جرأت کو منع فرمایا ہے وان لم یوجد منہم جواب البتۃ نصاً ینظر المفتی فیہا نظر
تامل وتدبر واجتہاد لیجد فیہا ما یقرب الی الخروج عن العہدۃ ولا یتکلم فیہا جزافاً
ویخشی اللہ تعالی ویراقبہ فانہ امر عظیم لا یتجاسر علیہ الا کل جاہل شقی انتہی ایسے شخص کو
جیسا کہ جامع براہین ہے لیاقت نظر اجتہاد کرنیکی کہان ہے اور خصوصاً بمقابلہ جماعت کثیر وجم غفیر علماء
نحاریر اسکی یا اسکے فاکہانی کی کب چلسکتی ہے مثلاً مشہور نقارخانے مین طوطی کی آواز کون سنتا ہے
خیر فاکہانی تو پہر صاحب علم ہین گو اس مسئلہ مین خاطی بحث ہین لکن یہ جامع براہین بیچارہ کس شمار مین ہے
اسنے خود کو کیا خیال کر کے دست اندازی اسمین کی طرفداری جمہور علماء کی کرتا تو اسمین سرزنش نہ تھی
اور ملا علی قاری اپنے مورد روی فی مولد نبوی مین بادشاہان عادلین قامعین بدعت ملک مصر
وملک اندلس وملک مغرب وملک ہند وحرمین شریفین وملک روم وملک شام و دیگر بلاد اسلام مین
اس محفل کا جاری ہونا اور علماء اعیان وصوفیہ ذیشان کا بلا انکار و منع کے شامل ہونا بیان کرتے ہین
اور علامہ سخاوی و ابن حجر و ابن جزری و دیگر متبحرین و محققین کا اس محفل کو جائز کہنا بتاتے ہین
قدرے عبارت بقدر حاجت نقل کیجاتی ہے انکی رسالہ کی تا کہ یہ امر ظاہر ہو جاوے وقال اصل

عمل المولد الشریف لم ینقل من احد من السلف الصالح فی القرون الثلاثة الفاضلة
وانما احدث بعدها بالمقاصد الحسنة والنیة للاخلاص الشاملة ثم لازال اهل
الاسلام فی سائر الاقطار والمدن العظام یحتفلون فی شهر مولده صلعم وقال
الامام شمس الدین الجزری المقری والمجرب من خواصه انه امان تام فی ذلك
العام وبشری تعجیل بنیل ماینبغی ویرام قال واکثرهم بذلك عنایة
اهل المصر والشام ولسلطان مصر فی تلك اللیلة من العلم اعظم مقام قال ولقد
حضرت فی سنة خمس وثمانین وسبعمائة لیلة المولد عند الملك الظاهر فوق رحمه الله
بقلعة الجلیل العلیة فرأیت ماهالنی وسرنی ولاساءنی وخررت ماانفق فی
تلك لیلة علی القراء والحاضرین من الوعاظ والمنشدین وغیرهم من الاتباع
والغلمان والخدام المترددین بنحو عشرة آلاف مثقال من الذهب العین
مابین خلع ومطعوم ومشروب ومشموم ومشموع وغیرها مما یستقیم به الضلوع و
قال السخاوی قلت ولم یزل ملوك مصر خدام الحرمین الشریفین من وفقهم الله
لهدم کثیر من المناکیر والشین وانظروفی امر الرعیة کالوالد لولده وشهروا
انفسهم بالعدل فاسعفهم بمجد ومدده واماملوك الاندلس والغرب فلهم فیه لیلة
تسیر بها الرکبان یجتمع فیها ائمة العلماء الاعیان فمن یلیهم من کل مکان وتعلوا ما
بین اهل الکفر کلمة الایمان واظن اهل الروم لایتخلفون عن ذلك اقتفاءً بغیرهم من الملوك
فیما هناك وبلاد الهند تزید علی غیرها بکثیر کما اعلمنیه بعض اولی النقل والتحریر قلت واما
العجم فمن حیث دخل هذا الشهر المعظم والزمان المکرم لاهلها مجالس فخام من انواع الطعام
للقراء الکرام والعلماء العظام وللفقراء من الخاص والعام وقرأت الختمات والتلاوات
المتوالیات والانشادات المتعالیات واجناس المبرات والخیرات وانواع السرور واصناف الحبور حتی بعض العجائز
من غزلهن ونسجهن یجمعن مایقمن لجمعهن الاکابر والاعیان وضیافتهن مایقدرن علیه
فی ذلك الزمان ومن تعظیم مشائخهم وعلماءهم هذا المولد المعظم والمجلس المکرم انه لایاباه
احد فی حضوره رجاء ادراك نوره وسروره وقال السخاوی واما اهل مکة معدن الخیر فیتوجهون
الی المکان المتواتر بین الناس انه محل مولده رجاء بلوغ کل منهم بذلك المقصد ویزید اهتمامهم

به علی یوم العید حتی قل ان یتخلف عنه احد من صالح وطالح ومقل وسعید سیماب الشریف صاحب
اللوأ والحجاز ولاهل المدینه کرمهما الله احتفال علی فعله اقبال انتہی اس عبارت سے ان تمام بلاد اسلام
مشہور ومعروف میں محفل میلاد شریفکا ہونا اور بلا انکار علما متجرین کا شامل ہونا ثابت ہی اگر بالفرض فاکہانیکا انکار
بدلیل اجتہادی ہوتا اور مسئلہ مختلف فیہا قرار دیا جاتا تب بھی بعد زمانہ فاکہانی کی بلا نکیر جاری ہونا مثبت اجماع ہے
اگرچہ زمانہ لاحق میں اجماع ہوا ہی اور اصول دان پر واضح ہی کہ ایک زمانہ کے علما مختلف ہوویں اور دوسرے زمانہ کی علما
جو بعد زمانہ اختلاف کی ہے کہ وہ زمانہ دوسرا ہی ایکطرف پر اتفاق کرلیں تو اجماع ہوجاتا ہی اور اختلاف زمانہ سابق
مانع اجماع لاحق کو نہیں ہوتا ہی اور اختلاف کرنیوالےکی دلیل اگرچہ موافق شرائط تھی وہ دلیل باقی نہیں رہتی ہی اسلیے
کہ وقت اجماع کے اس دلیل سے قوی تر دلیل پیدا ہوگئی کہ وہ اجماع ہی اور اختلاف والیکی دلیل اسوقت میں ہے
اب وہ نہیں رہی فی التوضیح اذا اختلفوا واقام کل واحد منہم الدلیل مقرونا بشرائط لایکون
احد منہم ضالا ولا مخطیا بالنظر الی الدلیل ثم اذا انعقد الاجماع بعدہم علی احد الطرفین
فدلیل المخالف لم یبق الآن دلیلا لانہ حدث دلیل اقوی وہو الاجماع انتہی وقال بعید
ذلک لان دلیلہم کان دلیلا فی ذلک الزمان لکنہ لم یبق دلیلا فی زمان حدوث الاجماع
انتہی وفی مسلم الثبوت اتفاق العصر الثانی بعد استقرار الخلاف فی العصر الاول ممتنع عند
الاشعری والمختار انہ واقع حجۃ وعلیہ اکثر الحنفیۃ والشافعیہ لنا علی الوقوع اجماع التا
بعین علی جواز متعۃ العمرۃ وقد کان امیر المؤمنین عمر وامیر المؤمنین عثمان ینہی عنہ ولا
یلزم تضلیل بعض الصحابۃ لان رأیہ کان حجۃ قبل حدوث الاجماع وانما یلزم خطاءہ وہو لازم
فی کل اختلاف لان الحق واحد انتہی مختصرا پس جب بعد زمانہ فاکہانی کے اتفاق تمام متجرین علما وفضلاء
صالحین کا اسکے جواز پر ہوگیا جیسا کہ بیان ملا علیقاری سے واضح ہی اگر زمانہ ملا علیقاری میں مثلا مخالف کوئی
اسکا ہوتا تو منقول ہوتا اور بدون نقل صحیح معتبر فقط احتمال سے مخالفت ثابت نہیں ہوتی ہی پس زمانہ اتفاقین
اجماع متحقق ہوگیا اور اختلاف زمانہ فاکہانی کا مرتفع ہوگیا اور دلیل فاکہانی بعد تسلیم موافق شرائط ہونیکی باقی
نہ رہی اگرچہ اسکے زمانہ میں وہ دلیل بالفرض والتقدیر تھی اگر اجماع کی تحقق کیواسطے مجتہدین کا ہونا
شرط مانو اور اتفاق کرنیوالونکو مجتہد نہیں مانتے ہو تو بعد تسلیم کے ہم کہتے ہیں کہ اتفاق محققین علماء
علی ممر الاعصار اس محفل پر ہونا واضح ہے اور انکار اسکا مکابرہ ہی ابھی عبارت ملا علیقاری سے واضح ہوچکا
ہی اور اتفاق علما محققین علی ممر الاعصار حجت بھی مثل اجماع کے کتب اصول میں لکھا ہی قال فی المسلم وشرحہ

لبحر العلوم (ان اتفاق العلماء المحققین علی ممر الاعصار) وان کانوا غیر مجتہدین (حجۃ کالاجماع)
فانہ یابی العقل من اجتماعہم من غیر ان یکون واضحًا لدیہم وانکان باستماع عن مجتہدین لہم انتہی
اگر بالفرض اتفاق نہوتا تب بھی اکثر اس محفل کی جواز ہی میں اور اختلاف کی حالت میں اکثر کے قول کو اخذ کرنا ردالمحتار
سے اوپر گذر چکا ہے پس مدعی ہمارا بہرحال ثابت ہے الغرض قول فاکہانی یا اسواسطے دلیل شرعی نہیں ہے کہ بلا دلیل شرعی
ہے وہ اپنے عدم علم کا اس امر میں اظہار کرتے ہیں اور عدم علم کسی کا دین الٰہی میں دلیل نہیں ہوسکتا ہے اور باوجود اسکے
فاکہانی نے جو اس محفل کو کراہت یا حرمت میں داخل کیا تو بدعت کو حرمت و کراہت میں منحصر جانکر کیا اور یہ بھی دلیل شرعی
نہیں بدعت کا حسنہ ہونا بھی حدیث من سن سنۃ حسنۃ سے واضح ہے اور واجب و مستحب و مباح ہونا بھی اقوال علماء سے
اوپر گذر چکا ہے پس بدعت کو منحصر کرنا حرمت و کراہت میں کوئی دلیل شرعی نہوئی تو اس پر متفرع کرنا حرمت و کراہت
محفل کو بلا دلیل شرعی ہوا یہ خلاف فاکہانی مضر اجماع محققین اسکے اہل زمانہ کو نہیں ہے یا یہ قول فاکہانی اکثر
کے مخالف ہے اسواسطے مقبول نہیں ہے یا یہ کہ قول فاکہانی اگرچہ دلیل شرعی اسکے زمانہ میں تھا بعد کو جب
اختلاف نرہا اور اتفاق محققین واقع ہوا تو دلیل فاکہانی کی دلیل شرعی نرہی بسبب حدوث اتفاق و اجماع
لاحق کی پس اب قول فاکہانی پر حکم کرنا اور فتویٰ اسکے موافق دینا بسبب اسکی کہ غایت یہ ہے کہ قول فاکہانی کو باطل
نکہا جاوے فقط ضعیف کہا جاوے تب بھی جہالت و خرق اجماع سے خالی نہیں ہے کیونکہ قول ضعیف پر حکم فتویٰ دینا علماء نے
نے جہل و خرق اجماع قرار دیا ہے قال فی الدرالمختار وان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع انتہی
اب خوب ظاہر ہوگئی بے علمی و نادانی حزب شیخ نجدی کی جو فاکہانی و امثال اسکے اقوال ضعیفہ و مرجوحہ و غیر مدللہ و مردودہ
سے حجت اوپر عدم جواز محفل میلاد شریف کی لاتے ہیں اور واضح و لائح ہوگیا جواز محفل میلاد شریف کا اور
سالم رہنا اجماع کا بھی بطلان سے جو زعم فاسد جامع براہین نے کیا تھا کہلگیا اور جامع براہین کا یہ قول فی الواقع
باطل ہونا معلوم ہوگیا اور صفحہ ۱۹۹ میں جو کہا ہے کہ ظاہر حال وہی ہے جو علامہ فاکہانی نے فرمایا الخ اور جس جس
محل میں اول و آخر اس سے فاکہانی کے قول کو پیش کیا ہے سب کا جواب شافی بیان ہوگیا جگہہ علیحدہ علیحدہ تردید
کی ضرورت نرہی **قولہ** اور قیاس کی کیفیت معلوم ہوچکی کہ یہاں کام کا نہیں اور قرآن و حدیث سے
کچھ ثبوت نہیں ۲ اقول باللہ التوفیق فاکہانی کے قول کا بطلان و بلا دلیل و غیر معتبر ہونا و ضعیف و مرجوح و مقابل
جمہور ساقط ہونا یا بالفرض اول اسکے پاس دلیل کا وجود ہوئے مع انہ باطل بعد کو زمانہ اتفاق کل علماء میں
بعد فوت فاکہانی کے اوس دلیل کا باقی نرہنا بخوبی ابھی معلوم ہوگیا ہے اور اس محفل کی اصل جو علماء نے نکالی ہے اور دوسرے
متبحرین و محققین نے اوسکو تسلیم کیا ہے اسکو یہ جامع براہین کہتا ہے کہ اسپر قیاس کرنا کام کا نہیں ہے امام جلال الدین

سیوطی وابن حجر وعلامہ ملا علیقاری وغیرہم متبحرین فضلاء وعلماء تو اُس قیاسکو جائز ولپسند کریں اور یہ
گنگوہی کہ بمقابلہ ان علماء کی طفل مکتب ہونیکی بہی لیاقت نہیں رکہتا ہے اور اُن کی کلام کی فہم کی بہی اسکو
تمیز نہیں چنانچہ آگے معلوم ہوگا یہ اُس قیاس کو کام کا نہ بتاوے بلکہ اوسکو بیفہمی وبی علمی سے رد کرے
مولوی احمد علی سہارنپوری جو ہمارے معاصر تھے اور ہم اُنسے اچھی طرح واقف ہیں کہ جمیع علوم کما حقہ
کے وہ فاضل بھی نہ تھے مشکوۃ وبخاری پر حواشی مختلفہ شروح علماء سے دیکھکر اونھوں نے لکھدئے تھے اور بعض
لوگونکو اونہوں نے آخر عمر میں احادیث پڑھائی ہے یہ بہت بڑی علم وفضل کی کوئی بات نہیں اُن کے قولکو جو مخالف
جمہور بلکہ خلاف علم واصول کے تہا کہ ادنی طالب علم بھی اُنکی غلطی پر واقف ہوسکتا ہے چنانچہ معلوم ہو جائیگا
صاحب انوار ساطعہ نے رد کیا تہا تو براہین کے صفحہ ۱۵ و دیگرہ ۱۵ میں جامع براہین نے یہ کہا کہ ذ مگر یہان بی ساختہ
طبع نے یہ شعر لکہا ۔ ظہور حشر ہو کیونکہ کلچڑی گنجی :: حضور بلبل بستان کرے نوا سنجی سبحان اللہ مولانا
احمد علی صاحب مرحوم محدث کی حدیث نقل کردہ اور اسکے تنقید میں عبد السمیع کلام کرے قیامت آئی صدق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا توسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ رواہ البخاری انتہی دیکھو آسمان
کا تہوکا منہ کو آیا اور اسکو لگا ہدف خود مولوی رشید احمد گنگوہی اور چیلہ اونکا ہوا اب ہم کہتے ہیں کہ بی ساختہ
یہ شعر مولوی رشید احمد وچیلہ پر صادق آیا اور خدا تعالی نے اُنکو لونکو مصداق اُسکا بنایا ۔ ظہور حشر ہو
کیونکہ کلچڑی گنجی :: حضور بلبل بستان کرے نوا سنجی مولوی رشید احمد واونکا چیلہ ابن حجر و جلال الدین و دیگر
علماء محققین مقبولین معروفین کا رد کریں اور اُنکی اصل نکالی ہوئے پر کلام کریں اور اُنکی قیاس کو کہیں کہ
کام کا نہیں قیام قیامت کیوں نہ ہووے صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر
الساعۃ رواہ البخاری سچ ہے کہ جو کوئی بہائی کیواسطے کنواں کہودتا ہے خود گرتا ہے اور جامع براہین نے حدیث
غریب کے بارہ میں صفحہ ۱۵۱ میں تقریر بالکل لچر کی ہے اور کلام صاحب انوار کو ہرگز نہیں خیال کیا ہے بہلا صاحب
انوار کے قول سے یہ کب مفہوم ہے کہ غریب حدیث منحصر ضعیف میں ہے اور شیخ کے مقدمہ میں حدیث صحیح ایک
راوی والیکو ذکر کیا ہے اُسکا صاحب انوار نے کب انکار کیا ہے جو حوالہ مقدمہ شیخ وعلل ترمذی جامع براہین
دیتا ہے اسکی غرض تو یہ ہے کہ بعض محل میں غریب بمعنی ضعیف ومطعون بہی آئی ہے اور عادت ترمذی
کی ہے کہ غریب کیساتھ حسن وصحیح کو ذکر دیتا ہے اور ظاہر ومتبادر یہی ہے کہ جسجگہ ترمذی نے غریب فقط کہا ہے
تو اسکے نزدیک اس حدیث کا حسن یا صحیح ہونا ثابت نہیں ہوا ہے ورنہ ہر غریب ترمذی کے نزدیک
صحیح ہے یا حسن ہے مثلاً تو کہیں بلفظ صحیح وحسن ذکر کرنا اور کہیں ذکر نکرنا لغو وبیفائدہ ہوگا اور کلام عاقل کو لغو سے

حتی الامکان بچانا ضرور ہے اور اسکی یہی سبیل ہے کہ غریب ترمذی کے نزدیک بھی دو قسم ہے ایک مطعون وضعیف و دوسری غیر مطعون و غیر ضعیف پس جگہہ مطعون نہیں ہوتی تو اوسکو حسن یا صحیح کہدیتا ہے اور جسجگہہ مطعون وضعیف ہوتی ہے وہان فقط غریب کہکر چپ ہو جاتا ہے اس احتمال قریب کے حالت مین قول ترمذی مین لغو بیفائدہ ہونا لازم نہین آتا ہے شیخ کے مقدمہ کی عبارت خود جامع براہین نہین سمجھا ہے شیخ کی عبارت سے یہ ہرگز مفہوم نہین کہ سوائے صاحب مصابیح کے دوسرے کسی سے حدیث غریب سے یہ مراد نہین ہوتی ہے بلکہ شیخ کی عبارت هذا هو المراد من قول صاحب المصابيح من قوله هذا حديث غريب كما قال بطريق الطعن کا یہ ظاہر مطلب کہ صاحب مصابیح کے قول مین غریب سے مراد یہی مطعون حدیث غریب مراد ہوتی ہے اس سے یہ مفہوم ہوا کہ کسی دوسرے محدث کی یہ مراد ہوتی ہی نہین ہے مثلاً کوئی شخص کہے زید جب لفظ عالم کا اطلاق کرتا ہے تو اوس سے عمر ہی مراد لیتا ہے اب اس سے یہ کہان مفہوم ہوا کہ کوئی دوسرا اطلاق لفظ عالم کا کرتا ہے تو اوس سے عمر ہرگز نہین لیتا ہے اور ترمذی کی اصطلاح جدید فقط حسن حدیث مین ہے باقی اقسام مین ترمذی مانند دیگر محدثین کی ہے جس معنے مین جس لفظ کو مانند غریب صحیح کی دوسرے محدثین استعمال کرتے ہین ترمذی بھی کرتا ہے قال فی شرح النخبة فعرف بهذا انه انما عرف الذی یقول فيه حسن فقط اما ما يقول فيه حسن صحيح او حسن غريب او حسن صحيح غريب فلم يعرج على تعريفه كما لم يعرج على تعريف ما يقول فيه صحيح فقط او غريب فقط فكانه ترك ذلك استغناء لشهرته عند اهل الفن واقتصر على تعريف ما يقول فی كتابه حسن فقط اما لغموضه واما اصطلاح جديد ولذالك قيده بقوله عندنا ولم ينسبه الى اهل الحديث انتهى پس غریب وصحیح کے بارہ مین جب ترمذی کی کوئی اصطلاح جدید نہین ہے تو اوسکو غریب کہدینا بھی مانند دوسرون کے ہوا پس جسطرح صاحب مصابیح غریب سے مراد مطعون لیتا ہے اسطرح ترمذی بھی لیتا ہے بعض مواقع مین چنانچہ مشکوۃ کے کتاب العلم مین یہہ حدیث ابی ہریرہ رض کی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الكلمة الحكمة ضالة الحكيم فحيث وجدها فهو احق بها رواه الترمذی وابن ماجة وقال الترمذی هذا حديث غريب وابراهيم بن الفضل الراوی يضعف فی الحديث اس سے ظاہر ہے کہ ترمذی کے نزدیک غریب ضعیف کیساتھ جمع ہو جاتی ہے اور ہر غریب اوسکے نزدیک صحیح نہین یہ فی الواقع بیفہمی جامع براہین کی ہے اور صاحب انوار پر اتہام بیفہمی و ناوانیکا صفحہ ۱۵۲ مین لگاتا ہے اور حدیث غریب کو بدون اثبات بحسب قواعد و اصول حدیث کے صحیح بناتا ہے اور یہ شعر ؎ گر نہ بیند بروز شپر چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ٭ پیش کرتا ہے اب ہماریطرف سے بھی شعر جامع براہین کے دارد ہے اور جہل مرکب کا تحقق اوسکے حق مین ہی یہ دوسرا ہدیہ ہماریطرف سے

ہر بیت آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند ؛؛ در جہل مرکب بد الدہر بماند ؛؛ اب صاحب انوار اس سے بری ہے اور حدیث
سالم بن عبید جو جامع براہین گنگوہی صاحب اپنی خوش فہمی سے صفحہ مذکور بالا میں ذکر کرتے ہیں اُس سے یہ کہاں ثابت
ہوا کہ وقت عطسہ کے زیادت والسلام علی رسول اللہ پر طعن ابن عمرؓ کا نہی کے سبب سے نہیں تہا اس حدیث سے یہ مفہوم
ہوا کہ عاطس نے جو ترک وظیفہ کیا تہا اوسپر تنبیہ آنحضرت صلعم نے اوسکو کی یہ صاحب انوار کے مخالف نہیں ہے بلکہ
موافق ہی کیونکہ نہی صریح اور ترک سنت معنیٰ دونون کا ایک حکم ہواہ ایک حکم کا مستلزم ہی یا نہی ضد اسکی کو جیسا کہ ماہر فن
پر روشن ہے اور یہ حدیث مفید منع زیادت کی نہیں ہی بلکہ یہ مفید منع ترک وظیفہ کی ہے اور دعوی تمھارا
کراہت اثبات زیادت کا تھا اور نہی زیادت سے کہ تم مدعی تھے اور تمنے ترک کسی سنت کا ادعا کیا ہوتا اور ترک سنت
کی کراہت و ممنوعیت پر اس سے حجت لاتے تو درست ہوتا اس حجت کو دعوے سے کچھ علاقہ نہیں ہی لیس اسکا
ذکر تمہاری نافہمی صرف ہی اب آپ ہی فرمائی فہمید خوب آپکی ہے یا صاحب انوار کی × بنور طفلی واز نوش نیش ہیبرے
زعشق ماچہ کہ از حسن خویش بیخبرے ؛؛ اور کیا ضرور تہا کہ تمھا فان تصلی فی ھذا المواطن صراحتًا ابن عمر کہتے ایک مقصود
چند عبارات سے ادا ہوسکتا ہی جو مفید وقت ہوتا جاتا وہ فرما دیا مقصود حاصل ہوگیا الغرض اسی قسم کے بہت سے
ہذیانات و وسواس ہی غایات جامع براہین کے جس سے سراسر بیعلمی ظاہر ہوتی ہے اور بعد تسلیم اس امر کی کہ یہ حدیث مفید
منع زیادت کی ہے ہم کہتے ہین کہ جامع براہین کو یہ خبر نہین کہ بعض امور شرعیہ محدود و مقدر ہین اور بعض غیر محدود
و غیر مقدر محدود و مقدر مین زیادت نقصان جائز نہین اور غیر محدود و غیر مقدر مین زیادت کا جواز ہی چنانچہ تلبیہ مین
اسیواسطے ہمارے علماء زیادت کے جواز کے قائل ہوتے ہین اور امام شافعیؒ اذان والتحیات پر قیاس کرتے ہین
کہ جسطرح اذان و تشہد مین زیادت درست نہین ہے تلبیہ مین بھی درست نہین ہے فی الھدایۃ ولو زاد فیھا جاز خلافًا
للشافعی رح فی روایۃ الربیع رح وھو اعتبرہ بالاذان والتشہد من حیث انہ ذکر منظوم انتہی اور ہمارے علماء حنفیہ
یہی جواب دیتے ہین کہ تشہد حرمت و عزت نماز مین ہی اور نماز مین وہی جائز ہی جو وارد ہے اور وارد کے ساتھ ہی
مقید ہے غیر وارد اوسمین جائز نہین ہے فی فتح القدیر بخلاف التشہد لانہ فی حرمۃ الصلوۃ والصلوۃ
یتقید فیھا بالوارد لانھا لم یجعل شرعًا کحالۃ عدمھا ولذا قلنا یکرہ تکرارہ بعینہ حتی اذا کان التشہد الثانی
قلنا لا تکرہ الزیادۃ بالماثور لانہ اطلق فیہ من قبل الشارع لنظر الی فراغ اعمالھا انتہی اس سے واضح ہی کہ امور
نماز کے اور اذان و تشہد کے اسی قسم کے ہین کہ انمین زیادت و کمی جائز نہین ہی اور تلبیہ مین زیادت جائز ہے وہ
اس قسم مین نہین ہے کہ زیادت جائز نہووے رد المحتار مین بھی ہے کہ امور صلوٰۃ کے امام صاحب کے نزدیک محصور و محدود
ہین لھذا قال فی السراج ویکرہ ان یزید فی التشہد حرفًا ویبتدی بحرف قبل حرف قال ابو حنیفۃ ولو نقص من

قشہد اوزاد فیہ کان مکروھا لان اذکار الصلوۃ محصورۃ فلا یزاد علیہا انتہی پس امور شرعیہ کا دو قسم ہونا واضح
ہوگیا اور ذکر عطسہ کہ الحمد للہ واسطے عاطس کے محدود و محصور ہے وہ بھی مانند اذان وغیرہ کے ہے کہ زیادت و نقصان کا
محتمل نہیں ہے قال الشیخ فی اللمعات شرح المشکوۃ تحت الحدیث المعہود انما علمنا فیہما ان نقول
الحمد للہ علی کل حال فقط من غیر زیادۃ سلام فیہ علی انہ ینبغی فی الذکر والدعاء الاقتصار علی الماثور
من غیر ان یزاد او ینقص فالزیادۃ فی مثلہ نقصان فی الحقیقۃ کما لا یزاد فی الاذان بعد الاذان بعد التہلیل
محمد رسول اللہ وامثال ذلک کثیر انتہی پس جب امور شرعیہ دو قسم کے ہوئے کہ ایک مین زیادت درست اور
دوسری قسم مین زیادت درست نہیں جو ذکر مخصوص اوسمین وارد ہو وہی درست ہے اور مقام عطسہ بھی اونہیں امور
محدود و محصور مین سے ہے تو اس حدیث عطسہ سے استدلال کراہت محفل پر پکڑنا نہایت درجہ کی بیعلمی و نافہمی ہے
کیونکہ محفل میلاد مین کسی امر محدود و محصور شرعی کا ثبوت اول ہولیا ہوتا اور اوسپر کوئی امر زیادہ کیا جاتا تو
اس سے استدلال ممکن تھا اور محفل میلاد مین تو کوئی امر محصور و محدود موجود ہی نہیں ہے کہ اوس پر زیادت ممنوع
ہووے اگر کسی وہابیکو ادعاء ہے کہ فلان امر اس موقع محفل میلاد شریف مین بفرمان شارع علیہ السلام محصور و محدود
معین ہے کہ زیادت اوسپر جائز نہیں تو ثابت کرے فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس
والحجارۃ کا مصداق یہ فرقہ وہابیہ ہے اور اس محفل میلاد شریف مین تقیید ہرگز نہیں ہے فقط اپنی جہالت و عدم
اطلاع سے اوسکے معنے و ماہیت تقید کے کوئی تقیید مطلق بتاوے تو اوسکو اپنی جہل مرکب پر رونا چاہیے
انشاء اللہ اقوال آیندہ مین حال تقیید مطلق کا بھی آتا ہے جس سے بیعلمی جامع براہین کی واضح ہو جاویگی کہ اوس بھلے
آدمی کو معنی تقیید مطلق سے بالکل خبر نہیں ہے اور کسی اہل علم سے تقیید مطلق کے معنے اوس نے سنے بھی نہیں ہین
فقط لفظ سن بھاگا ہے الغرض اس جامع براہین نے قبل بیان اونکی کے قیاس جلال الدین و ابن حجر کا دونون
اصلون پر باطل ہے اس قسم کی ہذیانات فاسدہ لکھکر اپنے نامۂ اعمال سیاہ کئے ہین اور اپنی بیعلمی و نافہمی کا اظہار
از کیا رہ بخوبی کر دیا ہے اور دیکھو اپنے مطلب فاسد کی ثابت کرنیکو عبارت حسن المقصد جلال الدین سیوطی کے
جو یہ ہے وان لم یرد فیہ نص ففیہ القیاس علی الاصلین جامع براہین نے بدلدیا ہے بایں طور کہ ولیس فیہ نص
ولکن فیہ قیاس علی الاصلین اور اس سے یہ ثابت کیا کہ نص و اجماع بلکہ ہرسہ حجت کا سیوطی نے صاف انکار کیا اور
اور جامع براہین صاف فرماتے ہین کہ اجماع کے ہوتے ہوئے قیاس کی کیا ضرورت جامع براہین کو یہ خیال نہیں کہ
قطع بحث کیواسطے سند اجماع کے اظہار کا قصد سیوطی نے کیا ہو اسواسطے قیاس کی ضرورت جانی ہو فلا بد لرفع
ھذا الاحتمال من دلیل اس سے انکار اجماع جاننا جامع براہین کی فہم پر دال ہے پھر جو عبارت نور الانوار اس بارہ مین پیش کی

کہ اجماع کیواسطے اتفاق مجتہدین صالحین چاہئے اور منار کی عبارت لکھی کہ شرط اجتماع کل کا ہی اور خلاف واحد مانند
خلاف اکثر کے ہی یہ بھی عدم علمی پر دال ہے اسواسطے کہ عبارت نور الانوار و منار سے یہ واضح نہیں ہے کہ بلا دلیل
والے لوگ و با دلیل والے سب کا اتفاق ہووے تو اجماع ہے ورنہ نہیں اور خلاف دلیل اجتہادی و بلا دلیل فقط عدم علم کے
سبب ہے اور توہمات کے باعث سے بھی کوئی خلاف کرے تو اجماع کا تحقق نہیں ہو سکتا ہے یہ او پر علم اصول سے
معلوم ہو چکا ہی کہ خلاف جو مضر اجماع ہی وہ ہی جو دلیل اجتہادی سے ہووے اور عدم علم و انحصار بدعت کرامت
وحرمت میں شرعاً و عقلاً کوئی دلیل نہیں ہے اور فاکہانیکا انکار ایسا ہی بلا دلیل ہے پس وہ ہرگز مضر اجماع کو
نہیں مگر یہ بات پڑہا ہوا آدمی وصحبت یافتہ علماء جانے جامع براہین جیسے کیا جانے اور گنگوہی ہر قرن میں علماء کا خلاف کرنا
بیان کرتا ہے اگر یہہ دعوے سچا ہے تو زمانہ فاکہانی سے آجتک ہر قرن میں خلاف کرنیوالوں کا نام اور انکے ادلہ شرعیہ جنکی سبب
اونہوں نے خلاف کیا ہی بیان کرے اور انکا لائق خلاف کرنیکی ہونا ثابت کرے ورنہ جسطرح جامع براہین نے بیچ صفحہ ۱۴۹
صاحب انوار ساطعہ کے حق میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین لکھا ہے اوسکا مرجع اپنے کو جانے اور جسطرح نذیر حسین غیر مقلد
دہلوی نے معیار میں لکھا ہی کہ اجماع کی سند معلوم ہونا چاہئے ورنہ اجماع باطل ہے ہی وہی یہ گنگوہی صاحب بھی فرماتے
ہیں اور عبارت تلویح و توضیح دونوں میں خیانت کر کے آخر سے اوڑا کے لکھتے ہیں (اور پہر سند اجماع کی بھی
ضروری ہے علی المختار قال فی التوضیح وسند الاجماع خبر الواحد والقیاس عندنا والجمہور علی انہ
لا یجوز الاجماع الا عن سند من دلیل او امارۃ لان عدم السند یستلزم الخطاء اذ الحکم فی الدین بلا دلیل
خطاء انتہی من تلویح) یہ عبارت جامع براہین صاحب کی ہے اس سے انکی اگر یہ غرض ہی کہ سند اجماع کی ہمکو معلوم
ہونا ضرور ہی ورنہ اجماع باطل ہے پہر توفساد اوسکا اظہر من الشمس ہے کہ اسواسطے ہر کس و ناکس کو سند اجماع کی
معلوم ہونا ضرور نہیں فقط مجمعین کو معلوم ہونا چاہئے اور اگر یہ غرض ہے کہ سند اجماع واقع میں ضرور ہوتی ہی تو
یہ آپکو اس محل میں مفید نہیں اور نہ کسی کو مضر ہے پس ذکر اوس کا لغو بیفائدہ ہے اور سند موقوف علیہ اجماع کے
بایں طور کہ سند نہووے تو اجماع لذاتہ حجت نہووے ہرگز نہیں ہی بلکہ اجماع لذاتہ حجت ہی توضیح و تلویح میں اسہی عبارت
کی ساتھہ یہ موجود ہے جامع براہین نے وہ عبارت نقل نہیں کی ہی اور خیانت ظاہر کی ہے پوری عبارت توضیح کی
یہ ہی واما الخامس ففی السند والناقل یجوز ان یکون سند الاجماع خبر الواحد والقیاس عندنا وعند البعض
لابد من قطعی فلنا یکون الاجماع لغو اح وکونہ حجۃ لیس من قبل دلیلہ بل بعینہ کرامۃ لہذہ الامۃ انتہی اس عبارت توضیح میں لفظ یجوز
ان یکون کے لفظ کو اول ہی جامع براہین نے اوڑا دیا کہ اسکی مدعی کے خلاف تہا اسنے سند کی ضروری ہونیکا دعویٰ کیا اور لفظ مذکور جواز پر دال ہی اور
لفظ عندنا سے لیکر آخر تک تمام عبارتکو اوڑا دیا جس سے ثابت ہی کہ اجماع حجت دلیل و سند کے سبب سے نہیں بلکہ بعینہ بطور کرامت اسکی حجت ہے بلکہ جامع براہین نے اپنا مسئلہ کا

قاطع ہی اسمین یہ عبارت جامع براہین نے کی اور تلویح کی بہت سی عبارت آخر سے کاٹ ڈالی چونکہ قطعاً و قاطبۃً اوسکی حق مین سم قاتل تھی اور آخر تلویح کی عبارت یہ ہی وجوابہ ان کون الاجماع حجۃ لیس مبنیا علی دلیل ای سند بل ہو حجۃ لذاتہ کرامۃ لہذہ الامۃ واستدامۃ لاحکام الشرع انتہی اس عبارت تلویح سی بھی واضح ہی کہ اجماع لذاتہٖ حجت ہے مبنی سند پر نہین ہی صاحب انوار ساطعہ نے فقط اس سبب سی کہ جامع براہین کی زعم مین ترجمہ بعض عبارت شیخ کا نہین لکھا تھا اردو مین اور پوری عبارت نقل کردی تھی صفحہ ۱۱ براہین مین یہ **مصرع** چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد لکھدیا اب منصفین انصاف کرین کہ دزدی وخیانت یہ ہی کہ گنگوہی جامع براہین نے عبارت توضیح وتلویح مخالف اپنی مقصود کو اوڑا دیا ہی یا وہ جو صاحب انوار نے کیا ہی شاید جامع براہین کے نزدیک عبارت مین فردوے درست ہے اور خیانت عبارت کی جائز ہی اور ترجمہ نکرنا درست نہین ہے یہ بھی کسی شرع جدید وہابیہ مین لکھا ہوگا نعوذ باللہ من ہذہ الخدعۃ والضلالۃ بعد ان واہیات مزخرفات کی اس ورطۂ ظلما اسوادبی وجہل مرکب مین جامع براہین آنکر گرا کہ دو اصلین کہ وہ دو حدیثین ہین جو ابن حجر و جلال الدین سیوطیؒ نے استحباب محفل میلاد شریف کی نکالی ہین صفحہ ۱۶۱ براہین گنگوہی وہیلہ نے کہا کہ (وہ دونون اصل فاسد بھی ہین) اور کہا کہ (اگر حق یہ ہی یہان قیاس بھی صحیح نہین ہے اسواسطے کہ منجملہ شرائط صحت قیاس کے یہ بھی شرط ہی کہ فرع مین کوئی نص مخالف حکم قیاس کے موجود نہو اگر ایسی نص موجود ہوگی تو قیاس باطل ہوجاویگا اور یہ بھی شرط ہی کہ قیاس فرع مین حکم نص کو متغیر نکرے اعنی مطلق مقید مثلاً قال فی التوضیح ولایصح القیاس انکان فی الفرع نص لانہ انکان موافقا للنص فلاحاجۃ الیہ وانکان مخالفا یبطل وان لایغیر القیاس حکم النص فلا یصح شرطیۃ التملیک فی طعام الکفارۃ قیاسا علی الکسوۃ لانہما تغیر حکم قولہ تعالی فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین وکذا شرط الایمان فی کفارۃ الیمین قیاسا علی کفرۃ القتل مخالف اطلاق النص انتہی ماتفوہ گنگوہی اب منصفین کو غور کرنا چاہئے کہ چھوٹا منہ بڑی بات جامع براہین جس کا علم و امانت کا حال اوپر کچھہ معلوم ہوگیا اور فہم کا حال کھلگیا وہ متبحرین ومحققین کے قیاسکو باطل کرے اور اصل انکی فاسد بتاوے یہان وہ جو اوپر ہمنے لکھا ہے اور اوسکا لکھا ہوا اسی پر منقلب کیا ہی یعنے ع طہور حشر نہو کیونکہ کلچڑے نکلنجے ؛؛ حضور بلبل بستان کرے نوا سنجے ؛؛ اس پر کیونکر صادق نہووے اب گنگوہی کے فہم کو اور علم کو یہان بھی معلوم کرنا چاہئے توضیح کی عبارت تو نقل کردی لکن اُس سے کچہ بحث نہین کہ یہ اس محل مین منطبق ہی یا نہین پس جاننا چاہئے کہ توضیح کی عبارت کا جو مطلب ہی وہ تو درست و بجا ہے لکن وہ مطلب قیاس جلال الدین سیوطی وابن حجر پر مستقیم نہین ہے جس سے بطلان قیاس جلال الدین سیوطی وابن حجر لازم آوے اس لیئے کہ صاحب توضیح اُس قیاس کو باطل فرماتے ہین جو مخالف نص ہووے یا حکم نص کو متغیر کردے جسکو نص ایل

اصول نے لکہا ہی اور وہی مراد صاحب توضیح کی اس محل میں ہے جو وہ نص اس محل میں موجود نہیں ہی کہ قیاس جلال الدین
و ابن حجر اس سے مخالف ہوکر اور اوسکے حکم کا مغیر ہوکر باطل ہو جاوے اور اہل اصول صاحب توضیح وغیرہ تمام اہل اصول
اوس لفظ کو نص کہتے ہین کہ اوسکی مراد نفس صیغہ سے ظاہر ہووے اور اوسکے ہی واسطے اوس لفظ کا سوق بھی ہو
قال فی الحسامی الظاہر ہو ما ظہر المراد منہ بنفس الصیغۃ والنص فہو ما ازداد وضوحا علی الظاہر بمعنی
فی المتکلم نحو قولہ تعالی فانکحوا ما طاب لکم من النساء الآیۃ فانہ ظاہر فی الاطلاق نص فی بیان العدد لانہ
سیق الکلام لاجلہ انتہی وقال فی التوضیح اللفظ اذا ظہر منہ المراد یسمی ظاہرا بالنسبۃ الیہ ثم زاد الوضوح
بان سیق الکلام لہ یسمی نصا انتہی اور یہ ظہور مراد کا نفس صیغہ سے بہ نسبت عارف باللسان ہی کہ جسوقت
عارف باللسان لفظ سنے تو مراد جان لیوے یہ مخصوص مجتہد کی یا عالم محقق کے ساتہہ نہین ہی چنانچہ کتب
فن سے ماہر پر واضح ہے اور باوجود ایسے ظہور مراد کے متکلم نے اوسہی مراد ظاہر کیواسطے اونکا سوق بھی کیا ہوا
ہووے اور یہ امر بدیہی ہے کہ ایسی کوئی آیت حدیث موجود نہین کہ جس سے کہ محفل میلاد کی ممانعت ثابت ہووے
کہ قیاس جلال الدین سیوطی و ابن حجر جو مثبت جواز ہے اوس نص صریح الدلالہ وسوق لاجل ممانعت محفل
میلاد کے مخالف و مضاد ہو اور باطل قرار پاوے اور کوئی نص مثبت وجوب اطلاق ہووے اور قیاس مقید
مطلق ٹھہر اکر مغیر نص جانکر فاسد قرار دیا جاوے اور جسکو یہ جامع براہین نص بتاتا ہی اپنی زعم فاسد سے اوسپر تعریف
نصکی ہرگز صادق نہین ہی اور جسقدر امثلہ نصوص کے علماء نے ذکر کیئے ہین اونکے موافق قرار داد نص جامع براہین
ہرگز نہین ہی وہ تمام امثلہ ایسی ہی ہین کہ صراحۃ اونسے مقصود واضح اور مراد لائح وسوق لاجلہ ہین ہر عارف باللسان
اونکی مراد ظاہر سے جانتا ہی توضیح کی عبارت منقولہ جامع براہین مین قولہ تعالی فکفارتہ اطعام عشرۃ کی مراد عارف باللسان جانتا ہے
کہ کھانا کھلانا دس مساکین کو مراد ہے صراحۃ لفظ سے ثابت ہی اسیغرض کیواسطے اوسکو خداتعالی نے بیان فرمایا ہے
اور تحریر رقبہ سے مراد آزادی غلام کی ہے ایمان والا ہو یا نہو اور قولہ مثنی وثلاث ورباع سے مراد اعداد ہین اور
اور احل اللہ البیع وحرم الربو جواب مین کفار کے ہے جو انما البیع مثل الربو کہتے ہین جس سے مراد ظاہر ہے اور
سوق لاجلہ واضح ہے کہ واسطے فرق کے درمیان حکم بیع و ربو کے یہ قول باریتعالی نے فرمایا ہی و علی ہذا القیاس
تمام نصوص عند العلماء ایسے ہی ہین کہ ایسی دلالت ظاہری بہ نسبت عارف باللسان اونمین موجود ہی اور سوق
متکلم نے اوسہی مراد ظاہری کیواسطے کیا ہے اب منصفین غور کرین اول و آخر جو کچہ یہ گنگوہی پیش کرتا ہی اور انکو نصوص
بتاتا ہی وہ ایسے کہان ہین پس کوئی عاقل و عالم انکو نصوص منزلہ حق محفل میلاد شریف مین نہین کہہ سکتا ہے
گنگوہی اور اتباع اوسکے نصوص اونکو محفل میلاد کے حق مین بناوین اپنی بیعلمی سے تو کوئی عالم تو کیا ادنی طالب

علم جس نے شناشی بڑی ہوگی وہ بھی ہرگز انکو نصوص فی حق محفل المولد نہیں تسلیم کریگا اور کان نہ کہیگا اور ثبوت مطلق ذکر آن
حضرت صلعم کا بطور کلیت کے کسی آیت سے مستلزم اس امر کا نہیں کہ وہ آیت نص مصطلح اہل اصول ہو جاوے جو کہ
مراد عبارت توضیح وغیرہ ہے کہ جس سے مخالفت و تغیر حکم سے قیاس کا باطل و غیر مقبول ہو جاتا ہے صاحب توضیح وغیرہ نے
پس جب کسی نص کے مخالفت اور نص مطلق کی تغیر قیاس سے سبب عدم وجود نص ثابت نہیں ہے تو موافق عبارت توضیح بطلان
قیاس کا بھی ہرگز ثابت نہیں ہوا اور اس عبارت توضیح کے بعد جو جامع براہین کا یہ ہذیان ہے (پس اب سنو کہ سابقاً
محقق ہوچکا کہ احادیث سے ثابت ہولیا کہ مطلق کو مقید کرنا ممنوع ہے کہ تغیر حکم شرع کا ہے اور اوسپر اجماع
تمام امت کا ہے اور شرح منیہ سے بہی اوسکو خوب واضح اسیواسطے لکھا تھا اور ذکر فخر عالم اور شکر آپ کی وجود کا
نصوص میں مطلق وارد ہوا ہے مثلاً قولہ تعالی واما بنعمۃ ربك فحدث الآیۃ والشکر والنعمۃ الله الآیۃ پس
مطلق النصوص ندب ذکر فخر عالم کو قیاس سے مقید کسی ہیئت میں کرنا کسطرح درست ہوگا کہ یہ قیاس خلاف حکم نص کے
ہے اور مغیر حکم نص کو پس یہ قیاس ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا ہے اور جب قاعدہ اصول شرع کے یہ قیاس باطل ہے
کہ مغیر اور مخالف حکم نص کے ہے) کہتا ہوں میں کہ یہہ سراسر سودائی خام و اثر سرسام بدانجام ہے یہ مسلم ہے کہ مطلق
کو مقید کرنا ممنوع لیکن یہہ کلیۃً مسلم نہیں ہے کہ تقیید بدون واجب جاننے کی بہی اور اوسکی تاثیر ملنے کی بھی جائز نہو کے
چنانچہ اقوال آیندہ میں انشاء اللہ تعالی معلوم ہوجائیگا اور عدم تقیید مطلق پر اجماع بتانا ہی سراسر جہالت ہے بعض
مواضع میں تقیید مطلق و حمل مطلق پر مقید امام شافعی صاحب کا مذہب ہے چنانچہ عنقریب آویگا انشاء اللہ تعالی پھر اجماع
کہاں ہے آپکو یہ بھی نہیں خبر کہ اجماع کس چیز کا نام ہے پس یہ کلام ناشی ہے فرط جہالت با قلت تدبر سے اور جو
کچھ شرح منیہ سے لکھا ہے اوسکا بھی حال معلوم ہوجاویگا اور انشاء اللہ تعالی حق و باطل کہلجاویگا اور آیت اما بنعمۃ
اور آیت وان اشکروا سے ابہاماً و اجمالاً و عموماً نہ تنقیصاً و تصریحاً تحقیقاً ذکر فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور شکر آپ کے
وجود با جود کا ثبوت مفہوم ہے ایسی آیات کو نصوص کہنا اہل اصول کے نزدیک مستقیم نہیں عارف باللسان ذکر
میلاد کا ظہور و سوق لاجلہ یعنے بطور نص اس قسم کے آیات سے خیال ہرگز نہیں کرتا ہے پس انکو نصوص مصطلحہ
بتانا صرف جہل مرکب ہے اور یہ ایہام و اجمال مانع و غیر مجوز اظہار سرور مخصوص بایام معہودہ جو قیاس سے جلال الدین
سیوطی و ابن حجر و دیگر علماء ثابت کرتے ہیں ہرگز نہیں ہے اور یہ بھی جہالت محض ہے کہ ان آیات کو نصوص ندب کہا
جس سے واضح ہے کہ شکر نعمت واجب نہیں ہے ندب ہے اور اس صفحہ سے دوسرے صفحہ ۱۶۲ میں آیت لقد من الله
علی المومنین و قولہ تعالی ان الشکر و نعمۃ الله کو ذکر کیا اور شکر کو واجب کہا یہ تناقض صرف ہے جو دال جہالت
ہے ہے ایسے منخرافات جہالت و حماقت سے قیاس علماء کو باطل بتانا ہے شرم و حیا اوسکو نہیں جو منہ میں آتا ہے وہ کہتا ہے

اتنی تمیز و فہم بیجا یکو کہان ہی جو سمجھے کہ یہان قیاس سے کوئی مطلق مقید نہین ہوا ہے اول یہان نصوص بالمعنی المذکور
نہین ہی کہ انکی اطلاق کا مقید ہونا جو یہ بتاتا ہی وہ ثابت ہووے دوسرے بعد تسلیم وجود نصوص کے قیاس جلال الدین سیوطی
وابن حجر و دیگر علماء سے تقیید مطلق جو ممنوع ہے لازم نہین آتی کیونکہ تقیید من حیث ہو ہو مقتضی ہوتی ہی ایجاب شیئی زائد کو
مطلق پر قال مسلم الثبوت وشرحہ بحر العلوم ان التقیید من حیث ہو ہو یقتضی ایجاب زائد علی المطلق
انتہی وقال قبل ورقۃ فی ذلک الکتاب وانکانا مثبتین فان وردا معًا والسبب واحد حمل المطلق
علیہ ای یراد بالمطلق المقید ضرورۃ ان السبب الواحد لا یوجب المتنافیین من الاطلاق والتقیید فی وقت واحد
ولو لم یحمل یلزم ذلک والمعیتہ قرینۃ البیان کما فی التخصیص وفیہ اشارۃ الی ان الحمل انما ہو اذا کان الحکم
الایجاب دون الندب والاباحۃ اذ لا تمانع فی اباحۃ المطلق والمقید بخلاف الایجاب فان الایجاب المقید
یقتضی ثبوت المواخذۃ بترک القید وایجاب المطلق اجزاءہ مطلقا انتہی وقال فی التلویح اذ لو حمل المطلق علی المقید
یلزم ابطال المطلق لانہ یدل علی اجزاء المقید وغیر المقید وفی الحمل علی المقید ابطال للامر الثانی انتہی
اول عبارت سے واضح ہی کہ تقیید مطلق کی ایجاب زائد کو مقتضی ہے دوسری عبارت سے لائح ہی کہ مطلق مقید دونون
مثبت ومعًا وارد ہون اور سبب بھی واحد ہو تو مطلق سے مراد مقید ہے کیونکہ سبب واحد متنافیین یعنے اطلاق وتقیید دونون
کو ایکوقت مین واجب نہین کرتا ہی اور اس قول مین کہ متنافیین کو سبب واحد ایکوقت مین واجب نہین کرتا ہی اشارہ اسطرف
ہی کہ حکم ایجاب ہو تو مطلق سے مراد مقید حالت مذکورہ مین ہوگا اور ندب واباحت مین یہ نہین ہی کہ مطلق سے مقید مراد ہو
اور حمل مطلق کا مقید پر ہو کیونکہ ممانعت وتمانع اباحت مقید ومطلق مین نہین ہی یعنے مطلق اور مقید دونون مباح ہون تو
اسمین تمانع نہین اور دونونکی اباحت کی حالت مین مطلق کو مقید پر حمل کرنا نہین ہی اور عبارت تلویح سے ظاہر ہی کہ حمل
مطلق کا مقید پر کرنیسے بطلان مطلق کا لازم آتا ہی کیونکہ مطلق دال ہے اس پر کہ مقید وغیر مقید دونون کافی ہوتے ہین
اور مطلق کو مقید کرنا غیر مقید کے کافی ہونیکو باطل کرتا ہی پس قیاس جلال الدین سیوطی وابن حجر کسی صفت وہیئت کا واجب
ہونا ثابت نہین کرتی ہی جو مقتضی تقیید کہ وہ ایجاب زائد علی المطلق ہے اوسپر صادق آوے اور قیاس تقیید مطلق کہا جاوے
جب اقتضاء تقیید یہان موجود نہین تو یہ قیاس مقید مطلق کا ہرگز نہین ہی اور یہ قیاس واسطے اثبات اباحت وندب محفل کے
ہی نہ واسطے اثبات ایجاب کسی صفت وہیئت محفل کی پس تقیید مطلق ممنوع کہ جس سے ایجاب قید لازم آوے وہ یہان نہین ہے
اور دوسری عبارت مسلم الثبوت وشرحہ بحر العلوم سے مفہوم ہی کہ اباحت مطلق ومقید کی درمیان تمانع نہین ہی یعنے
مطلق ومقید دونون جائز ہون نہین کچھ تنافی وتمانع نہین ہے پس قیاس سے جو جواز واباحت وندب ثابت ہوا تو رافع
ومانع ومخالف مطلق کے نہوا پس بطلان قیاس ہرگز نہین ہے اور عبارت تلویح سے یہ واضح ہو چکا ہی کہ مطلق کو مقید

کر نیسے ابطال غیر مقید کا ہوتا ہی اور مطلق سے تقید و غیر مقید دونوں کا کافی ہونا ثابت ہوتا ہی اور قیاس جلال الدین سیوطے
و ابن حجر سے یہ امر ثابت ہوا کہ مقید جائز ہی اور قیاس مذکور سے ابطال غیر مقید ہرگز مفہوم نہیں ہی پس تقید مطلق
جو مقتضی ابطال غیر مقید کو ہی قیاس سے لازم نہیں آتی ہی پس قیاس مذکور سے تقیید مطلق کا گمان کرنا سراسر نافہمی ہے
الغرض تقیید مطلق و تغیر حکم نص اُسوقت ہوتا ہی کہ قید شرط جواز قرار دیجاوے اور موقوف علیہ جواز کی مانی جاوے کہ قید پائی
جاویگی تو جواز پایا جاویگا اور قید نہوگی تو جواز نہوگا جامع براہین نے جو عبارت توضیح کی نقل کی ہے اُس سے یہی واضح
ہی کہ قید کا موقوف علیہ و شرط قرار دینا مطلق میں صحیح نہیں ہے چنانچہ یہ الفاظ توضیح کے ہین وان لا یغیر القیاس
حکم نص فہذا ہو الشرط الرابع فلا یصح شرطیۃ التملیک فی طعام الکفارۃ الخ یعنے تغیر دینا قیاس کا حکم نص کو نا جائز ہی اس پر
یہ متفرع ہی کہ تملیک طعام کفارہ مین شرط کرنا کہ ثابت ہی قیاس کر کے صحیح نہیں ہی اور اسیطرح کفارہ مین جو غلام
آزاد کیا جاوے اوسکے مؤمن ہونیکو شرط کرنا صحیح نہیں ہے دیکھو توضیح مین شرط کرنا تملیک طعام و ایمان کا غیر
صحیح کہنا ہی اور شرط موقوف علیہ ہوتی ہے کہ بدون اوسکے مشروط جائز نہیں ہوتا ہی یہ تقیید مطلق و مغیر حکم
نص ہے اگر قیاس سے جلال الدین سیوطے و ابن حجر نے یہ ثابت کیا ہوتا کہ جواز ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے واسطے
ہیئات مخصوصہ شرط ہین اور بدون ہیئات مخصوصہ کے ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے مشروط اس تقدیر پر ہونا
ہی جائز نہین ہے تو تقیید مطلق و تغیر حکم نص مطلق ہوتا اور جب قیاس سے شرط و موقوف علیہ ہونا ثابت نکیا تو
تقیید مطلق و تغیر حکم جو توضیح کی عبارت سے واضح ہرگز نہین ہے اور قیاس سے استحباب کا ثابت کرنا مبطل مطلق کا نہین ہے
اور یہ تقیید مطلق نہین ہی کیونکہ اوسیر عبارت تلویح سے واضح ہی ہوگیا کہ مقید مبطل مطلق ہوتا ہی پس واضح ہی کہ جو مقید مبطل
غیر مقید کا نہین ہی وہ مقید ہی نہین ہی اور استحباب کے ثبوت سے مطلق مرتفع و باطل نہین ہوتا ہی پس اثبات استحباب
سے تقیید مطلق لازم نہین آتی ہی بلکہ افادہ استحباب قید و فضل قید کرے تو مقید عزیمت ہی اور مطلق رخصت ہی تلویح
مین بیچ بحث مطلق کے ہی فان قیل حکم المقید یفہم من المطلق لو لم یحمل علیہ بلزوم الغاء المقید اجیب بانہ
یفید استحباب القید و فضلہ وانہ عزیمۃ والمطلق رخصۃ ونحو ذلک وبالجملۃ ہو اولی من ابطال حکم
الاطلاق انتہی اسیقدر بیان سے خوب واضح ہی کہ قیاس امام جلال الدین سیوطے و ابن حجر بطلان فساد سے سالم
ہی اور عبارت توضیح سے ہرگز اوسکا رد نہین ہوتا ہی اگر جامع براہین کے فہم مین عبارت توضیح آئی ہوتی تو ہرگز اس عبارت کو
جو با علی صوت ندا کرتی ہی کہ تغیر و تقیید مطلق جو مبطل قیاس سے ہے وہ ہی جس سے قید کا شرط ہونا ثابت ہووے اور
وہ یہان مفقود ہی پیش نکرتا، وعار جاہلیت کی ظہور کی اپنے اوپر نہ لیتا جس جس مقام پر اس کتاب مین جامع
براہین نے قیاس مذکور کو باطل و خلاف یا کسی امر کو امور متنازع فیہا سے مقید مطلق قرار دیا تمام کا جواب بیان ہوگیا ہے

پیر اور مولوی

اور مولوی احمد علی سہارنپوری کی عبارت مین جو یہی تقریر واقع ہوئی ہی اور مجلس میلاد شریف کو اسہی تقیید مطلق کی زعم
سہی مکروہ وناجائز وبدعت قرار دیا ہی اوسکا بطلان بھی ظاہر ہوگیا ان حضرات کو علم اصول سے کچہ خبر نہین ہی تقیید مطلق کی حقیقت
سے بالکل واقف نہین انکی غرض یہہ ہی کہ ہیئت مذکورہ مجلس میلاد کا عدم ضروری ہی جواز انکیواسطے اور انکو اتنا خیال نہین کہ عدم
ہیئت کا ضروری جاننا جواز مجلس کیواسطے اور بدون اس ہیئت مروجہ کے جائز کہنا اور ساتھ ہیئت کے نکہنا یہی تقیید مطلق ہے
یہان عدم ہیئت مذکور کو یہہ لوگ شرط جواز زعم کرتی ہین یہان انکی قول پر تقیید مطلق صادق آتی ہی اور یہ تقیید مطلق
ایسی ہی کہ سوائی زعم فاسد انکے کوئی دلیل یقینی وظنی وقوی وضعیف اسپر موجود نہین ہی جامع براہین وہم مشرب
گنگوہی کو مطلق ومقید کے معانی سے خبر ہوتی تو ایسے کلمات نکرتے خود کی تقیید مطلق کو فراموش نکرتے اور علمائے پر بہتان
تقیید مطلق کا نہ لگاتے اور ایسے انگہڑ باتین نکرتے کفارہ یمین مین رقبہ مؤمنہ وکافرہ دونونکی آزادی کو علمائے حنفیہ جائز فرماتی ہین
اور اسکو تقیید مطلق نہین جانتے اسیواسطے کہ اسمین ابطال جواز رقبہ کافرہ کا نہین ہے ہان اسکو تقیید مطلق جانتے ہین کہ فقط
رقبہ مؤمنہ کافی جانا جاوے اور کافرہ کو کافی نجانا جاوے یعنے ان دونون فردون مؤمنہ وکافرہ مین سے ایک فرد
یعنی مؤمنہ مین کفایت کو منحصر کرنا جسطرح شافعیہ کرتی ہین ممنوع جانتے ہین پس جو شخص مطلق کو ایک فرد مین منحصر کرے اور دیگر
افراد کو غیر جائز جانے تو اوسنے تقیید مطلق کی اور جو تمام افراد کو جائز جانتا ہی وہ مطلق کو مقید کرنیوالا علمائے کے ہرگز نزدیک نہین ہے بلکہ
ہم اہل سنت وجماعت ذکر ولادت آنحضرت صلعم کو منحصر کسی فرد مین نہین کرتے اور آجتک کسی نے ہم مین سے یہ نہین کہا کہ
ہیئت مخصوصہ مروجہ ہووے تو ذکر ولادت آنحضرت صلعم جائز ہی اور بدون ہیئت مذکور کے درست نہین ہی اور ہیئت کو
مستحب کہنے سے ہرگز عدم جواز لازم نہین آتا ہی اور وہابیہ لوگ بدون ہیئت مخصوصہ کے جواز کے قائل ہین اور ساتھ
ہیئت مخصوصہ کے جواز کے قائل نہین ہین بلکہ غیر جائز کہتے ہین اور حال آنکہ مع ہیئت بہی فرد مطلق کا ہی پس وہابیہ نے
ایک فرد مین انحصار جواز کیا اور ایک سے نفی کی جواز کی تو یہی تقیید مطلق کی ہوتی اسکو ادنی فہم والا بہی جانتا ہی اور یہ
بزرگ تو فقط تقیید مطلق کا نام سن بیٹھے ہین مگر جانتے نہین کہ یہ نام کس جانور کا ہی اور اس جہل مرکب پر تمام اہل سنت سے لڑنے مرنیکو مستعد
ہین تحریر دیکہو تو ایک مجلد بکی بڑی جس صفحہ قرطاس کو نقش پست کردیا ہی پہر اوسمین سرقات گوناگون اور تلبیسات بوقلمون بہت بڑی دلیل انکی
بزرگی کی ہی پس مولوی احمد علی سہارنپوری وگنگوہی ودیگر منکرین جو ہمپر حجت لاتی ہین وہ انہین پر ہی نہ ہمپر اہل فہم خوب
جانتے ہین نادان مجبور ومعذور ہین امام جلال الدین وابن حجر کی قیاس کے ابطلان وفساد کی ثبوت مین جو کچہ اپنی
نافہمی وبیلمی جامع براہین نے ظاہر کی اوسکا تو حال معلوم ہوچکا اب جو کچہ ہذیان جامع براہین ان دونون اماموںکی دو اصلکی
رد کرتی مین صادر ہوا ہی اوسکو معلوم کرنا چاہئے اور اوسکی فہم فراست پر نفرین کرنا چاہئے جلال الدین سیوطی رح نے
اصل مولد کے حدیث انس مروی بیہقی کی فرمائے اوس حدیث کا مضمون یہ ہے کہ آنحضرت

بعد نبوت کے عقیقہ اپنا کیا تہا باوجودیکہ وارد ہوا ہی کہ آنحضرت صلعم کا عقیقہ عبد المطلب نے ساتوین دن پیدایش سے کر دیا تھا اور عقیقہ دوبارہ نہین کیا جاتا ہی پس یہ عقیقہ کرنا آنحضرت صلعم کا واسطے شکر اوس امر کے تہا کہ اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کو رحمۃ للعالمین پیدا کیا ہی اور یہ تشریع واسطے امت کے ہی جسطرح درود اپنے نفس پر آنحضرت صلعم پڑہتے تھے پس ہمکو اظہار شکر پیدائیش باجتماع اخوان والطعام طعام ونحو ذلک من القربات واظہار مسرات مستحب ہوا جلال الدین کے کلام کا یہ مضمون ہی جامع براہین گنگوہی کا چھوٹا منہ بڑی بات و ہذیانات و مزخرفات اوسکے اوس میں یہ ہین صفحہ ۱۶۲ ہین کہ اوسمین ذبح کا ذکر ہی تاریخ واجتماع واطعام کا اوسمین ذکر نہین ہی پس باقی قیود سب کے سبب اونکی نزدیک بھی یعنے جلال الدین کے اصل بدعت وکراہت وحرمت وانکار پر باقی ہین انتہی گنگوہی کی خوب عقل ہے اپنی فہم نہین کہ جب عقیقہ کا ثبوت ہوا تو عقیقہ مین اجتماع اخوان واطعام ہوتا ہے ذکر کی کیا ضرورت تھی اور تاریخ کے سبب سے کسی نے انکار کیا ہوتا تو جلال الدین رح اوسکا جواب بہی دیتے انکو وہابیہ طاغیہ نافہم کی خبر نہین تھی کہ وہ تاریخ معین مین کرنا بہی موجب کراہت وحرمت گمان کرینگے بعد اوسکے بعد جامع براہین گنگوہی نے وہی رونا رویا کہ یہ تقیید مطلق ہی جسکا بطلان اب ہی معلوم ہوگیا حاجت اعادہ نہین اور تشبیہ کفار کا اور مذاہب فسقہ کا اتہام مومنین پر لگایا اور روشنی کا اسراف بتاتا ہی یہ اقوال بلا دلیل موجب بدظنی باوجود امکان حمل نیک کی کہنا قائل کو مخالف قرآن بتاتی ہین اور فسق ہین ذالتی ہین ایسی بلا دوسرون پر گنگوہی کیون ڈالتا ہی نیز یہ کہنا کہ بہر حال حدیث ضعیف موجب عمل کے نہین ہوتی ہی پس قیاس اس سے کرنا ہی لائق اعتماد کی نہوگا یہ سراسر بے علمی ہے کیونکہ جلال الدین سیوطی محدث مشہور وامام وشیخ فن ہے اوسکا حجت حدیث سے پکڑنا اوسکے نزدیک صحت حدیث پر دال ہے جلال الدین سیوطی رح کی کتاب موضوعات دیکہو بہت سی احادیث جو دوسرون کے نزدیک موضوع وضعیف ہین اونکا ثبوت دیگر طرق غیر محدوشہ سے دیکر قابل حجت ہونا ثابت کر دیا ہی اور یہ کیونکر ممکن ہی کہ جلال الدین کے نزدیک حدیث قابل حجت نہووے اور جلال الدین اوس سے حجت پکڑے پس دوسرونکا ضعیف کہدینا جلال الدین پر حجت نہین ہی اور اجماع ہی صحت حدیث واضح ہی پس حدیث کا ضعف مسلم نہین ہے اور جلال الدین کی تصانیف غیر عدیدہ ہین کسی نہ کسی مین ہوسکتا ہی کہ اس حدیث کو قابل حجت ہونا بیان کیا ہووے اور اگر حدیث ضعیف کے موجب عمل نہونیسے یہ مراد ہی کہ واجب ہونا عمل کا اوس سے ثابت نہین ہوتا ہی تو مسلم ہی لکن جلال الدین نے استحباب حدیث سے ثابت کیا ہی وجوب ثابت نہین کیا ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ کوئی عمل کسیطرح یعنے اباحت واستحباب کے طور پر بہی ثابت نہین ہوتا ہی تو یہ غلط ہی اور ناشی عدم اطلاع علی الکتب سے ہی قول بدیع کتاب علامہ سخاوی مین ہی وعن احمد انہ یعمل بہ اذا لم یوجد غیرہ وفی روایۃ عنہ ضعیف الحدیث عندنا احب من رای الرجال وذکر ابن حزم الاجماع علی ان مذہب ابی حنیفۃ ان ضعیف الحدیث اولی عندہ من الرای والقیاس اذا لم یجد فی الباب غیرہ انتہی وفی خاتمہ مجمع البحار قیل کان مذہب النسائی ان یخرج عن کل من لم یجمع علی ترکہ وکذا ابو داؤد وکان یخرج الضعیف اذا لم یجد

فی الباب

فی اللباب غیرہ وموجہ علی الرای انتہی ان عبارات سے حدیث ضعیف کا قابل عمل ہونا ثابت ہی جامع براہین گنگوہی کا ثبت عمل نکہنا سراسر غلط ہی اس شخص کو کچہہ خوف خدا تعالی کا نہین اس نے اپنے زبان کو ہی حکم الہی گمان کرلیا ہی جو زبان پر آجاتا ہی وہی مسئلہ شرعیہ قرار دیدیتا ہی نعوذ باللہ من ذلک اور حالانکہ عبارات کتب متداولہ تک کے سمجہنے کی لیاقت واستعداد نہین ہی جامع براہین کو دیکہو اور یہ اعتراض جلال الدین سیوطی پر دیکہو کہ عقیقہ کے معنی لغوی وشرعی دونونکو سیوطی نے ترک کرکی ایک معنی مجازی لئے کہ دم شکریہ کا ہی سو بلا دلیل قوی محض احتمال سے ثبوت حکم مذہب کا اس سے نہین ہوسکتا ہی اب وہی شعر گلو می گنجی کا یہان صادق ہے بلکہ حق بہ ہے **بیت** شیران حق کے سامنے روباہ ثبات ٭ میدان معرکہ مین کہی کیا لیک کے پاون اور بعد تسلیم معنی مجازی لینے عقیقہ کے ہم کہتے ہین معنے مجازی لینے مین درصورت تعذر حقیقت کے کوئی محذور عقلی وشرعی وغیرہ نہین ہی اور سیوطی نے تعذر معنے حقیقی کی ثبوت کیواسطے یہ کہا ہی کہ اعادہ عقیقہ کا نہین ہوتا ہی یعنے اعادہ عقیقہ متعذر ہوا تو یہ معنی مجازی متعین ہوئی اور ایسی حالت تعذر معنے حقیقی مین مجازی معنے مراد ہونا قرآن وحدیث وکلام فصحا مین شائع وذائع ہی گنگوہی معنی مجازی لینے کو قبیح جانتا ہی تو قران وحدیث کے معنے مجازیکو بھی قبیح جانکر اپنی ہمدانی ونادانی لوگونمین بخوبی ظاہر کردی اور جلال الدین سیوطی رح نے جب تعذر معنی حقیقی کے وجہ گذاری تو بلا دلیل معنی مجازی محض احتمال سے نہین لئے پس اعتراض گنگوہی کا ہی جلال الدین سیوطی پر بسبب اسکی ہی کہ کلام جلال الدین کو ہرگز گنگوہی نہین سمجہا ہے **چوتھا** اعتراض گنگوہی کا جلال الدین سیوطی پر وہی صدا برانی بولتی ہی کہ مطلق کا مقید کرنا ہے جسکا ابطال ہم اول بیان کرچکی ہین کہ بدون ابطال غیر مقید کی تقیید مطلق نہین ہی پس یہ چوتھا اعتراض جہلکا بہی ساقط ہی اور **پانچوان** اعتراض نافہمی کا یہ ہی کہ حدیث عقیقہ سے تاریخ وماہ واطعام وسرور واجتماع ثابت نہین اور صحابہ اور تابعین نے یہ عمل کیون نہین کیا اور ان قرونمین کیون متروک ہوا اور ان قرونمین متروک ہونا دلیل اسکی ہی کہ اسکی کچہہ اصل بھی نہین ہی اور فاکہانیکا اعتراض کہ اطلاق حکم شکر کو زمانہ وہیئت سے مقید کرنا بدعت ہی رفع ہوا اور کوئی امر قیاس سے ثابت نہوا اس اثبات سیوطی سے تعجب ہے فاکہانیکا اعتراض قائم وسیوطی کا قیاس باطل یہ تمام خرافات جامع براہین کے منہ سے نکلے ہین اونکو لکہکر اپنا نامہ سیاہ جامع براہین نے کیا ہی ہم عنقریب بیان کرچکی ہین کہ ادنی فہم والا بھی جانتا ہی کہ جانور آنحضرت صلعم نے ذبح کیا تو موافق سنت مرضیہ کے اپنے اصحاب رض کو ضرور جمع کیا ہوگا اور شکر وقت سرور کے ہوتا ہی اور اصحاب رض کو کہانا کہلانیکی آپکو عادت تہی اپنے ضرور کہلایا ہوگا پس اجتماع وسرور واطعام ثابت ہی یہ گنگوہی کا گمان صرف کہ ایسے مواقع مین آنحضرت صلعم کے اصحاب کا اجتماع واطعام آنحضرت کی پاس نہین ہوتا تہا یہ نہونا محال عادی ہے اس عدم کا قائل کوئی عاقل نہین ہوسکتا ہی جامع براہین ہو وے تو ہو وے اوسکا کیا اعتبار ہی اور تشریح کے طور پہا مقتضی اعادہ کا ہی غور چاہئی اور فہم سلیم ضرور ہی تاریخ معین کا انکار کسی دلیل سے

مفہوم ہوتا یا فاکہانی نے انکار کیا ہوتا تو اوسکا جواب بھی جلال الدین رح دیدیتے فاکہانی نے اصل مولد کا انکار کیا ہے کہ کتاب و سنت میں موجود نہیں تو اوسکا ثبوت جلال الدین رح نے دیا اور فاکہانی کے قول سے تاریخ کا انکار بھی خیال کرنا فہم جامع براہین کے ہے ورنہ فاکہانی کے قول میں اسپر دلالت ہرگز نہیں ہے فاکہانی کے رسالہ میں سوال و جواب ہر دو میں ذکر تاریخ معین کا نہیں ہے اجتماع ماہ ربیع الاول میں ہونیسے سوال ہے اور اوسکا جواب فاکہانی نے یہ دیا ہے کہ کتاب و سنت وغیرہا میں اسکی اصل ہونا مجکو معلوم نہیں ہے چنانچہ عبارت رسالہ فاکہانیکی یہ ہے اما بعد فانہ تکرر سوال جماعۃ من المبارکین عن الاجتماع الذی یعملہ بعض الناس فی شہر ربیع الاول یسمونہ المولد لہ اصل فی الشرع او ھو بدعۃ وحدث فی الدین و قصد فی الجواب عن ذلک مبینًا والایضاح عنہ معینًا فقلت باللہ التوفیق لا اعلم لھذا المولد اصلًا فی کتاب اللہ ولا سنۃ رسول اللہ الخ تاریخ معین کو وجہ بدعت قرار دینا خاصہ وہابیہ کا ہے و خاصۃ الشیٔ لا یوجد فی غیرہ اور تاریخ کی وجہ ظاہر تھی صوم اثنین واسطے شکر ولادت یوم معین اثنین ہی میں رکھتے تھے اور اوسکی وجہ بھی آنحضرت صلعم نے ولادت گذاری صحیح مسلم میں ہے سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین قال فیہ ولدت وفیہ انزل علی شیخ عبدالحق دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ف صوم اثنین ہر بہ تقدیر سبب آن شکر نعمت وجود آنحضرت صلعم و وجود دین و شریعت اوست انتہی اس سے دن معین نزول میں ہے اعادہ شکر کرنا ثابت ہے اور خاص اعادہ شکر ولادت کا بھی ثابت ہے اور اس روز دوشنبہ کے روزہ جو واسطے شکر نعمت ولادت و شریعت کے آنحضرت صلعم رکھتے تھے اس سے خصوصیت شہر ربیع الاول کی بھی مفہوم ہے چنانچہ ابن حاج رح فرماتے ہیں اشار علیہ السلام بفضل ھذا الشھر العظیم بقولہ للسائل الذی سئلہ عن صوم الاثنین ذلک یوم ولدت فیہ فتشریف ھذا الیوم متضمن لتشریف الشھر الذی ولد فیہ الخ اور عاقلین اس سے ہی تاریخ معین بھی جانسکتے ہیں لیس تاریخ و ماہ و دن سبب واضح تھا اسواسطے کسی عالم نے اُس سے تعرض نہیں کیا منکر بداہۃ وہابیہ کا کیا اعتبار ہے اور صحابہ تابعین کا یہ عمل نکرنا استحباب کے منافی نہیں ہے خلاصہ کیدانی سے کو گنگوہی نے اٹھا کر دیکھلیا ہوتا تو جان لیتا کہ ایک یا دو بارہ آنحضرت صلعم کا ایک امر کو کرنا بھی مثبت استحباب ہے والمستحب ما فعلہ النبی صلعم مرۃ او مرتین وترکہ اخرے شاید گنگوہی یہ الہدے سکے اس عبارت کے بعد وما احبہ السلف بھی موجود ہے جس سے یہ ثابت کرے کہ مستحب وہ ہے کہ فعل آنحضرت صلعم کے ساتھ محبوب جاننا سلف کا بھی جمع ہووے اور عمل مذکورہ میں یہ دونوں امر موجود نہیں ہیں یہ قول بھی قابل مضحکہ اطفال ہوگا کہ جب فعل آنحضرت صلعم کا اعتبار اسکے نزدیک اوسوقت میں ہے کہ احباب سلف فعل آنحضرت صلعم کے ساتھہ مجتمع ہو تو معلوم ہوا اثبات کیواسطے فعل آنحضرت صلعم کافی نہیں ہے بلکہ احباب سلف کی ضرورت ہے یہ عقیدہ تو کسی منکر صریح کا ہوگا مگر ان ذات بزرگ سے یہ بھی کہہ اتصنا کچہہ لبعید نہیں اسیطرح مخالفت آنحضرت صلعم کو موجب دخول نار گنگوہی کہیں تو اوسوقت یہ جانیں کہ

مخالفت سبیل مومنین آنحضرت صلعم کی مخالفت کے ساتھ جسوقت مضموم مجتمع ہووے اور دلیل ومن یشاقق الرسول
ویتبع غیر سبیل المومنین الآیتہ کو لاوے جسطرح عبارت خلاصہ میں وما احبہ السلف کی عطف سے جمع ہونا ہر دو امر کا حاکر
مجموع پر حکم استحباب کا کریں نہ ہر واحد پر اسیطرح آیت میں بھی کریں اور شاید کوئی طالب العلم سمجھا ہو کہ عبارت خلاصہ کا
مطلب یہ ہی کہ ہر واحد سے استحباب ثابت ہوجاتا ہی جسطرح ہر مخالفت سے دخول نار کا استحقاق ہوجاتا ہی تو مانا تب
بھی ہمارا یہ اعتراض باقی رہیگا کہ جب فعل آنحضرت صلعم تنہا حجت ہی اور عمل صحابہ وتابعین پر استحباب کا ثبوت موقوف نہیں ہے
تو تمہارا یہ کہنا کہ یہ عمل صحابہ وتابعین نے کیوں نہیں کیا اور ان قرون میں کیوں متروک ہوا لغو ہی کیونکہ دلیل فعل آنحضرت
صلعم اس عمل کے ثبوت کیواسطے کافی ہی اور کیوں نہیں جائز ہی کہ عمل اسکا سلف میں ہوا ہو وے اگرچہ ایسا مشہور نہ ہوا ہو وے
کہ منقول ہووے اور عدم نقل نقل عدم پر دال نہیں پھر عدم عمل سلف تمنے کسطرح جانلیا کیا عدم نقل عدم عمل ہے
اور ممکن ہی کہ عمل مذکور کلی متعدد الافراد ہونیکے سبب سے سلف میں دوسرے فرد پر عمل درآمد ہوا ہو اسلئے مقصود بالذات
عمل میں لانا اوس کلی کا ہی کسی فرد کے ضمن عمل میں آجاوے ہر ہر فرد کا علیحدہ ثبوت ضروری نہیں ہی پس عمل سلف ہوا ہو
لیکن گنگوہی غربت فرد کے سبب سے نہ سمجھا ہو اور قرون صحابہ وتابعین میں نہونا کسی امر کا اگر مقتضی اسکا ہی کہ اسکی
کچھہ اصل نہیں ہی جیسا کہ زعم فاسد گنگوہی کا ہی تو شروط احادیث بخاری ومسلم ونسائی وغیرہم کی بھی زمانہ تابعین میں
نہ تہیں اور دیوبند کا جلسہ امتحان ودستاربندی کا بھی اون قرون میں نہ تھا اور تقویت ایمان کے اقوال متنازع فیہا دیگر امور جو
نجدی وہابیہ بھی اوسکو کرتے ہیں ان کل کی اصل کچھہ نہونیکے سبب سے بدعت ہونا چاہیئے اور یہ تمام ضلالت ماننا چاہئے
اور فاکہانیکا اعتراض جو یہ گنگوہی بتاتا ہی کہ اوسنے یہ اعتراض کیا کہ حکم شکر کو زمانہ وہیئت سے مقید کرنا بدعت ہی غلط
محض ہے فاکہانی کے اقوال کا ترجمہ معہ جوابات جلال الدین سیوطی رحمہ کے اوپر گذر چکا ہی اون اقوال فاکہانی میں یہ اعتراض
ہرگز نہیں یہ سفاہت کا اعتراض تو گنگوہی وہم مشرب اوسکے ہی کو مبارک ہوا اور یہ اعتراض اختراع وابتداع کیا ہوا تو فرقہ
بدعیہ وہابیہ کا ہی اوسکا جواب بھی بفضل خدا تعالی بخوبی ہوگیا کہ تقیید مطلق اسمحل میں ہرگز صادق نہیں ہے سفہائے
سفاہت سے زعم کریں تو اونکی کون سنتا ہی اور فاکہانی جو اپنے عدم علمی اصل مولد کے بابہ میں ظاہر کی تہی سو اصل نکالکر جلال الدین رح
وابن حجر نے پیش کردی اور غفلت عدم تدبر سے جو بدعت کا منحصر ہونا کراہت وحرمت میں فاکہانی نے گمان کرلیا تھا اور اوسپر
کراہت وبدعت ہونا مولد کا مبنی کیا تہا اوسکا بناء فاسد علی الفاسد ہونا اور عدم انحصار بدعت کا کراہت وحرمت میں اور واجب
ومستحب ومباح ہونا بھی بوجہ احسن ثابت کردیا پس بطلان زعم فاکہانی ابین من الشمس ہے کوئی بیعلم ونافہم ہووے تو کسی دوسرے کا
اوسمیں کیا قصور ہے قیاس جلال الدین سیوطی رح سے تو بخوبی ثبوت ہوگیا گنگوہی اپنے عدم انفہام کے باعث مانند اقوام سابقہ
کہ جو اہل حق کے کلام پر تعجب کرتے تھے اور مجنوں کہدیا کرتے تھے وحشت کا بیان بھی انکو وحشت معلوم ہوتا تھا ایسی گنگوہی کو مبارک
مسائلہ حقہ کو سمجھتے نہ تھے اور اہل حق کی

جلال الدین سیوطی رحہ پر تعجب ہوتا ہی اور اعتراض باطل فاکہانیکو حق بتاتا ہی اور قیاس حق کو باطل اہل باطل کی تزئین بتانا چاہتا ہے
اتنی خبر نہین کہ بہلا کوئی آفتاب پر بھی خاک ڈال سکتا ہی ؎ کیون ڈالتا ہی خاک اٹہا کر زمین سے تو ؛؛ پڑتی کہین ہی خاک بہلا آفتاب پر
جلال الدین سیوطی رحہ کی اصل کے بارہ مین تو مصداق شعر ظہور جشر نہو کیونکہ گل جرے گنجے ؛؛ حضور بلبل بستان کرے نوا سنجے
گنگوہی ہوچکا ہی اور جلال الدین رحہ کی جلال کی تاب نہ لا کر زک فاش اٹھا چکا ہی اور علامہ ابن حجر بلبل بستان علم وفضل بلکہ
طوطی ہزار داستان گلستان عقل ونقل کے مقابلہ مین گلجرے گنجے کے مانند کچھہ آواز نکالنا چاہتا ہی مگر کوے کے غاغان
نغمہ عندلیب خوش الحان کے مقابلہ پر کون سنتا ہی شاید پائداری ومتانت علمی اوس جہل فہم وفضل سے واقف نہین زبان
حال اوس علامہ سے یہ واضح ہی انا صخرة الوادی اذا ما ازدحمت واذا نطقت فانی الجوزاء گنگوہی بیچارہ بلوس جہل علم وفضل
کو ٹکر لیسے کب اٹہا سکتا ہی یہ سنگین طبع پڑ پتھر اسکے ٹھوکر کہا ن اٹھا سکتا ہی بقول نطامی ؎ نہ شاید زدن تیغ با آفتاب
نہ البرز را کرد شاید خراب ؛؛ جب جلال الدین رحہ کے مقابلہ زک پا چکا اور میدان مقابلہ مین اوندہے منہ گرا ہے کر اٹہنے تک کی تاب نہ رہی
اور ملامت بی ادبی کی لپٹ اوپر لی اور مخالفت جمہور کے موافقت دوسرے فرقون باطلہ کی قولہ (دوسری اصل شیخ
ابن حجر کی سنو کہ صحیحین مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو یوم عاشورہ روزہ رکہتے دیکہکر پوچھا کہ تم کیون
اسدن روزہ رکہتے ہو یہود نے کہا کہ اس روز مین فرعون غرق ہوا اور حضرت موسی کو نجات ہوئی تو حضرت موسی نے
شکرا روزہ رکہا تہا تو ہم بھی رکہتے ہین تو آپنے فرمایا کہ ہم احق ہین ساتہہ موسی علیہ السلام کے تمسے پس آپنے روزہ رکہا اوس سے
معلوم ہوا کہ بعوض منت واحسان کے اعادہ سرور اور شکر کرنا درست ہی اب سنو یہ قیاس بھی درست نہین ہے اول تو وہی تقریر
سابق بیان ہی ہی کہ شکر وجود ہر جود پر آپکا نص مطلق سے ثابت ہوا ہی پس قیاس لغو ہی اور بسبب تغیر حکم نص کے اطلاق سے
تقیید کیطرف یہ قیاس باطل ہے انتہی **اقول** وباللہ التوفیق وہی شعر گنگوہی پر منقلب ہے ؛ ظہور جشر نہو کیونکہ گلجرے گنجے
حضور بلبل بستان کرے نوا سنجے ؛؛ ابن حجر رحہ مولوی رشید احمد گنگوہی کا اعتراض اور قیاس کو باطل بتانا باوجودیکہ اس
اس قیاسکو جلال الدین سیوطی وملا علیقاری وغیرہما علماء محققین تسلیم کرچکے ہین عاقلین کیواسطے اسیقدر کافی ہے
کہ اس قیاس مین بطلان وفساد کی بو بھی ہوتی تو محققین کسطرح قبول کرتے ہان جامع براہین مانند سفہاء لامذہب
لہم کے یہ کہد یگا کہ یہ محققین متعصبین مین تھے اور بدعتی تھے اور ادلہ شرعیہ سے اعتراض کرتے تھے اور قیاسات فاسدہ
پر انکا مدار تہا اور انمین سے کسیکو فہم فساد وبطلان قیاس کے جاننے کی لیاقت نہ تھی ایسا بیہودہ کلام سوائے چند جہلاء
وسفہاء وہابیہ عدو ذکر خیر حضرت فخر البریہ صلعم کے دوسرا کوئی عاقل نہین کہہ سکتا ہے اگر گنگوہی یا اوسکا کوئی چیلہ جانتا ہی کہ
مجتہد سے خطا ہوتی ہی یہ قیاس خطا ہی تو عاقلین جانتے ہین کہ مجتہد کی خطا غیر مجتہد جو کہ درجہ رتبہ اجتہاد نہ رکہتا ہو جیسا کہ گنگوہی ہے بلکہ اقوال ماضیہ دآتیہ دیکہکر
ظاہر ہی کہ جامع براہین کو اسقدر فہم بھی نہین کہ عبارات علماء وفضلاء کا مطلب سمجہے وہ کیونکر مجتہد کے قیاس کی خطا جان سکتا ہے

اگر ایسی ہی کہ غیر مجتہد مانند جامع براہین کی تقریر پر تزویر کے مقابلہ میں اہل ترجیح کا اعتبار نہووے تو تمام لامذہب لیم قیاسات حقہ
کو باطل بناتے ہیں اور جامع براہین کو بھی لو عاء ظاہر ہے واسطے تقلید کا ہی اگرچہ اوسکے اقوال سابقہ سے لامذہبیت ظاہر ہو پس تمام قیاسات
حقہ موافق لامذہب لیم کے باطل بتاوے اور کہلا ہوا لامذہب ہوجاوے تقیۃً مقلد بننا چھوڑے اور اگر کہو کہ انکے یعنی لامذہب لیم کے تقریرات
کے ہم جوابات دیتے ہیں تو اسیطرح جامع براہین گنگوہیکی تقریر پر تزویر ہذیانات کے بھی ہم جوابات دیتے ہیں الغرض یہ تقریر جامع براہین کی کوئی علمی
نہیں ہے ایک زٹل ہے کہ بمقابلہ صاحب انوار ساطعہ کچھ نہو سکا تو ہمیشہ ہونیکی سعی کی اسواسطے کہ راہ راست پر نہ آجاوین تو زٹل ہی شروع کردے :: تاکہ مشہور ہون ہزا ابدین
ہم بہی ہیں پانچون سوارونمین :: دیکھو اس قول میں بھی وہی رونا رویا کہ مطلق مقید ہوا جاتا ہے جسکو ہم اوپر کتب اصول سے بخوبی ثابت
کرچکے ہیں کہ تقیید مطلق اوسوقت ہوتی ہے کہ مقید کا جواز اور غیر مقید کا ابطلان و عدم جواز مفہوم قیاس سے ہوتا جسطرح امام شافعی جیسا
رقبہ مومنہ کا جواز و عدم جواز رقبہ کافرہ کا ثابت کرتے ہیں قیاس سے اور مقید و غیر مقید دونوں کا جواز یہ عین مقتضی مطلق کا ہے اور
جامع براہین وہ دوسرے وہابیہ کی غرض یہ ہے کہ ان قیودات کے ساتھہ یہ محفل جائز نہیں ہے تو اونہون نے تقیید مطلق کی کہ غیر مقید کے
ساتھہ جواز کو خاص کیا اور مقید کو جواز سے خارج کیا یہی تقیید مطلق کی کہ ایک فرد کو خارج کردیا اتنی فہم و انصاف ہوتا جامع
براہین وغیرہ تو راہ مستقیم پر آجاتے ایسے واہیات اقوال باطلہ سے قیاس محققین کا ابطلان ثابت کرنا ایسے ہی باطل دوستوں کا کام
ہے نہ کسی مسلمانکا قول اور اس اصل سے فقط جواز اعادہ شکر یوم ورود نعمت میں ابن حجر نے ثابت کیا ہے کہ اوسکی حقیقت بھی اب
معلوم ہوئی جاتی ہے اور سوائے اسکے کوئی قید قیود مولود مروجہ کے اس سے ثابت نہیں ہوتی پس مؤلف کو کیا نافع ہوا اور
خود ہیئت اجتماع جو فاتحہ انکا اعتراض ہی قائم ہے **اقول** و باللہ التوفیق ابن حجر کا مقصود سمجھنے سے بمنازل جامع
براہین بعید ہے یہ جو کہتا ہے کہ فقط جواز اعادہ شکر یوم ورود نعمت میں ابن حجر نے ثابت کیا ہے اس سے واضح ہے کوئی دوسرا امر ابن
حجر نے ثابت نہیں کیا جامع براہین کے زعم میں اتنی خبر نہیں کہ یہ اصل ہے اور باقی امور اسکے فروع ہیں اور اصل کی ثبوت سے
فروع کا ثبوت ہوجاتا ہے اور حکم کلی میں جمیع مندرج ہوتے ہیں یوم ورود نعمت کو سرور لازم ہے جس دن میں نزول نعمت ہوتا ہے
سرور ضرور ہوتا ہے کوئی نعمت بدون سرور کے نہیں ہوتی ہے خواہ دینی خواہ دنیاوی اور شکر لازم کیا گیا ہے نعمت پر اور شکر
کا حکم بدون نعمت کے نہیں ہے جب اعادہ شکر کا بروز ورود نعمت کے ہوا تو ملزوم اوسکا کہ نعمت ہے جو ملازم سرور کا ہے کہ سرور
اوس سے منفک نہیں ہوتا ہے اُس روز اعادہ شکر ضرور یاد ہوگا اور اعادہ سرور کا ہوگا پس شکر کے اعادہ سے بروز ورود نعمت
ضرور سرور کا اعادہ ثابت ہوگا پس شکر کے ثبوت سے سرور کا ثبوت عاقلین ضرور خیال کرتے ہیں اور یہی مراد ابن حجر کی ہے
جامع براہین کو فہم حاصل نہیں تو اسمین ابن حجر رح یا کسی دوسرے کا کیا قصور ہے باقی رہے قیود اجتماع لوگونکا و طعام
فروش و روشنی و شیرینی یہ تمام مناسبات و مرافقات سرور ہیں اور کل معین سرور کے ہیں اور لاحق و ملاحق سرور کے
ساتھہ ہیں جب سرور ثابت ہوا تو مناسبات بھی اُسکے ثابت ہوگئے اور اونمین کوئی امر ممنوع شرعی نہیں سمجھا جامع براہین اپنی

نافہمی سے انکو ممنوعات شرعیہ مین قرار دی تو عاقلین اہل علم خوش عقیدہ کب سنتے ہین اور علامہ ابن حجر رح نے تصریح کی ہے
کہ جس چیز سے شکر مفہوم ہووے وہ مانند تلاوت قرآن اور امور محرکہ للقلوب الی فعل الخیر و العمل للآخرہ کے ہین اور
جو امر مباح ہووے اور یوم ولادت کے سرور کی اعانت کرے تو وہ بھی اوس مذکور بالا کے ساتھ یعنی جن سے شکر مفہوم ہوا لاحق
ہی پس ابن حجر رح نے تو تمام امور متعلقہ محفل میلاد شریف کو ثابت کر دیا ساتھ احسن تقریر کے جامع براہین نہ سمجھے تو ابن حجر رح
پر کیا ملامت ہی شیخ سعدی اول ہی ایسے لوگونکی حق مین فرما گئے ہین ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
پس قول جامع براہین کا کہ کوئی قید قیود مروجہ اس سے ثابت نہین ہوتی اور فاکہانی کا اعتراض ہیئت اجتماع پر قائم ہی ساقط ہوا
فاکہانی کا اعتراض بناء فاسد علی الفاسد کو اول ہی جلال الدین سیوطی رح نے ہباءً منثورا کر دیا اور اوسکا خاکہ اوڑا دیا
اور یہ ظاہر ہو چکا کہ بدون تدبر و بغیر خیال صحیح کے فاکہانی نے بدعت کو حرام و مکروہ مین منحصر کر کے یہ اعتراض لغو کیا تھا
جب حصر باطل مقرر و مخترع فاکہانی کا بی اصل ہونا محقق ہوگیا اور بدعت کا واجب و مستحب و مباح ہونا بھی ثابت ہوگیا اور بدعت سیئہ
کی حقیقت بھی معلوم ہوگئی کہ وہ ہی جو مخالف کتاب و سنت و اجماع کے ہووے اور اس اجتماع کے مخالفت کتاب و سنت و اجماع
سی ثابت نہین ہی اور بہ نیت خیر یہ اجتماع ہوتا ہی کہ ذکر ولادت نبی صلعم کا ہی کہ موجب سرور مومنین و حزن شیاطین ہی اور
بلاشبہ مستحب ہی تو قول فاکہانی رح باطل و زاہق ہوگیا جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا **قوله** اب تحقیق اس واقعہ
کی سنو کہ بخاری او مسلم مین ہی کہ رسول اللہ صلعم اس روزہ کو قبل ہجرت کی مکہ مین رکھتے تھے عن عائشة قالت کان یوم عاشوراء
تصومه قریش فی الجاھلیة وکان رسول اللہ صلعم یصومه فلما قدم المدینة صامه (علی عادته قسطلانی) وامر الناس بصیامه
فلما فرض رمضان (فی السنة قسطلانی) ترك یوم عاشوراء فمن شاء صامه ومن شاء ترکه انتہی اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ یوم عاشوراء کا روزہ اول سن مین آپ حسب عادت رکھا تھا کہ قسطلانی خود علی عادته لکھ رہا ہی اور خود ابن حجر عسقلانی نے
بھی شرح بخاری مین یہی اقرار کرتے ہین اور لوگونکو امر فرمانا بھی بامر اللہ تعالی تھا کیونکہ افتراض صوم کا بدون امر حق تعالی کے
نہین ہو سکتا پس روزہ علی عادت رکھا مگر فرض کا حکم اب زائد ہوگیا پھر دوسرے سال فرضیت منسوخ ہوگئی تو صاف ظاہر ہی کہ
شکر نجات حضرت موسی کیوجہ سے یہ روزہ نہ ہوا تھا بلکہ لعادت و افتراض اللہ تعالی تھا **اقول** باللہ التوفیق حدیث حضرت
عائشہ سے جو مفہوم ہی اور قسطلانی و ابن حجر کی تفسیر سے جو واضح ہی کہ اول سن مین آنحضرت صلعم نے روزہ عاشوراء کا
بحسب عادت رکھا تھا اسمین دلالت اس پر کہاں ہی کہ واسطے اداء شکر اوس نعمت کی جو زمانہ حضرت موسی علیہ السلام
مسلمانون پر وارد ہوئی تھی کہ عدو اللہ فرعون کو خدا تعالی نے غرق کیا تھا اور اوسکے رنج و الم تکلیف رسانی سے نجات حضرت
موسی علیہ السلام و دیگر مسلمانونکو بخشی آنحضرت صلعم نے یہہ روزہ نہین رکھا اور یہ کونسا استحالہ عقلی و شرعی ہی کہ بعد بیان یہود کے
اور تحقق اس امر کے کہ موسی علیہ السلام نے یہہ روزہ رکھا تھا بطور اداء شکر کے خواہ یہ تحقق ساتھ وحی کے ہوا ہو و یا بنقل

متواتر یھود کی کہ تواتر مین ایمان وعدالت شرط نہین ہی یا ساتھ بیان اُن علماء یھود کے جو اسلام کے ساتھ مشرف ہو چکے تھے آنحضرت صلعم نے بہ نیت شکریہ روزہ رکہا ہووے اور علی عادتہ رکہنے سے یہ زعم فاسد کرلینا کہ کسی وقت مین مورد نیت ہوجانا نہین ہوسکتا ہی کبریٰ مغزی ہی جامع براہین کی اگر علی عادتہ ایکوقت مین ہونا منافی دوسری نیت کی ہی تو دوسرے وقت مین بطور فرضیت رکہنا بھی دوسرے وقت منافی ہونا چاہئے اور فرضیت کے نیت سے رکہنا خود جامع براہین بھی قبولکرتا ہی اور پہر منسوخ ہونا بھی مانتا ہی پس یہ نیت ادائے شکر بعد بیان یھود کے روزہ رکہنا ہی ویسہی طرح جاننا چاہئے کہ قبل بیان یھود کے فقط علی عادتہ تہا اور بعد بیان بہ نیت ادائے شکر کی ہوگئی اور بعد منسوخیت فرضیت کی بھی تو نیت ہونا جائز ہی پس علی عادتہ پر یہ مرتب کرنا جامع براہین کا کہ یہ روزہ شکر نجات موسیٰ علیہ السلام کیواسطے نہوا تہا بناء فاسد علی الفاسد ہی و قول سفاہت و تقریر کاسد ہے اس جامع براہین کو صحبت بھی علماء کی ہوتی تو جانلیتا کہ احکام شریعت انبیاء علیہ السلام کی جو سابق گذر چکی ہین اور وہ منسوخ نہین ہوئی ہین اگر ثبوت کو وہ احکام پہونچ جاوین کہ یہ احکام شریعت ماتقدم کی ہین تو ہمکو یعنے امت محمدیہ صلعم کو کرنا اونکا اور ماننا اونکا لازم و ضروری بلکہ آنحضرت صلعم بھی اوس حکم مین شامل ہین اور یہ مذہب جمہور حنفیہ و مالکیہ و شافعیہ کا ہی طریق ثبوت کا علماء محققین بیان فرماتی ہین قصہ کرنا اللہ تعالیٰ و رسول اللہ کا اون احکام شریعت ماتقدم کو ہمپر بدون انکار کے اور دلیل یہ کہ شرع انبیاء سابقین علیہم السلام کی حکم الٰہی ہی زمان خطاب کے مکلفین کو اور بعد زمانہ خطاب والو نکو جبتک ناسخ ظاہر نہووے تسلیم و عمل اوس پر کرنا لازم ہی دوسرے اجماع امت کا ہے اوپر استدلال کے ساتھ **قولہ تعالیٰ** کے وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن وجوب قصاص پر ہماری شریعت مین بھی روزہ عاشوراء کہ آنحضرت صلعم کو جب خبر ہوئی کہ یہود لوگ واسطے اقامت سنت موسیٰ علیہ السلام کی رکہتی ہین تو فرمایا کہ مین احق ہون ساتھ اوسکے چنانچہ کتب اصول مین یہ موجود ہی مسلم الثبوت و شرحہ لبحر العلوم مین بھی یہ موجود ہی بطور اختصار کے یہ عبارت متن و شرحکی نقل کیجاتی ہی المختار انہ علیہ وعلی آلہ وسلم بعد البعث ونحن معشر الامۃ متعبدون بشرع من قبلنا ویجب علینا العمل بہ مالم یظھر ناسخ لکن علی انہ شرع نبینا لا علی انہ شرع نبی آخر وعلیہ جمہور الحنفیۃ والمالکیۃ والشافعیۃ وطریق ثبوتہ عند الحنفیۃ قصص اللہ ورسولہ بانہ شرع نبی قبلنا بلا انکار ومن ثم ای لاجل طریق معرفۃ اخبار اللہ تعالیٰ او رسولہ لم یکن شرع من قبلنا اصلا خامسا بل صار داخلا فی الکتاب والسنۃ لنا اولا ان شرع من قبلنا حکم اللہ تعالیٰ فیلزم المکلفین الذین وجدوا زمن الخطاب وبعدہ مالم یظھر ناسخ یرفعہ ولنا ثانیا الاجماع علی الاستدلال بقولہ تعالیٰ وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن علی وجوب القصاص فی شرعنا ولنا ثالثا ما صح عن النبی صلعم صوم یوم عاشوراء حین اخبر ان الیھود یصومونہ اقامۃ لسنۃ موسیٰ علیہ السلام قال انا احق بموسیٰ انتہی اس سے واضح ولائح ہے کہ

آنحضرت صلعم وامت آنکی متعبد شریعت سابق ہین اور غیر منسوخ پر ہمکو عمل کرنا واجب ہی اسطرح جیسے کہ یہ شریعت ہمارے نبی صلعم کی ہی نہ اسطرح جیسے کہ شریعت نبی دوسرے کی ہی اور اسکے چند ادلہ ہین اونمین سے ایک یہ بھی ہی کہ آنحضرت صلعم نے روز عاشورا کی بارہ مین فرمایا کہ مین موسیٰ کے ساتھ موافقت کرنےمین احق ہون جس سے واضح ہی کہ نبی سابق نے جسپر عمل کیا ہی اور وہ ثابت ہووے اور غیر منسوخ ہووے تو اوس پر عملکرنا ہمارے نبی صلعم کو اور ہمکو چاہئی اور یوم عاشورا کا روزہ بجز اداء شکر الہی کے بدلیل موافقت موسیٰ علیہ السلام کے جوانا احق ہند سے واضح ہی دوسرے طور پر رکہنا کسی دلیل شرعی وعقلی معتبر سے ثابت نہین پس بلاشبہ بناءً علیہ آنحضرت صلعم نے اداء شکر کیواسطے وہ روزہ رکہا تہا اور ہم بھی اداء شکر کیلئے رکہتے ہین بمتابعت آنحضرت صلعم کے جسطرح موسیٰ علیہ السلام نے اداء حکم الٰہی جانکر رکہا تھا اوسیطرح آنحضرت صلعم نے رکہا تہا یعنی اتباع موسیٰ علیہ السلام کی تھے ہم اپنے نبی صلعم کی اتباع کرتے ہین جسطرح اوس روزہ کی اداء شکر موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی آنحضرت سے بھی ہوئی پس انکار روزہ بطور شکر رکہنیکا کرنا سراسر بیعلمی ونافہمی ہے **قولہ** دوسری حدیث ابن حجر کی اصل یہ ہی کہ عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینۃ فوجد الیہود صیاما یوم عاشوراء فقال لہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ ما ہذا الیوم تصومونہ فقالوا ہذا یوم عظیم انجی اللہ موسیٰ وقومہ وغرق فرعون وقومہ فصامہ موسیٰ شکرا فنحن نصومہ فقال رسول اللہ علیہ السلام فنحن احق بموسیٰ منکم فصامہ وامر الناس بصیامہ الحدیث پس اس حدیث مین اول کلام تو یہ ہی کہ یہود کا کہنا کہ فنحن نصومہ ای اتباعاً لموسیٰ خود یہود کا روزہ باتباع سنت موسیٰ علیہ السلام کے تھا نہ بوجہ شکر کے کیونکہ شکر روزہ نجاۃ کا تہا اور پھر شکر نعمت کا شل سب نعمائکی ہر دم رہتا ہی اس سے بحث نہین پس فخر عالم صلعم کا روزہ بہی شکر کا نہوا بلکہ اتباع حضرت موسیٰ کے سنت کا ہوا **اقول** وباللہ التوفیق تقریر وتزویر جامع براہین کی دیکہو اپنی طرف سے فنحن نصومہ کی تفسیر مخالف حدیث کی کی اور اتباعاً لموسیٰ مفعول لہ اوسکا نکالا تاکہ آنحضرت صلعم کو تابع موسیٰ علیہ السلام کا بناوے اور خود صحیح مسلم مین موجود ہی فقالوا ہذا الیوم الذی اظہر اللہ فیہ موسیٰ وبنی اسرائیل علی فرعون فنحن نصومہ تعظیما لہ فقال النبی صلعم نحن اولی بموسیٰ منکم فامر بصومہ دیکہو خود حدیث مسلم مین موجود ہی نصومہ تعظیما لہ اسکو چہوڑا گنگوہی نے اپنی طرف سے اتباعاً لموسیٰ نکالا اور یہ اسواسطے ترک کردیا جو دوسری حدیث مین وارد ہی کہ اس تقدیر پر آنحضرت صلعم کا تابع ہونا موسیٰ علیہ السلام کا ثابت نہین ہوگا اور جامع براہین کو تابع بنانا منظور ہے اور یہ قصر فساد وعناد وخبث مد نظر ہی کہ روزہ بطور اداء شکر خدا تعالی کے کہنا آنحضرت صلعم کا ثابت نہووے تاکہ محفل میلاد آنحضرت صلعم کا ثبوت نہوا دعا استی ہونیکا کرتا ہی اور خود امت آنحضرت صلعم کو بنا ہی اور حتی المقدور تحقیر جہانتک وس سے ہوسکتی ہی آنحضرت کی کرتا ہی اور اسہی تحقیر مین اول سے آخر تک سرگرم ہی اور انحطاط رتبہ آنحضرت صلعم کے کوشش وسعی مین اتم ہی اور واقعی امر یہ ہی کہ مدار اس فرقہ نجدیہ کا دغابازی وجعلسازی

اور تحقیر شان سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کچھ بے جسنو نکو خوف خدا نہین آنکھین بند کرلین منہ پھاڑ لیا جو چاہا بکدیا دین و ایمان سہی تو کچھ علاقہ نہین شرم و حیا کا کام ہی کیا الغرض کچھ ہی ہو خواہ ایمان رہے یا نہ رہے خدا پر بہتان ہو رسول اللہ پر طعن ہو مگر انوار ساطعہ کے رد کے نام سے جیتے ہین اور انوار کی عداوت تمکو اوس ظلمت مین ڈالیگی کہ قریب ہی جو دیکھوگے تم انشاء اللہ تعالی اب ہم باواز بلند منکرین کی جانب خطاب کرتے ہین کہ خواب جہالت سے بیدار ہون اور نشۂ شراب سفاہت سے ہوشیار ہون اور شیران بیشۂ تحقیق کے مناظرہ اور مقابلہ کو تیار ہون اس عدیم الادب کو اتنی خبر بہی نہین ہی کہ علماء محققین کتب اصولمین تصریح کرچکے ہین کہ آنحضرت صلعم متعبد بشرع سابق تہی قبل بعثت کی بہی لکن چونکہ آنحضرت صلعم وقت خمیر آدم علیہ السلام کے یعنی اوس زمانہ مین کہ آدم علیہ السلام درمیان روح وجسد کی تہی آنحضرت صلعم نبی تھے اور دیگر انبیاء و رسل علیہ السلام گویا کہ خلفاء آنحضرت صلعم کی ہین اسواسطے آنحضرت صلعم تعبد بشرع قبل البعثت کی حالت مین تابع کسی رسول کے نہ تھے اور تعبد آپکا اس جہت سے تھا کہ وہ حکم الہی ہی نہ کسی دوسرے جہت سے فی مسلم الثبوت وشرح المختار انہ صلی اللہ علیہ وسلم متعبد بشرع قبل بعثہ قیل بشرع آدم وقیل بشرع نوح وقیل بشرع ابراھیم وقیل بشرع موسی وقیل بشرع عیسی والاشبہ ما بلغ ای تعبد بشرع بلغہ من الشرائع لا بل الاشبہ بشرع لم ینسخ لکن علی انہ حکم اللہ تعالی لا حکم ذلک النبی لان العمل بشرع منسوخ حرام و بغیر المنسوخ واجب علیہ وھو علیہ وآلہ واصحابہ الصلوۃ والسلام معصوم من ارتکاب الحرام وترک الواجب ثم انہ کان نبیا وآدم بین الروح والجسد فلا یتبع احدا من الرسل الذین ھم کالخلفاء لہ فلا یتعبد الا من جہۃ انہ حکم اللہ تعالی لا غیر انتہی اس سے واضح ہی کہ جناب رسالت مآب صلعم تابع کسی نبی و رسول کے قبل بعثت بھی نہ تہی اور شرائع غیر منسوخہ رسل پر عمل احکام الہی ہونیکی سبب سے کرتی تھے و حدیث نبوی لو کان موسی حیا لما وسعہ الا اتباعی سے ظاہر ہی کہ موسی علیہ السلام آنحضرت صلعم کے حیات ظاہری مین اگر زندہ ہوتی تو بجز اتباع آنحضرت صلعم کی اونکو چارہ و گنجایش نہوتی اور جامع براہین اس حدیث کے خلاف عقیدہ رکہتا ہی اور آنحضرت صلعم کو اس روز عاشورا کے رکہنی مین تابع موسی علیہ السلام کا ٹھہراتا ہی بس یہ مخالف قول مختار علماء فقہاء و اصولیین کی اور برعکس حدیث مذکور کے ہی پس بعلمی و بی انصافی و مخالف قول مختار و حدیث کی ہو کر اسکا یہ قول بدعت ہوا اور اسکی آنحضرت صلعم کے حق مین کوشش منقصت شان کرنا اور اہلہ فریبون سے آنحضرت صلعم کو تابع موسی علیہ السلام کی بنانا اور رفائز بمقصود نہوتا ثابت ہوا یہی مقتضی محبت و ایمان ہی کہ باوجود قول مختار حدیث نبوی کی موجود ہونیکی جو دال اسپر ہین کہ آنحضرت صلعم تابع کسی نبی کی اور خصوصا موسی علیہ السلام کی نہین تھے اور نہ تابع ہونا ثابت کرے اور قول مختار و حدیث سے اعراض کرکے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور یہ قول جامع براہین کا کہ کیونکہ شکر روز نجات تہا جس سے واضح ہی کہ بعد روز نجات کے

بروز ورود نعمت اعادہ شکر ثابت نہیں ہے پس سراسر غلطی و بیعلمی ہے اول تو اسیہی حدیث روزہ عاشورا سے واضح ہے
کہ یہ روزہ آنحضرت صلعم نے واسطے شکر کے ہی رکہا تھا اور دوسرے حدیث مسلم سئل رسول اللہ صلی اللہ عن صوم الاثنین
قال ولدت فیہ وفیہ انزل علی جو مع ترجمہ شیخ عبد الحق اوپر گذر چکی ہے وہ باعلی صوت ندا کرتی ہے کہ اعادہ شکر کا بروز ورود
نعمت کے ثابت ہے اور آنحضرت صلعم خود اپنی پیدائش کی شکر کی اعادہ کیواسطے دوشنبہ کے دن روزہ رکہتے تھے اور اسیہی
ولادت کو آنحضرت صلعم نے وجہ اس روزہ کی فرمائی پس اعادہ شکر ولادت و شکر دین کا بروز ورود نعمت ثابت ہوا اور زعم
جامع براہین کا باطل و مخالف احدیث و اقوال علماء کے ہوا **قولہ** صفحہ ۱۶۵ اور اگر تسلیم کریں اسکو کہ یہود کے کہنے پر روزہ
رکہا تھا سو یہود دو کام کرتے تھے ایک صوم کہ وہ سنت حضرت موسیٰ کی تھی یا اوس پر فرض ہو گیا تھا تو مفروض من اللہ
تھا دوسری سرور و عید یوم النجاۃ سو اوسکو خود فخر عالم نے رد کر دیا تھا چنانچہ حدیث مسلم میں مصرح ہے تو اس صورت
میں اس سے استدلال ہی صحیح نہیں کیونکہ اس میں اعادہ شکر ہرگز نہیں اور جس فعل میں اعادہ شکر و سرور کا ہے وہ شارع نے بوجہ
مخالفت یہود کے چھوڑ ہی دیا تہا **اقول** وباللہ التوفیق یہ کہنا اوسکا کہ اگر تسلیم کریں اسکو کہ یہود کی کہنے پر روزہ رکہا
تہا دلالت واضحہ کرتا ہے کہ یہود کا قول اسکے نزدیک مسلم نہیں ہے اور ظاہر و متبادر یہی ہے کہ علی الاطلاق قول یہود کا خواہ
متصف بالتواتر ہووے خواہ نہو خواہ اُن یہود کا قول ہو جو ایمان آنحضرت صلعم پر لائے تھے اور وہ علماء میں تھے یا اون کے
غیر کا کہ ایمان نہ لائے تھے خواہ یہود کی قول کے موافق وحی نازل ہوئی ہووے واسطے تصدیق قول یہود کے یا ایسا نہو
اس جامع براہین کے نزدیک مقبول نہیں ہے اور یہ مطلقاً غیر مقبول ہونا اور تسلیم کی نفی مطلق کرنا جہالت صرف ہے
بلکہ علماء محققین نے تصریح کی ہے اسیہی روز عاشورا کے بارہ میں کہ خبر یہود تصدیق کو وحی یا تواتر کے سبب سے یا خبر علماء یہود
کی جو ایمان لے آئے تھے مقبول ہے ہاں مجرد خبر احاد یہود کفار کی غیر مقبول ہے قال النووی فی شرح مسلم فصامہ النبی
صلعم وامر بصیامہ قال نحن احق بموسی منہم قال المازری خبر الیہود غیر مقبول فیحتمل ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اوحی الیہ بصدقہم فیما قالوہ او تواتر عندہ النقل بذلک حتی حصل لہ العلم بہ قال القاضی عیاض
ردا علی المازری قد روی مسلم ان قریشا کانت تصومہ فلما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ
صامہ فلم یحدث لہ بقول الیہود حکم یحتاج الی الکلام علیہ وانما ہی صفۃ حال وجواب سوال فقولہ صامہ
لیس فیہ انہ ابتداء صومہ حینئذ بقولہم ولو کان ہذا لحملناہ انہ اخبرہ من اسلم من علمائہم کابن سلام وغیرہ وقال
القاضی وقد قال بعضہم یحتمل انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصومہ بمکۃ ثم ترک صیامہ حتی علم ما عند اہل الکتاب
فیہ فصامہ قال القاضی وما ذکرناہ اولی بلفظ الحدیث قلت المختار قول المازری ومختصر ذلک انہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان یصومہ کما یصومہ قریش فی مکۃ ثم قدم المدینۃ فوجد الیہود یصومونہ فصامہ ایضا بوحی

او توافراو اجتماء لا بمجرد اخبار احادهم واللہ اعلم انتہی اس عبارت سے واضح ہے کہ صورت مخصوصہ میں یعنے جب خبر یہود متواتر ہو گئے
تھی یا خبر یہود کی تصدیق وحی سے ہو گئی تھی یا اونکے علماء نے خبر دی تھی جو ایمان لائے تھے ان صورتوں میں خبر یہود مقبول ہو گئے
اور ایسی خبر کے موافق آنحضرت صلعم نے روزہ رکھا پس روزہ شکریہ کا ہوا اگر کہو کہ یہود کے کہنے پر روزہ نہ رکھا تھا اور بمجرد وحی و اخبار
من اللہ کے سبب سے روزہ رکھا تھا تو ہم کہینگے اس سے یہ کب مفہوم ہوا کہ بطور شکریہ کے یہ روزہ نہ تھا ظاہر و متبادر یہی ہے کہ بطور شکریہ تھا
کوئی قرینہ و علامت صارفہ ظاہر و متبادر بھی اس محل میں موجود نہیں ہے جسکے سبب سے روزہ شکریہ ہونیکا انکار کیا جاوے خواہ یہود کے
کہنے سے آنحضرت صلعم نے روزہ رکھا ہووے یا دوسرے طریق سے ثبوت ہو جانیکے بعد آنحضرت صلعم نے رکھا ہووے مقصود حاصل ہے
کہ روزہ شکریہ کا رکھا تھا یہود کی کہنے پر یا نہ کہنے سے جامع براہین کو مفید اور ہمکو مضر نہیں ہے پس اسمیں کلام کرنا بھی جامع براہین کا
اغوا ہے ؎ خدا آباد رکھے اوس گلی کو :: کہ اوٹھتا ہے یا فتنہ جہاں سے :: اور یہ جو کہا کہ (یہود دو کام کرتے تھے ایک روزہ دوسرے
سرور و عید لیوم النجاۃ سو اوسکو مخبر عالم نے رد کر دیا تھا چنانچہ حدیث مسلم میں مصرح ہے اسصورت میں اس سے استدلال صحیح
نہیں کیونکہ اسمیں اعادہ شکر کا ہرگز نہیں اور جسمیں اعادہ شکر و سرور کا ہے اوسکو شارع نے بوجہ مخالفت یہود چھوڑ دیا تھا)
سراسر بے علمی و نافہمی و بے انصافی و کجروی پر دال ہے آنحضرت صلعم کا صراحۃً رد کرنا اور یہود مدینہ منورہ کی موافقت نکرنا حدیث
مسلم میں ہرگز مصرح نہیں ہے روزہ کی بارہ میں چنانچہ قول آتی ہیں اسکا حال معلوم ہوگا بالفرض اگر رد کر دیا ہوتا تو رد کرنے
اتخاذ عید و اظہار سرور کے رد کر دیا اوار روزہ عاشورا کا بطور شکر کے ہرگز لازم نہیں آتا ہے اور اعادہ شکر کا ادا روزہ عاشورا
میں نہ جاننا اور بناء فاسد بر یہ قصر فساد جنا کہ استدلال صحیح نہیں ہے یہ ایک ہذیان ہے جو قابل اصغائے اہل ایمان نہیں ہے
اعادہ شکر کا ساتہ روزہ رکھنے کے یوم ورود نعمت میں بتصریح آنحضرت صلعم مع بیان شیخ عبد الحق دربارہ صوم اثنین کے
اوپر واضح ہو چکا ہے اور یہی روزہ عاشورا بطور ادائے شکر رکھنا معلوم ہو لیا ہے پس اعادہ شکر روزہ عاشورا سے واضح ہے
اور جو یہ اس نے کہا کہ (جسمیں اعادہ شکر و سرور ہے اوسکو شارع نے بوجہ مخالفت یہود چھوڑ دیا تھا) اس سے ظاہر ہے کہ اعادہ
شکر و سرور کا اسکے نزدیک اتخاذ عید میں تھا جسکو چھوڑ دینا بتاتا ہے اور عبادت محضہ روزہ میں جسکا اعادہ شکر کیواسطے
ہونا مانند صوم اثنین کے واضح ہے اعادہ شکر نہیں ہے یہ کسقدر جہالت صرف ہے کہ لباس زینت وغیرہ عورتوں کو پہنانا
جیساکہ یہود خیبر کرتے تھے جو **قول** آئندہ میں آتا ہے اوسمیں اعادہ شکر بتاتا ہے روزہ شکر نہیں مانتا ہے اور اسپر کوئی
حجت عقلی نقلی قابل التفات نہیں قائم کرتا ہے ایسے ہذیانات اور خرافات کو کون سنتا ہے **قولہ** ص۱۶۵ دوسری یہ کہ قصہ مہ
میں کوئی نص نہیں کہ یہود کے کہنے سے آپنے روزہ رکھا تہا اور بوجہ نجات حضرت موسیٰ کے رکھا تھا بلکہ اس قدر معلوم
ہوتا ہے کہ بعد سوال و جواب یہود کے آپنے روزہ رکھا سو پہلے حدیث خود صاف کہہ رہی ہے کہ بغرض اللہ تعالیٰ و علی عادتہم
پس یہ احتمال رفع ہو گیا اور احق بموسیٰ منکم ای اتباعاً لا سیئ و ارادۃً شکراً کیونکہ سرور کا امر تو آپنے ترک ہی کر دیا تہا لہ لئی موسیٰ

قال کان یوم عاشوراء یوما یعظمہ الیھود وتتخذہ عیدا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموہ انتم دوسری
روایت میں خالفوا الیھود پس آپ یھود کے عید کی مخالفت کا حکم فرما چکے کہ صوم عید کے خلاف ہوتا ہے اور یہ قول احق بموسیٰ
منکم بطریق الزام کے تھا کہ تم کس امر میں متبع موسیٰ کے ہو تم تو ہر ہر امر میں اپنے نبی کی تابع ہو اور مخالف شرع و حکم موسیٰ کے
کی ہو پھر دعوی اتباع تمہارا بے محل ہے ہاں ہم متبع موسیٰ کے ہیں پس یہ الزام تھا نہ وجہ صوم کی پس بہر حال یہ صوم اعادہ
شکر و سرور کا تھا اور نہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا پھر قیاس کس چیز پر کیا جاتا ہے عجب ہے کہ ابن حجر جیسا ایسے فرماویں انتہی
اقول باللہ التوفیق یہ جو کہا کہ قصہ میں کوئی نص نہیں کہ یھود کے کہنے سے آپنے روزہ رکھا تھا اور بوجہ نجات حضرت
موسیٰ کے رکھا تھا بلکہ اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ بعد سوال و جواب یھود کے رکھا تھا کلام بے معنی ہے اسلیئے کہ لفظ فا لفظ
صاموہ پر داخل ہے اور فا واسطے تعقیب کے ہے کہ جزا و معلول پر داخل ہوتی ہے فی المسلم و شرحہ الفاء للترتیب
علی سبیل التعقیب ولو فی الذکر ومنہ عطف المفصل علی المجمل نحو قولہ تعالی فازلہما الشیطن عنہا فاخرجہما
مما کان فیہ وھو ای التعقیب فی کل شیء حسبہ کتزوج فولد فیصح اعتبار التعقیب وان کان المدۃ بینہما قریبا
من السنۃ لانہ لا یمکن القرب فیہ عرفا من ھذا فلا یعد ھذا التراخی تراخیا عرفا واذا کانت للتعقیب تدخلت
فی الاجزیۃ والمعلولات فانما یکون عقیب الشرط والعلۃ وکثیرا ما یدخل العلل ومنہ نحو ادفانت حرای لانک وانت
فانت آمن ای لانک آمن انتہی مختصرہ **وقال** العلامۃ الجلیبی فی حاشیۃ علی شرح الوقایۃ لان الفاء تدخل
علی الحکم لما انہ یعقب العلۃ کما فی قولک ضرب فاوجع واطعم فاشبع انتہی ان عبارات سے جزا و معلول پر دخول
فا معلوم ہے اور اس محل میں کوئی صارف جو مانع ہووے دخول فا سے مانند معلول پر موجود نہیں ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یھود
کی کہنے سے آنحضرت صلعم نے روزہ رکھا تھا اور مازری اور نووی کے قول سے جو اوپر گذرا یہی مفہوم ہے عدم مقبولیت
خبر یھود کے اعتراض کو ساتھ تصدیق وحی یا تواتر وغیرہما کے مرتفع کر دیا ہے پس جب ظاہر لفظ فا و بیان نووی و مازری
سے بھی مفہوم ہوا کہ یھود کی کہنے سے روزہ رکھا تھا اگرچہ مع تصدیق وحی کے یا تواتر کے سبب سے ہو و شکر نجات
مومنین و موسیٰ علیہ السلام و آتستہ کے باعث سے ہونا اقوال سابقہ سے واضح ہو چکا ہے تو اس محل میں جو جامع براہین انکار کرتا
ہے او ظاہر حدیث کے الفاظ سے اعراض کرتا ہے اور تحریف معنوی کر کے یھود کی کہنے پر روزہ نہ رکھنا اور بوجہ نجات کے
رکھنا بتاتا ہے مخالف حدیث و اقوال کے ہو کر یہ بدعت ضلالت موجب ہلاکت ہے اور بعد سوال و جواب یھود کی رکھنا
جامع براہین تسلیم کرتا ہے یہ بھی بظاہر اسیپر دلالت کرتا ہے او متبادر اس سے یہی ہے کہ انکی کہنے سے رکھا تھا اگرچہ مع
تصدیق وحی ہونے یا تواتر کے سبب سے ہووے بہر صورت خبر یھود ہی پر روزہ رکھنا مبنی ہوا انکار اوسکا مکابرہ صرف ہے
جسکا مرتکب جامع براہین ہے اور یہ جو اس جامع براہین نے کہا کہ سو پہلے حدیث خود صاف کہہ رہی ہے کہ بغرض ادا و علی

عادتہ تہا پس یہ احتمال رفع ہوگیا) سراسر روباہ بازی وفتنہ اندازی ہے کیونکہ اس سے اس جامع براہین کی غرض فاسد
ومراد کاسد ہی کہ یہ روزہ بطور سرور وشکر کے نہ تہا اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ علی عادتہ ہونا اس امر کو نہین چاہتا کہ بعد سوال
وجواب یہود کے اور تصدیق اونکی خبر کی خواہ بوحی یا بہ تواتر یا بدوسرے طریق سے آپنے نیت اداء شکر کے نہین کی تہی
اور بفرض اللہ ایک وقت مین ہوگیا تو بعد نسخ فرضیت کی بھی تو آنحضرت صلعم نے رکہا ہی اور حکم رکہنے کا دیا ہی اوسوقت
مین بھی یہ نیت اداء شکر ہونیکو کوئی دلیل عقلی ونقلی مانع نہین ہی صرف وہم جامع براہین اور اوسکے ہم مشرب ہونیکا اس
بارہ مین ہے کیونکہ حجت شرعیہ ہوکر اداء شکر کے طور پر رکہنے کو مانع ہوسکتا ہی اور ہمنے اوپر یہ تحقیق تمام ثابت کردیا ہی کہ بطور اداء
شکر کے ہے یہ روزہ عاشوراء کا آنحضرت صلعم نے رکہا تہا اور حکم دیا تہا پس زعم جامع براہین باطل ہوا اور یہ جو کہا کہ
(اور احق بموسی منکم اتباعاً لا سرورا وشکرا) کیونکہ سرور کا حکم تو آپنے ترک ہی کردیا تہا عن ابی موسی قال کان
یوم عاشوراء یعظمہ الحدیث) جامع براہین نے یہ صراحتہ تحریف معنوی حدیث کے کی ہے اور آپنے نادانی
وبعلمی سے باوجود فقدان لیاقت وفہمانت حدیث دانی کی شرح حدیث کی اپنے مذہب فاسد کے موافق اُسنے کی ہے
اور حدیث کی غیر واقعی مراد لیکر آنحضرت صلعم کو تابع موسی علیہ السلام کا بتاتا ہی اس بے انصافی ومخالفت دینیہ کا کیا
ٹھکانا ہی اوپر بخوبی معلوم ہوچکا ہی حدیث صحیح واقوال اصول سے کہ آنحضرت صلعم موسی علیہ السلام یا کسی دوسرے
نبی کے تابع نہ تہے کسی کے شریعت پر جو قبل بعثت ہی آنحضرت صلعم نے عمل کیا ہے تو حکم الٰہی ہونے کی حیثیت سے عمل
کیا ہی نہ اس حیثیت سے کہ وہ شریعت نبی دوسرے کی ہے پس جب ثبوت اوسکا بخوبی ہوگیا کہ آنحضرت صلعم متبع موسی
علیہ السلام کے ہرگز نہین ہین اور حدیث صریح بھی اس بارہ مین آچکی ہی تو ضرور لازم ہوا معنی قول آنحضرت صلعم
انا احق بموسی منکم کے یہ قرار دے جاوینگے کہ مین احق والیق ہون ساتھہ موافقت موسی علیہ السلام کے بہ نسبت
تمہارے جسکے الفاظ عربیہ یہ ہوسکتے ہین انا احق بموسی منکم ای موافقۃ اور یہ ظاہر ہی کہ موافقت موسی علیہ السلام
کی اوسوقت مین ہوگی کہ شکراً وسروراً روزہ آنحضرت صلعم کا قرار دیا جاوے جیسا کہ موسی علیہ السلام نے شکراً وسروراً
رکہا تہا دیکہو اس حدیث مین دلالت واضحہ ہے اہل علم کے نزدیک اوپر حصول مقصود علامہ ابن حجر کے اور ایام ولادت
کی امثال مین سرور وشکر کرنے پر بطور قیاس واستنباط واستخراج ثبوت اس حدیث سے بخوبی ہے جامع براہین جیسا
کوئی حاسد ومعاند نہ مانے تو اوسکا کیا اعتبار ہے **بیت** آنکہین اگر ہین بند تو پھر دن بھی رات ہی * اسمین قصور کیا ہی بہلا آفتاب کا
اور آنحضرت صلعم کی نسبت جامع براہین نے یہ جو کہا کہ سرور کا امر تو آپنے ترک ہی کردیا تہا اور اسکے واسطے حدیث
ابی موسی رض مسلم کی روایت کہی ہوئی پیش کی جسکے معنے یہ ہین کہ یہود یوم عاشوراء کی تعظیم کرتے تہے اور اوسکو عید ٹہراتے
تہے تو آنحضرت صلعم نے صحابہ رض کو حکم دیا کہ تم روزہ رکہو انتہے خلاصہ ترجمہ اس حدیث سے ثبوت دعوے جامع براہین کا ہرگز

نہین ہوتا ہی کہ سرور کا امر ترک کر دیا تہا کیونکہ اس حدیث مین کوئی لفظ موجود نہین ہی کہ وہ دلالت ترک سرور پر کرتا ہو
اسمین تو روزہ رکہنیکا حکم جو آنحضرت صلعم نے دیا ہی اوسکا ذکر ہی فعل و ترک سرور سے اس مجلس مین سکوت ہی ہان حدیث ما
تقدم ہی سے سرور کا ثبوت معلوم ہو گیا ہی جسکا سفاہت یا تعصب سے جامع براہین انکار کرتا ہی مسلم مین دوسری حدیث بروایت
ابی موسی رضہ موجود ہے عن ابی موسی قال کان اھل خیبر یصومون یوم عاشوراء یتخذونہ عیدًا ویلبسون
نساءھم فیہ حلیھم وشارتھم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموہ انتم یعنے یہود خیبر روزہ رکہتے تھے عاشورا کے
دن اور اوسکو عید ٹھراتے تھے باین طور کے اپنی عورتونکو زیور ولباس زینت پہناتے تھے پس آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم روزہ
رکہو اس سے بہی انکار سرور ہرگز مفہوم نہین ہی اگر اس فرمانے سے کہ تم روزہ رکہو کوئی انکار دوسرے امر کا خیال کرے تو بطور مفہوم مخالف
کی خیال کریگا اور تخصیص بالذکر مستلزم نفی ما عدا زعم کرکے یہ مدعی حدیث نبوی سے حاصل کریگا اور مفہوم مخالف معتبر
حنفیہ کے نزدیک لینا جائز نہین ہے چنانچہ کتب اصول اس سے مملو ہین اور بعض کتب فقہ مین بھی موجود ہی قال فی رد المحتار
فی صفحہ ۱۱۴ والمفاھیم جمع مفھوم وھو دلالۃ اللفظ علی شئ مسکوت عنہ وھو قسمان مفھوم الموافقۃ وھو ان یکون
المسکوت عنہ ای غیر المذکور موافقًا للمنطوق ای المذکور فی الحکم کدلالۃ النہی عن التافیف علی حرمۃ الضرب
وھذا یسمی عندنا دلالۃ النص وھو معتبر اتفاقًا ومفھوم المخالفۃ بخلافہ وھو اقسام مفھوم الصفۃ والشرط
والغایۃ والعدد واللقب وھو معتبر عند الشافعی الا مفھوم اللقب قال فی التحریر والحنفیۃ ینفون مفھوم المخالفۃ
باقسامہ فی کلام الشارع فقط ارہ فافادانہ فی الروایات ونحوھا معتبر باقسامہ حتی مفھوم اللقب وھو علی تعلیق الحکم
بجامد کقولک صلوۃ الجمعۃ علی الرجال الاحرار فیفھم منہ عدم وجوبھا علی النساء والعبید وفی شرح التحریر عن شمس
الائمۃ الکردری ان تخصیص الشیء بالذکر لایدل علی نفی الحکم علی ما عداہ فی خطابات الشارع انتہی اس عبارت سے
ہویدا و پیدا ہی کہ کلام شارع مین مفہوم مخالف لینا درست نہین حنفیہ کے نزدیک اور خطابات شارع مین تخصیص ذکر شئی
دلالت نفی حکم ما عدا پر نہین کرتا ہی پس اس حدیث سے ثبوت ترک و نفی سرور بطور مفہوم مخالف کرنا اور تخصیص بذکر صوم کو دال
اوپر ترک نفی سرور کے ماننا ہم حنفیہ کے نزدیک درست نہین ہی اور کیونکر تخصیص بذکر صوم نفی سرور پر دال ہوگی اگر یہ صحیح
و درست ہو جاوے تو لازم آویگا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ مین جو تخصیص ذکر محمد رسول اللہ کی ہے یہ دال ہووے
حضرت موسی و عیسی علیہما السلام پر اور آیت لا تاکلوا الربوا اضعافًا مضاعفۃ مین ربوا دو چند حرام ہو اور دو چند سے
کم حرام نہو اور اسکا قائل تو زندیق ہی ہوگا پس خوب واضح ہو گیا کہ حدیث مذکور مین دلالت اوپر ثبوت مطلوب جامع براہین معنوی
پر ہرگز نہین ہے اگر یہ حدیث ابی موسی رضہ موہم انکار سرور و عید بالفرض مانی جاوے تو انکار عورتونکو زیور و لباس پہنانیکا جیسا کہ
یہود خیبر کرتے پہناتے تھے متوہم ہوگا نہ انکار ہر قسم کے سرور کا اور یہ ہمکو مضر و جامع براہین اور اوسکے ہم مشربون معاندین کو مفید

نہین ہی اور حدیث ابی موسی رضہ سے اگر مخالفت یہود کے مفہوم ہی تو یہود خیبر کے مفہوم ہی چنانچہ حدیث ابی موسیٰ رضہ جو ہمنی مسلم سے نقلکی ہے اس سے اہل خیبر کی نسبت اس حدیث کا ورود ظاہر ہی اور گنگوہی نے جو حدیث نقلکی ہے وہ حدیث مختصر اسیکی حدیث کا ہی جو ہم نے نقلکی ہے اوسکے حدیث مین مراد یہی یہود خیبر ہین پس حدیث مذکور مین مخالفت یہود کے مفہوم ہی بالفرض تو اہل خیبر کی مفہوم ہہ اہل مدینہ کی چنانچہ قول آتی ہین عبارت مجمع البحار سے یہ واضح ہوجائیگا فانتظر یہ جو کہا اسنے کہ دوسری روایت مین ہی خالفوا الیہود پس آپ یہود کی عید کی مخالفت کا حکم فرما چکے کہ صوم عید کے خلاف ہوتا ہی) سراسر ابلہ فریبی وناشی عدم اطلاع علی الکتب سے ہی اور آنحضرت صلعم پر افترا محض ہے آنحضرت صلعم نے اتخاذ عید وسرور کے رد مین خالفوا الیہود ہرگز نہین فرمایا ہی اور یہ جامع براہین اسیکی براہین قاطع کے صفحہ دوسو ستہتر مین کہتا ہے (کہ عید عاشورا کو بخاری ومسلم کی حدیث صریح ہی کہ فخر عالم علیہ السلام نے رد کردیا ہی اور خالفوا الیہود اوسمین ارشاد فرمایا) دیکھو یہ جامع براہین نے آنحضرت صلعم پر افترا کیا کہ عید عاشورا کے رد مین یہ حدیث آنحضرت صلعم نے فرمائی ہے اور بخاری ومسلم کا حوالہ دیدیا حال آنکہ بخاری ومسلم مین رد عید عاشورا کے بارہ مین یہ صراحۃً آنحضرت صلعم کا فرمانا ہرگز موجود نہین ہی محض افترا جامع براہین کا ہی منصفین علما کو چاہی کہ بخاری ومسلم کی بحث صوم عاشورا مین اسکو دیکھین ہرگز یہ الفاظ صریحہ اومین موجود نہین ہین پس یہ کذب ہوا آنحضرت صلعم پر اور جامع براہین ایک مدت سے بخاری ومسلم اپنے ہم مشرب ہوتکو پڑہاتا بھی ہی اور بکثرت یہ مواقع ان جامع براہین گنگوہی کی نظر سے گذرے ہین یہ دلیل محکم ہی اس امر کی کہ بخاری ومسلم مین خالفوا الیہود عید عاشورا کے بارہ مین نہونا ان جامع براہین کو معلوم ہی اور باوجود معلوم ہونے کے کہ یہ آنحضرت صلعم نے اس بارہ مین نہین فرمایا ہی اور یہ گنگوہی اس بارہ مین یعنے عید عاشورا کے رد کی بارہ مین ارشاد فرمانا بتاتا ہی پس اس سے تعمدا یہ کذب آنحضرت صلعم پر باندہا ہی پس مصداق حدیث نبوی مروی صحاح کا ہی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من تعمد علی کذب فلتبوأ مقعدہ من النار یعنے جو شخص قصدا جھوٹ مجھپر بولے تو چاہی جگہہ اپنی آگ سے بناوے اور آنحضرت صلعم پر جھوٹ متعمدا بولنا اگر حلال جانکر ہے تو کل علما کی نزدیک کفر ہی اور اگر حلال جانکر نہین ہی تو شیخ ابو محمد جوینی والامام الحرمین ابی المعالی کے نزدیک بدون حلال جاننکی بھی کفر ہے قال النووی فی شرح صحیح مسلم والثانیۃ تعظیم تحریم الکذب علیہ صلی اللہ علیہ وسلم وانہ فاحشۃ عظیمۃ وموبقۃ کبیرۃ ولکن لا یکفر بھذا الکذب الا ان یستحلہ ھذا ھو المشھور من مذاھب العلماء من الطوائف وقال الشیخ ابو محمد الجوینی والد امام الحرمین ابی المعالی من ائمۃ اصحابنا یکفر بتعمد الکذب علیہ صلی اللہ علیہ وسلم انتھی وھکذا فی شرح نخبۃ الفکر یہود کی عید کے مخالفت کا حکم فرما چکنا اور عید کو مخالف صوم ہونا جو یہ گنگوہی بتاتا ہی اپنے فہم فاسد وزعم کاسد سے بتاتا ہی آنحضرت صلعم کے قول ہی عید یعنے سرور کلجو متنازع فیہ ہی ممنوع ہونا اور باین معنی مخالفت کرنا کہ سرور کسی قسم کا اہل اسلام نکرین ہرگز مفہوم نہین اور تمام یہود کی مخالفت کہ اونمین مدینہ منورہ کی یہود بھی ہون

جنکی کہنے کیموافق آنحضرت صلعم نے روزہ رکہا تہا اور رکہوایا تہا آنحضرت صلعم کی فرمان سے معلوم ہونا ہرگز مسلم نہین ہی ہان بعض یہود کی مخالفت کہ غیر مدینہ کی ہین ایک قسم خاص کی سرعہ مین جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہی اور ہمکو مضر نہین ہی اور صوم مخالف ہر عید کہ ہونا بہی مسلم نہین ہے اور عید عاشورا سے مراد عید حقیقی نہین ہی جو منافی و مخالف صوم ہووے فقط سرور و خوشی نعمت الٰہی یاد کرکے کرنا صوم کے ساتہ جمع ہو نہمین کوئی مخالفت عقلی و شرعی نہین ہے اور ایسے عید جائز الصوم ہو سکتی ہے قال فی مجمع البحار قوله صامه ظاهره یشعر بان هذا کان ابتداء صومه بعاشوراء فیاول بانه ثبت علی صیامه اذ علم من الحدیث الاول انه کان یصومه قبل قدومه المدینة وقیل لعله کان یصومه بمکة ثم ترکه ثم لما علم ما عند اهل الکتاب صامه قوله عیدا فان قیل لتخاذهم عیدا ینافی صومه وایضا فصوموا مشعر بان الصوم کان لمخالفتهم قلت لعل عیدهم کان جائز الصوم اذ هؤلاء الیهود غیر یهود المدینة فوافق المدنیین وخالف غیرهم انتہی اس عبارت سے عدم مخالفت عید کی ساتہ صوم اور مخالفت غیر یہود مدینہ اور موافقت یہود مدینہ کے ثابت ہوئی اور پر قسطلانی سے روزہ عاشورا کا علی عادتہ رکہنا جامع براہین نے نقل اسواسطے کیا کہ یہ ثابت ہو جاوے یہ روزہ شکر نہ تہا اسکی بی انصافی دیکہو کہ خود قسطلانی مین ہی موجود ہی کہ ابن عباس کے حدیث سے ثابت ہی کہ باعث روزہ رکہنی کا موافقت یہود مدینہ کے ہی سبب روزہ مین کہ وہ واسطے ادا شکر خدا تعالی کے نجات موسیٰ علیہ السلام کے ہے مع موافقت عادت کے یا وحی کے چنانچہ عبارت صفحہ ۲۴۴ قسطلانی کے یہ ہی فالباعث علی الصیام فی غیر الباعث فی حدیث ابن عباس السابق اذ هو باعث علی موافقة یهود المدینة علی السبب وهو شکر الله تعالی علی نجاة موسی معه موافقة عادته او الوحی کما مر تقریره ویحتمل ان یکون من العظمة عند یهود خیبر فی شرعهم صومه وقد وقع التصریح بذلك عند مسلم من وجه آخر عن قیس بن مسلم قال کان اهل خیبر یصومون یوم عاشوراء یتخذونه عیدا انتہی دیکہو اس عبارت سے واضح ہی کہ روزہ موافقت یہود مدینہ کے باعث سے سبب روزہ مین کہ وہ شکر الٰہی ہی تہا اور موافقت عادت یا وحی بہی اور اسکے ساتہ مفہوم نہی لیس موافق عادت ہونا منافی شکر اللہ کہان ہی خود قسطلانی کی طبارت سے شکر و عادت دونوں کا جمع ہونا ثابت ہی اور یہ بی انصافی علی عادتہ کی لفظ سے جو قسطلانی نے کہا ہی اوس سے منافات شکر بعد عادت مین ثابت کرتا ہی اور اس عبارت قسطلانی کو پوشیدہ کرتا ہی ایسے خیانت فی الدین کرنا اہل ایمان کا کام نہین ہے گنگوہی کی عقل و فہم تو خوب معلوم ہو چکی ہے شاید کہنے لگے کہ عبارت مجمع البحار سے عید کا جائز الصوم یہود کے یہان مفہوم ہی نہ اہل اسلام کی یہان تو گنگوہی کی چونکہ فہم موٹی ہے اسواسطے جواب بہی بہت ظاہر و بدیہی ہم دیتے ہین وہ یہ ہی کہ عبد اللہ بن عباس رضی نے جمعہ و عرفہ پر اطلاق عید کا کیا ہی فی الترمذی عن عمار بن ابی عمار قال قرأ ابن عباس الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا وعنده یهودی فقال لو انزلت هذه الآیة علینا لاتخذنا یومها عیدا فقال ابن عباس فانها نزلت فی یوم عیدین فی الجمعة ویوم

عرفة هذا حديث حسن غريب حديث ابن عباس انتہے اور حضرت عمر رضہ کے قول سے بھی ارشاد اسی طرف ہی کہ یوم عرفہ
عید ہی فی الترمذی فقال عمر انی لا علم ای یوم انزلت هذه الآیة انزلت یوم عرفة فی یوم الجمعة هذا حدیث حسن صحیح انتہے
قال البغوی اشار ان ذلك الیوم كان عیدًا لنا انتہی حضرت عمر رضہ کے قول سے ساتھ بیان بغوی رح کے واضح ہے
کہ یوم عرفہ کو عید فرمایا ہی پس جب عرفہ وجمعہ دونونکا عید ہونا ساتھ اقوال صحابہ رضہ کے ثابت ہی اور روزہ عرفہ کا
مستحب وموجب ثواب ہونا احادیث سے ثابت ہی اور جمعہ کا روزہ ایک اول یا آخر دن ملاکر رکھے تو ثابت ہی پس عید جائز الصوم
ہوئی دیکھو عید کے ساتھ کہ وہ جمعہ وعرفہ ہی روزہ کا اجتماع شرعًا جائز ہوا اور روزہ مخالف عید شرعًا نہوا اگر مخالفت ہی روزہ
عید سے تو عید الفطر وعید الاضحی ہی سے ہے نہ دیگر اعیاد سے پس روز عاشورا جو کہ عیدین مذکورین سے خارج ہو اگرچہ مانند جمعہ و
عرفہ کی عید ہی اوسمین یعنے روز عاشورا مین روزہ کا حکم دینا مخالف ومنافی عید ہونے کے اور اظہار سرور کے نہوا اور
آنحضرت صلعم کی فرمانے سے صوموا انتم سے رد عید واظہار سرور کسطرح معلوم ومفہوم نہوا گنگوہی کو علم وصحبت نہین
اگرچہ درس حدیث اپنے یہان جاری کیا ہی تحت لفظی ترجمہ غلط سلط کرا دینا عالم ہونے پر دلالت نہین کرتا ہی اور ایسا
آدمی علما مین شمار نہین ہوتا ہی اس بیعلمی ونافہمی سے جامع براہین خیال کر گئے کہ ہر عید منافی روزہ کی ہے اور یہ وہم کر لیا
کہ عید عاشورا عید ہے اور ہر روز عید منافی ومخالف روزہ کی ہے پس عید عاشورا بھی منافی ومخالف روزہ کی ہے
اور جب منافی روزہ کے ہوئی تو حکم روزہ کا اوسمین فرمانا عید کا واقع ورافع ہی اور یہ خیال نکیا کہ احادیث صحاح سے سوائے
عیدین معروفین کے دیگر اعیاد مین کروزہ دافع ورافع عید کا نہین ہی اور کلیت کبری جو شرط انتاج شکل اول ہی اوسکی فقدان
کی سبب سے دلیل مستقیم نہین ہو سکتی ہی اور قول احق ہو سکتی منکم کو بطور الزام کے جو یہ جامع براہین قرار دیتا ہے
اور یہ وجہ صوم ہونیکو منعکر تا ہی اوسپر یہ متفرع کرتا ہی کہ یہ صوم آنحضرت صلعم کا بطور اعادہ کے شکر وسرور کے نہ تھا سراسر جہالت
وسفاہت ہی بلکہ بدعت ضلالت ہی کہ معنی حدیث کی خلاف ظاہر ومتبادر وتمام علما کے خلاف یہ جامع براہین بیان کرتا ہے
کسی نے یہ معنی خلاف ظاہر نہین کئی ہین اور کوئی دلیل مساوی یا قوی معارض معنی اس ظاہری کی کہ یہ وجہ صوم کی آنحضرت صلعم
نے بیان فرمائی موجود نہین ہی اور کسی حدیث سے معارض ہونا ان معنی ظاہر یکا اس جامع براہین نے بیان کیا ہی پس یہ صرف نص
حدیث کا ہی ظاہر سے بدون معارض کے جو دلیل قطعی ہووے اور یہ مخالف مسئلہ عقائد کے ہی کہ نص کتاب وسنت محمول اپنی
ظاہر پر جبتک کوئی صارف قطعی موجود نہووے فی شرح العقائد والنصوص من الکتاب والسنة تحمل علی ظواهرها
مالم یصرف عنها دلیل قطعی کما فی الآیات التی تشعر بظواهرها بالجهة والجسمیة ونحو ذلك انتہی کوئی دلیل
قطعی صارف معنی ظاہر سے یہان حدیث کی بارہ مین موجود نہین ہی اور باوجود اُسکی معنے ظاہر ہی پھر جامع براہین محمول نہین
کرتا ہی پس مخالف عقائد اہل سنت کی اوسکا عقیدہ ہوا اور بطور الزام کے یہ فرمانا آنحضرت صلعم کا جو بتاتا ہی تو اوسکو یہ خبر

نہین ہی کہ الزام کونسا محل و موقع ہوتا ہی وکسوقت دلیل الزامی بیان کیجاتی ہے اور کس چیز کے ساتھ الزام دیا جاتا ہی امام ابن الہمام فتح القدیر کی جلد ثانی صفحہ ۵۹ مین فرماتے ہین کہ الزام بعد استدلال کے ہوتا ہی اسلئے کہ حقیقت اوسکی یعنے الزام کی نقض مذہب خصم کا ہی ایسی چیز کے ساتھ جسکی صحت کا ملزم معتقد نہین ہوتا ہی اور نقض مذہب خصم سے مذہب ملزم کی صحت ضروری و واجب نہین ہوتی مگر بطریق عدم قائل بالفصل کے اور یہ اوسہی وقت مین ہی کہ جس چیز کے ساتھ نقض کرتا ہے وہ اوسکے نزدیک بھی صحیح ہووے والالزام انما یکون بعد الاستدلال لان حقیقتہ نقض مذهب الخصم بما لا یعتقد الملزم صحیحا ولا یکون نقض مذهب خصمہ فقط یوجب صحۃ مذهب نفسہ الا بطریق عدم القائل بالفصل وهذا لایکون الا اذکان ما نقض بہ مما یعتقدہ صحیحا انتہی بقدر الحاجۃ پس جب الزام کا حال معلوم ہوچکا تو جاننا چاہئے کہ یہ محل تنازع و مناظرہ کا جھوٹ ہونا حدیث سے ثابت نہین کہ آنحضرت صلعم نے یہود سے مناظرہ کیا ہووے اور اپنی مدعی حق پر اول استدلال لا چکے ہوون بعدہ الزام آنحضرت صلعم انکو ایسے چیز سے دیتے ہوون کہ آنحضرت صلعم اوسکی صحت کے معتقد نہوون اگر گنگوہی یا کوئی اوسکا چیلہ جانتا ہے اور صحبت کسی عالم سے فیض یاب حاصل ہی تو ثابت کرے کہ جو جواب الزام کیواسطے ہوتا ہم نے بنقل امام ابن الہمام بیان کئے ہین اسمحلین موجود ہین ورنہ اوسکے جہالت و سفاہت و عدم اطلاع علم مناظرہ سے ثابت ہی پس جب الزام ہونا باطل ہے تو بیان وجہ صوم کی طور پر ہونا اوسکا واضح ہی اور بطور بنا فاسد علی الفاسد کے جو کہا تہا کہ یہ صوم بطور اعادہ شکر و سرور کے نہ تہا باطل ہوا اگرچہ اول بھی بطلان اسکا معلوم ہوچکا ہی اسکے آگے یہ جو گنگوہی نے کہا ہی اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ قیاس کسی چیز پر کیا جاتا ہی عجب ہی کہ ابن حجر جب ایسا فرماوے الخ یہ تمام جہالات و سفاہات سابقہ پر اوسنے مبنی کیا ہی جسکا بطلان اظہر من الشمس ہے اسلئے کہ جب امور ماتقدم کا فساد ظاہر ہوگیا یہ مبنیات خود عاطل و باطل ہوگئی اور قیاس ابن حجر پر تعجب کرنا ہی جہالت و سفاہت کی سبب سے ہی صدہا برس کا عرصہ ہوا فضلا و بڑے بڑے گذرے کسی نے قیاس ابن حجر کو باطل و غلط نہ بتایا اور اوسپر تعجب نکیا اور کیونکر تعجب کرتے و باطل بتاتے جبکہ وجود صحت و فقدان وجوہ بطلان سے جب یہ قیاس موصوف ہے چنانچہ ہمارے اقوال سابقہ سے معلوم ہوگیا ہی اور جامع براہین کی علم و انصاف کا حال کہلگیا ہی اور جامع براہین کو قیاس ابن حجر سے اسواسطے تعجب ہوا کہ اسمین علم و انصاف نہین جو صحت قیاس سے واقف ہووے اور عقیدہ باطلہ سے تائب ہووے اور کیونکر اقرار صحت قیاس کرے اور تعجب ظاہر نکرے اسکی پیشوایان مولوی اسمعیل وغیرہ کے یہ خلاف ہی اور گنگوہی کو ترک اتباع اپنے ابا و پیشوایونکا نہایت دشوار ہے جسطرح پہلے لوگ توحید سے تعجب کرتے تھے جنکا مقولہ خدا تعالی فرماتا ہی اجعل الالهۃ الها واحدا ان هذا لشیئ عجاب یعنی کیا کر ڈالا اندیا اور کر دیا نبی صلعم نے الوہیت کو جو تمام معبودونکی واسطے ہی فقط ایک ہی معبود کیلئے یہ تو بڑی عجب بات ہی اسلئے کہ یہ ہماری متبعین کے خلاف ہی اور جسطرح تعجب کیا تہا اس سے کہ رسول منذر اونکی ہی جس سے اونکے پاس آئے تھے بل عجبوا ان جاءهم منذر منهم فقال الکافرون هذا شیئ عجیب ایسے تعجبات کچھ نئے نہین ہین ہمیشہ سے اہل باطل اہل حق کے اقوال سے تعجب کرتے چلے آئے جامع براہین نے تعجب ابن حجر کی قول و قیاس سے کیا تو کیا ہوا اوس

اس تعجب سے کسی مسلمان کو نقصان جامع براہین کو کچھ فائدہ نہیں ہے اب جامع براہین اپنی گریبان مین منہ ڈالکر دیکھی کہ صاحب
انوار ساطعہ کا تعجب امکان کذب باریتعالی پر محض لاعلمی ہے جو یہ بتاتا ہے اول کتاب مین باوجودیکہ امکان کذب باریتعالی مخالف
تمام اہل اسلام بلکہ تمام عقلا، حکما، وغیرہم ہے تو اب اوکیا پر خوب واضح ہوگیا کہ صاحب انوار کی لاعلمی ہے یا ابن حجر کی قول پر تعجب
کرنیمین اس گنگوہی کی لاعلمی ہے **قال** جامع براہین فی صفحہ ۱۶۵ اگر کوئی تسلیم بھی کرتا تو اعادہ نفس شکر یوم معین نکلنا فاکہانی
کی دو اعتراض تھے سو ہیئت اجماعی کا بدعت ہونا تو اب بھی رفع نہ ہوتا بہر حال اول اس حدیث کی اصل ہونیمین ہی کلام ہے کیونکہ
اس سے اعادہ شکر وسرور کا یوم معین مین نہین نکلتا اگر معلوم ہووے تاہم قیاس کے بطلان کی وجہ معلوم ہو چکی اور مولود مروجہ
کو تو کسی وجہ سی مقید نہین پس محقق ہوگیا کہ جواز قیود مین حجت قیاس سے بھی کچھ ثبوت نہین لہذا حجج اربعہ سے بدعت ہونا اس مروجہ
کا محقق ہوگیا فللہ الحمد اب مؤلف کے اقوال بی معنی کو دیکھنا چاہئے **اقول** وباللہ التوفیق جسقدر روباہ بازیان وابلہ فریبیان
جامع براہین نے کین سبکا بطلان واضح ہوگیا اور اعادہ شکر روز معین مین ثابت ہوگیا اور معلوم ہوگیا کہ قول فاکہانی پر
کوئی دلیل شرعی نہین اوسنے جو انکار کیا تو اسکا انکار دین الہی مین دلیل نہین ہے اور بدعت جو قرار دیا اجتماع کو تو اوسکو مبنی
اس غلطی فاحش پر کیا کہ بدعت کو منحصر حرام ومکروہ مین کیا اور اس انحصار پر کوئی دلیل نہ اوسنے پیش کی ہے اور نہ
فی الواقع کوئی دلیل اس انحصار پر موجود ہے بلکہ باقوال مجتہدین محققین جو مذکور ہوئے اونسے بطلان انحصار بدعت کراہت
وحرمت مین معلوم ہوگیا اور ظاہر ہوگیا کہ بدعت واجب ومستحب ومباح بھی ہوتی ہے پس اعتراض فاکہانیکا ہرگز وارد ہی
نہین ہے اسیواسطے جمہور نے قول فاکہانی اوسکی ہی زمانہ مین اور بعد زمانہ اوسکی کی لغو جانکر اور اوسکیطرف التفات
اور اوسکی خلاف بلا دلیل کا اعتبار نکیا بلکہ اوسکو محققین نے بڑے زور شور کے ساتھ رد کردیا کما بیّنا سابقًا اور اون کی زمانہ
کی بعد کسی محقق ومنصف وناصح نے انکار نکیا اور تمام ملکون اہل اسلام مین اس محفل مبارک کا شیوع ہوا اور اکابر علما وفضلا
نے اسکو جائز رکہا جنکا استحسان دلیل شرعی ومانند اجماع اصطلاحی کے حجت ہے اگر بالفرض انکار فاکہانی پر کوئی دلیل بھی قائم
ہوتی تب بھی بعد حدوث اتفاق محققین واستحسان مسلمین صالحین کے جو ملحق بالاجماع ہے قال فی نور الانوار فی صفحہ ۵ پانچ
وتعامل الناس ملحق بالاجماع انتہی دلیل فاکہانیکا باقی نہ رہنا وبمقابلہ اتفاق واستحسان ساقط ہونا ظاہر ہے چنانچہ توضیح
سی اوپر گذر چکا ہی اور اوپر فتاوی سی نافلا من السغناقی گذر چکا ہی لما اجتمع فقہاء الامصار علی شئ فقول واحد یخالف
قولہم یکون خلافا لا اختلافا انتہی جس سے واضح ہے بمقابلہ فقہاء امصار قول مخالف کا اختلاف نہین ہے خلاف ہے اور خلاف کی
معنی بھی در مختار سے اوپر واضح ہو چکی ہین کہ بے دلیل ہوتا ہے اور معتبر نہین ہوتا ہے اور اسمحفل مین حاضر ہونا علماء وفضلاء کا اور انکا
نکرنا کسی کا بھی قول ملا علیقاری سے اوپر گذر چکا ہے اور بمقابلہ جمہور قول بعض مرجوع ہونا اور فتوی قول جمہور پر دینا چاہئے
اور مخالفت جمہور سے عاقبت وانجام بخیر ہونا بھی اوپر معلوم ہو چکا ہے پس قول فاکہانیکو معتبر وقابل التفات بمقابلہ جمہور جاننا اور اوسکی

اعتراض کا لحاظ کرنا جامع براہین جیسے آدمی کا کام ہی جسکی فہم وعقل مختل کا حال جا بجا ظاہر ہوتا جاتا ہی اور عقیدہ ایمان کہلتا جاتا ہی حدیث مذکور کا اصل ہونا اور اعادہ شکر وسرور کا ثبوت بہی بخوبی معلوم ہوگیا پس حدیث کی اصل ہو نیمین کلام ہونا جو جامع براہین کہتا ہی اور یوم تعین اعادہ شکر وسرور کا اوس سے نہ نکلتا جو بتاتا ہی سب کا بطلان واضح ہی اور قیاس بطلان کیواسطے جو وجہ اس گنگوہی نے پیش کی تہی اوسکا باطل ہونا اور عدم فہم معانی عبارات علماء وخیانت عبارت توضیح وتلویح اوپر کیا برنجوبے ظاہر ہوگیا پس قیاس محفوظ مصئون بطلان سے رہا اور مولود مروجہ کو مفید ہونا قیاس کا باحسن وجہ ظاہر ہی کوئی اپنی جہالت سے مقید نجانی تو اوسکو اپنی عقل فہم پر رونا چاہئیے اسمین ابن حجر وجلال الدین سیوطی یا دوسرے کسی مسلمانکا کیا قصور معاندین تو بدیہیات وقطعیات وضروریات دین سے بہی انکار کرتی ہین اور ادلہ قطعیہ کا مفید نہونا بتاتی ہین جامع براہین اور اوسکے ہمشرب قیاس ابن حجر وجلال الدین سیوطی رہ کا مقید نہونا مولود مروجہ کے حقمین نہین مانی تو کیا بڑی بات ہی ان سے نا کوئی مسلمان منصف ایسا کہتا تو اوس سے تعجب تہا وہابیہ سے کچہ تعجب نہین اور جواز قیود کا ثبوت حجت قیاس سے بخوبی ثابت ہی اور جو کچہ وساوس اس جامع براہین نے قیاس مین پیش کئے تہے اون تمام کا بطلان اوپر معلوم ہوچکا ہی اعادہ کی کچہ ضرورت نہین ہی اور یہ جو جامع براہین نے کہا کہ الحمد للہ حجج اربعہ ہی بدعت ہونا اس مروجہ کا محقق ہوگیا فللہ الحمد اب مؤلف کی اقوال بمعنی کو دیکہنا چاہئیے اس سے معلوم ہوا کہ اس جامع براہین کی بیعلمی کی انتہا نہین ہے اب ہی جلال الدین سیوطی وابن حجر رہ کے قیاس پر وساوس پیش کرتا تہا اور بہت ہی روباہ بازبان اور ابلہ فریبان کین کچہ پیش نچلی الزام فاش اٹہایا اور زک سخت کہائی اور مکبوب علی وجہہ ہوا اور قیاس کی سلامتی وساوس سے ثابت ہوئی اور کوئی وسوسہ اوسکا کارگر نہوا ابن حجر کے مقابل ہوکر اور پہاڑ مین سر مار کر مسجوج ومرضوض ہوا یعنے اپنا سر پہوڑا اور کچہ ہوسکا رونی روتے یہ نالہ وفریاد نئی شروع کردی کہ حجج اربعہ سے بدعت ہونا محقق ہوگیا اتنی فہم نہین اور اسقدر ہوش وحواس نہین کہ آپنی کونسی آیت وکونسی حدیث وکونسا اجماع اور کونسا قیاس پیش کیا ہی بدعت محقق ہونیکیواسطے جو حجج اربعہ سے بدعت ہونا بتاتا ہی ہر ادنی طالب علم بہی جانتا ہی کہ حجج اربعہ قرآن حدیث واجماع وقیاس ہے ان چاروں سے ثبوت کسی چیز کا ہونے جب یہ کہنا سمجہ ہوتا ہی کہ حجج اربعہ سے محقق ہے اور جب چاروں سے ثبوت نہین تو حجج اربعہ سے ثبوت محقق ہونا کوئی کہی تو وہ سراسر جہوٹا ہی گنگوہی نی بدعت ہونا تو ایک سے بہی ثابت نہین کیا چہ جائی کہ چاروں سے ثابت کیا ہو واگر جامع براہین یا اوسکا کوئی چیلہ یہ کہی کہ چاروں حجتوں سے جب محفل میلاد ثابت نہوئی تو چاروں نسے ثبوت بدعت کا ہوگیا ہی یہ مراد قول مذکور سے ہی تو اوسکی جواب بہی کہا جاویگا کہ یہ بہی سراسر سفاہت وبیعلمی ہے کہ کسی دلیل سے کسی چیز کا جواز مثلا ثابت نہین ہوا تو اوس سے عدم جواز ثابت ہوگیا۔ دیکہو یہ قضیہ مقررہ کہ عدم ثبوت الشیئ لایستلزم ثبوت عدمہ محدثین کے نزدیک بہی مسلم ہی کہ عدم ثبوت حدیث سے ثبوت عدم حدیث لازم نہین آتا ہی اور اسقدر سے موضوعیت حدیث کا حکم نہین دیا جاتا ہی چنانچہ قول زرکشی سے یہ مفہوم ہی جامع براہین بیچارہ کو اسقدر علم وفہم کہان ہی کہ یہ سمجہے اور اہل سنت وجماعت کا تو ادنی طالب علم بہی یہ سمجہتا ہے طرفہ تریہ ہی کہ اس بیعلمی پر اور جہوٹ

ہر الحمد للہ ہی آپ فرماتی ہیں اور اعجوبہ یہ ہی کہ آپکی فہم و علم کا یہ حال اور مؤلف انوار کے اقوالکو جس کے انوار ساطعہ کی چمک و دمک آسمان تک پہونچی ہوئی ہے اور اوسکے لمعات کی جھلک قلوب صافیہ از کدورات نفاق و عناد میں سمائی ہوئی ہے بیمعنی ہونا قرار دیتی ہیں ہاں جامع براہین صاحب کے فہم عناد و تعصب سے خالی نہیں ہی اسواسطے مؤلف انوار کے اقوالکے معنی اوسکے فہم میں نہیں آتی اسلئے بیمعنی ہونا کہدیا ہی جامع براہین نے اور جب مرض عناد و تعصب دور ہوگا اور دیدہ حقبین حاصل ہوگا اوسوقت جامع براہین و دیگر وہابیہ کو معنے اقوال انوار ساطعہ کے معلوم ہوجاوینگی اور نور علی نور ہوکر نظر آجائنگی اوسوقت جامع براہین و دیگر وہابیہ کے حقمین مؤلف انوار ساطعہ کیطرف سے یہ شعر کافی ہے ؎ ولو خفیت علی الغبی فعاذر: ان لا ترانی مقلۃ عمیاء

پھر اب ہم طرف قول جامع براہین صفحہ ۱۶۶ کی رجوع کرتی ہیں چونکہ صفحہ مذکورہ میں اس گنگوہی نے کہا تھا کہ قیاس کا حال معلوم ہوچکا اگرچہ بعض اقوال جامع براہین کے تردید کرکے اوسکے فہم علم پر اور بے انصافی و تعصب اتم پر واقف کردینا منظور ہی اسواسطے صفحہ مذکورہ سے ماتقدم کے بعض اقوال ہمنے نہیں لئی تھے لیکن اس ضرورت سی کہ شاید بعض لوگ دہوکا کہا ہیں کہ قیاس جلال الدین و ابن حجر جس سے استحباب اس محفل میلاد شریف کا ثابت ہی فی الواقع جیساکہ جامع براہین کہتا ہی کام کا نہیں ہی اسواسطے اون ماتقدم کو جنمین قیاس کے ابطالکیواسطے جامع براہین نے سر پٹکا ہی اور کچھ نہو سکا ہی اور بعض اقوال قوال قیاس والون کے پہلے کی بھی ذکر کردئی تاکہ بخوبی حال قیاس کا معلوم ہوجاوے کہ وساوس جامع براہین سے کچھ اوس قیاس میں نقصان نہیں آیا اور یہ تمام وساوس مدفوع ہیں اور بضرب اہل اسلام لا الہ الا اللہ و اعوذ باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ مردود و مطرود ہیں اور قیاس جلال الدین سیوطی و ابن حجر کو کام کا نہونا ان وسوسونکی سبب سے گنگوہی کہتا ہی پس جب تمام وساوس اوسکی دفع ہوئی اور کوئی وجہ خرابی قیاس میں ہونا ثابت نہوئی تو بلاشبہ قیاس کام کا ہی اور جامع براہین کے حقمین خسران ثابت ہی صفحہ ۱۶۶ میں جامع براہین نے بعد قول خود کے "اور قیاس کی کیفیت معلوم ہوچکی کہ یہان کام کا نہیں یہ قول کہا ہی اور قران و حدیث سے کچھہ ثبوت نہیں پس سب آپکی علماء کا فتوی لایعبأ بہا ہوگیا اور بدعت ہونا مقرر ہوگیا جامع براہین کا کام عناد و انکار بدیہیات ہی خدا تعالی کا خوف نہیں اور بندوں سے شرم نہیں مولف انوار ساطعہ نے اثبات محفل میلاد شریف کیواسطے و رفعنا لک ذکرک اور اوسکی تحت کی عبارت تفسیر کبیر کے کان اللہ تعالی یقول املأ العالم من اتباعک کلہم یثنون علیک و یصلون علیک لکہی اور بیان کیا کہ آیت مذکورہ میں یہ محفل داخل ہی اسلئے کہ اسی محفلمین کثرت درود شریف کی اسقدر ہوتی ہے کہ اور مجالس وعظ و تدریس میں نہیں ہوتی اور معجزات و کرامات و حلیہ شریف کا ذکر ہوتا ہی پس یثنون علیک و یصلون علیک اس محفل پر صادق ہی اور مخبر جو کہ یہ بآواز بلند بر بلندی شان رفعت و رفعنا لک ذکرک کے ظاہر ہی اور وہ روایتیں مذکور ہوتی ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم نے تابعین میں اور تابعین نے مجالس تبع تابعین میں اونکو بیان فرمایا ہی اور طبقہ بعد طبقہ ہم تک وہ ذکر پہونچا اگر یہ ممنوع ہوتا تو نہ صحابہ رضی اللہ عنہم ذکر کرتی نہ ہم مدائح و مناقب آنحضرت صلعم کے مجالس میں بمقتضائی و رفعنا لک ذکرک کے افاق میں منتشر کرتے یہ بیان مؤلف انوار کا بہت عمدہ ہی جامع براہین اس تقریر کے انوار دیکھکر

تحیر و پریشان ہوا کچھ جواب نہ بن پڑا عاجز ہو کر جھنجھلا کر صفحہ ۴۶ امین مؤلف انوار ساطعہ کے حق میں زبان درازی کرنے لگا کہ
مؤلف کو بالکل ہوش نہیں کہ سمجھے اور گنگوہی کہنے لگا کہ یقیناً و قطعاً یہ محفل آیت سے خارج ہی بسبب قیود غیر مشروعہ اگر اوس میں
حیرات و میرات بھی ہوں ہاں اگر یہ تمام قیود و امور غیر مشروعہ رفع ہو جاویں تو بیشک آیت میں یہ محفل داخل ہے او منبر و چوبے
بلکہ مینار پر چڑھ جاوے جب بھی رفعت نہیں ہی یہ قول جامع براہین فی کہکر عبارت رد المحتار کی ذکر کی و اقبح منہ النذر
بقرأۃ المولد فی المنائر مع اشتمالہ علی الغناء واللعب و ایہاب ثواب ذلک الی حضرۃ المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے
بعد کہا کہ منارہ پر پڑھنے میں رفعت نہیں بلکہ اشتمال لعب و غنا کی سبب سے اقبح ہو گیا یعنے منارہ پر پڑہنا مولف کا مولود کیونکہ
رفعت میں داخل ہی کہ مبتدعین و فجار کی توقیر ہوتی ہی اور قنادیل و تبذیر سے وہ محفل مظلم ہوتی ہے اور دونوں امر کی مذمت نصوص
میں موجود ہی اور آیات معجزات کی جواب میں جامع براہین فرماتی ہیں کہ ہیئت کذائیہ صحابہ سے ثابت نہیں ہی پس اس ہیئت سے
ممنوع و بدعت ہونا ہمکو صحابہ سے منقول ہو کر معلوم ہوا پھر مؤلف انوار کو کہا کہ مولف کی عقل ناتمام کو دیکھنا ہی کہ جواز درس
ذکر فخر عالم کو یہاں ثابت کرتا ہی تابعین کے مراد سے بیخبر ہی کہ وہ اوسکے مانع ہیں جسکا ممنوع ہونا منصوص ہے اور ثابت الاصل
ہونا جو مؤلف انوار نے ذکر کیا ہی سو جامع براہین فرماتی ہیں کہ ذکر وکثرت ذکر کا کسیکو انکار نہیں مؤلف کی فقط کمفہمی ہے
ان روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ طبقہ عاشق فخر عالم کا تھا بار بار ذکر آپکا کرتی تہے جو کچھ اونکا ذکر تھا وہ عین محبت تھی جسکو
اس ذکر میں غلط نکیا بلکہ ذم اوسکی فرمائی وہ ممنوع تہا پس اوس طبقے کے متروکات و مذمومات جملہ شنیع ہوئے سو قیود مروجہ
مجلس بمار یوقت کی مذموم ہوئی مگر مؤلف کو کچھ فہم نہیں) یہ جواب جامع براہین نے مولف انوار کے قول کا دیا جس سے علم و فہم جامع
براہین کا ظاہر ہی منصفین خود جانتی ہیں کہ یہ جواب نہ موافق عقل کے نہ موافق نقل کے بلکہ ایک ہذیان ہی جسمقابلہ آیت قرآنی
و عبارت تفسیر وغیرہا کے جامع براہین سے صادر ہوا ہی اور مقدار علم اپنا اذکیا ہر ظاہر کیا ہی کہ تا بکجا رسیدہ است بار بار جل
جلکر مؤلف انوار پر تبرا کا اظہار ہی تو یہ طریقہ روافض و خوارج کا ہی یہ جامع براہین بسبب قیود و غیر مشروعہ کہ اس محفلکو آیت
مذکورہ سے خارج یقیناً و قطعاً از قسم المحروف کہتا ہی کہ جہل مرکب کے سبب سے خارج ہونا جامع براہین بتادے اور ایسی جہل
مرکب اپنی کو یقین و قطع خیال کرے تو یہ خیال پر احتلال جامع براہین کا دوسروں پر حجت نہیں ہی جسکے منہ کا مزا بسبب مرض صفراوی
کی تلخ ہوئے وہ ماکولات و مشروبات کو تلخ کہے تو دوسرونکے نزدیک جو مریض نہیں وہ ماکولات و مشروبات تلخ کیونکر ہو جاوینگی
اور دوسروں کے نزدیک وہ یقیناً و قطعاً کیوں تلخ قرار پاوینگی محفلمیں قیود اجتماع و تاریخ معین وغیرہا جنمیں کلام ہے
غیر مشروع ہرگز نہیں ہیں یہ ابہی اوپر گذر چکا ہی اور قیاس سے جلال الدین سیوطی و ابن حجر نے ثابت کر دیا ہی اور اوس قیاس
کا سالم ہونا ابطلان بسقوط سے واضح ہو چکا ہی پس قیود محفلکو غیر مشروع قرار دینا اپنی طرف سے شرع بنانا ہی اور ادعاء
شارع ہونیکا کرنا ہی جامع براہین کو خود فہم نہیں مشروعکو غیر مشروع بدون اقامت دلیل غیر مشروعیت کی صرف اپنے

قولسے

قول سے جو مؤلف انوار پر حجت نہین ہی بلکہ کسی مسلمان پر حجت نہین ہی بناتا ہی اور اُس سے خارج ہونا محفلکا آیت سے
بنا کرتا ہی اور مؤلف انوار پر طعن کرتا ہی الغرض قیود کا غیر مشروعہ ہونا مؤلف انوار کے مسلمات سے بھی نہین اور نہ کسی دلیل
قابل قبول علمائے فحول سے اون قیود کا غیر مشروعہ ہونا جامع براہین نے ثابت کیا ہی اور نہ اقوال علمائے معتبرین محققین اُسنے
پیش کئی ہین جن سے غیر مشروع ہونا قیود مذکورہ ثابت ہوجاوے اور فاکہانیکا قول جو اُس نے پیش کیا تہا اوس
قول کا بمقابلہ جمہور محققین ساقط الاعتبار ہونا اور جمہور کے مقابلہ مین اوس پر فتوی دینے سے جاہل وخارق اجماع ہونا
اور اوسکے قول فی نفسہ کا دلیل شرعی نہ ہونا اوپر مذکور ہوچکا ہی پہر قیود محفل کا غیر مشروع ہونا کسطرح مولف انوار
و دوسرے اہل حق کے نزدیک مسلم ہووے اور اُس سے مبنی خروج محفل آیت مذکورہ سے ہووے پس بلا شبہ آیت مذکورہ مین
محفل داخل ہی اور فہم جامع براہین پر آفرین ہی کہ بلا دلیل اپنے مدعی کا ثبوت کرتا ہی اور الزام مالایلزم دیا جاتا ہی یہ فہم و
الزام کسی وہابی پر حجت ہوئیگا جو جامع براہین کے فہم و قولکو حجت شرعیہ جانیگا اور اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کا منکر ہوگا کوئی
مسلمان تو جامع براہین کے قول و فہم کو قبول ہرگز نہین کریگا بلکہ یہ صاحب قول مولف انوار کو ہی نہین سمجہے ہین
مولف انوار دخول محفل میلاد کا آیت مذکورہ مین بسبب کثرت ورود و ثنائی مانند ذکر معجزات و کرامات وغیرہا کی لکہتے
ہین اور اس حیثیت سے دخول کو جامع براہین بھی مانتا ہی چنانچہ خود کہتا ہی کہ قیود غیر مشروعہ رفع ہوجاوین تو بیشک
آیت مین یہ محفل داخل ہے اور ورود ثنا مین فی حد ذاتہا کوئی غیر مشروعیت نہین ہی اور یہ امر بدیہی ہے قطع نظر دوسرے قیود سے
کہ وہ مشروع ہین یا نہین یہ اپنی جگہہ پر ہی اور مولف انوار نے اسکی تصریح نہین کی کہ بحیثیت قیود متنازع فیہا یہ محفل داخل
آیت مین ہے جو جامع براہین انکار کرنے لگا اور محفلکو خارج آیت سے کہنے لگا الغرض جس حیثیت سے مولف انوار
کی قول سے دخول محفل آیت مین مفہوم ہی اوس کا رد قول جامع براہین سے نہوا اور جسکو گنگوہی رد کرنے لگا ہی اوس سے
قول مؤلف انوار ساکت ہی اگرچہ اپنی جگہہ پر ثابت ہی کہ جب قیود اجتماع و تاریخ کا مثلاً غیر مشروع ہونا ثابت نہوا اور
استحسان جمہور علمائی محققین علی ممر الاعصار سے اون قیود کا ثبوت ہی تو اونکی یعنے قیود کے مشروعیت بلا شبہ ثابت ہے
پس اس حیثیت سے بھی یہ محفل خارج آیت سے نہین ہی پس جامع براہین کے قول سے نہ اوس حیثیت کا رد ثابت ہوا
جس حیثیت سے دخول محفل مؤلف انوار کے قول سے مفہوم ہی اور نہ اوس حیثیت کا رد ہوا جس سے قول مؤلف انوار
ساکت ہی اس محلین کیونکہ وہ حیثیت قیود کی غیر مشروع نہین ہی پس یونہی لچر و پوچ ہی یہ قول جامع براہین کا اگر بالفرض
والتقدیر کوئی قید کراہت بہی اس محفلین موجود ہوتی اور خیرات و مبرات جسکے سبب سے محفل آیت کے تحت مین داخل ہے
فی الواقع موجود ہین تب بہی یہ مسلم نہین کہ وہ قید کراہت محفل کی دخول تحت آیت کو منافی ہووے اور کسطرح سے مصداق
آیت نہ قرار دیجاوے اور مع قید کراہت اداکرنے سے یہ کہا جاوے کہ مقتضی آیت کا اس محفل مین مفقود ہی اور مقتضی آیت کا

وجود ہرگز کسیطرح نہین ہوا ہو دیکھو آیت اقیموا الصلوٰۃ آیت قرانیہ ہو مقتضی اسکا طلب ادا نماز ہی اگر کوئی شخص نماز مع قید کراہت ادا کرے تو اوس نماز مع قید کراہت کو یہ کوئی عاقل نہین کہہ سکتا ہو کہ یہ مقتضی آیت اقیموا الصلوٰۃ کا نہین ہے اور مقتضی اوسکا موجود نہین ہوا ہی اور یہ قید کراہت ادا کی منافی ہو اور یہ فرد ادائے نماز کا نہین ہو اور ذمہ اوس مصلی کا فرض وقت سے بری نہین ہوا ہی ہان جامع براہین سا کوئی سمجھدار آدمی ہووے یہ کہدے تو کچہہ تعجب نہین ہی کیونکہ جامع براہین کا فہم و مذہب تمام جہان سے نرالا ہے قیام کراہت کو برابر قیام فساد کے خیال کرنا اور مقتضی ادا سے خارج کر دینا انہین کا کام ہی علما محققین تو مثبت بالنص کو اگرچہ مستلزم کراہت کی ہو اوسکو بھی مامور بہ مطلوب شارع مین داخل ہونا فرماتی ہین اور کراہت کا مفقود ہونا اظہار کرتی ہین یہ نہین کہتے کہ امر مثبت بالنص کو کراہت کی لزوم کے سبب سے ترک کر دو بلکہ بعض محققین قائل ہین کہ امر مطلق سے انتفاء کراہت نہین ہوتی ہی اسلیئے وقت غروب کے اوسہی روز کی عصر کی نماز و طواف محدث باوجود مکروہ ہونے کے مامور بہ مانتے ہین اور جو محققین امر مطلق سے انتفاء کراہت کے قائل ہین وہ بھی ان دونون کو مامور بہ مانتے ہین اور کراہت نفس مامور بہ مین نہونیکے سبب سے امر خارج مین کراہت کا ہونا مامور بہ کو حق مین غیر مضر فرماتی ہین نور الانوار مطبع مصطفائی کے صفحہ ۳۱ مین ہے والصحیح عند الفقہاء انہ تثبت بہ صفۃ الجواز للمامور بہ وانتفاء الکراہۃ ای المذہب الصحیح عندنا انہ تثبت بمجرد ایجاد الفعل صفۃ الجواز للمامور بہ وہو حصول الامتثال علی ما کلف بہ والا یلزم تکلیف ما لا یطاق ثم اذا ظہر الفساد بدلیل مستقل بعدہ یعید واما الحج فقد اداہ بہذا الاحرام وفرغ عنہ والامر بالحج صحیح فی العام القابل بامر مبتداء وعند ابی بکر الرازی لایثبت بمطلق الامر انتفاء الکراہۃ لان عصر یومہ مامور بالاداء مع انہ مکروہ شرعاً والطواف محدثاً مامور بہ مع انہ مکروہ شرعاً قلنا ذلک الکراہۃ لیس نفس المامور بہ بل بمعنی خارج وہو التشبیہ لعبدۃ الشمس وکون الطائف محدثاً ومثل ہذا غیر مضر انتہی اور یہی کراہت سے بچنا مع اقبال علی العزیمۃ نہین ہو سکتا تو کراہت معفو عنہا ہوتی ہی فی نور الانوار فی صفحہ ۸۰ لا یقال ان من شرع صلوۃ العصر فی اول الوقت ثم مدہا بالتعدیل والتطویل الی ان غربت الشمس فہذہ الصلوۃ قد تمت ناقصۃ وکان شروعہا فی الوقت الکامل لانا نقول انما یلزم ہذا ضرورۃ ابتنائہ علی العزیمۃ فی کل صلوۃ ان یودی فی تمام الوقت فالاحتراز عن الکراہۃ مع الاقبال علی العزیمۃ مما لا یجتمع قط فیجعل ہذا القدر من الکراہۃ عفواً انتہی پس جب ذکر صلوٰۃ و ثنا مین کراہت کچہہ نہین اور کسی امر خارج مین کراہت پائی جاوے یا عزیمت ذکر و صلوۃ و ثنا کو لازم ہو جاوے تو یہ مقتضی آیت کی پائے جانیکو غیر مضر ہی اور اس کراہت کی سبب سے آیت سے خارج ہونا محفل میلاد کا لازم نہین آتا ہی بہر تقدیر قول جامع براہین کا بیفہمی و بیعلمی سے صادر ہوا ہی ایسے محلمین کراہت کا وہم ہووے تب بھی عفو قرار دینا چاہی جیسا کہ صلوٰۃ عصر مذکور کے کراہت عفو علماء نے قرار دی ہو یہ تو وہ کرے جسکو علم و فہم و انصاف کی نعمت ملی ہوئی ہووے جو اس سے بے بہرہ ہو وہ اسکا عامل کسطرح

ہوسکتا ہی نعوذ باللہ من ذلک لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور رد المحتار کی جو عبارت جامع براہین نے نقل کی ہو اسواسطے
کہ منبر وچوکی پر پڑھنے سے رفعت مولود کو نہیں ہوتی ہی یہ بھی سراسر بیعلمی ہے کیونکہ عبارت شامی کا تو یہ مطلب ہی کہ نذر کرنا ایسے
مولود خوانیکا جو لہو وغناء یعنے راگ وباجے کے ساتھ ہو وے منارہ پر قبیح تر ہی قباحت کیوجہ ظاہر ہی کہ راگ وباجہ حرام ہونا آیات
قرآنیہ واحادیث نبویہ سے صراحتاً ثابت ہی اور اسپر اتفاق جمہور محققین بلکہ مجتہدین فقہاء کا ہی چنانچہ من یشتری لہو الحدیث
وبعثت لمحق المعازف والمزامیر ودیگر احادیث نبویہ اسپر دال ہین اور صاحب تفسیر احمدی مطلق غناء کی حرام جانی پر ۲ے یاۂ
مجتہدین کا متفق ہونا تفسیر احمدیہ مین فرماتی ہین اور علامہ تفتازانی ومیر سید شریف شرح خلاصہ کیدانی مین حرام متفق علیہ
مثال سماع زمانہا کو فرماتی ہین جسکا استحلال کفر ہی او ڈر امر محقق ہوگیا نذر معصیت حرام ہی یہ وہ محفل میلاد جو متنازع فیہ ہمارے
ہی کہان ہی یہ اور چیز ہی اور وہ اور چیز ہے لفظ مولد جامع براہین نے اوس عبارت مین دیکھہ لیا ہی اتنی خبر نہین کہ ایک لفظ
کو حقائق متضادہ مین بھی استعمال کیا کرتی ہین اوسکی حقیقت اوسکی سے بالکل مغائر ہی وہان ورود ثنا وذکر معجزات
وکرامت کا ذکر کہان ہی اور اس ہماری محفلین یہ تمام ہوتا ہی اور مولف انوار نے یکب کہا ہی کہ غناء ولہو کو بھی کوئی منارہ وچوکی پہ
پڑھے تو اوسمین بھی رفعت شان ہی جو جامع براہین اس غناء ولہو کی محفلکو لے دوڑے اور منارہ سے رفعت نہونا اور اقبح
ہونا عبارت شامی سے ثابت کرنے لگے اب کہی آپکو ہوش نہین یا مولف انوار کو اور آپکی فہم پر آفرین ہی یا مولف انوار کے مولف
انوار کے کلام کو جامع براہین صاحب سمجھتے ہی نہین ہین اور رد کرنیکو موجود ہوگئے مولف انوار کا حضرت سلامت
مولف انوار نے اس محفل میلاد شریف کو چوکی ومنبر پر پڑھنا رفعت شان بتایا ہی اور یہ وہ محفل ہے کہ اوسکا انکار
کسی عالم وفاضل سے صادر نہونا اور تمام بلاد اہل اسلام مین اسکا جاری ہونا ملا علی قاری ودیگر علماء فضلاء بتا رہے ہین
اور بڑے بڑے فضلاء اسکا جواز ثابت کرتی ہین اور شامی نے جو رد المحتار مین ذکر کی ہے اوسکے جواز کا تو آجتک ایک
بھی قائل نہین ہوا ہی اوسکا ذکر اس محل مین سراسر نادانی ہی اگر کہو اسواسطے وہ عبارت رد المحتار پیش کی ہے کہ معلوم ہوجاوے
کہ منارہ پر امر نامشروع کا کرنا موجب رفعت نہین ہوتا ہی جواب یہ ہی کہ کس نے دعویٰ کیا ہی کہ امر نامشروع منارہ پر کرنی سے
موجب رفعت ہوجاتا ہی مولف انوار کے کسی قول سے یہ وہم ہی نہین ہوتا ہی اور جن امور کے کرنیکو مولف انوار کہہ رہا ہے
اونکی عدم مشروعیت ہرگز ثابت نہین ہے اور اول سے آخر تک اسہی پر الزام کہاتی اور رنک فاش اٹھاتے چلے آتے ہو کہ تم ان
امور کو غیر مشروع بتاتے ہو تمہارے پاس کوئی دلیل شرعی وعقلی اسپر موجود نہین ہی بطور اپنی عادت قدیمہ کے کہتے ہو
کہ یہ امور محفل نامشروع ہین بس امر مین کوئی احمق تمہارے قولکو تسلیم کریگا اور مشروعیت انکی بار بار باقوال علماء ثابت
ہوگئی اقوال سابقہ دیکہو مولف انوار کے قول مین غور کرو کسی عالم سے سمجھلو بس یہ امر غیر مشروع کا منبر وچوکی ومنارہ پر کرنا
کہان ہی پس یہ عبارت تمکو ہرگز مفید اور ہمکو مضر نہین ہے اور اگر یہ مراد ہی کہ منبر وچوکی ومنارہ پر ثناء آنحضرت صلعم اور درود

پڑہنا مطلقا درست نہین ہی خواہ امور غیر مشروعہ اوسمین شامل ہون یا نہون اور یہ بہی مراد رد المحتار کے عبارت کی قرار دو تو بدیہی
البطلان ہی آنحضرت صلعم کی ثنا منبر پر حسان بن ثابت نے پڑہی اور آنحضرت صلعم نے خود پڑہوائی اور آنحضرت صلعم
وصحابہ وکرام رضہ نے سنی بخاری و مسلم سے یہ واضح ہے منکر اسکا معاند و منکر صرف ہی اگر تم پہر عود کروگے کہ وہ ثنا مشروع تہی
اور یہ محفل غیر مشروع ہی تو پہر ہم بہی عود کرینگے اور کہینگے کہ غیر مشروع کہدینا تمہارا قول باطل ہے جو قابل التفات نہین ہے
اور تمہاری وساوس جو کچہہ اس بارہ مین ہین سب کا بطلان ظاہر ہوچکا ہی ہمارے اقوال سابقہ کیطرف رجوع کرو
اور اپنے گریبان مین منہہ ڈالکر دیکہو تو تمہارا کیا حال ہے اور پہر تم وہی قول باطل زبان پر لاتے ہو اور عبارت رد المحتار
سے یہ ہرگز مفہوم نہین ہی کہ منارہ پر پڑہنا اُن امور کا ہی جسکو مولف انوار بیان کرتا ہی موجب رفعت شان نہین ہے اوس سے تو
یہ نذر معصیت کہ راگ و باجہ ہی جو حرام عند العلما ہے گو اُسکے ساتہہ اوس راگ مین کوئی نعت بہی ہو مراد ہی اُسکو اقبح کہا ہے
چونکہ وہ منارہ پر لوگ کرتے تہے اسواسطے منارہ کو ذکر کیا جامع براہین کو فہم معانی عبارات سمجہنے کی کہان ہے جو یہ سمجہے اور محفل مولود مین
مبتدعین و فساق کی توقیر ہونا اور قنادیل و تبذیر سے مظلم ہونا جو یہ جامع براہین بتاتا ہی یہ بہی بناء فاسد علی الفاسد ہے کہ اگر
فی مجوزین محفلکو مبتدعین و فساق قرار دیا ہی اور قنادیل سے منور و روشن ہونے محفلکو سبب عناد و سوء ادب و تاریکی باطنی اپنی کی
سے مظلم کہتا ہی اور جب اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ اوس محفل کا ثبوت قیاس شرعی و تعامل الناس سے ہی کہ وہ بہی ملحق بالاجماع ہی تو مجوزین
کو بدعتی کہنا سوا ضلالت کے اور کیا ہی ایسے شخص کے قول کا کیا اعتبار ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ دوسرے مبتدعین و فساق مانند روافض و خوارج کی توقیر ان
محفلمین کیجاتی ہے تو یہ سراسر دروغ ہی کوئی اہل سنت اپنی محافل میلاد شریف مین روافض و خوارج کو نہین بلاتا ہی اور نہ توقیر کرتا ہی بلکہ اہل بدعت
وہابیہ کی توقیر اہل سنت سے کوئی نہین کرتا ہی اور قنادیل واسطے روشنی کے مشروع تہین ہین انکو تبذیر مین داخلکرنا تلبیس و تزویر ہے ایسے موقع مین حاجت
ضرورت سے کسیقدر زیادہ بہی ہون تو جواز اُسکا کتب شرعیہ سے مفہوم ہی اسلئے کہ اسمین عظمت و شوکت شان ذکر ولادت آنحضرت
صلعم کی متصور و متخیل ہے اور امر شرعی ہی اور امر شرعی کہ جس سے عظمت متصور ہووے وہ جائز ہی چنانچہ قرآن شریف پر سونا
اور چاندی چڑہانا اور مسجد کے دیوارونکا منقش چاندی و سونے و گچ سے کردینا اگرچہ ضروری نہین ہے اور اسکی حاجت
نہین ہی لیکن چونکہ عظمت متصور ہے اسلئے درست لکہا ہی فی الدر المختار وجاز تحلیة المصحف لما فیہ من تعظیمہ کما فی نقش
المسجد انتہی وفی رد المحتار قولہ جاز تحلیة المصحف ای بالذہب والفضة خلافا لابی یوسف کما قدمنا
وقولہ کما فی نقش المسجد ای ماخلا محرابہ ای بالجص وماء الذہب لا من مال الوقف انتہی مختصرا اور بعض علما اسکے
استحباب کے بہی قائل ہوئے ہین چنانچہ ہدایہ مین ہے قیل ہو قربة انتہی بطور دلالت کے نہ بطریق عبارت و اشارت کے
اس عبارت سے مفہوم ہی کہ قنادیل تعظیم کیواسطے زیادہ حاجت سے بہی محفل میلاد مین درست ہین اور ایسے محل مین تبذیر
نہین قرار دیجاتی ہے اگر تبذیر فقہا ایسے محلمین قرار دیتے تو سونا و چاندی و گچ کا صرف کرنا مصحف و مسجد مین بہی تبذیر قرار

دینے جسطرح وہان تبذیر نہین یہان بہی نہین ہی اور دوسری دلیل تعامل الناس خصوصًا علما کا ہی جو قیاس معتبر پر بہی حاکم ہے
پس جواز فعل کا بہی ثابت ہوا جامع براہین نے صفحہ ۱۳۳ مین کہا ہی کہ زینت مساجد کے بارے مین کہ زینت مساجد بوجہ ازالۂ شین
اسلام کے ہی اور رفع شین اسلام کا فرض، انتہی اس قول جامع براہین سے فرضیت زینت مساجد کی ثابت ہوتی ہے یہ بہی بعلمی ہے
زینت مساجد کو فرض کسی نے نہین کہا ہی پس یہ قول گنگوہی باطل ہے تب بہی ہمارا مدعا حاصل ہی کہ ہم کہدینگے کہ روشنی مین بہی
رفع شین مجلس ذکر ولادت آنحضرت کا ہی پس تمہارے مسلک کے موافق یہ روشنی بہی ضرور ہوئی اگر اسکو منع کروگے تم تو ہم تمہارے
قول کو منع کرینگے جسطرح تم جوابدوگے اوسیطرح اسطرف سے جواب ہوگا باقی رہی یہ بات کہ فساق لوگ بعض ریش بریدہ و
خلاف شرع لباس والے آجاوین اس ذکر پاک کے سننے کو تو محفل مین کراہت نہین آجاتی ہی جسطرح عید کی نماز و جمعہ کی
نماز و مجلس نکاح و مجلس وعظ و ہر روز کی نماز جماعت مین آجاتے ہین مجالس مذکورہ و نماز جماعت ہر روزہ و عیدین و جمعہ مکروہ نہین ہوجاتی ہین
اور ان امور مذکورہ کا مکروہ ہوجانا ایسے لوگونکی حضور سے کتاب شرع مین مصرح نہین ہی راقم کی نظر مین جو مدعی ہووے
ثابت کرے الٹکل پچو باتین بنانے سے کچہہ نہین ہوتا ہی اور کراہت و بدعت کے ثبوت کیواسطے فقط جامع براہین یا کسی دوسرے کا کہدینا کافی
نہین ہی اگر کسی فاسق کو اس محفل مین بلایا ہی تب بہی کچہہ خرابی نہین ہی اسمین نیت خیر ہی تو بلانیوالا مستحق ثواب کا ہی کیونکہ بمقتضائے
شعر نہ تنہا عشق از دیدار خیزد * بسا کین دولت از گفتار خیزد * جب آنحضرت کی اوصاف پسندیدہ و حالات حمیدہ وہ
فاسق سنیگا تو محبت آنحضرت صلعم سے پیدا ہوگئی اور مقتضی محبت کا اطاعت واتباع محبوب کے ہی ان المحب لمن یحب مطیع تو
فسق و فجور چہوڑکر متبع آنحضرت صلعم کا ہوگا یہ مصلحت فساق کے بلانے مین بہت بڑی متصور ہی اور اوسمین گویا بلانا سبیل رب
کیطرف ساتہہ حکمت موعظت حسنہ کے پایا جاتا ہی جو ماموربہ قران شریف کا ہی لقولہ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ
الحسنۃ اور یہ محفل سناتا ہی اون فساق کو نصیحت کرتا ہی اور ضمنًا اتباع آنحضرت صلعم کا اس پیرایہ مین حکم کرتا ہی
خوشتر آن باشد کہ سر دلبران * گفتہ آید در حدیث دیگران * بلکہ اس محفل میلاد سے غرض ہی ترغیب اتباع آنحضرت صلعم
کی ہے باینطور کہ خود بخود اوصاف جمیلہ و کمالات جزیلہ سنکر سامعین کو محبت پیدا ہو جوش اتباع کا پیدا ہووے اور یہ اوقع
فی النفس ہے بہ نسبت زبانی کہدینے کہ اتباع کرو اور اس محفل مین بلانا اونہین لوگونکا مفید ہے جو اتباع آنحضرت صلعم مین قصور
بہت کرتے ہین مثل فساق کے مصرعہ مستحق کرامت گنہگارانند * اور آیت قرآن احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع
کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذلک بانہم قوم لا یعلمون سے ثابت ہی کہ کوئی مشرک امن طلب کرے تو اوسکو تم محمد صلعم امن دو
تاکہ وہ قران سنکر تدبر کرے اور حقیقت امر پر مطلع ہوجاوے اگر ایمان نہ لاوے تو موضع امن مین اوسکو تو پہنچا دو اور یہ امر اسواسطے
ہی کہ وہ ایسے قوم ہین کہ حقیقت ایمان کو نہین جانتے ہین امن دینا سننے اور تدبر کرنیکیواسطے ضرور ہے پس اس آیت سے
واضح ہی کہ کافر کو بہی ذکر قران سنانا چاہیے تاکہ باعث ایمان پر ہووے پس بطور دلالت النص اس سے یہ بہی ثابت ہی کہ اسطرح

ذکر اوصاف آنحضرت صلعم فساق کو جو مقر ایمان کی ہین بطریق اولی سنانا چاہئی کہ فسق و فجور چہوڑ دینا اونکو من شرک
مشرکین کے سے آسان ہی اور یہ سنانا موقوف بلانے پر اور مجلس مین آنے دینے پر ہی پس فساق کا آجانا اور اونکو طلب کرنا
غرض مذکور حاصل ہونیکی نیت محمود شرعی ہی نہ مذموم شرعی جامع براہین کو فہم کہان ہی مسائل شرعیہ جان لینے کی
اور اپنے کجروی سے ہنر کو بہی عیب جانتا ہی ؎ چشم بداندیش کہ برکندہ باد؛ عیب نماید ہنرش در نظر؛ جس جس مقام
پر براہین قاطعہ مین حضور و طلب فساق کو اس جامع براہین نے وجہ کراہت محفل میلاد قرار دی ہے سب کا جواب یہان ہو گیا
منصفین از کیا اون تمام مواضع کی مردودیت اس محل مین خیال فرمائینگی اور روایات معجزہ صحابہ رضہ کے جواب مین جو گنگوہی
نے ہیئت کذائیہ سے نہونا اور یہ موجب بدعت قرار دیا ہی اور اس ہیئت سے نہونا منقول صحابہ رضہ سے اپنی تک ٹہرایا ہی یہ بہی سراسر
بعلمی ہے اس ہیئت کا ممنوع ہونا اس سے ثابت نہین ہوتا ہی کہ صحابہ رضہ نے یہ نہین کیا ہی بعد تسلیم اس امر کی کہ اس ہیئت
سے صحابہ رضہ نے نہین کیا ہی تو یہ مسلم نہین کہ تمام ہیئات مشروعہ فعل صحابہ رضہ مین منحصر ہین اور جس ہیئت پر فعل صحابہ رضہ وارد
نہین ہین بدعت ہی اور ہم تک وہ بدعت منقول ہے صحابہ رضہ سے اس ادعاء باطل پر کوئی دلیل جامع براہین یا کسی دوسرے
وہابی نے نہین قائم کی ہے پس دعوی بلا بینہ غیر مسموع ہی اور لازم آتا ہی کہ مدرسہ دیوبند جس ہیئت سے جاری ہی اور
جابجا سے چندہ جمع کیا جاتا ہی اور جلسہ امتحان ہر سال مین اور جلسہ دستاربندی کا ہوتا ہی اور منازل سے لوگ طلب کیے جاتے ہین
اور کتب حدیث مانند بخاری و مسلم کی جمع کرنا اور یہ ہیئت رکہنا جو بخاری و مسلم کی ہے اور باقی ہیئات کا صحابہ رضہ سے صدور
نہین ہوا ہی پس یہ تمام بدعت ضلالت و ممنوع ہونا چاہئی پس تمام وہابیہ کا مرتکب بدعت و ضلالت ہونا لازم آیا اور ہم معشر
اہل سنت و جماعت کے نزدیک تو جبتک کسی ہیئت و حالت کا ممنوع ہونا ایسے دلیل شرعی سے ثابت نہوجاوے کہ اوس کو
محققین نے قبول کیا ہووے تو ہم اہل سنت و جماعت اوس ہیئت و حالت کو ممنوع و بدعت نہین کہسکتے ہین ہمارے نزدیک جسطرح
ہیئت بخاری و مسلم و مدرسہ ممنوع نہین یہ محفل میلاد کی ہیئت بہی ممنوع نہین ہے مولف انوار ساطعہ نے مدرسہ کے ہیئت
کذائیہ قرون ثلاثہ مین نہ پایا جانا اور اس ہیئت کذائیہ کے نہ پائے جانیکے سبب سے اصل تعلیم دین باطل ہونا اور بدعت
ضلالت ہونا بسبب وجود ہیئت کذائیہ کے بیان کیا تہا اسیطرح ہیئت کذائیہ سے محفل میلاد کا بہی بدعت نہونا ثابت
کیا تہا جامع براہین گنگوہی کا ہذیان صفحہ ۱۸۵ مین اس کے جواب مین یہ ہی کہ حال مدارس خلاف زمان آنحضرت صلعم کے
نہین ہی اور تعمیر مکان مدرسہ اسکو خلاف کہنا ہی محض کمفہمی گنگوہی بتاتا ہی صفہ اصحاب صفہ کو مدرسہ قرار دیتا ہی فقط
نام کا فرق ہونا بتاتا ہی اور حال مدارس و مکان کی تعمیر عین سنت کہتا ہی اور تغیر صورت باطلاق نص ثابت ہونا کہتا ہی اور بسبب
عناد کے ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے امور لاحقہ محفل کو مغائر و منافی و موجب بدعت کہتا ہی یہ ہٹ دہرمی دیکہو کہ مدارس
کو ہمارے ہین کہ خوب مال مارتے ہین دیوبند والے مثلاً تو ہیئت کذائیہ جو صحابہ رضہ کے زمانہ مین موجود نہ تہی وہ بہی درست ہو گئی اور

عین سنت ہی اور اطلاق نص کی تحت مین داخل ہی اور یہ مکان مدرسہ کا صفہ اصحاب صفہ مین بھی داخل رہا اور محفل میلاد
جس سے عناد ہی کہ فی الواقع اوس سے عناد صاحب ذکر سے عناد ہی جو علامت نفاق کی واضح ہی اوسکے ہیئت کذائیہ فقط
اسی وجہ سے کہ صحابہ رضی سے ثابت نہین بدعت ہوگئی اور اس محفل مین مشابہ کفار سے بتاتا ہی اور دیوبند کے مدرسہ کو مشابہ
مدرسہ کفار کے نہین بتاتا ہی باوجودیکہ جسطرح امتحان سال بسال انگریزی مدارس مین تحریری ہوتا ہی دیوبند مین
بھی ہوتا ہی اور جسطرح وہان انعام تقسیم ہوتا ہی یہان بھی ہوتا ہی اور جسطرح انگریزی مدرسہ کا مکان پختہ بنایا جاتا ہے
دیوبند مین بھی یہ تمام امور تشابہ کے موجود مین ہان مدرسہ دیوبند سے اسلئے بدعت نہین ہی کہ وہان لوگ ہمشرب اسکے ہین
اب حال اس جامع براہین کا اسکے ایمان پر دلالت کرتا ہی یا مؤلف انوار کا الغرض ہیئت کذائیہ سے نہ پڑہنا صحابہ رض کا معجزات
آنحضرت صلعم کو موجب بدعت ضلالت جو جامع براہین بتاتا ہی سراسر بے انصافی و بےعلمی و عناد محض ہے خدا تعالی ایسے
عناد و بے انصافی سے مسلمان کو بچا وے کہ اپنی مدعی کی ثبوت کیوقت ہیئت غیر منقولہ از صحابہ رض کو موجب بدعت نہ بتاوے اور
ذکر میلاد شریف کی انکار کرنے کیواسطے باوجودیکہ اوس پر تعامل علماء و فضلاء و صوفیہ کا جاری ہی اوسکو موجب بدعت بتاوے سوائے
اوسکے کیا کہا جاوے کہ من الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر الآیۃ کا ایسا شخص مصداق ہی اور یہ جو کہا کہ اوس طبقہ
یعنی صحابہ کے متروکات و مذمومات جملہ شنیع ہوئی قیود مروجہ مجلس میلاد ہمارے وقت کے مذموم ہوئے مؤلف کو فہم نہین
ہذیان صرف ہی قیود مجلس میلاد کو طبقہ صحابہ کے مذمومات مین کہان ہین جو اوس پر مذموم ہونا قیود مروجہ میلاد کو مذموم بتاتا کیسے
جامع براہین اور کوئی اوسکا چیلہ سچا ہے تو ثابت کرے کہ فلان قید مجلس میلاد کو صحابہ رض نے مذموم بتایا ہی ورنہ یہ بہتان صرف
صحابہ رض پر ہے جو جامع براہین کو مستحق دخول نار کرتا ہی اب مسلمان اہل انصاف غور کرین کہ ہذیانات جامع براہین کے
آیت ورفعنا لک ذکرک و عبارت تفسیر کبیر و ذکر معجزات وغیرہ کے بارہ مین جو جواب مؤلف انوار ساطعہ مین پیش کئے تھے
بھلا کوئی مسلمان منصف یہ کہہ سکتا ہی کہ مؤلف انوار کا جواب جامع براہین کیطرف سے ان ہذیانات بیان کرنے سے ہوگیا ہرگز
کوئی مسلمان منصف یہ نہین کہیگا بلکہ مؤلف انوار کا قول و راقم الحروف کی یہ تحریر لاظہار تغریر جامع براہین اہل تمیز
دیکھکر تمام اقوال جامع براہین کو بمنزلہ منصف فہمی علم ہذیانات محض جانیگا پس انوار ساطعہ کا قول غبار انگیز سے جامع
براہین سے ہرگز مکدر و مغبر نہوا اوسکا افاضہ انوار ویسی ہی باقی رہا غبار انگیزی سے جامع براہین کو ہی نقصان
و خسران نصیب ہوا و مکبوب علے وجہہ رہا پس صفحہ ۱۶۶ کا قول جو اوپر گذرا کہ قرآن و حدیث سے کچھ ثبوت نہین، باطل ہوا
کیونکہ آیت قرآن ورفعنا لک ذکرک سے ثبوت باقی رہا محفل میلاد شریف کا اور احادیث سے بھی ثبوت محفل کا اوپر معلوم
ہوچکا ہی ایک حدیث عقیقہ بعد نبوت جسکو جلال الدین سیوطی نے پیش کیا ہی دوسری حدیث صوم عاشورا کی جسکو ابن
حجر نے اصل قیاس قرار دیا ہی تیسری حدیث صوم اثنین کی جس سے اعادہ شکر ولادت آنحضرت صلعم کا ثابت ہی جو تہی

حدیث حضرت عمرؓ وحضرت عبداللہ بن عباسؓ کی کہ روز نزول آیت الیوم اکملت لکم دینکم کو اتخاذ عید موافق قول یہودی کے
اوس سے مفہوم ہی جس سے ظاہر ہی کہ یوم ورود نعمت کو عید بنانا درست ہی اور یہودی نے جو کہا تھا ہم پر ایسی آیت نازل ہوتی
تو ہم عید بنا لیتے ایسے دنکو تو حضرت عمرؓ نے اوسکے قول کو رد نکیا بلکہ اوسدن کی عید بنانیکیطرف اشارہ کیا چنانچہ اوپر گذر
چکا ہی تو اوس سے واضح ہی کہ موافقت دوسرے فرقہ کفار سے کسی امر مین ہمارے امر کی ہوجاوے تو مذموم نہین ہی پس یوم
ولادت آنحضرت صلعم بھی یوم ورود بہت بڑی نعمت کا ہی اسکا عید بنانا اور سرور وجہو ظاہر کرنا حدیث مذکور سے معلوم
ہوا اور بالغرض مشابہت بھی کسی سے ہوجاوے تو مقبوح ومذموم نہین ہی پس یہ قرآن وحدیث سی ثبوت اس محفل میلاد
شریف کا ہی پس جامع براہین کا قول کہ قرآن وحدیث سے کچھہ ثبوت نہین سفاہت وبعلمی یا کتمان حق وتعصب صرف سے
ناشی ہی اوسہی صفحہ ۱۶ کے قول مین جو جامع براہین نے کہا کہ سب تمہارے علماء کا فتوی لایعبأ بہا ہوگیا اور بدعت ہونا
مقرر ہوگیا افرط جہالت وسواد بے شدید سے یہ قول صادر ہوا ہی کیونکہ یہ قول مبنی ہی انکار فاکہانی پر وزعم فاسد جامع
براہین پر کہ قرآن وحدیث سی کچھہ ثبوت نہین اور فاکہانی کے انکار کا حال بخوبی معلوم ہوا اور اوسکا قول بلادلیل وساقط
ہونا اور مردود وغیر مقبول فضلاء وعلماء ہونا ظاہر ہوگیا اور بمقابلہ جمہور کے لایعبأ بہ ہونا واضح ہوگیا اوس پر مبنی کرنا
اس قول مذکور کو جہالت وسفاہت یا حق پوشی دیدہ ودانستہ وتعصب صرف نہین ہی تو اور کیا ہی اور آیت قرآنی جو مولف
انوار نے پیش کی اوسکا جواب باوجودیکہ جامع براہین سے نہوسکا اور احادیث مذکور مشبتہ اس بارہ مین موجود ہین باین ہمہ قرآن
وحدیث سے ثبوت کا انکار کرتا ہی جسطرح شفاعت اہل کبائر کا انکار معتزلہ کرتی ہین باوجودیکہ قرآن واحادیث سے ثبوت ہی تو
یہ جہالت وسفاہت صرف یا عناد خالص نہین ہے تو اور کیا ہی اور یہ کہنا سب تمہارے علماء کا فتوی لایعبأ بہا ہوگیا اس قول سے
واضح ہی کہ جن علماء نے فتوی اس محفل کے جواز کا دیا ہی کہ اونمین ملا علی قاری وابن حجر وسیوطی وسخاوی وابن جزری وابن جوزی
وشیخ عبدالحق دہلوی ومحمد بن طاہر وابن وحیہ وغیرہم علماء اعیان وفضلاء زمان یہ سب ہمارے یعنی اہل سنت وجماعت کے
علماء ہین اور ان جامع براہین کے یہ علماء نہین ہین یہ بطور مفہوم مخالف کہ جو متفاہم عرف مین معتبر بھی ثابت ہوا اور ان کے
فتوے کو غیر معتبر کہنا بہت بڑی بے ادبی ہے کہ ایسے معتبرین علماء کی فتوی کو غیر معتبر قرار دیتا ہی اپنی گستاخی وانحراف سے
جب ایسے معتبرین کے فتوے کا اعتبار نہین ہے آجکل چند وہابیہ گستاخ اور انکا شیخ جو مولوی اسمعیل مقتول جنکو طفل
مکتب ہونیکی نسبت بھی اون علماء سے حاصل نہین ہے اور بمقابلہ اونکی جاہل صرف ہین اور ان کے اقوال سے اونکی دین و
ادب کا حال معلوم ہی کیونکر جامع براہین معتبر ہونا بمقابلہ اہل سنت وجماعت کے ثابت کرسکتا ہی جامع براہین گستاخ کو
یہ خیال نہ آیا کہ یہ قول جس سے صراحتاً گستاخی ساتھ علماء متبحرین کے ثابت ہی کوئی اہل عقل کیونکر تسلیم کریگا اور کسطرح
جامع براہین کو بے ادب نجانیگا اور اس قول باطل پر یہ متفرع کیا کہ بدعت ہونا مقرر ہوگیا جسکا بطلان واضح ولائح

ہرکہ انہی اقوال باطلہ سے کسطرح امر مستحسن علماء متبحرین و مثبت ساتھ قرآن و احادیث کی بدعت ہوجاویگا لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم صفحہ ۱۶۶ کی قول میں جو یہ جامع براہین نے کہا ہی کہ (عام صوفی سے مشائخ و علماء کے کچہہ حجت جواز
کی نہوئی اگر کروڑون علما بہی فتوی دیوین بمقابلہ نصوص کی ہرگز قابل اعتبار کے نہیں) سراسر جہالت و سفاہت ہی
حضور مشائخ و علماء کو حجت جواز ہونا و فتوی کروڑون علماء کو غیر ملتفت ہونا زعم کرتا ہی خدا کا خوف اسکو کچہہ نہیں ہے اور
شرم و حیا سے کچہہ کام نہیں اتنی خبر اوسکو نہیں کہ جس امر پر کروڑون علماء فتوی دینگے تو سبیل مومنین قرار پاویگا اور کروڑون
علماء کا فتوے ہوجاویگا تو کوئی خایف من اللہ متخالف اوس سے نہیں ہوسکتا ہی اور کوئی معتبر و لائق اعتماد انکار اوسکا نہیں
کرسکتا ہی پس وہ اجماع امت کا ہوگا اور اجماع امت کو غیر قابل اعتبار کہنا انکار مضمون آیت قرآن و من یتبع غیر
سبیل المومنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم کا ہی اور جامع براہین نے غیر معتبر ہونا فتوی اسقدر علماء کو لکہا جن سے
اجماع امت متصور و متخیل ہے تو گنگوہی پر لازم آیا کہ اجماع امت کا غیر حق و صلاحیت پر ہوتا ہی جامع براہین کے نزدیک
اور یہ عقیدہ بہی خلاف حدیث لا تجمع امتی علی الضلالۃ کے ہوا اور جب اس قدر علماء یعنے کروڑون نے ایک امر پر فتوی دیا تو
اونہوں نے اس امر کو مستحسن جانا اور جو مسلمانون کے نزدیک مستحسن ہے وہ خدا تعالی کے نزدیک بہی مستحسن ہے بحدیث ما راٰہ المسلمون
حسنا فہو عند اللہ حسن اور اس مستحسن کو غیر معتبر جامع براہین بتاتا ہی تو جو خدا تعالی کے نزدیک مستحسن ہے وہ اوس نے
غیر معتبر بتایا ہی پس اسکے عقیدہ کا کیا ٹہکانا ہی جامع براہین یا اوسکے ہمشربون کی فہم سے بعید نہیں کہ کہیں کہ کروڑونکا فتوی بہی
بمقابلہ نصوص غیر معتبر ہونا ہمنے کہا ہی اور بمقابلہ نصوص کروڑون کا فتوی ایسا ہی ہے یعنے غیر معتبر ہے جواب اسکا
یہ ہی کہ کروڑونکا فتوے بمقابل و مخالف نصوص ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ اجتماع امت کا ضلالت پر بقولہ علیہ السلام لا تجتمع علی الضلالۃ
ممکن نہیں ہے بلکہ اجتماع اکثر کا بہی ضلالت و غیر حق پر ہونا مسلم نہیں ہے بقولہ علیہ السلام اتبعوا السواد الاعظم اتباع اکثر
کا مامور بہ ہی اگر ضلالت و غیر حق پر اکثر کا اجتماع ہوگا تو لازم آویگا کہ شارع علیہ السلام نے ضلالت و غیر حق کے اتباع کا
حکم دیا ہی اور لازم باطل ہے اسیطرح ملزوم بہی باطل ہے اور محفل میلاد شریف کی جواز کا فتوے کسی نص کے مقابل و مخالف
ہونا ہرگز مسلم نہیں ہی اور کوئی نص قرآن و حدیث موجود نہیں ہے جو عدم جواز محفل میلاد پر دال ہووے صرف قول باطل جامع
براہین کا ہی جو نص کے مقابل و مخالف زعم کرتا ہی مسلمانونکو معلوم ہووے کہ فرقون بدعیہ جو خارج دائرہ اہل سنت و جماعت ہیں انکی
یہ ہمیشہ کی عادت ہی کہ اہل سنت و جماعت کے علماء جس مسئلہ پر متفق ہیں اور اوس مسئلہ پر فتوی دیتے ہیں اور جم غفیر علماء اہل
سنت و جماعت اوس مسئلہ کو جائز بتاتے ہے تو وہ یعنے فرقہ بدعیہ بے محل آیت و حدیث پیش کرکے جم غفیر کے مسئلہ کو اوٹہانا
چاہتے ہیں دیکہو اہل سنت و جماعت کے نزدیک چار عورتون سے زیادہ نکاح میں لانا درست نہیں بعض فرقہ بدعیہ خارج اہل سنت
سے چار سے زیادہ کا نکاح بتاتا ہی اور اہل سنت و جماعت کے خلاف چلتا ہے اور آیت فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی

وثلث ورباع کو پیش کرتا ہی کہ ما طاب لکم مطلق ہے جمیع کیواسطے بدلیل صحت استثنا اوسکی عدد سے اور قول مثنی وثلث ورباع سے
آیت کی تخصیص نہین قبول کرتا ہی اور کہتا کہ تخصیص بالذکر بعض اعداد کے مستلزم نفی حکم کو باقی اعداد مین نہین ہے بلکہ یہ عدد
ذکر کرنا دلالت کرتا ہی اوپر رفع حرج وحجر کے مطلقا اسلیے کہ کوئی شخص اپنے بیٹے کو کہے جو جاے تو وہ کہ بازار مین جا یا شہر مین
یا باغ مین تو یہ تصریح ہی اس امر کی اوسکے ہاتھ مین زمام اختیار کی مطلقا تفویض اوسنے کردی اور حرج وحجر اوس سے مطلقا
رفع کردیا اور یہ مراد نہین اس کے اس سے ہوتی ہی کہ اذن مخصوص ان ہی امور مذکورہ کے ساتھ ہے بلکہ یہ اجازت مذکور وغیر مذکور
دونونکی ہوتی ہی اسیطرح یہان اعداد زوجات سے مرادی کہ مذکور وغیر مذکور سبکو شامل ہے آیت سے اسطرح مخالف مذہب اہل سنت وجماعت
کے وہ فرقہ مسئلہ ثابت کرتا ہی اور حدیث سے اسطرح ثابت کرتا ہی کہ بالتواتر ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم کے نو زوجات امہات مومنین تہین اور اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کے
اتباع کا ہمکو حکم فرمایا ہی بقولہ فاتبعوہ اور اقل مراتب امر کا اباحت ہی پس نو ہمارے واسطے بہی درست ہوئین دوسری
یہ کہ سنت نام طریقہ کا ہی اور آنحضرت صلعم کا چار سے زیادہ نکاح کرنا ہی پس چار سے زیادہ نکاح کرنا سنت ہی آنحضرت صلعم نے
فرمایا ہی فمن رغب عن سنتی فلیس منی ظاہر حدیث سے ثابت ہی کہ جو شخص چار سے زیادہ نکاح کرنا ترک کرے تو اوس پر
ملامت لوم متوجہ ہی پس اعلی یہ ہی کہ اصل جواز ثابت ہی دیکہو اسیطرح فرقہ بدعیہ مسئلہ اہل سنت وجماعت کی مخالفت قرآن
وحدیث پیش کرکے کہتا ہی اور مسئلہ اہل سنت جماعت کو مخالف قران وحدیث کی بتاتا ہی اور اتفاق واجماع اہل سنت کا غیر ملتفت جانتا ہے اور
اہل سنت وجماعت اثبات حصر کیواسطے یہ جواب دیتے ہین کہ غیلان ایمان لائے تھے اور انکی نکاح مین دس عورتین تہین آنحضرت صلعم نے انکو فرمایا کہ چار رہنے دو اور
باقیکو چہوڑ دو اور مروی ہے کہ نوفل بن معاویہ اسلام لائے تہے انکی نکاح مین پانچ عورتین تہین آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ چار رہنے دو اور باقی چہوڑ دو ان دونونکا یہ جواب اس فرقہ
بدعیہ نے دیدیا ہی کہ جب قرآن شریف سے عدم حصر چار مین مفہوم ہوا اور اس حدیث سے حصر مفہوم ہوگا تو نسخ ہوگا عدم حصر کا حدیث سے جو خبر واحد
ہی اور یہ غیر جائز ہی دوسرا جواب یہ ہی کہ حدیث واقعہ ایک حال کا ہی کہ اسمین چند احتمال ہین محتمل ہے کہ چار کو رکہنے اور باقی کو ترک
کرنیکو آنحضرت صلعم نے اسواسطے فرمایا ہو کہ ان چار اور باقی کے درمیان مین جمع کرنا بسبب کسی کے جائز نہووے یا بسبب رضاع کے
جائز نہووے یہ اقوال قائم ہین ایسے حدیث سے منسخ قرآن جائز نہین ہے اب اوس فرقہ بدعیہ کو جواب ہم معشر اہل سنت وجماعت
کیطرف بہت بڑا معتمد ومحکم یہ ہی کہ اجماع فقہاء امصار کا ہی کہ چار پر زیادت درست نہین ہے اس امر پر بھی دو شبہہ وارد ہین اول یہ کہ
اجماع ناسخ ومنسوخ نہین ہوتا ہی پہر کسطرح اجماع کو ناسخ آیت مذکورہ کا کہینگے دوسرا شبہہ یہ ہی کہ امت محمدیہ مین قید
دو مین چار سے زیادہ کی حرمت کی قائل نہین ہے اور اجماع مع مخالفت واحد واثنین کے منعقد نہین ہوتا ہی جواب اول شبہہ کا
یہ ہی کہ اجماع ناسخ نہین ہے لکن اجماع کاشف ہی حصول اوس ناسخ کا زمانہ آنحضرت صلعم مین تہا جب اجماع ہوا تو معلوم ہوا کہ عدم حصر
وزیادت چار عورتونکی آنحضرت صلعم کے زمانہ مین منسوخ ہوچکا ہے ورنہ اجماع نہوتا اور جواب دوسرے شبہہ کا یہ ہی کہ مخالف اس
اجماع کے اہل بدعت ہین اونکی مخالفت کا اعتبار نہین ہے دیکہو جسطرح یہ فرقہ بدعیہ اہل سنت وجماعت کی مسئلہ کو مخالف قرآن وحدیث کے

بناتا ہی اور جم غفیر اہل سنت وجماعت کی فتوے کا اعتبار نہین کرتا ہی اسیطرح یہ جامع براہین فتوی کروڑون علماء کو مخالف
نصوص قرار دیکر غیر ملتفت الیہا قرار دیتا ہی مانند فرقہ بدعیہ کے مسئلہ نکاح چار عورتون سے زیادہ کی بارہ مین اور مسئلہ مذکورہ
کا جسطرح بہت بڑا محکم جواب اجماع فقہاء امصار کا ہی اور کوئی جواب قرآن وحدیث سی اُسکے موافق نہین ہے چنانچہ اوپر ابھی
معلوم ہوا پس جامع براہین کے قول کے موافق کہ بمقابلہ نصوص کروڑونکا فتوے غیر معتبر ہے تو چاہی کہ بمقابلہ آیت فانکحوا
ماطاب لکم و بمقابلہ حدیث نو زوجات ہونے آنحضرت صلعم کے و بمقابلہ فمن رغب عن سنتی فلیس منی کی کہ یہ تمام نصوص ہین فتوے
اہل سنت وجماعت یعنے فقہاء امصار کا عدم زیادت چار کے بارہ مین غیر معتبر ہونا چاہی اور جامع براہین کو لازم ہی کہ اُس فرقہ
بدعیہ کے موافق ان نصوص کو حجت لاکر بمقابلہ انکی فتوے فقہاء امصار کا اعتبار نکرکے چار سے زیادہ عورتونکی نکاح کا قائل ہو
جاوی اور فرقہ روافض وغیرہ مین سے ہو ماخود کا ابظاہر قبولکرے اور اگر یہی جواب اُسکے نزدیک مسلم ہی کہ فقہاء امصار کا اجماع
کاشف ناسخ ہی تو اول کوئی نص آیت وحدیث جن سے مسئلہ نکاح عورتونکی بارہ مین ہی میلاد شریف کے بارہ مین موجود ہی ہرگز
نہین ہی اگر اوسکے زعم فاسد مین ایسے نص کا وجود ہی تو اوس نص کا جواب بہی اسہی قسم کا جاننا چاہی اور میلاد کی محفل کا جواز
ماننا چاہی اگر اوسہی اپنی ہٹ پر باقی رہیگا تو مانند اوسہی فرقہ کے جو فقہاء امصار کا مسئلہ مذکورہ مین اعتبار کرکے اور انکی اجماع
واتفاق کو کاشف ناسخ جانکی موافقت اہل سنت کے نہین کرتا ہی اُسکو یعنے جامع براہین کو بھی جاننا جاویگا الغرض مخالفت نصوص کے
فتوی کروڑون علماء کا ہرگز نہین ہوسکتا ہی جن نصوص کے مخالفت کوئی ناواقف گمان کرے تو اوسکی زعم فاسد کی خرابی ہے
مخالفت ہرگز نہین ہے کسی اہل سنت وجماعت کا یہ قول نہین ہے کہ کروڑون علماء کا مخالف نصوص کے فتوے دینا ممکن ہے
جہان مخالفت معلوم ہوتی ہی تو وہان ایسی قسم کی تاویل اہل سنت وجماعت کرتی ہین جس سے وہ مسئلہ جمہور علماء کا باقی رہے
اور مخالفت اوٹھجاوے جیساکہ ابہی مسئلہ نکاح عورات معلوم ہوا پس قول جامع براہین سراسر باطل و پوچ ولچر بدعت
ضلالت موجب استحقاق عذاب نار ہی اور استحسان علمائے حضور مشائخ و فضلاء کا محفل میلاد شریف مین بلاشبہ حجت جواز ہی کوئی
وہابی بیعلم نہ مانی تو نہ مانی اور یہ قول جامع براہین کا اوسہی صفحہ ۱۶۶ امین کا اگر کچہ بھی علم وعقل ہو تو ہی پس قول سبط ابن جوزی کا
کہ یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیۃ بمقابلہ نصوص ہرگز ملتفت الیہ نہین ہی اور تمام بلاد مین اشتہار اوس کا
دلیل شرعی نہین صلوۃ لیلۃ البراۃ اور رغائب تمام دنیا مین شائع ہوئی اور بدعت ہی رہے پس اشتہار امر غیر مشروع کا
موجب جواز نہین پس سخاوی کے اس قول مین کوئی حجت نہین اور علی ہذا علی قاری کا کہنا کہ تمام ملکون مین رائج
ہی اوسہی نقول باطل پر مبنی ہے کہ بمقابلہ نصوص کروڑونکا فتوے غیر معتبر ہی جسکا بطلان بخوبی معلوم ہو چکا ہے
اور اس سے وہی اہل بدعت کی قول کی تائید ہی کہ فقہاء امصار کے فتوی واجماع کو نہ ماننا چاہیئے اور جنکو آپنے زعم فاسد مین
نصوص قرار دی ہین اون پر ہی عمل کرنا چاہی پس چار سے زیادہ عورتونکی جواز کے جو نصوص ہین اونپر ہی عمل کرنا چاہیئے

اور فقہاء امصار کے اجماع کا معتبر ہونا اور تمام ملکون مین اہل سنت وجماعت کے نزدیک چار سے زیادہ نکاح نارائج ہے یہ کوئی
حجت شرعیہ جامع براہین کے نزدیک نہین ہے تو پس چار سے زیادہ عورتون کا نکاح کا جواز ثابت ہونا قول جامع براہین سے
لازم آیا اس بدعقیدہ کا کیا ٹھکانا ہی اگر کچھ بھی علم وفہم جامع براہین کو ہوتا تو ایسا نہ کہتا ایسا کلمہ مؤلف انوار کے
حقمین کہا نہایہ خود جامع براہین پر عائد ہوا اپنے فہم پر جامع براہین کو رونا چاہئے حضور صوفیہ اور اعیان علما کا مولد
شریف کی محفل مین اور اشتہار تمام بلاد مین اور تمام ملکونمین رائج ہونا جو قول سبط ابن جوزی و سخاوی و ملا علی قاری سے
ثابت ہی بلا شبہ دلیل شرعی ہی کیونکہ یہ تعارف واستحسان علما کا ہی اور تعامل و استحسان علما بلا شبہ دلیل شرعی ہی اور ملحق اجماع کے
ساتھ ہی چنانچہ اوپر نور الانوار سے گذر چکا ہی اور یہ بھی گذر چکا ہی مسلم الثبوت و شرحہ سے کہ اتفاق علمای محققین علی مر الاعصار
حجت ہی مانند اجماع کے اور اس محفل میلاد شریف پر تعامل واقع ہونا علما کا علی مر الاعصار اور اتفاق کرنا محققین کا اس پر واضح
ہی پس یہ تعامل واتفاق دلیل شرعی ہے منکر اوس کا معاند ومکابر ہے اور کتب اصول پر نظر اسکو ہرگز نہین ہی بلکہ کتب فقہ مین
بھی عرف تعامل کا دلیل شرعی ہونا اور استحسان کا حجت ہونا لکھا ہی چنانچہ فتح القدیر مین ہے لان العرف انما صار حجۃ بالنص
وھو قولہ علیہ السلام ما راٰہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسن وما لم ینص فھو محمول علی عادۃ الناس فی الاسواق لانہا ای
العادۃ دالۃ علی الجواز فیما وقعت علیہ لقولہ ما راٰہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسن وفی ذلک دخول الحمام وشرب
ماء السقاء لان العرف بمنزلۃ الاجماع عند عدم النص انتھی مختصرًا اور قال ناک منہہ کی صفائی کیواسطے رکھنا جائز
اسواسطے لکھا ہی کہ عامہ مسلمین عامہ بلاد مین استعمال کرتے ہین قال فی العنایۃ قولہ ھو الصحیح لان عامۃ المسلمین
استعملوا ھذا فی عامۃ البلدان لدفع الاذی ما راٰہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسن انتھی یہ محفل بھی تمام
مسلمین عامہ بلاد مین کرتے ہین فرقہ بدعیہ وہابیہ مبحث سے خارج ہین اونکا تخلف مضر اتفاق کو نہین ہی پس یہ بھی یعنی محفل
میلاد شریف بھی جائز و داخل تحت حدیث ما راٰہ المسلمون کی ہوئی اور عرف اس پر جاری ہی اور نص ممانعت
یہان مفقود ہی خرعوبات فاسدہ جامع براہین سے نص ہونا ثابت نہوا اور نہ ہو سکتا ہی اور عرف بمنزل اجماع ہونا وقت
عدم نص کی عبارت فتح القدیر سے ثابت ہی پس یہ عرف واقع محفل پر بمنزل اجماع ہوا جسکا دلیل شرعی ہونا واضح ہے
اور نتائج الافکار مین ہی کتاب الاجارہ مین لان تعامل اذا وقع من غیر نکیر منکر فقد حل محل الاجماع وفیما نحن فیہ وقع
کذلک علی ما صرح بہ من قال بجواز العقد فی کل الشھور والاجماع دلیل قطعی والدلیل الذی خالفہ التعامل
ھہنا انما ھو کون جہالۃ المدۃ مفسدۃ للعقد وھو موجب القیاس والقیاس دلیل ظنی لا یصلح المعاوضۃ للدلیل القطعی
اصلًا فضلًا ان لا یعتبر القطعی فی مقابلۃ انتہی فی الدر المختار انتہی فی کتاب الوقف لان التعامل یترک بہ القیاس بحدیث
ما راٰہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسن بخلاف ما لا تعامل فیہ ککتاب ومتاع وھذا قول محمد وعلیہ الفتوی

جو احادیث بتائی ہین وہ تمام موضوعہ ہین اور حدیث موضوع پر عمل بالاجماع حرام ہے قول صاحب در المختار وفی صشتہ
بخط ثقتہ وکذا صلوۃ الرغائب انتہی کے تحت مین علامہ شامی فرماتے ہین ثم ان ما نقلہ قال الرحمتی ھو من الحواشی الموحشۃ
ویمنع التوثیق بذلک الخط اجماعہم علی حرمۃ العمل بالحدیث الموضوع وقد نصوا علی وضع حدیث ھذہ الصلوات
والفقہ لا ینقل من الہوامش المجہولۃ سیما ما کان فسادہ ظاہرا انتہی وقال فی شرح المنیۃ قال ابو الفرج بن الجوزی
وابو بکر الطرطوسی صلوۃ الرغائب موضوعۃ علی رسول اللہ صلعم وکذب علیہ انتہی قال العلامۃ الشامی
فی موضع آخر قال فی بحر ومن ھنا یعلم کراھۃ الاجتماع علی صلوۃ الرغائب التی تفعل فی رجب فی اول جمعۃ
منہ وانہا بدعۃ وما یحتالہ اھل الروم من نذرھا لتخرج عن النفل والکراھۃ فباطل انتہی قلت وصرح بذلک
فی البزازیۃ کما سیذکرہ الشارح آخر الباب وقد بسط الکلام علیہا شارح المنیۃ وصرحا بان ما روی فیہا باطل
موضوع وبسط الکلام فیہا خصوصا فی الحلیۃ وللعلامۃ نور الدین المقدسی تصنیف حسن سماہ ردع الراغب
عن صلوۃ الرغائب احاط فیہ بغالب کلام المتقدمین والمتاخرین من علماء المذاہب الاربعۃ انتہی قال النووی
فی شرح مسلم واحتج العلماء علی کراھۃ ھذہ الصلوۃ المبتدعۃ التی تسمی الرغائب قاتل اللہ واضعہا ومخترعہا
فانہا بدعۃ منکرۃ من البدع التی ھی ضلالۃ وجہالۃ وفیہا منکرات ظاہرۃ وقد صنف جماعۃ من الائمۃ مصنفات
نفیسۃ علی تضلیل مصلیہا ومبتدعہا ودلائل قبحہا وبطلانہا وتضلیل فاعلہا اکثر من ان تحصر واللہ اعلم انتہی
الغرض صلوۃ الرغائب کو علماء محققین نے مستحسن نہین جانا ہے اور اسکا رواج علماء وصوفیہ ومشائخ مین نہین ہوا اور علماء اعیان
تعامل اس پر واقع نہین ہوا بلکہ جہال مین اس نماز نے شیوع پایا تھا اوسکے ابطال مین علماء وفضلاء نے بہت بڑی کوشش
کرکے نیست ونابود کر دیا اور چارون مذاہب کے علماء متقدمین ومتاخرین سے اوسکی تردید ثابت ہوئی اور اسکو بالاتفاق
موضوع وکذب آنحضرت صلعم پر بتایا اور موضوع پر عمل بالاجماع حرام فرماتے ہین جسکا حاصل یہ ہوا کہ یہ صلوۃ بالاجماع
ناجائز ہے پس جسکو بالاجماع حرام وموضوع علماء فرماوین اور چارون مذہب کے فضلاء اوسکو رد کرین اوس پر قیاس
محفل میلاد کو کرنا کہ اوسمین کسی حدیث موضوع پر عمل نہین ہے اور اس محفل کو کسی نے موضوع ہی نہین فرمایا ہے اور اوس پر
تعامل فضلاء وصوفیہ ومشائخ واقع ہے اور اس محفل کے وہ علماء بھی قائل ہین جو صلوۃ رغائب کو ناجائز وموضوع بتاتے
ہین چنانچہ صاحب مجمع البحار صلوۃ مذکور کو موضوع بتاتے ہین بالاتفاق اور اس محفل کو جائز فرماتے ہین اور ابن جوزی
اس صلوۃ رغائب کو موضوع فرماتے ہین اور محفل میلاد شریف کی تعریف کرتے ہین اور امام نووی کے استاد ابو شامہ اس
محفل کے مجوز ہین اور امام نووی اور انکے استاد صلوۃ رغائب کو مردود ہونا فرماتے ہین اور اوسکے رد کے بارہ مین ائمہ دین کی غیر محصور
تصانیف ہونا فرماتے ہین پس اس محفل کا مروج ہونا مانند مروج ہونے صلوۃ رغائب کے ہرگز نہین ہے جامع براہین کو فہم وعلم ہوتا

توجو چیز مردود علماء کی نزدیک ہی اور اوسکی بارہ مین بہی نہایت تصانیف موجود ہین اوسکو اور اس محفل میلاد شریف کو جسکی
اثبات کی بارہ مین بکثرت تصانیف موجود ہین علماء فضلاء کی ایکسان قرار دینا یہ کمفہمی کا ثمرہ اور عدم علمی و بے انصافی کا
باعث ہی کہ نور ظلمت مین فرق کرنا اسکو حاصل نہین اوسکو حق و باطل کی تمیز نہین اور اسکو اسقدر خیال نہین کہ جب
ابن حجر و جلال الدین سیوطی و سخاوی و ابن حزری و ملا علی قاری و صاحب مجمع البحار و ابن جوزی وغیرہم فقہاء و
محدثین کا کچھہ اعتبار یہہ نہین کرتا ہی اور ایسے متبحرین کی اقوال فتاوی کو غیر معتبر کہتا ہی اور قابل اعتبار نہین جانتا ہی بلکہ
کہتا ہی کہ کروڑون فتوی دین تو تب بہی اعتبار نہین تو تحقیقات احادیث و دیگر مسائل کے بارہ مین پہر کسکا اعتبار کریگا
اور ایسا جہوٹا حیلہ اپنی طرف سے فرض کرکے اقوال فقہاء و محدثین محققین معتبرین جم غفیر و جماعت کثیر کو نہ مانا جاوی
اور تاویلات رکیکہ سے اونکی اقوال کو رد کر دیا جاوے اور جو حجت اونکی ہو اونکو اسیطرح سے واہی تباہی باتین کرکے
جیسی کے اس جامع براہین نے کی ہین اٹہا دیا جاوے تو احکام شرعیہ تمام برہم درہم ہو جاوین اور ایمان سے بہی ہاتھہ دہو
بیٹہین دیکہو ایک فرقہ اہل کتاب کا ہی وہ نبوت آنحضرت صلعم کا اور قران کی حقیقت کا مقر ہے لیکن باوجود اسکے وہ کافر
اسلیئے کہ نبوت آنحضرت صلعم کو مخصوص ساتھہ حجازکی قرار دیتا ہی اور دلیل فاسد اپنے مدعی کاسد پر یہ لاتا ہی کہ خداتعالی
قرآن شریف مین فرماتا ہی وکذلک اوحینا الیک قرآناً عربیاً لتنذر ام القری و من حولها فی البضاوی لتنذر ام القری اہل
ام القری وهی مکة و من حولها من العرب انتہی اس آیت مین آنحضرت صلعم کو حکم ہی کہ ام القری یعنی مکہ شریف والے
لوگونکو اور اسکی گرداگرد کے لوگونکو کہ فقط حجازی انذار کا حکم ہی پس اس آیت سے نعوذ باللہ من ذلک وہ فرقہ نبوت
آنحضرت صلعم کو مخصوص حجاز کی ساتھہ ہی کرتا ہی اگر ارسل الی الناس کافة و نحوها احادیث پیش کیجاوے ہمارے طرف سے تو انکو
بہی ایسے تاویلات رکیکہ سے مخصوص حجاز کی ساتھہ کر دیگا جسطرح تاویلات و توہمات کاسدہ سے جامع براہین محفل میلاد کا
انکار کرتا ہی اور اتفاق و اجماع امت پیش کیا جاوی تو مانند جامع براہین کے کہدیگا کہ اجماع و اتفاق بمقابلہ نصوص کے مقبول
نہین اور بمقابلہ نصوص کے کروڑون کا فتوی ہی غیر معتبر ہے اور قابل التفات کی نہین ہی اب دیکہو اسی تقریر جامع براہین سے
کفر تک بہی ثابت ہو سکتا ہی اور ایسے گفتگو مزخرفات سے ایمان بہی کہو سکتا ہی کوئی ایسا آدمی ہے جیسا کہ جامع براہین ہے
اور تحریف معنوی آیت قرانی مین کر دینا بہی جامع براہین کے نزدیک جائز ہے چنانچہ والعاملین علیہا جو نص ہے
صدقات کی بارہ مین اور شروع و صدر اس آیت انما الصدقات للفقراء والمساکین الآیة ہی اس سے اجرت مدرسین
کا جواز ثابت کرتا ہی اور کہتا ہی صفحہ ۱۸۵ امین کہ زمان فخر عالم مین عمال کو عمالہ ملتا تھا قرآن مین فرمایا ہی والعاملین علیہا
سو وہی امر دینی پر لینا اب بہی کوئی امر زائد نہین ہے ہان تغیر وصف ہوا ہی کہ اوس وقت بطور رزق و کفلیہ کی تھا اور رزق
قضاۃ و ولاۃ و غزاۃ وغیرہ سب یہی قسم مین اب بطور اجرت ٹہر گیا ہی انتہی) جامع براہین اجرت خود کہتا ہی اور پہیر صدقہ کی آیت

سے اسکا اثبات کرتا ہی اجرت وصدقہ کو ایک قرار دیتا ہی تحریف معنوی آیت کی ہی ایسے تحریفات یہود کیا کرتی تھے کسی مسلمان کا
کام نہین ہے بلاشبہ صدقہ و زکوۃ اور چیز ہے اور اجرت اور چیز ہی صدقہ و زکوۃ تملیک بلا عوض کی ہی اور اجرت بمقابلہ عوض کے
ہوتی ہی یعنے جو اجرت من کل الوجوہ ہی وہ بلا عوض نہین ہوتی اور زکات پر جو عامل ہوتا ہی اوسکو بقدر عمل دیا جاتا ہے اور
و من وجہ صدقہ اور من وجہ اجرت ہے شبہ اجرت وصدقہ دونو نکا اوسمین ہے اسیواسطے ہاشمی عامل ہو اوسکو دینا درست نہین
ہی اور نصف سے زیادہ دینا درست نہین ہے اور اگر مال زکوۃ جمع کیا ہوا ہلاک ہو جاوے تو کچھہ ندیا جاویگا چنانچہ در مختار
و شامی مین یہ بیان موجود ہی اور یہ جو عامل کو دیا جاتا ہی جو ذی شبہین ہے اجارہ کی طور پر نہین ہوتا ہی اسلیے کہ اجارہ بدون
مدت معلوم و عمل معلوم و اجرت معلوم کی نہین ہوتا ہی چنانچہ شرح ہدایہ مین ہے اور مدرسین کو جو دیا جاتا ہی وہ اجرت کی ہی
طور پر ہوتا ہی اجرت معلوم و مدت معلوم اوسمین ہوتی ہے بیس یا تیس یا چالیس روپیہ مثلاً یہ اجرت معلوم ہوئی اور
ایکماہ مین اسقدر مدرسہ کا وقت معلوم ہوتا ہی علوم معروفہ مروجہ معلوم ہوتی ہین پس یہ بطور اجارہ کی ہے اور من کل الوجوہ
اجرت ہوتی ہے یہ بلاشبہ آیت سے ہر طرح سے خارج ہی داخل قرار دینا آیت مین تحریف معنوی ہی جو پیشہ یہود ہے اور
ارق فصاق و غزاۃ و غیرہ کو بہی قسم کہنا مثبت اس امر کا ہی کہ صدقات مین سے ہی اونکو دیا جاتا ہی اور عاملین جسکی مصرف ہین
اوسکی ہی مصرف قضاۃ و غزاۃ و غیرہما بہی ہین یا یہ کہ بطور اجرت کی جسطرح مدرسین کو دیا جاتا ہی اسطرح انکو بہی دیا جاتا
تو بہی سراسر بیعلمی ہے کیونکہ قضاۃ و غیرہا مصرف اور چیز کی ہین کہ جسکی مصرف عاملین علی الصدقات ہین اوسکی مصرف
قضاۃ و غزاۃ و غیرہا ہرگز نہین ہین اور یہ بطور اجرت بہی ہرگز نہین دیا جاتا ہی بلکہ علماء معلمین بلا اجرت کو یعنے جو بلا اجرت
ایکی بطور تعلیم و تدریس کرتی ہین اوسکو بطور کفایہ دینی کا حکم قال فی رد المحتار مصرف الجزیۃ والخراج ومال التغلبی وھدیۃ
للامام وما اخذ منہم بلا حرب ومن ترکۃ ذمی وما اخذہ عاشر منہم (مصالحنا) فہو مصرف کسد ثغور و بناء قنطرۃ و جسر
وکفایۃ العلماء) والمتعلمین وبہ یدخل طلبۃ العلم (والقضاۃ والعمال) ککتبۃ قضاۃ وشہود و قسمۃ ورقباء سواحل
ورزق المقاتلۃ وذراریہم ای ذراری من ذکر مسکین فہذا مصرف جزیۃ وخراج ومصرف زکاۃ وعشر مر فی الزکوۃ
ومصرف خمس و رکاز مر فی السیر وبقی رابع وہو لقطۃ وترکۃ بلا وارث ودیۃ مقتول بلا ولی ومصرفہا لقیط
فقیر وفقیر بلا ولی وعلی الامام ان یجعل لکل نوع بیتا یخصہ ولہ ان یستقرض من احدہا یصرف للاخر ویعطی
بقدر الحاجۃ والفقہ ان لفضل فان قصر کان اللہ علیہ حسیبا انتہی اس عبارت سے واضح ہی کہ مال جار قسم کا
ہی ہر ایک قسم کی مصارف جدا جدا ہین امام پر واجب ہی کہ ہر ایک مال کو علیحدہ علیحدہ مکانون رکھی اور جدا جدا مستحق کو دیوے
علماء و قضاۃ و غزاۃ کو جزیہ و خراج و مال تغلبی و ہدیہ تغلبی و ماخوذ من الکفار بلا حرب و ماخوذ عاشر از کفار مین سے
دیا جاوے یہ لوگ مصرف اس مال کی ہین اور مصرف زکوۃ و عشر دوسرے ہین جو مصرف زکوۃ و عشر مین مذکور ہین اور

مصرف خمس درکاز کی دوسرے ہین کتاب الجہاد مین گذری ہین اور مصرف ترکہ بلاوارث ولقطہ ودیتہ مقتول بلاولی کا لقیط فقیر
وفقیر بلاولی ہی دیکھو یہ تمام اقوال جداجدا اقسام مین ہرایک کے مصارف جداجدا ہین جامع براہین سبکو ایک قسم اپنی
بیعلمی سے زعم کرتا ہی اور علماء بسبب علم مصرف زکوۃ کہتے ہین اور یہ والعاملین علیہا مین شامل کرتا ہی جو مصرف زکوۃ کی ہین اور
جزیہ وخراج وغیرہ ماخذ کو رکی مصرف معلمین بہی ہین لکن وہ معلمین جو بلا اجر کی تعلیم کرتے ہووین چنانچہ شامی مین مصرح
ہی اور عمال سے مراد درمختار مین کاتب قضاۃ وگواہ قسمت مین الورثہ والشرکاء کیوقت جو حاضر ہوتی ہین اور نگہبان کنارہ
دریا کی ہین چنانچہ یہ عبارت درمختار مین ہی موجود ہی اور عمال مین مذکر وواعظ بحق علم ووالی وطالب علم ومحتسب وقاضی ومفتی
ومعلم بلا اجر بہی داخل ہین فی رد المحتار قولہ والعمال من عطف العام علی الخاص لما فی القہستانی انہ بالضم والتشدید
جمع عامل وھو الذی یتولی امور رجل فی مالہ وعملہ کما قال ابن الاثیر فیدخل فیہ المذکر والواعظ
بحق علم کما فی المنیۃ وکذا الوالی وطالب العلم والمحتسب والقاضی والمفتی والمعلم بلا اجر کما فی المضمرات انتہی
عاملین مین وہ معلم داخل ہے جو بلا اجر تعلیم کرے اور عاملین وہ ہین جو مصرف زکوۃ کی ہین یہ وہ ہین جو مصرف جزیہ وخراج
وغیرہ ماخذ کو رہا لا کی ہین الغرض والعاملین علیہا شامل کسیطرح مدرسین ومعلمین بالاجر نہین ہے اور ہر ایک قسم مال کے
علیحدہ ہی اور ہر ایک کا مصرف علیحدہ جامع براہین کا بسبب بے علمی کے تحریف معنوی آیت قرآن مین کرنا ثابت ہی اور جامع براہین
مفسر بالرای بنتا ہی اور تمام امت کی خلاف مدرسین ومعلمین بالاجر کو آیت قرآنیہ مین داخل مانکر جواز اجرت تدریس قرآن
بہی ثابت کرتا ہی اسقدر خبر نہین کہ اگر قرآن سی اجرت علم دین وتعلیم قرآن پر ثابت ہوتی جیسا کہ یہ زعم فاسد وہم کاسد جامع
براہین کا ہی تو آنحضرت صلعم یہ کیون فرماتی اقرؤا القران ولا تاکلوا بہ اور دین پر لینی کے یہی معنی ہین کہ اجرت لینا درست
ہی اور آیت کا بہی مطلب یہی ہے تو فرمانا آنحضرت صلعم وان اتخذت مؤذنا فلا تاخذ علی الاذان اجرا مخالف قرآن کے
ہوگا اگر یہ کہو کہ قرآن سے تو جواز مفہوم ہی لکن حدیث ناسخ ہے تو باوجودیکہ خبر واحد سے نسخ ثابت نہین ہو سکتا ہی تب
مطلب ہمارا حاصل ہے کہ جواز منسوخ ہوا حدیث سے تو عمل وقول جواز کیواسطے منسوخ سے حجت جامع براہین نے پکڑی
و مرتکب حرام کا ہوا یا یہ کہئی جامع براہین کہ حدیث احاد بمقابلہ قرآن شریف کے متروک تو جامع براہین سے یہ کہنا چاہیے
کہ جامع براہین صاحب آپ مصداق اس قول کی ہین خشکہ باگندہ بہر وزہ اگرچہ گندہ لکن ایجاد بندہ امام ابوحنیفہ و
صاحبین ومشائخ نے تو آجتک یہ جواب نہ دیا اور امام صاحب وصاحبین الی آخر العمر عدم جواز کی قائل رہی اور اور باوجود
مجتہد ہونے کے یہ حکم قرآن مجید مین موجود تہا اور امام اعظم لقب تہا اونکو نہ معلوم ہوا اور تمام متقدمین کو بہی وقوف
اس جواب پر نہوا بلکہ مشائخ متاخرین مین سے بہی جو جواز اجرت کی قائل ہوئی اون پر بہی یہ جواب پوشیدہ رہا اور جواز
کی علت بالاتفاق کل نے ضرورت قرار دی اور فقہاء اب تک مصرح ہین کہ بلخیون نے حکم جواز دینے مین مخالفت امام صاحب

وصاحبین کی کی ہے اور اصل مذہب عدم جواز ہی قال فی رد المحتار فہذہ مجموع ما افتی بہ المتاخرون من مشائخنا وھم
البلخیون علی خلاف فی بعضہ مخالفین ما ذھب الیہ الامام وصاحباہ وقد اتفقت کلمتہم جمیعاً فی الشروح
والفتاوی علی التعلیل بالضرورۃ وھی خشیۃ ضیاع القرآن کما فی الھدایۃ وقد نقلت لک ما فی مشاھیر متون
المذھب الموضوعۃ للفتوی فلا حاجۃ الی نقل ما فی الشروح والفتاوی وقد اتفقت کلمتہم جمیعاً
علی التصریح باصل المذھب من عدم الجواز انتہی اب اس فتنہ وفساد کی اور انتشار جہل وفساد عقائد کو زمانہ
مین جامع براہین سے بیعلم آدمی ونافہم کی کو یہ معانی قرآن کے معلوم ہوئے جو حدیث وفقہا کی بالکل مخالف ہین ہان جامع
براہین وحی کا ادعا کرے کہ وحی سے یہ معنی جدید معلوم ہوئے ہین اور یہ معنی اب ہی قرار دئیگئے ہین اس آیت کی بحکم وحی جدید
نعوذ باللہ من ذلک تو یہ امر دوسرا ہی ایسے خرافات سے اسکو شرم وحیا نہین آتی ہی کہ کوئی دیکھیگا تو کیا کہیگا باین
ہمہ مولف انوار کو کم فہم وبیعلم بتاتا ہے ان حضرت پر اپنی ذات کا پرتو پڑتا ہی اور اپنے اوصاف معلوم ہوتے وہ دوسرے کے
قرار دیکر اپنے پر قیاس مولف انوار کو بہی کرتے ہین الغرض جامع براہین کی مسلک سے تمام جہان کے بدعات وکفریات کا ثبوت
ہو سکتا ہی اور اسکی تقریر سید احمد خان کی تقریر سے جس نے تفسیر احمدی اردو لکہی ہے اور قرآن شریف کی معنے بدلا ہین
اور اپنے نفس کے موافق کئے ہین کم نہین ہے بلکہ بڑہکر ہے پس ایسے شخص کا کیا اعتبار ہی اب منصفین کو خوب واضح ولائح ہوگیا
ہوگا کہ قول فاکہانی ذکر کرنا سراسر سفاہت ہی اور بمقابلہ جمہور قول فاکہانی بالکل مردود ہے اور قیاس جلال الدین وابن
حجر صحیح ودرست ہی وساوس جامع براہین اوسکی بارہ مین جسقدر ہین سب باطل ہین اور فتوی علما کا اس بارہ مین معتبر ہے
اور اس محفل پر تعامل وتعارف علما کا واقع ہی وہ ملحق ساتھ اجماع کے جو دلیل قیاس سے بڑہکر ہے اور تقاریر جامع براہین
مانند فرقون بدعیہ کی ہین جو قابل التفات نہین اور ایسے تقاریر سے بدعات کا ثبوت وسنن واحکام شرعیہ کا رفع لازم آتا ہی
پس ثبوت محفل میلاد شریف کا جو مولف انوار نے دیا ہے حق ہے اور اہل سنت وجماعت کو فتح نصیب ہے وہابیہ کی ہاتہ مین
سوائی نقصان وخسران شکست وزک فاش کے کچہ نہین ہے اور ذکر ولادت آنحضرت صلعم کا وہ چیز ہو کہ بڑے بڑے فضلا
وعلمانے اور مشائخ وصوفیہ نے اسکو قبول کیا ہی جامع براہین یا کوئی دوسرا حیلہ سازی وروباہ بازی سے کسطرح
اسکو نہین اوٹھا سکتا ہی انکے ایسے مزخرفات سے کیا ہوتا ہی اہل سنت وجماعت کا اس سے کچہ نہین کر سکتے ہین اپنا سر پیٹتے ہین
شعر ناقصی گر کند این طائفہ را طعن قصور ❊ حاشا اللہ کہ برآرم بزبان این گلہ را ❊ ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را ❊ قال صاحب انوار ساطعہ اس سے ظاہر ہوا کہ وہ جو کوئی ایک دو آدمی ادہر اودہر انکار کرتا
رہا وہ مخالف ہزارون بلکہ لاکہون کے اور خلاف سواد اعظم کے سمجہکر ہر دورہ مین اور ہر عہد مین وہ منکر اپنے علما ومعاصرین
کی نزدیک غیر مقبول ومتروک العمل رہا **قال** جامع البراہین القاطعۃ صفحہ ٦٦ ادو ایک عالم موافق نصوص شرعیہ کے فرماوے

اور اوسکے تمام دنیا مخالف ہوکر کوئی بات خلاف نصوص اختیار کرے تو وہ ایک دو ہی عالم مظفر و منصور اور عند اللہ مقبول ہوویگے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایزال طائفۃ من امتی علی الحق منصورین لایضرھم من خالفھم حتی یاتی
امر اللہ طائفہ خود قطعہ شی کا ہوتا ہی اور قلت پر دلالت کرتا ہی بس ارشاد فخر عالم ہی کہ جو موافق کتاب و سنت کی کہے وہ
طائفہ قلیلہ اگرچہ رجل واحد ہی ہو وہ علی الحق ہے اور اوسکے مخالف تمام دنیا ہی ہو تو مردود ہے اور یہان خود مبرہن ہو چکا
ہی کہ یہ مجلس مروج ادلہ اربعہ شرعیہ کے خلاف ہی ادلہ اربعہ سے بدعت ہونا اسکا ثابت ہی فماذا بعد الحق الا الضلال
اب مؤلف ممالک کے شمار کرکے اپنی کرم کہانی لکہی جاوے بندہ احقر پہلے عرض کر چکا کہ مولف کی پاس کوئی دلیل سوائے
اسکی نہین کہ تمام علما کرتی ہے اور یہ بشرط ثبوت و تسلیم کوئی حجت شرعیہ نہین حجت وہ ہی کہ ادلہ اربعہ سے پیدا ہو دوسرے
اب مؤلف کا مایہ علم اور دلیل اثبات اوسکے مدعی کی یہانتک نوبت پہونچی کہ ہمایون وغیرہ بادشاہ کی حکایتین استشہاد
کرنے لگا اور کفار فرنگ کے تعطیل کو بہی حجت جواز بنالیا کل کو رام لیلہ کے تعطیل کو حجت جواز رام لیلہ کے نہ لکہدی
استغفر اللہ استغفر اللہ مؤلف کی حواس مین بے شک فتور اور اوسکو ضعف دماغ سے مالیخولیا ہو گیا ہے افسوس الخ
اقول وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق جامع براہین صاحب قول صاحب انوار کو تو سمجہتے نہین ہین اٹکل پچو جو
چاہتے ہین احادیث رسول اللہ صلعم کے مراد خلاف لیکر موافق اپنے مطلب کی کہدیتے ہین اتنی خبر نہین کہ یہ تحریف کرنا
بہی افتراء علی رسول اللہ صلعم مین داخل ہے اور غیر مراد شارع کو مراد ٹہرانا ضلالت ہی چنانچہ عجالہ شاہ عبد العزیز صاحب
مین موجود ہے صاحب انوار ساطعہ کے الفاظ مذکور بالا سے واضح ہی کہ ایک آدمی کا انکار بمقابلہ ہزارون و لاکہون علما
کی غیر مقبول اور متروک ہی جامع براہین صاحب فرماتے ہین کہ دو ایک عالم کے مخالف تمام دنیا ہو تو وہ ایک دو ہی عالم
مظفر و مقبول عند اللہ ہونگے اگر مراد تمام دنیا سے جہال تمام دنیا کی ہین تو وہی بات ہوئی کہ من چہ میگویم و طنبورہ
من چہ میسراید صاحب انوار ساطعہ تو جہال تمام دنیا کی مقابلہ مین ایک عالم کا قول غیر مقبول نہین فرماتے ہین معلوم نہین یہ کسکو جامع براہین صاحب جواب
دیتے ہین نشہ شراب غفلت سے بیدار ہو کر جامع براہین صاحب کو بات کرنا چاہئے ورنہ قابل مناظرہ و خطاب نہین ہے اور اگر ایک دو عالم کی مقابلہ مین تمام
دنیا کے علما کا قول جو ہزارون و لاکہون ہوون جامع براہین غیر مقبول زعم کرتے ہین تو یہ وہی بدعت سخت و ضلالت کرخت ہی اور لاکہون علما اور تمام فضلا کی حقیقین نے عقائد
فاسدہ و عقیدہ کہنا کہ یہ نصوص کے مخالف ہین اور دو ایک مخالف نہین ہین کسی اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ نہین ہے اور کوئی
دلیل شرعی و عقلی اسکی مثبت نہین ہے اگر لاکہون علماء امت محمدیہ صلعم اور تمام دنیا کے فضلا مخالف نصوص
ہوون تو وہ نصوص ایسے ہونگی جیسے اہل بدعت و اہل کفر پیش کرتے ہین مانند فانکحوا ما طاب لکم کے جس سے چار
عورتون سے زیادہ کا نکاح جائز ہونا اہل بدعت ضلالت مانند روافض وغیرہ کی ثابت کرتے ہین اور مانند لتنذر
ام القری ومن حولہا کی کہ اوس سے اہل کفر و طغیان مخصوص ہونا نبوت آنحضرت صلعم کا ساتھ ملک عرب کے ثابت

کرتے ہین جسکا ذکر اوپر گذرا ہے اور مانند آیت وامسحوا برؤسکم وارجلکم کے جس سے روافض بلکہ بعض اہل سنت بھی
جواز مسح رجل ثابت کرتے ہین چنانچہ محمد بن جریر طبری سنی وہ بھی تخییر کا درمیان غسل و مسح کے
قائل ہوا ہے تکملہ مجمع البحار مین ہے تحت لفظ عرقوب کی فیہ جواز التعذیب بالنار من الصغائر لان ترک
بعض عضو الوضوء لیس کبیرۃ لاختلاف الامۃ فی فرض الرجلین فان محمد بن جریر الطبری
وھو سنی یقول بالتخییر بین المسح والغسل انتہی بلکہ عینی شرح ہدایہ مین ہی کہ امام حسن بصری بھی تخییر کے
قائل ہین جامع براہین کو اگر غرہ ہووے کہ نص حدیث ویل للعراقیب من النار وھل للاعقاب من النار
موجود ہی پس قول تجویز و تخییر بین الغسل والمسح کا خلاف نص حدیث ہی تو کہا جاویگا کہ محمل حدیث یہ ہونا ممکن
ہی کہ یہ اوسوقت مین فرمایا ہی کہ اعقاب و عراقیب پر مسح و غسل کچھہ بھی نکیا ہووے پس حدیث مین دلالت
انحصار غسل پر نہوئے اتفاق جمہور علما جامع براہین پیش کریگا تو وہی جواب جامع براہین کا جامع براہین کے سر پر
مارا جاویگا کہ قول و فتوی لاکھون و کروڑون کا بمقابلہ نص غیر مقبول ہے اور یہان وارجلکم موجود ہی اگر دوسری
قراۃ وارجلکم ہے جو ساتھہ نصب کی ہے غسل کا ثبوت بایطور کریگا کہ عطف وجوہکم پر ہے تو کہا جاویگا کہ غسل کے جواز
کا کسکو انکار ہے اس جواب سے غسل کا اثبات کرنے لگے ہین دو قرائین بمنزل دو آیتون کے ہین ایک کا مقتضی غسل ہے دوسرے کا
مقتضی مسح ہے دونو مین سے جو چاہو کرلو تخییر کی ممانعت نص قرآن سے مفہوم نہین ہے اور تخییر مین دونون
پر عمل بحسب تبدل اوقات ممکن ہے پس تخییر متعین ہے پس جسطرح یہ نصوص ہین جو جمہور کے مقابلہ مین پیش
کیجاتی ہین اور انکو باین معانی کہ مخالفین قرار دیکر پیش کرتی ہین ہم معشر اہل سنت و جماعت نہین ملتے اور اونکی ایسے
معانی بیان کرتی ہین اور ایسے وجوہ ذکر کرتے ہین جن سے موافق جمہور کے یہ نصوص ہوجاتی ہین پس ایسے ہی جن نصوص
کو جامع براہین تمسک ایک دو عالم کا بتاتا ہی اور جمہور کو اوسکا مخالف قرار دیکر سبکو ناحق پر زعم کرتا ہی اونکی معانی
بھی ہم معشر اہل سنت کی نزدیک ایسے ہی ہین کہ وہ موافق جمہور کے ہی ہوجاتی ہین اور ایک دو عالم کے ہاتھہ مین کچھہ
بھی نہین رہتا ہی ابتک جامع براہین نصوص نصوص کہتا چلا آتا ہی لیکن کوئی ایسے نص پیش ابتک نہ کی جو موافق جمہور کے
نہ ہوسکتی ہو پس ایک دو عالم جنکو یہ جامع براہین حق زعم کرتا ہی وہی خطا و باطل پر ہین نہ جمہور اور حدیث
لایزال امتی الخ سے یہ مراد ہرگز نہین ہے ایکطرف تمام دنیا کے عالم ہووین اور ایکطرف دو ایک عالم ہووین تو دو ایک
ہی مقبول ہین اور تمام دنیا کے عالم جسپر ہین اور اوسکو حق جانتے ہین وہ امر مردود ہی یہ معنی تو اس حدیث کی کسی
لفظ اور کسی قرینہ و کسی حالت سے کسیطرح مفہوم نہین ہین اور یہ افحش ہے اس حدیث مین لفظ طائفہ سے مراد
ایک ہی رجل لے لیا ہی اور ایک کا قول بمقابلہ تمام دنیا کی مسلمان علماء کے مقبول ہو اور تمام دنیا کے علما کا قول مردود ہو

اتویہ

ہو یہ غیر مراد شارع کو مراد شارع دینا ہی جو بقول شاہ عبد العزیز صاحب ضلالت وگمراہی ہے اور حدیث مذکور چند الفاظ
سے ہے اور بعض روایت مین کچھ زیادہ ہی بعض مین کچھ ہے اور بعضے روایت مین اونکا مقام بہی آنحضرت صلعم نے
یہان بیان فرمایا ہی اور مراد اس طائفہ سے علمار محققین نے وہ گروہ لی ہے جو اظہار علم وافشا شعار دین اور شوکت
باب جہاد مین ساتھ کفار وملحدین کے کرین قال فی شفاء القاضی عیاض قولہ ای کما رواہ مسلم عن سعد بن
ابی وقاص مرفوعًا (لایزال اہل الغرب ظاہرین علی الحق) ای علی طریق الحق ونہج الصدق وسبیل الغاغة
من الجہاد وتعلیم العلوم للعباد (حتی تقوم الساعة) ای الی قرب القیامة ذہب ابن المدینی الی
انہم) ای اہل الغرب (العرب لانہم المختصون بالسقی بالغرب وہی الدلو) وغیرہ ای غیر المدینی
یذہب الی انہم اہل المغرب وقد ورد المغرب کذا فی الحدیث بمعناہ وفی حدیث آخر من روایة ابی امامة
کما رواہ الطبرانی عنہ مرفوعًا (لاتزال طائفة من امتی) ای امة الاجابة ظاہرین علی الحق ای مستعلین
علیہ غیر محققین لدیہ (قاہرین لعدوہم) ای غالبین علیہم من غلبہ واللام للتقویة (حتی یاتیہم
امر اللہ) ای بفنائہم وخفائہم (وہم کذلک) ای لابثون علی ما ہنالک (قیل یا رسول اللہ این ہم قال
ببیت المقدس) ولعل مثل ہذا الحدیث حمل ابن المدینی علی تاویل ما تقدم وقال غیرہ المراد
باہل الغرب اہل الشام لانہ غرب الحجاز بدلالة روایة ہم بالشام لکن لا منع من الجمع بان یوجد فی کل
منہما جمع یقومون بامر الحق من اظہار العلم وافشاء شعار الدین والاجتماع فی باب الجہاد مع الکفار والملحدین ویؤیدہ
ما رواہ مسلم عن جابر بن سمرة مرفوعًا لن یبرح ہذا الدین قائمًا یقاتل علیہ عصابة من المسلمین حتی تقوم
الساعة انتہی اس عبارت سے واضح ہی کہ وہ طائفہ یا اہل عرب ہی ہین یا اہل بیت المقدس ہے یا دونون جائے ہین
اور وہ اپنے اعدا پر ہمیشہ جہاد وغیرہ مین غالب رہتی ہین چنانچہ یہ غلبہ وقہر اعدا پر اون جانب لوگونمین اس زمانہ مین بہی
حاصل ہے اور وہ ایک جماعت ہین نہ ایک رجل جیسا کہ زعم فاسد جامع براہین کا ہی اور اس حدیث مین حجیت اجماع ہونا اور
مراد اس سے بہادران مجاہدین نبرد آزما وفقہا محدثین وزہاد وآمرین بالمعروف جو متفرق اطراف واقطار زمین مین ہین
مراد ہونا اور اہل حدیث مراد ہونا اور اہل سنت وجماعت مراد ہونا اور جو اونکی اعتقاد مین شامل ہے مراد ہونا بہی علما نے
ارقام فرمایا ہی قال فی مجمع البحار تحت لفظ طوف لایزال طائفة من امتی ظاہرین علی الحق ہم اہل العلم ای معاونین
علیہ ویحتمل ان یکون علی الحق خبرا ثانیا فیہ حجیة الاجماع وامتناع خلو العصر عن المجتہد ولا یعارضہ
لا یقوم الساعة الا علی اشرار الناس اذ المراد ان اغلبہم شرار وبدلیل انہم اہل العلم انہ انما یتم الاستقامة
بالفقہ ویحتمل ان ہذہ الطائفة متفرقة فی اقطار الارض من شجعان مقاتلین وفقہاء محدثین

وزهاد والامرين بالمعروف ولا يلزم كونهم مجتمعين قوله حتى ياتي امر الله وهو الريح الاخذة روح مؤمن قال احمد هم اهل الحديث قال القاضي اراد اهل السنة ومن يعتقد مذهب اهل الحديث انتهى وشيخ عبد الحق دہلوی محدث در ترجمہ مشکوٰۃ میفرمایند بعضی مراد باین گروه اصحاب حدیث داشته اند که ترویج سنت وتجدید دین می نمایند واکثر بر آنند که مراد غزاة اند که بجہاد با کفار تقویت وتائید دین میکنند ودر آخر زمان بسر حدہای اسلام مرابطت دارند ودر بعضی روایات آمده که ویہم باشام ایشان در شام اند ودر بعضی آمده حتی تقاتل آخرهم المسیح الدجال واین روایات ناظر در اراده غزاة اند وظاہر عبارت حدیث در عموم است واللہ اعلم انتہی یہ تمام عبارات علمائی باعلی صوت ندا کرتی ہین کہ مراد طائفہ سے حدیث مین جماعتین ہین جو کفار وملحدین پر غالب رہتی ہین اور وہ ملک شام مین یا عرب یا دونون جگہہ یا تمام عالم مین متفرق ہین اس حدیث مین طائفہ سے ایک دو عالم مراد نہین ہین پس زعم جامع براہین کا کہ ایک دو عالم کے حق ہونے اور باقی تمام دنیا کی علماء کے ناحق پر ہونیکی بارہ مین جو پیش کرتا ہی اس حدیث سے سراسر باطل ہے اور اگرچہ طائفہ کا اطلاق ایک پر بھی آتا ہی لکن یہ مستلزم اس امر کو نہین کہ اس حدیث مین بھی مراد ایک ہی ہووے جماعت مراد نہووے یہ جامع براہین کی بڑی نادانی ہی کہ تمام شراح ومحشین تصریح جماعت کی کرتے ہین اور یہ ایک جل اس سے مراد لیتا ہی اب بتائی دماغ مین خلل وفتور وضعف مرض ومالیخولیا جامع براہین کی ہی کہ الٹی معانی حدیث کی کرتا ہی یا صاحب انوار ساطعہ کے موافق قواعد شرعیہ گفتگو کرتا ہے بلکہ راقم الحروف کہتا ہی کہ یہ حدیث آنحضرت صلعم نے واسطے تسلی مسلمانون کی فرمائی ہے کہ کثرت اہل کفر وباطل کی اونکو یعنے مسلمانونکو تعجب مین نڈالیگی اور اونکے کثرت کی سبب سے مسلمان مغلوب نہونگے بلکہ غالب رہینگے اگرچہ اونسے عدد مین کم ہووینگے اور وہ یعنے اہل کفر وباطل زیادہ ہووینگے فی مجمع البحار تحت لفظ طیف وفیه لا یزال طائفة من امتی على الحق الطائفة الجماعة من الناس ويقع على الواحد كانه اراد نفسا طائفة ابن راهويه يحدون الالف وسيبلغ وهذا الامر لبئ ان يكون عدد المتمسكين بما كان عليه النبي صلعم واصحابه الفا يسلي بذلك ان لا يعجبهم كثرة اهل الباطل انتهى اور قول اکثر علماء کا کہ مراد اس سے غزاة ومجاہدین ہین دلالت واضح اس پر کرتا ہی کہ یہ طائفہ بمقابلہ کفار واہل الحاد کے ہوگا کیونکہ جہاد وغزا بدون کفار کے نہین ہوتا ہی اور کوئی لفظ ایسا عام اسمین نہین کہ بمقابلہ علمائے تمام دنیا کی بقول جامع براہین اس حدیث کا ہونا ممکن ہووے پس یہ حدیث اس تقریر پر بھی بمقابلہ مجوزین مجلس میلاد شریف پیش کرنا جہالت صرف وسفاہت خالص ہے اور آنحضرت صلعم پر یہ محض افترا ہی کہ اس حدیث سے مراد آنحضرت کی یہ تھی کہ ایک شخص بمقابلہ علماء تمام دنیا کی حق پر ہے یہ کوئی مسلمان ہرگز بالیقین وظن معتبر نہین کر سکتا ہی یہ ایسے ہی لوگونکا کام ہے جیسے کہ جامع براہین صاحب ہین اور یہ جو کہا کہ یہان خود مبرہن ہولیا کہ یہ مجلس مروج ادلہ اربعہ شرعیہ کے خلاف ہی اور ادلہ اربعہ سے بدعت ہونا اسکا ثابت ہی انتہی یہ وہی ہذیان سفاہت توامان قدیمی ہے جو اثر مرض دماغی کا ہی بر انکی تمام مقدمات یقینیہ ہوتے ہین

ورنہ برہان نہین جامع براہین کا کوئی مقدمہ ظنیہ بہی نہین ہے تمام وہمیات بلکہ مغالطات ہین پھر برہان کہان و
مبرہن ہونیکی کیا معنے اور مجلس مروج کا قیاس و استحسان سے ثبوت استحباب ہوگیا دعوی خلاف ہونے اولہ اربعہ کا
کرنا اور ادلہ اربعہ سے بدعت بتانا نادانی ظاہر ہے فماذا بعد الحق الا الضلال کا مصداق خود جامع براہین ہے نہ
مؤلف انوار اور مولف انوار کا مہالک شمار کرنا اور اس امر کا ثبوت دینا کہ تمام علماء کرتے ہے اثبات استحسان علماء کا ہے
اس مجلس کے بارہ مین اور استحسان ملحق ساتھہ اجماع کے ہونا عبارات کتب فقہ و اصول سے بخوبی اوپر معلوم
ہوچکا ہے اوسکی حجت شرعیہ ہونیکا انکار کرنا اجماع کے حجیت کا انکار کرنا ہے اور اہل بدعت ضلالت کی دائرہ مین شامل
ہونا ہے اور استحسان علماء کو ادلہ اربعہ مین سے نجاننا دلیل واضح اس امر کی کہ جامع براہین کو بالکل علم و فقہ و اصول سے
بہی خبر نہین ہے جسطرح حدیث سے خبر نہین ہے یا یہ علم و دلیل اثبات مؤلف انوار پر تو جامع براہین کیا بیجا طعن کرتا ہے
اوسکی ہی مایہ علم و دلیل اثبات کا یہ حال ہے کتب فقہ و اصول سے کچہہ خبر نہین اور استحسان علماء کو حجت نہین جانتا ہے
باوجودیکہ کتب مین موجود ہے کہ حجت شرعیہ ہے اور ہمایون بادشاہ وغیرہ بادشاہون عادلین و عنادین جنکی مجالس
مین فضلاء و علماء متدین حاضر ہوتے تھے اور وہ اولو الامر تھے جنکی اتباع و اطاعت قرآن سے ثابت ہے قال اللہ تعالی
اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اونکی حالات و معمولات اس محفل کے بارہ مین واسطے تائید
اثبات کی ذکر کرنا طریقہ علماء و فضلاء کا ہے چنانچہ ملا علی قاری و سخاوی و جلال الدین سیوطی وغیرہم علماء ذکر کرتے چلے آئے ہین
جامع براہین کی رائی فاسد مین یہ خوب نہین ہے تو اوسکو علاج اپنے مرض قلبی کا کرنا چاہئے اور کفار فرنگ کی تعطیل
بہ تبعیت اہل اسلام یوم ولادت آنحضرت صلعم ہوئی تو اس سے یہ مفہوم ہوا کہ باوجود عداوت مذہبی کی ایسے لوگ بہی
لحاظ یوم ولادت کا کرین اور عظمت سمجھین تو اہل اسلام اگرچہ نام ہی کے مسلمان ہون اونکو بطریق اولی اسکے
عظمت و اوس محفلکی رعایت کرنا چاہئے اور باوجود ادعاء ایمان کے یہ کوئی نہ کرے مانند وہابیہ کے اوسکی حال پر
افسوس کرنا چاہئے یہ مراد مؤلف انوار ساطعہ کی ہے اسکو جامع براہین سمجہا نہین اور رام لیلی کو پیش کرنیگا
اتنی فہم جامع براہین صاحب کو نہین کہ محفل میلاد کی رعایت سے تعطیل فرنگ مین رعایت ذکر نبی صلعم کی جو اہل
اسلام کا ایمان ہے مفہوم ہے رام لیلہ مین یہ رعایت کہان ہے فکیف القیاس اسکی ایسی مثال ہوئی کہ کوئی شخص باوجود
اسلام کی قرآن شریف کو پیٹہ کر کے بیٹھے باوجود جاننے اور امکان احتراز کے اور کوئی ہندو اس سبب سے پیٹہ نکرے
کہ یہ کتاب بزرگ عظمت والی اہل اسلام کی ہے تو اوس مسلمان بے ادب کو ہر کوئی کہیگا کہ ہندو مخالف مذہب و عقیدہ نے
جب یہ ادب کیا قرآن کا کہ پیٹہ اوسکو بسبب عظمت بزرگی کے نکی تو تجکو بطریق اولی پیٹہ نکرنا چاہئے تھا تو اوسکے
جواب مین وہ مدعی اسلام کہے کہ ہندو کا قرآن کو پیٹہ نکرنا تو محبت عدم جواز پیٹہ کرنیکی لاتا ہے ہندو کی بت کو پیٹہ

نکرنے سے کل تو کہین دلیل نہ پکڑنے لگے تو اوس مدعی اسلام کو عاقلین کیا کہینگے سوا اسکے کہ بیوقوف ہے اور وہ دونون تمنے برابر سمجہہ لیا وہان بیٹہ نکرنا برعایت اہل اسلام کی ہے اور یہان برعایت اہل کفر کی ہے دونون کسطرح برابر ہوسکتے ہین بس یہی جواب جامع براہین کا ہے کہ رام لیلاؤ محفل میلاد دونونکی تعطیل کا تو ایک ساحال جانتا ہے امر متعلق اسلام و امر متعلق کفر دونونکو ایک ہی گنکر خارج از اہل اسلام بنتا ہے ایسے نا انصاف نام کے مسلمانونکا یہی حال ہے کہ بے ادبی سخت کے سبب سے ساتھ محفل میلاد شریف کے ایسی ہی کفریات سے مشابہت دیتے ہین اور ایمان سے ہاتھ دہوتے ہین وہابیہ کو ایمان سے کیا کام ہے زبانی ایمان اونکو چاہئے استغفر اللہ استغفر اللہ سچے دل سے جامع براہین کو پڑہنا چاہئے اور انکار محفل میلاد شریف سے باز رہنا چاہئے اور ایسے مشابہت دینے سے بلاشبہ استغفار کرنا واجب ہے جامع براہین کو نہ معلوم یہان کس نیت سے یہ استغفر اللہ استغفر اللہ کہرہا ہے یا فقط استغفار کے ساتہہ بہی اسکو استہزاء کرنا ہی منظور ہے اب منصفین غور کرین کہ اسکے دماغ مین مرض سالب عقل ہے یا نہین جو ایسے کلمات ناشایستہ و بے محل کہرہا ہے اسکی حال پر افسوس کرنا چاہئے یا نہین **قال** صاحب انوار ساطعہ ہم اسوقت تک کا ثبوت کامل دیچکے کہ مشرق سے مغرب تک کل ممالک اسلامیہ مین اہل اسلام اس عمل پاک کو محمود اور مستحسن جانتے ہین بس کافی ہے ہمکو حدیث ابن مسعود رضی کہ فرماتے ہین ماراٰہ المسلمون حسنًا فہو عند اللہ حسن یعنے جس چیز کو مسلمان لوگ اچہا جانین وہ اللہ کے نزدیک بہی اچھے ہین اور ہندوستان کے کسی نواح یا ضلع مین اگر دس پانچ مولوی اس آخری دورہ مین کہ یہ فتنہ فساد کا وقت ہے اپنا ایک جرگہ باندہکر کچہہ اس عملکو برا کہنے لگین تو کب عند اللہ مقبول ہوسکتا ہے اسکا تصفیہ بہی رسول اللہ فرما چکے آپ نے ارشاد فرمایا ہے اتبعوا السواد الاعظم اس حدیث کے معنے مین لا کہہ یہ لوگ سر پٹکا کرین اور کسی کسی کے اقوال شاذہ نقل کیا کرین جو معنی اس حدیث کے جمہور محدثین کے نزدیک ہین وہ یہی ہین جسکو مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری نے اپنے مطبع کے مشکوۃ مین ملا علی قاری سے نقل کئے ہین سواد اعظم کو لکہا ہے یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین اور اسیطرح مولوی محمد اسحاق صاحب نے مشکوۃ کے ترجمہ مین اس حدیث کے یہ معنی لکہے ہین کہ جو عقائد اور قول و فعل اکثر علماء کے ہون انکی پیروی کرو چونکہ یہ دونون عالم اس فرقہ کے نزدیک کمال مستند ہین اسلئے انکے قول پر بس کرتا ہون نقل اقوال اور محدثین کی کچہہ حاجت نہین انتہی **قال** جامع براہین مولف نے الفاظ یاد کرلئے ہین معنی تو کسی سے پڑہی ہی نہین یہ سمجہہ لیا کہ جس کام مین بہت سے مسلمان جمع ہوگئے تو وہ امر جائز ہوگیا اور حال آنکہ مبتدعین فسقہ متبعین سنت سے زائد ہین اس زمانہ مین ہزار گونہ کی نسبت ہوگئی اور حدیث لایزال طائفۃ من امتی کو جواب ہی لکہی گئی اور حدیث بدا الاسلام غریبًا وسیعود غریبًا فطوبٰے

للغربار الحدیث اور مثل اسکے سکو پس پشت ڈالدیا ہے کہ ان احادیث مین طائفہ اور غربار کی مدح ہو رہی ہے اب جب بدعت
مین انگور دکردی تو اوس سے عجب نہین **اقول** وباللہ التوفیق مؤلف انوار ساطعہ نے گویا اسطرح دلیل استحسان محفل
میلاد شریف بیان کی کہ اوس محفلکو مسلمانونکے تمام ملکومین علمار نے مستحسن جانا ہے اور جسکو تمام ملکونکے علما مستحسن
جانین وہ خداتعالی کے نزدیک بھی مستحسن ہے پس یہ محفل خداتعالی کے نزدیک مستحسن ہے ثبوت جملہ اولی کہ صغری دلیل
کا ہی مؤلف انوار نے اسطرح جواب دیا کہ تمام ملکون اسلام مین اس محفل کا بطور استحسان ہونا اور علما و فضلا کا اسمین شامل ہونا
اور اس محفلکی مدح وتعریف کرنا کتب سے ثابت کردیا چنانچہ انوار ساطعہ مین عبارات علمار کی منقول ہین اور ثبوت جملہ ثانیہ کا
جو کبری دلیل کا ہی ساتھ حدیث ابن مسعود ماراٰہ المسلمون الحدیث کے جواب دیا اور بعضے لوگ جو بہ نسبت مجوزین کے اقل ہین انکی
مُراکہنی سے کچھہ ضرر نہونا ساتھ حدیث اتبعوا السواد الاعظم کے ثابت کیا جسکے معنی اکثر مسلمان واکثر علما کی نقل
مولوی احمد علی و مولوی قطب الدین کی بیان کی اور اس بیان سے دوسری دلیل کا بیان ہوگیا باینطور کہ بعد تسلیم کے کہ ایک
گروہ جو بمقابلہ مجوزین کی اقل اس محفل کے منکر بھی علما ہین تب بھی ہمارا مدعی حاصل باینطور کہ اس محفل کے مجوزین اکثر علما ہین
چنانچہ کتب سے منقول ہوا اور جس چیز کے مجوزین اکثر علما ہون وہ ماموربہ شارع کا ہی بقوله علیہ السلام اتبعوا السواد
الاعظم اور سواد اعظم سے اکثر علما ہونا تمہارے دو مستند عالمون کے قول سے ثابت ہی دیکھو اس دلیل مین کوئی خدشہ نہین ہے گنگوہی اگر
سفاہت سی نہ سمجھے یا مصداق یکتمون الحق وهم یعلمون کا بنی تو اوسکا علاج نہین ہے خداتعالی اوسکو کافی ہی اور مؤلف
انوار کیطرف نسبت بریہی معنی کے کرنا بدیہی البطلان ہی ہان جامع براہین نے معنے اپنی طرف سے گھڑ رکھی ہین جو تمام دنیا کی خلاف ہین
اور وہ نہ مراد شارع ہی جیسا کہ حدیث لایزال طائفہ کے معنی قرار دئی ہین کہ یہ اجماع بمقابلہ تمام دنیا کی علماء کے جو کروڑون ہون
حق پر ہی اور تمام دنیا کے کروڑون علما باطل پر ہین کسی نے آجتک یہ معنی حدیث کے نکی اور نہ کسی نے مراد شارع علیہ السلام سے
بیان کی جامع براہین دہاتی نے یہ مراد گھڑی ایسی معنے تو بیشک مؤلف انوار کیا اصحابہ رسول اللہ صلعم بلکہ رسول اللہ صلعم سے
لیکر آجتک کسیکو نہین آتی ہین اور نہ ایسی معنے کسی نے کسیکو پڑہائی ہین ہان شیخ نجدی کو آتے ہونگے اوسکو جو کوئی استاد بنائے
یا جس نے بنایا ہی وہ جانتا ہی مولف انوار و دیگر اہل اسلام تو اوسکی شاگردی سے پناہ ہی مانگتے ہین اور یہ جو کہا کہ (یہ سمجھہ لیا ہے
کہ جس کام مین بہت سی مسلمان جمع ہوئے تو وہ امر جائز ہوگیا) بیشک جو مسلمان ہی اور آنحضرت صلعم کو اس قول مین کہ
اتبعوا السواد الاعظم اپنا مقتدی جانتا ہی اور اسپر اعتقاد کہتا ہی اور اس پر عامل ہی ہے تو ایسا ہی جانیگا کہ جسپر اکثر علما ہون
اوسکی پیروی کرنا چاہئی تمہارے مولوی احمد علی و مولوی قطب الدین نے ان معنی کو کیون قبول کیا اگر یہ معنی حق نہین ہین تو کیا زمانہ
مولوی احمد علی و مولوی قطب الدین تک تو ان معنی کی حقیقت تہی اب جامع براہین پر وحی آئی ہے نعوذ باللہ من ذلک
یہ معنی منسوخ ہوگئی یہ تو وہی قبول کریگا جو جامع براہین پر وحی آنیکا معتقد ہوکر اپنا ایمان کہو دیگا وہابیہ کو ایمان کی کیا پرواہ ہے

شیخ نجدی و مولوی اسمٰعیل مقتول کا قول غلط نہ ہو جانیکا خوف ہی اسواسطے یہ مزخرفات جامع براہین وغیرہ وہابیہ کو اختیار کرنا پڑا ہی اور یہ جو کہا کہ (حالانکہ مبتدعین فسقہ متبعین سنت سے زائد ہین اس زمانہ مین ہزار گونہ کی نسبت ہو گئی ہے) یہ قول جامع براہین کا اس پر مبنی ہی کہ آنحضرت صلعم نے جو معیار ہمکو واسطے دریافت حق و باطل کے بتا دیا ہی اوسکو یہ جامع براہین نہین مانتا ہی اسواسطے کہ اوس معیار پر رکہنے سے وہابیہ کا اہل باطل ہونا بخوبی معلوم ہو جاتا ہی مسلمانونکو چاہئے کہ اوس معیار کو خوب محکم پکڑ لین تاکہ درمیان اہل بدعت و اہل باطل اور اہل حق و اہل سنت کے درمیان تمیز حاصل رہی اہل حق و اہل باطل کے تمیز اوسی معیار سے ہی ہوتی ہے اور اس دعوی مین کہ حق وہ ہی جسپہ آنحضرت صلعم و اصحابہ آنحضرت صلعم کے ہین اور وہ ہم مین ہی پایا جاتا ہی تمام فرقہ مدعی اسلام شامل ہین اور ہر ایک فرقہ اپنے اعتقاد و فعل کو آنحضرت صلعم و صحابہ کیطرف منسوب کرتا ہی اور اس معیار مین کوئی کچھ نہین کہ سکتا ہے وہ معیار وہی حدیث ہی جو مؤلف انوار سے بیان کی ہے اتبعوا السواد الاعظم محققین تصریح فرماتی ہین مراد اس حدیث کی یہ ہی کہ اتباع اکثر علماٗ مسلمین کرو اسواسطے کہ جس اعتقاد و فعل و قول پر وہ ہین حق ہے اور ما عداہ اوسکا باطل ہے چنانچہ صاحب مجمع البحار فرماتی ہین اتبعوا السواد الاعظم عب یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ فط ای انظروا الی ما علیہ اکثر علماء المسلمین من الاعتقاد والقول والفعل فاتبعوہم فیہ فانہ ہو الحق وما عداہ الباطل فی اصول الدین واما الفروع فیجوز فیہا اتباع کل من المجتہدین انتہی اس سے صاف ظاہر ہی کہ جسپر اکثر علماٗ مسلمانونکے ہوین وہ ہی حق ہین اور ما عدا اوسکا باطل ہے پس اہل بدعت وہی علماٗ ہین جو مخالف اکثر علماء مسلمین کے ہین اور اس زمانہ مین بھی اہل بدعت روافض و خوارج وغیرہم تہتر فرقونکے علما تمام ملکون کے جمع کئے جاوین کہ اونمین وہابیہ کو بھی لے لیا جاوے تب بہی تمام ملکونمین جو علماٗ اہل سنت و جماعت ہین اونکے ربع بلکہ ثمن کو بہی نہ پہونچیگی چہ جائیکہ ہزار گونہ کی نسبت اون علما اہل بدعت کو ہووے علما اہل سنت و جماعت سے جامع براہین جو نسبت درمیان اہل سنت و اہل بدعت کی بتاتا ہی اگر اوس سے یعنے دونون فریق سے مراد لیتا ہی تو کذب و دروغ ظاہر ہی اور اگر جہال مراد لیتا ہی قطع نظر اوس سے کہ جہال اہل سنت کو وہ برابر بھی نہین جہ جائی کہ زیادہ ہووین ہم کہتی ہین کہ اعتبار مسائل مین علماء کا ہی نہ جہال کا اختلاف مسائل مین کرنا علماء کا کام نہ جہلاء کا پس جہلاء کا اعتبار ہونا ہرگز مسلم نہین ہے جامع براہین کو بیعلمی کے باعث سے اتنی خبر نہین کہ معیار تمیز حقین کہ حدیث اتبعوا ہی مراد علما ہین بدون سمجھے و سوچے مبتدعین زیادہ بتانے لگا ہی اور ادعاء باطل کرنے لگا ہی اگر جامع براہین سچا ہی تو تمام ملکون کے علماء اہل بدعت تہتر فرقونکے مع وہابیہ کے شمار کرکے اور اہل سنت کی بھی تمام ملکونکے علماٗ شمار کر کے زیادت انکی ثابت کرے ورنہ جھوٹ صرف کام تکب ہی اور اگر جہال بھی اس شمار مین معتبر ہونا جانتا ہی تو کسی محقق کی کتاب سے ثابت کرے کہ اونکا بھی اعتبار ہی الغرض علماء فریقین حدیث اتبعوا السواد الاعظم مین مراد ہین

اور جس پر اکثر علماء ہون اوسکی حقیقت اور اوسکی مخالف کا بطلان ثابت ہی اور ہرگز علماء اہل بدعت نہ اول کبھی زیادہ ہوئے علماء اہل سنت وجماعت سے اور نہ اس زمانہ مین زیادہ ہین اور نہ آیندہ انشاء اللہ زیادہ ہونگے جامع براہین دو چار یا دس بیس وہابیہ کو ہی اہل سنت وجماعت مین شمار کرتا ہے اور باقی تمام امت کو اہل بدعت بتاتا ہے اس زعم فاسد پر مبنی کرتا ہی کہ اہل سنت سے اہل بدعت زیادہ ہین اور یہ خیال خام جامع براہین کا ہی بلکہ اہل سنت وجماعت وہی علماء ہین جو اکثر ہین موافق حدیث آنحضرت صلعم کے جسکا بیان ہو چکا ہی اور اب بہی وہی زیادہ ہین علماء اہل بدعت سی اور وہابیہ ہرگز اہل سنت وجماعت مین نہین ہین اور یہ عقیدہ جامع براہین کا بہی خلاف حدیث نبوی کے ہی کہ جماعت قلیلہ علماء کے حق پر اور جماعت کثیرہ علماء کے حق پر نہین ہے اور حال آنکہ حدیث نبوی سے یہی جماعت کثیرہ کا حق پر ہونا ثابت ہی پس اس سے ہی اہل بدعت مین سے ہونا جامع براہین کا معلوم ہوا اور حدیث لا یزال طائفۃ من امتی کا حال اوپر بخوبی واضح ہوگیا کہ وہ طائفہ اہل اسلام کا مراد ہی بمقابلہ کفار وملحدین کے نزدیک اکثر کی اور یہ مراد ہرگز نہین ہی کہ طائفہ قلیلہ علماء کا بمقابلہ طائفہ کثیرہ وجماعت کثیرہ علماء کے حق پر ہوتا ہی اور بدأ الاسلام غریبا وسیعود غریبا فطوبی للغرباء الحدیث کا یہ بھی یہ مطلب ومراد ہرگز نہین ہے کہ جماعت قلیلہ علماء کی بمقابلہ جماعت کثیرہ حق پر ہووے اسکی یہ مراد لینا بہی غیر مراد شارع علیہ السلام مراد شارع زعم کرتا ہی جو ضلالت وگمراہی ہی بلکہ اس حدیث کی مراد شارحین حدیث نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اسلام غریب ہو کر شروع ہوا یعنے اول مین اسلام پر چلنے والے قلیل تھے تہوڑے لوگ اسلام لائے تھے اور کفار بہت کثرت سے تھے اور آخر مین بھی مسلمان لوگ کم ہونگے اور کفار بہت ہونگے پس طوبی ہی یعنے جنت ہی غربا کیواسطے یعنے مسلمانونکے واسطے اول اسلام وآخر اسلام مین بسبب صبر کرنے انکی کے اذا رسانی کفار پر چنانچہ مجمع البحار مین ہے نہ ان الاسلام بدأ غریبا ای کان فی اول امرہ کوحید لا اہل عندہ لقلۃ المسلمین وسیعود ای یقلون فی آخر الزمان فطوبی ای الجنۃ للغرباء ای المسلمین فی اولہ وآخرہ لصبرہم علی اذی الکفار ولزومہم الاسلام انتھے دیکھو حدیث نبوی کی کیا مراد ہی اور جامع براہین لینے بدعت ضلالت کی ثبوت کیواسطے اور اپنی وہابیہ کو ہی اہل سنت وجماعت مین منحصر کرنے کیلیے اور اہل سنت وجماعت کو دائرہ اہل سنت وجماعت سے خارج کرنیکے سبب سے ارتکاب ان مزخرفات وتحاریف معنویہ احادیث نبویہ کا کرتا ہی نعوذ باللہ من ذلک خدا تعالی کا خوف اوسہی شخص کو ہوتا ہی جو ایمان والا ہوتا ہی وہابیہ کو اس سے کیا علاقہ ہی پس حدیث لا یزال طائفۃ وحدیث بدأ الاسلام غریبا وامثالہما کا پس پشت ڈالدینا جو جامع براہین ہی مؤلف انوار ساطعہ کیطرف نسبت کرتا ہی یہ بہی بناء فاسد علی الفاسد ہی کہ اسنے ان سے اسکو مبنی کیا ہی کہ ان دونون حدیثون وامثالہما کی مراد اس نے یہ قرار دی تہی کہ بمقابلہ جماعت کثیرہ علماء کی جماعت قلیلہ علماء کے حق پر ہوتی ہین اور جماعت کثیرہ علماء کے باطل وناحق ہوتی ہین جب اسکا بطلان بخوبی واضح ہوگیا وفساد لائح ہوگیا تو پس پشت ڈالنے کی نسبت کرنا

بھی فاسد وباطل ہوئی اور بمقابلہ جماعت کثیرہ علمار مسلمین کی مدح طائفہ کے کہ جامع براہین کے نزدیک ایک مرد ہے
اور عبارتی کہ جامع براہین کے نزدیک فرقہ وہابیہ ہی نہونا واضح ہوگیا اور جامع براہین کی بے علمی وتعصب وسفاہت کو بھی
منصفین نے جانلیا اور یہ جو کہا کہ جب بدعت مین انکو رد کردی تو اوس سے عجب نہین اس سے مفہوم ہوتا ہی کہ جامع
براہین اپنی تقریر پر تزویر کو لچر ولغو اول سے ہی جانتا ہی اور اوسکو خیال ہی کہ اسکے اہل سنت وجماعت ٹکڑے
اوڑا دینگے اور ہباءً منثورا کردینگے اور بفضلہ تعالی ایسا ہی ہوا کہ اوسکی تقاریر کا ہم سنت وجماعت نے خاکہ اوڑا دیا
اور اسکے عقیدہ فاسدہ وبغض قلبی پر جو اسکو ذکر ولادت وفضائل بالتعظیم سے ہے مسلمانونکو آگاہ وخبردار کردیا
یہ ہمارے حق مین حب بدعت کا قول کرتا ہی تو مرض قلبی کے سبب سے اسکو حب سنت حب بدعت معلوم ہوتی ہی کرتا ہو ایسے
لوگ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین بھی تھے زبانی مسلمان تھے اور ایسے ایسے طعن اہل حق کے بارہ مین کرتے اور اونکی افعال
محمودہ کو قبیحہ بتاتے تھے اس زمانہ مین ہونا کیا عجب ہے **قال** جامع براہین سو سنو کہ ان احادیث سے تو مراد یہ ہی کہ
جسوقت مین کہ تمام دنیا مین حب دنیا وجاہ واتباع ہوئی ہو جائیگا اوسوقت مین وہی دو چار متبع سنت مقبول ہوونگے
انکو طوبی ہو انتہی **اقول** وباللہ التوفیق ان احادیث کی معنے ہم بنقل از شراح احادیث معتبرین بیان کر چکے اور جو انکے
معانی ہین وہ خوب واضح ہوچکی کہ کوئی سفیہ کودن ہوگا جو شراح حدیث کی معانی بیان کئی ہوئے کو نہ مانیگا اور جامع
براہین کی مزخرفات کیطرف جو کسی شرح وغیرہ کا حوالہ نہین دیتا ہے اور آنحضرت صلعم کے احادیث کی معانی جو چاہتا ہے
اپنی خواہش کیموافق بنالیتا ہی التفات کریگا اور ایسے معانی دو چار وہابیہ ہی سنینگے اہل سنت وجماعت کیواسطے
جو شراح سابقین نے مراد احادیث نبویہ بیانکی ہے کافی ہے یہ مزخرفات جامع براہین کی سننے کی حاجت نہین ہے
مصرع ما چشم گوش خویش بھر خبر نمیکنم کیا یہ گنگوہی ملا علی قاری وجلال الدین سیوطی وابن حجر وابن جزری وابن
جوزی وسخاوی وابو شامہ وقسطلانی ومحمد بن صاحب مجمع البحار وشیخ عبد الحق محدث دہلوی ودیگر محدثین اور
فقہا کو جو مجوزین محفل مذکور ہین اون تمام کو متبع سنت نہین جانتا ہی اگر انکو متبع سنت یہ نہین جانتا ہی جنکی
کتابون پر آجکل سمجھنا وسمجھانا احادیث کا موقوف ہی تو دوسرے کونسے علماء کو متبع سنت جانیگا اور کونسے علماء کے
اقوال پر عمل کریگا اگر متبع سنت جانتا ہی تو یہ تمام محفل میلاد شریف کے قائل ہین یہ تو دو چار سے بھی زیادہ ہین
بطریق اولی اونکا قول مقبول جامع براہین کو جاننا چاہئے اب یہ عذر شاید جامع براہین پیش کریگا کہ دو چار سے
وہ مراد ہین جو فرقہ وہابیہ مین سے ہون اور یہ علماء فرقہ وہابیہ مین سے نہ تھے پھر تو خوب حال جامع براہین کا کھل جائیگا
کہ اسکے نزدیک امت محمدیہ صالحہ جب ہی سے ہوئی کہ جب سے محمد بن عبد الوہاب نجدی پیدا ہوا لیکن اہل سنت وجماعت کا پھر بھی
وہی اعتراض باقی رہیگا کہ دو چار کو بمقابلہ جم غفیر وجماعت کثیرہ علماء کے متبع سنت مقبول کہتا اور جم غفیر وجماعت

کثیرہ علمارکو متبع ہوی و ناحق پر بتانا عقیدہ خلاف حدیث کے اور بدعت ضلالت ہی اور وہابیہ کا متبع سنت ہونا
ہرگز ہمکو مسلم نہین ہے مخزن و معدن بدعات وہابیہ ہی ہین لامذہبی و نیچریت و آخر مین عیسائی ہوجانا ہم نے انہین
مین دیکھا ہی ناواقف یا متعصب انکار کرے تو ہمارا علم کسی کے انکار سے مرتفع نہین ہواجاتا ہے پس متبعین بدعت کو
اہل سنت قرار دینا استہزا سنت کی ساتھ کرنا ہی اور اپنا ایمان بگاڑنا ہی ہر حیلہ و بہانا و دغابازی و ابلہ فریبی جامع براہین ہے
یہی چاہتا ہی کہ وہابیہ نو جو بدعت نکالی ہے اوسکا رواج ہوجاوے اور اہل سنت وجماعت آپکی گمراہی کی حقیقت قائل ہو
جاوین لکن کچہہ نہین چلتی جامع براہین کی للہ در القائل ؎ وما کل ما یتمنی المرء یدرکہ ؛ تجری الریاح بما لا تشتہی السفن
قال جامع براہین او حدیث ما راٰہ المسلمون اسکی یہی معنی ہین کہ اگر کسی امر مین نص صریح و قرآن و حدیث و
اجماع امت سابقہ سے نہو اور اوسپر باشارہ نص و دلالت نص تمام علما جمع ہوجاوین کیونکہ لام استغراق کا المسلمون
مین موجود ہی اور اسلام مطلق سے فرد کامل اہل اسلام کی مراد ہی تو کمل مسلمین علما مجتہدین ہی ہوتے ہین پس تمام
علما کملا اوسکو دلالۃ النص سے بوجہ اسلام کامل کے حسن اعتقاد کرین اور جانین کیونکہ مشتق مشتق منہ حکم کو ہوتا ہی
پس ایسا امر عند اللہ بہی حسن ہوگا اور اسکے معنی بعینہ وہی ہین کہ فرمایا لا تجتمع امتی علی الضلالۃ اور یہ اور وہ
دونون حدیث اجماع قطعی کو ارشاد فرماتی ہین انتہی **اقول** وباللہ التوفیق یہ معنی بہی حدیث ما راٰہ المسلمون کے
جامع براہین کے اختراع صرف ہی جو کسی نے آجتنک بیان نہین کی ہین اشارہ نص و دلالت نص کے ساتہہ جمع ہونیکی
قید لگانا اور بدون اوسکے اجتماع علما کو حجت نجاننا باوجودیکہ یہ کسی عالم محققین نے نہین فرمایا ہی اور کسی مجتہد سے
یہ منقول نہین ہی اگرچہ کسی درجہ کا مجتہد ہووے یہ حدیث ما راٰہ المسلمون مین قید اپنی طرف سے لگا کر نص حدیث
کو مقید کرنا اوسی ہی یہ جامع براہین اول سے آخر تک براہین قاطع مین یہی گاتا ہی کہ تقیید مطلق جائز نہین اور نص
کا مقید کرنا ناجائز ہے یہان غشاوہ تعصب کے سبب سے سب کچہہ بہول گیا اور اپنی رائے ناقص و فاسد و باطل سے یہ قید
حدیث مین بڑہائی جو کسی لفظ حدیث مین کسیطرح مفہوم نہین ہی اور المطلق یجری علی الاطلاق کو جو جابجا لکہتا
چلا آتا ہی سبکو یہان ہضم کر گیا عجب آدمیت ہی کہ قیاس جلال الدین سیوطیؒ و قیاس ابن حجرؒ و اقوال دیگر علماء محققین
کو اس قاعدہ سے رد کرتا چلا آتا ہی باوجودیکہ وہان ہرگز تقیید مطلق کی موجود نہین ہی چنانچہ اوپر گذرا ہی اور یہان
بلاشبہ تقیید مطلق کی ہونا واضح ہے اوسکا کچہہ خیال نہین منصفین ان جامع براہین کی تعصب و بیعلمی کو خیال کرین
اور اوسکی بیعقلی کی داد دین سند اجماع قیاس ہونا بہی تو جائز ہے اور دلالت نص و اشارت نص کو کوئی قیاس
نہین قرار دیتا ہے اور کسی نے ہمارے علماء محققین مین سے اشارت نص و دلالت نص کی قیاس ہونیکی تصریح نہین
فرمائی ہے اور سند اجماع کا قیاس بہی ہونا تمام کتب اصول مین لکہا ہی اور اوپر عبارت توضیح و تلویح سے گذر بہی چکا ہے

اور اس قول جامع براہین سے مفہوم ہوا کہ اجماع واستحسان تمام علماء کی سند قیاس ہووے تو وہ اجماع واستحسان جائز
نہین ہی اس امر کا ثبوت جامع براہین کے قول سابقہ مفہوم مخالف کا ہے جو متفاہم عرف مین معتبر ہے اوس کی عبارت
شامی سے گذر چکا ہے اور اعتبار قیاس کا نکرنا واسطے اجماع واستحسان کی مخالف ہی اقوال فقہاء کے پس مردود
ہونا اس قول جامع براہین کا ظاہر و باہر ہے بلکہ تلویح وتوضیح سے اوس کی گذر چکا ہی کہ اجماع امت لذاتہ حجت شرعیہ
ہی موقوف ومبنی سند پر نہین ہے اور یہ اعتبار وحجت شرعیہ ہونا اجماع کا بسبب کرامت امت کی ہے چنانچہ عبارت
عبارت توضیح وتلویح مین مصرح ہے جو اوپر گذری پس بطلان شرط جامع براہین کا ظاہر ہی اور جامع براہین نے تمام علماء کا
جمع ہونا بھی شرط کیا ہی اور قید ایک زمانہ کی علماء کی نہین لگائی ہے جس سے مفہوم ہوا کہ ایک زمانہ کے علماء کا جمع ہونا
ثبوت اجماع واستحسان کیواسطے کافی نہین ہی یہ خلاف تمام جہان کی ہے کہ تمام محققین کتب اصول مین قید عصر واحد کی
لگاتی ہین اور یہ جامع براہین اپنی نادانی سے نہین لگاتا ہی اگر جامع براہین یا کوئی اوسکا چیلہ یہ جواب دیوی کہ ایک زمانہ
کی تمام علماء مراد ہین تصریح اُسکی اسواسطے نکی کہ کتب مین موجود تہی تو جواب اوسکو دیا جاویگا کہ تم کتابون کے موافق
کہان چلتے ہو اگر کتاب کے موافق تمہاری مراد ہوتی تو بہلا بتاؤ کون سی کتاب مین یہ شرط دلالت لفظ واشارت نص
کی جو تمنے بڑہائی ہی لکہی ہے کیا افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کی مصداق اور بہت سی اقوال تمہارے
اوپر گذر چکی ہین کہ کتب سی بالکل خلاف ہین پہر یہ کسطرح تمہارے حق مین مان لیا جاوے کہ تم کتاب کی موافق کہتے ہو
اور ماراہ المسلمون مین لام استغراق کا جو یہ کہتا ہی جس سے تمام علماء کا جمع ہونا شرط اجماع واستحسان کی ثابت
کرنا چاہتا ہی تو استغراق کی دو قسم ہین ایک حقیقی و دوسری عرفی قال فی المطول (وہو) ای الاستغراق (ضربان
حقیقی) وہو ان یراد کل فرد مما یتناولہ اللفظ بحسب اللغۃ (نحو عالم الغیب والشہادۃ) ای کل غیب و
شہادۃ (وعرفی) وہو ان یراد کل فرد مما یتناولہ اللفظ بحسب متفاہم العرف (کقولنا جمع الامیر الصاغۃ
ای صاغۃ بلدہ (او مملکتہ) لان المفہوم عرفا الا صاغۃ الدنیا انتہی اگر استغراق حقیقی لیا جاوی تو تمام مسلمان
اولین وآخرین حاضرین وغائبین کو لفظ المسلمون شامل ہے خواہ کسی زمانہ او کسی مکان کے ہون اس تقریر سے
تو کوئی اجماع متحقق نہین ہو سکتا ہی اور لازم آتا ہی کہ آجتک کسی امر پر اجماع تحقق نہین ہوا کیونکہ اس اعتبار سے
قیامت مین جو مسلمان پیدا ہونگے جب تک اونکا بھی اتفاق نہووے تو اجماع کا تحقق نہین ہے اور بطلان اسکا بدیہی ہے
تو پس واضح ولائح ہی کہ استغراق حقیقی مراد ہرگز نہین ہی استغراق عرفی حدیث ماراہ المسلمون مین لیا جاوے
تو استغراق عرفی کا تحقق اسطرح بہی ہو سکتا ہی کہ ایک زمانہ اور ایک مکان خاص کہ تمام مسلمان اہل علم کو شامل ہووے
اور مسلمون سے مراد فرد کامل ہین جنکے ایمان واسلام مین شک وشبہ نہین وہ سوائے اہل سنت وجماعت دوسرا

کوئی فرقہ

کوئی غرقہ روافض وخوارج ومعتزلہ وجبریہ وقدریہ ومرجیہ وہابیہ وغیرہ نہین ہو سکتا ہی کیونکہ سبب وقوع وشک شبہ
کی اونکی ایمان مین وہ فرد کامل نہین ہین اسیواسطے اجماع مین اونکا اعتبار نہین ہے امام رازی تفسیر مین تحت
آیت کے یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یہی فرماتی ہین اور عامی کو بہی
اسی سبب سے خارج کرتی ہین کہ اطاعت اولوالامر کا حکم آیت مین ہی اور عامی آمر وناہی فی الشرع نہین ہے اور
علماء غیر مستنبطین کو بہی اسی سبب سے خارج کرتی ہین کہ اونکے امرونہی کا شرعًا اعتبار نہین ہے اور لکہتی ہین اونکے
یعنی علماء مستنبطین کی مجرد قول سے اجماع منعقد ہوجاتا ہی اور بعد خلاف کی بہی اجماع حاصل ہوجاتا فرماتی ہین
اور انقراض عصر شرط نہین ہے چنانچہ عبارت انکی جسمین تمام امور مذکور ہین یہ ہے المسئلہ الحادیۃ عشر
قد دللنا علی ان قولہ واولی الامر منکم یدل علی ان الاجماع حجۃ بہ منقول کما انہ دل علی ہذا الاصل فکذلک
دل علی مسائل کثیرۃ من فروع القول بالاجماع ونحن نذکر بعضہا الفرع الاول مذہبنا ان الاجماع لاینعقد
الابقول العلماء الذین یمکنہم استنباط احکام اللہ من نصوص الکتاب والسنۃ وہولاء ہم المسلمون
باہل الحل والعقد فی کتب اصول الفقہ فقول الآیۃ دالۃ علیہ لانہ تعالی وجب طاعۃ اولی الامر
والذین لہم الامر والنہی فی الشرع لیس الاہذا الصنف من العلماء لان المتکلم الذی لامعرفۃ لہ بکیفیۃ
استنباط الاحکام من القرآن والحدیث فدل علی ماذکرناہ فلما دلت الآیۃ علی ان اجماع اولی الامر حجۃ علمنا
دلالۃ الآیۃ علی انہ ینعقد الاجماع بمجرد قول ہذہ الطائفۃ من العلماء واما دلالۃ الآیۃ علی ان العامی غیر
داخل فیہ فظاہر لانہ من الظاہر انہم لیسوا من اولی الامر الفرع الثانی) اختلفوا فی ان الاجماع الحاصل
عقیب الخلاف ہل ہو حجۃ والاصح انہ حجۃ والدلیل علیہ ہذہ الآیۃ وذلک لانا بینا ان قولہ واطیعوا الرسول
واولی الامر منکم یقتضی وجوب طاعۃ جملۃ اہل الحل والعقد من الامۃ وہذا یدخل ماحصل بعد الخلاف
ومالم یکن کذلک فوجب ان یکون الکل حجۃ (الفرع الثالث) اختلفوا فی ان انقراض اہل العصر ہل ہو شرط
والاصح انہ لیس بشرط والدلیل علیہ ہذہ الآیۃ وذلک لانہا تدل علی وجوب طاعۃ المجمعین وذلک یدخل
فیہ ما اذا انقرض العصر ومااذالم ینقرض (الفرع الرابع) دلت الآیۃ علی ان العبرۃ باجماع المؤمنین لانہ تعالی
قال فی اول الآیۃ یاایہا الذین آمنوا ثم قال واولی الامر منکم فدل ہذا علی ان العبرۃ باجماع المؤمنین وماسائر
الفرق الذین یشک فی ایمانہم فلاعبرۃ بہم انتہی الغرض استغراق عرفی کی تقدیر بمعنے حدیث کی یہ ہوتی ہین کہ تمام زمانہ کی کسی
مکان کی علماء اہل سنت وجماعت کسی قول وفعل کو حسن ونیک جانین تو وہ اللہ کے نزدیک بہی حسن ونیک ہی اور تمام
علماء بہیئت تمام زمانونکی بہیئت تمام مکانونکی حسن جانین تواوس کا بطریق اولی حسن ونیک ہونا ثابت ہوگا خداتعالی کی نزدیک

پس اشارت نص و دلالت نص و تمام علمار جہان و تمام زمانون بہت زمانون کا اتفاق استحسان کے تحقیق کیواسطے ضرور نہین ہے
اور کسیطرح اس مراد پر حدیث مین دلالت نہین ہے لام استغراق کیواسطے ہونا ہرگز اس محل مین اسکو نہین چاہتا ہی اور ہمارے فقہا
عرف و تعامل اگرچہ ایک موضع و ایک زمانہ کا ہو شرعًا معتبر ہونا فرماتے ہین اوس زمانہ اور اوس مکان مین بدلیل اسیہی حدیث کے درمختار
کی کتاب الوقف مین ہے لان التعامل یترک بہ القیاس بحدیث ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن انتہی
اسکی تحت مین رد المحتار مین ہے وعلی ھذا فالظاہر اعتبار العرف فی الموضع والزمان الذی اشتہر فیہ دون
غیرہ فوقف الدراہم متعارف فی بلاد الروم دون بلادنا و وقف القاس والقدوم کان متعارفا فی زمن
المتقدمین ولم نسمع بہ فی زماننا فالظاہر انہ لا یصح الآن وان وجد نادرا لا یعتبر لما علمت من ان التعامل ہو
الاکثر استعمالا فتامل انتہی یہہ عبارت اوپر بھی گذر چکی ہے یاد دہانی کو پہر ذکر کر دے اس سے صاف معلوم ہی کہ جس موضع
و مکان مین عرف پایا جاتا ہی وہان معتبر ہی اور اسکے سوا مین معتبر نہین اور دلیل یہی حدیث ہی اگر ایک زمانہ کی تمام مکانونکے
علماء کا نیک جاننا عرف و تعامل کے اعتبار کیواسطے ضرور ہوتا اور حدیث کی بھی یہی مراد فقہاء کے نزدیک ہوتی تو فقط ایک
موضع کا عرف و تعامل معتبر کیونکر فرماتے اور ہمارے علماء نے جو اس حدیث کو اجماع کی دلیل قرار دیا ہی تو وہ اسطرح مستقیم ہی کہ جب
ایک موضع کے مسلمانونکا کسی چیز کو حسن جاننا موجب اوسکے حسن عند اللہ ہونیکا ہے تو تمام مواضع کے علماء مجتہدین
کسی چیز کو حسن جانین تو وہ چیز بطریق اولی عند اللہ حسن ہے پس استدلال علمار کا اس حدیث سے بطور دلالت نص
اولی کے ہے جسطرح ولا تقل لہما اف سے استدلال حرمت ضرب پر کوئی کرے پس دلیل اجماع ہونا مانع ہمارے مقصود
کو نہوا اور عبارت فقہاء عرف و تعامل کے بارہ مین جو کتب فقہیہ مین ہی چنانچہ بعض کتب کی عبارات اوپر گذر ہی چکی ہین
اور اب یہ دوبارہ بہی درمختار و رد محتار سے نقل کی گئی ہین ان عبارات فقہا سے عرف و تعامل کے ثبوت کیواسطے جسکی دلیل
حدیث ما راٰہ المسلمون ہے یہ معلوم و مفہوم نہین ہوتا ہی کہ وہ اہل عرف و تعامل مجتہدین ہوویں اور غیر مجتہدین کا
عرف و تعامل معتبر نہین ہے اور اوپر مسلم الثبوت و شرحہ لبحر العلوم سے گذر چکا ہی کہ اتفاق علماء محققین علی امر الاعصار
حجت مانند اجماع کی ہے اگرچہ وہ اتفاق کرنیوالے مجتہدین نہون پس اس سے خوب واضح ہی کہ تعامل و تعارف کی معتبر
ہونیکے واسطے اجتہاد ضروری نہین ہے ہان اجماع اصطلاحی کے واسطے مجتہدین کا اتفاق ضرور ہی اور استحسان
و تعارف ملحق بالاجماع ہے چنانچہ اوپر مکرر نور الانوار سے گذرا ہے و تعامل الناس ملحق بالاجماع انتہی اگر استحسان
و تعامل و تعارف کے واسطے مجتہدین کا اتفاق ضرور ہوتا اور بدون مجتہدین کے غیر مجتہدین سے استحسان و تعامل کا
تحقق نہوتا تو تعامل و استحسان عین اجماع ہوتا نہ ملحق بالاجماع اور نتائج الافکار سے بہی اوپر گذر چکا ہی کہ تعامل
بمنزل اجماع کے ہے جب اتفاق مجتہدین اسکی ثبوت کیواسطے شرط ہوتا نزدیک فقہاء کرام کے تو بمنزل اجماع کیون

فرماتے ہین اجماع فرماتی اور اجماع مین اتفاق اکے زمانہ کے تمام مجتہدین کا شرط ہی فقط ایک موضع کے علمار کا اتفاق کافی
نہین ہے اور استحسان مین ایکموضع کے علمار و مسلمین کا اتفاق ہی کافی ہے چنانچہ اوپر عبارت رد المحتار سے واضح ہو گیا
ہی پس اتفاق تمام مجتہدین کو استحسان کے تحقق کیواسطے شرط کہنا اور بدون اسکے ثبوت استحسان نہ ماننا دلالت
واضحہ عدم علم جامع براہین پر کرتا ہی اور مسلمون کے فرد کامل مجتہدین کاملین کو ہی بتانا بھی سفاہت صرف ہی آجتک اسکا
بھی کوئی قائل نہین ہوا ہے فمن ادعی فعلیہ البیان اولے الامر و اھل الذکر سے مراد تو مجتہدین ہونا لکہا ہی ہے
مومنین و مسلمین سے مراد مجتہدین ہونا یہ ایجاد بندہ ہے شاید یہ چال و روش سید احمد خان تفسیر احمدی اردو والی
سیکہی ہے ہر ایک حدیث کے معانی تمام جہان سے علیحدہ ہے اختراع کئے جاتی ہین قرآن شریف و احادیث مین مومنین
و مسلمین کیواسطے دخول جنت کی خبر دی ہے سب جگہہ مجتہدین ہی مراد لیکر دخول جنت کو بھی مجتہدین کے ہی واسطے خاص
کرے یہ جامع براہین بعینہا اپنی وہابیہ جہلاء کا حرمان دخول جنت سے قبول کرے بلکہ فرد کامل اسلام صحابہ کرام ہین بہ نسبت
مجتہدین تابعین کے اور بہ نسبت صحابہ رض کے انبیاء علیہم السلام فرد کامل اہل اسلام کے ہین پس یہ تمام امور استحسان و دخول
جنت وغیرہما مخصوص انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کرنا چاہئے باقی تمام کو خارج ماننا چاہئے ایسے جہالت کا کیا ٹھکانا ہے کہ
جس سے تمام احکام شرعیہ درہم برہم ہو جاوین اور مشتق مین مبدا علت حکم ہوتا ہی یہ مسلم ہی لکن یہان مبدا اسلام ہے اجتہاد
نہین ہے اسلام سے مراد اجتہاد لینا یہ اجتہاد فاسد و استنباط کاسد جامع براہین کا ہی یہ وہابیہ کے حق مین حجت ہو گا
جنکے واسطے جامع براہین احکام جدیدہ گہڑ نیکو مجتہد بنا ہے اہل سنت و جماعت مین کوئی ایسے اجتہاد جامع براہین یا کسی
دوسرے وہابی کو تسلیم نہین کرتا ہے اور اس حدیث یعنے ما راٰہ المسلمون اور لا تجمع امتی علی الضلالۃ کے
معنی ایک ہی بعینہ بتانا بھی غلط محض ہے حدیث اول مفید استحسان کو ہی جو ملحق بالاجماع و بمنزلہ اجماع ہے حکم مین
اور حدیث لا تجمع امتی مثبت عین اجماع ہے و بینہما بون بعید اور اجماع قطعی کا ارشاد ہونا بھی ان دونون مین متکلم
فیہ و منظور فیہ اب منصفین غور فرماوین کہ جامع براہین نے فقط الفاظ کسی سے سُن سنا کر یاد کر لئے اور معنی انکے کسی سے
نہین پڑہی یا صاحب انوار ساطعہ نے اتنی ان جامع براہین کو خبر نہین کہ جو صاحب انوار کو یہ کہتا ہی وہ انجام کار اسہی مین
نکلتا ہے سچ ہے آسمان کا تہوکا مونہہ پر آتا ہی **قال** جامع البراہین پس مولف آنکہ کہولکر دیکہے کہ اجماع کسکا معتبر ہوتا ہے
اور اجماع کسوقت اور کس شرائط سے قابل اعتماد ہوتا ہی اور یہان قیود مروجہ مولود مین وہ شرائط ہین یا نہین ابہی
بحث ادلہ اربعہ مین کہا گیا ہے اگر مولف کو کچہ علم ہے تو دیکہہ لیوے تو شاید سمجہ جاوے کہ یہ ہی جرگہ و شن یا نچکا طائفہ
من امتی اھد طوبی للغرباء کا موید ہی اور یہ مجلس مروجہ خارج از ادلہ اربعہ ہے زیادہ تطویل کرنا اور بار بار اعادہ کرنا
مضامین کا کچہہ ضرور نہین **اقول** و باللہ التوفیق اب ہی ہم تمکو بتا چکے ہین کہ اجماع منعقد ہوتا ہی ساتھ قول مستنبطین

اہل سنت وجماعت اور مجبر وقول اونکی سے انعقاد اوسکا ہوجاتا ہے اور کوئی وقت خاص اجماع کا نہین ہے جسوقت باتفاق
علماء مستنبطین ہوگا اجماع ہوجاویگا اور بدعتی وفاسق نہونا شرط ہے یہان قیود مروجہ مین اتفاق علماء مستنبطین
مانند جلال الدین وابن حجر وابن جزری وسخاوی وملا علی واعیان علماء امصار علی ممر الاعصار پایا گیا ہے یہ علماء
اگرچہ مجتہد مطلق نہ تھے لکن اہل استنباط ہونے سے خالی نتھے اسیواسطے جلال الدین سیوطی وابن حجر نے استنباط
وقیاس حدیث عقیقہ وعاشورہ پر کرکے محفلکو ثابت کیا اہل استنباط مین سے یہ لوگ نہ ہوتے تو استنباط انکو کرنا ہرگز درست
نہوتا یہ قیاس انکا سند اجماع جاننا چاہئیے اور مستنبطین انکی زمانہ اور زمانہ لاحق کے اس محفل کی جواز و استحباب پر
متفق ہوئی تمام ملکوں مین بلکہ ان سے قبل ہی متفق تھے اور کسی اقل قلیل کا انکار مانند فاکہانی کہ بلا دلیل اوسکا انکار ہے
مضر اجماع واتفاق کو نہوا چنانچہ اوپر گذر چکا ہے اور بالفرض اگر اس اتفاق کو اجماع نکہو تو اتفاق محققین فی الامصار
علی ممر الاعصار ہو نیمین شک نہین ہے منصفین کے نزدیک اور ایسا اتفاق مانند اجماع حجت شرعیہ ہے چنانچہ اوپر گذر
چکا ہے اور استحسان علماء امصار علی ممر الاعصار کو ہی جو ملحق بالاجماع ہے اب جامع براہین آنکہہ کہولکر دیکہے کہ یہ
اولہ شرعیہ جواز قیود کے موجود ہین یا نہین اگر جامع براہین کو کچہہ بہی علم ہے تو دیکہنے سے تبہی سمجہہ جاوے کہ مذہب اہل سنت
وجماعت اس محفل کے بارہ مین حق ہے اور مذہب وہابیہ باطل ہے اور یہ درستی نچکا جرکہ وہابیہ کا اہل سنت وجماعت سے
چنانچہ علماء نے اسکی تصریح کی ہے انکا عقیدہ یہی ہے کہ سوای اپنے جرگہ دس پانچ کے باقیکو مشرک جانتے ہین ایسا
عقیدہ خوارج کا ہے جسپر خروج کرنا جانتے ہین تو اوسکے کفر کے معتقد ہوتے ہین اور عبد الوہاب نجدی کے اتباع کا یہی
حال ہے اور اسیسبب سے اہل حرمین شریفین اہل سنت وجماعت اور اونکے علماء کے قتل کو مباح جانتا تہا خدا تعالی نے
لشکر اسلام کو مظفر و منصور اونپر کیا اور انکی شوکت کو توڑ دیا چنانچہ یہ واقعہ حرمین شریفین مین ۱۲۳۳ھ مین ہوچکا
ہے قال فی رد المحتار علمت ان هذا غیر شرط فی مسمی الخوارج بل هو بیان لما خرجوا علی سیدنا علی رض والا
فیکفی فیهم اعتقادهم کفر من خرجوا علیه کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب الذین خرجوا من نجد
وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف
اعتقادهم مشرکون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتی کسر الله شوکتهم وخرب
بلادهم وظفر بهم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف انتهی اور یہ جامع براہین بہی مذمت
اہل حرمین شریفین بیان کرچکا ہے اور اونکو فساق واہل بدعت بنا چکا ہے اور دیوبند کو اون پر ترجیح دیچکا ہے اسکے
قبضہ قدرت مین اہل حرمین واونکے علماء کا قتل کرنا نہین ہے اسواسطے فقط زبانی اہانت انکی کرتا ہے اور فرقہ نجدیہ
کی مذمت احادیث نبویہ سے ہی مفہوم ومعلوم ہوتی ہے اور آنحضرت صلعم نے نجد کے حق مین دعا خیر نفرمائی باوجودیکہ

استدعا بالتکرار صحابہؓ نے کی اور وہان زلازل وفتن کا ہونا اور وہان سے طلوع کرنا قرن شیطان کا فرمایا چنانچہ
بخاری مین روایت ابن عمرؓ سے ہے قال ذکر النبی قال اللہم بارك لنا فی شامنا اللہم بارك لنا فی یمننا
قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ہناك الزلازل والفتن وبہا یطلع قرن الشیطن
بہت سے فتنہ وفساد نجد کیطرف سے برآمد ہو چکے ہین اور ہوونگے چنانچہ یاجوج ماجوج اوسی طرف سے ہوکر
آوینگے اور واقعہ جمل وصفین وخروج خوارج وفتنہ مفتاح کبرے قتل حضرت عثمانؓ بھی اوسی جانب سے نکلا ہے
قال العینی شارح البخاری فاخبر ان الفتنۃ تکون من تلك الناحیۃ وکذلك کانت وہی واقعۃ صفین ثم ظہور
الخوارج فی ارض نجد والعراق وما وراءہا من المشرق وکانت الفتنۃ الکبری التی وہی کانت مفتاح
فساد ذات المبین قتل عثمان رضی اللہ تعالی عنہ وکان علیہ السلام یحذر من ذلك ویعلم بہ قبل وقوعہ
وذلك من دلالات نبویۃ صلی اللہ علیہ وسلم وقال الکرمانی فاخبر ان الفتنۃ تکون من ناحیتہم کما ان وقعۃ
الجمل وصفین وظہور الخروج فی ارض نجد والعراق وما وراءہا کانت من المشرق وکذلك یکون خروج
الدجال ویاجوج وماجوج انتہی بقدر الحاجۃ واخرج البخاری عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال خرج ناس من قبل المشرق یقرؤون القرآن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من
الرمیۃ ثم لا یعودون فیہ حتی یعود السہم الی فوقہ قیل ما سیماہم قال سیماہم التحلیق او قال التسبید
اور مراد مشرق سے اس حدیث مین مشرق مدینہ طیبہ ہے کہ وہ نجد وما بعد نجد کا ہے قال الکرمانی مشرق المدینۃ
الطیبۃ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتسلیم مثل نجد وما بعدہ انتہی کوئی یہ گمان نکرے کہ خوارج اس حدیث سے
مراد مین اتباع محمد بن عبد الوہاب جو وہابیہ ہین مراد نہین اور اسکے ثبوت کیواسطے کہ خوارج مراد ہین عبارات علما پیش
کرے کیونکہ ہم جواب مین کہینگے کہ جن علماء نے لکھا ہے کہ خوارج مراد ہین اونکی زمانہ تک اتباع عبد الوہاب کا خروج وفتنہ
نہوا تہا اونکے زمانہ مین ہو چکا ہوتا توان وہابیہ کو بھی اونہین وہ شمار کرتے اور علت بی دینی وبدعت ضلالت جو
خوارج مین ہے کہ سوائی اپنے جرگہ کے باقی کے کافر ہونیکا اعتقاد کرتے ہین اور اہل سنت وجماعت کے قتل کو حلال ومباح
جانتے ہین یہی اس فرقہ وہابیہ مین موجود ہے کہ اہل سنت وجماعت کو مشرک بتاتے ہین اور قتل بھی علماء حرمین شریفین
اہل سنت وجماعت کو یہ کر چکے ہین اور خاص حرم محترم مین خون ریزی انہون نے کی اور ایسے امور کی اباحت کے
یہ قائل ہین اور اتباع عبد الوہاب کا یہ فعل بد کوئی وہابی نہین کہتا ہے پس یہ اور خوارج دونون برابر ہین اور عادت
خوارج کی یہ ہے کہ جو جو آیات کفار کے حقمین نازل ہین وہ مومنین کے حقمین قرار دیتے ہین اسلئے حضرت ابن عمرؓ اونکو
بدترین خلائق جانتے تھے مجمع البحار مین تحت لفظ حدیث کی جلد اول مین موجود ہے یقولون لقول خیر البریۃ ای القرآن

صلی اللہ وھو القرآن بکان ابن عمر یری الخوارج شرار الخلق لانہم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار
فجعلوھا علی المؤمنین انتہی یہی حال وہابیہ کا ہی اتخذوا احبارھم ورھبانہم اربابا من دون اللہ اور
آیت ما الفینا علیہ آباءنا وغیرہما منزل فی الکفار کو حق مومنین مین پڑہتی ہین چنانچہ مولوی اسمعیل مقتول اس
فرقہ کے سرگروہ جسنے امکان کذب باریتعالی کا مسئلہ اختراع اور کفریات مین دوسرے جہال وہابیہ کو ڈالا ہے
اپنی بعض تصانیف مین ان آیات کو حق مقلدین ائمہ مین پڑہا ہی پس صفات خوارج ان وہابیہ مین موجود ہین اور بعض
صفات دوسرے فرقون بدعیہ کے بہی انمین ہین کہ تفصیل اوسکی مقتضی تطویل ہے اور امکان کذب باریتعالی اور اونکا
کہنا کہ رسول اللہ صلعم میرے بہائی ہین یہ جامع براہین صاحب گہڑی ہین اور منکر ایک رکعت وتر کے ایمانکا ٹھکانا نہین
بتاتی ہین جس سے لازم آتا ہی کہ امام ابی حنیفہ وحسن بصری وتبعین اونکے وبعض صحابہ رض کے ایمانکا ٹھکانا نہین ہی اور بہت سے
مزخرافات اوسکے اوپر گذر چکی ہین اسیطرح تمہارے مقتدای مولوی اسمعیل نے اپنے رسالہ ایضاح الحق مین آب
دہ وردہ کو جو تمام حنفیہ کے نزدیک معمول ومعتبر ہے بدعۃ حقیقیہ لکہا ہی اور طریق اولیاء امت محمدیہ درباب اذکار
وضربات وجلسات کو بہی اوسی رسالہ مین بدعت کہا ہے فرا آنکہین کہولکر دیکہو اور شرم کرو کہ اولا تحم یا شی لا مذہبی کے
تمہارے زمین دلپیر وہی بزرگ کر گئی ہین اگر تمنے ایک رکعت وتر کے انکار کرنیوالونکے ایمان مین شک کیا تو کیا تعجب ہے
یہ مرض تو تمہارا موروثی ہو چکا ہی کچہہ آبہی کو یہ نئی ہڑک نہین اوٹہی ہے منصفین کے نزدیک بلا شبہ یہ احادیث
جو اوپر گذری ہین اونکی حق مین صادق ہین پس اہل بدعت ضلالت ہونا اس فرقہ کا واضح ہی اور امکان کذب باریتعالی کا
قائل ہونا تو موجب کفر ہی ہی اور مولوی عبد الحلیم صاحب لکہنوی حاشیہ نور الانوار مین* او مضلا کالروافض
والخوارج والمعتزلۃ ونحوھم کی فرماتے ہین قولہ نحوھم کالوھابی المنکر للشفاعۃ انتہی تقویۃ الایمان
مین انکار بعض اقسام شفاعت کا حق مومنین مین کیا ہی اور اقسام اپنی طرف سے گہڑے ہین انکار کرنے کیواسطے پس
اس جگہ وہابیہ کا تو یہ حال ہے کوئی مسلمان باوجود اطلاع کے اس جگہ وہابیہ کی ضلالت پر اوسکو مورد طائفۃ من امتی
وطوبی للغرباء کیونکر تصور کر سکتا ہے جامع براہین گنگوہی اپنے منہہ سے مورد بنتا ہی بلا دلیل کے تو کون سنتا ہی ایسے
تو تمام فرقون باطلہ کی عادت ہی کہ اپنے کو ایسا ہی بتاتی ہین حق پر وہی سواد اعظم مؤمنین علماء کا ہی جو اہل سنت ہین
نہ وہابیہ جو سواد اعظم سے جدا ہو کر مصداق ومورد من شذ شذ فی النار کی ہین اور طائفۃ من امتی وطوبی للغرباء
کا حال اوپر بخوبی معلوم ہو چکا ہے دوبارہ ذکر کی ضرورت نہین ہے اب جامع براہین آنکہہ کہولکر دیکہے کہ جگہ من شذ
من شذ فی النار کا مصداق ہی یا نہین خوب اسمین فکر کرے اور خوب سوچے سمجہہ مین نہ آوے تو بمقتضائی فاسئلوا اھل
الذکر ان کنتم لا تعلمون علماء اہل سنت وجماعت سے جو سواد اعظم ہین دریافت کرے اور مجلس مروج کی حقیقت کا قائل

* حاشیہ قول صاحب نور الانوار

ہووے اور انکار سے توبہ کرے **قال** جامع البراہین مگر اسقدر ہر عاقل سمجھہ لیوے کہ ماراٰہ المسلمون اوسوقت ہی کہ اولۂ ثلثہ شرعیہ سے کچھہ اوسکا ثبوت نہو ورنہ جب ان اولہ سے قبح کسی شی کا ثابت ہی تو شی عند اللہ قبیح ہو چکی اب تمام دنیا کی حسن جاننے سے بہی وہ حسن نہین ہو سکتی مگر ہان جب اولۂ ثلثہ مین صریح نہین تو ضرور خفی طور پر کچھہ ہوگا اوسوقت جب سب علماء اوس پر متفق ہو جاوین اور کسی خفی امر سے استنباط کر کے مجتمع ہو جاوین کہ ایک بہی اوس سے منفرد نہو تو وہ عند اللہ حسن ہو گیا اجماع اسکا مظہر اوس حکم کا ہو گیا تامل درکار ہی پس یہان تو اولۂ اربعہ سے قبح ان قیود کا ثابت ہو لیا اب مولف کی مسلمون کے جاننے سے قبح اوسکا رفع نہین ہو سکتا مولف ذرا ہوش کرے کلمہ پڑہکر سوچے **اقول** وباللہ التوفیق گنگوہی جامع براہین اپنی ناعاقل وہابیہ کو یہ مزخرفات اپنی سمجہاوے اہل سنت وجماعت تو ایسے واہیات پر کبہی کبہی کان بہی نہ لگاوینگے قبولکرنا تو چہ معنی دارد مطلقاً یہ حکم کرنا کہ جب اولہ شرعیہ سے کچھہ ثبوت نہو اور قبیح کسی شے کا اون ادلہ سے ثابت ہی تو تمام دنیا کی حسن جاننے سے وہ حسن نہین ہو سکتی ہی سراسر جہالت وسفاہت ہی دیکہو اجرت قرآن وفقہ واذان پر مثلاً الینا بدلیل حدیث واقوال امام ابی حنیفہ وقول صاحبین قبیح ہے اور غیر جائز ہے اور باوجودیکہ متاخرون نے اوسکو حسن جانا ہی اور وہابیہ بہی بلکہ خود گنگوہی بہی اوسکو جائز کہتا ہے اور دیوبند والے جنکو اہل حرمین شریفین پر ترجیح دیتا ہے وہ تمام تعلیم علم دین تفسیر وحدیث وفقہ پر اجرت لیتے ہین اب گنگوہی کا انکار اُس حدیث اور قول امام وصاحبین کا جنسے عدم جواز اجرت کا ثبوت ہی ان امور پر کرجاوے یا کہدیوے کہ اجرت ان امور پر کسیطرح اور کسی حیثیت سے قبیح نہ تہے لکن آنحضرت صلعم نے اور امام صاحب وصاحبین نے غیر جائز کہدیا ہی تو آنحضرت صلعم اور امام وصاحبین کیطرف گنگوہی جہوٹا مسئلہ بتانیکی نسبت کرکے اپنے ایمانکا حال ظاہر کردی اور اگر انتہائے حکم بسبب انتفاء علت کو حجت قرار دیگا اور وجہ گذاریگا تو اپنے منہہ سے اپنے قولکو اس سے رد کر دیا کہ ہان جس شئے کا اولہ شرعیہ سے قبیح ثابت ہووے وہ بہی حسن جاننے مسلمونکی سے حسن ہو جاتی ہے اور قبیح اوسوقت ہی کہ مسلمون نے اوسکو حسن نہین جانا ہے پس یہ نہ ٹہرا کہ کسی چیز کا اول سے قبح ثابت ہو جاوے تو کسی وقت اوسکا قبح مرتفع نہین ہوتا ہی اور حسن جاننے سے وہ حسن نہین ہوتی ہے اسہی کا قائل گنگوہی ہو تہا پس اوسکا بطلان اظہر من الشمس ہے اور سفاہت گنگوہی کی ظاہر ہے اور جہالت ثابت ہی اور یہ قول کہ (سب علما متفق ہو جاوین اور کسی امر خفی سے استنباط کر کے مجتمع ہو جاوین کہ ایک بہی اوس سے منفرد نہو وہ عند اللہ حسن ہو گیا) اس سے بہی عدم علم گنگوہی ظاہر ہے کیونکہ کسی امر خفی سے جب استنباط ہوا تو استنباط خود مستقل دلیل شرعی ہے اور قبل اس سے بہی گنگوہی کہہ چکا ہی کہ اوس پر باشارہ نص ودلالت نص تمام علما جمع ہو جاوین الخ اسیطرح دلالت نص واشارہ نص بہی دلیل شرعی مستقل ہے اگر اشارہ نص قرآن ہی تو قرآن مین داخل ہے اور اشارہ نص حدیث ہی تو حدیث مین داخل ہے علی ہذا القیاس دلالت نص قرآن ودلالت نص حدیث بہی قرآن وحدیث مین داخل ہے پس جو امر استنباط سے ثابت ہی وہ قیاس سے ثابت ہے

اور جو اشارہ نص و دلالت نص سے ثابت ہی قرآن و حدیث سے ثابت ہے پس جو استنباط و قرآن و حدیث سے ثابت
ہووے اوسکے حسن ہونے کیواسطے نزدیک اللہ تعالی کے تمام علماء جمع ہونیکی قید لگانا باعلی صوت ندا کرتا ہے کہ بدون اجماع
تمام علماء کے اگرچہ اکثر علماء کا اتفاق ہو اور بعض دو چار کا اتفاق نہووے تو وہ امر یعنے وہ امر جو استنباط و اشارہ نص
قرآن و حدیث و دلالت نص قرآن و حدیث سے ثابت ہے خداتعالی کے نزدیک حسن نہین ہے جسکا حاصل یہ ہوا کہ فقط استنباط
و اشارہ نص و دلالت نص سے جسکا ثبوت ہی تو وہ خداتعالی کے نزدیک حسن نہین ہے اور حسن اوسوقت ہوگا کہ تمام علماء کا
اجماع ہی ہوجاوے اسطرح سے ہی کہ ایک بھی منفرد نہووے حالآنکہ نہ کوئی آجتک اوسکا قائل ہوا ہی کہ فقط اشارہ
نص و دلالت جو قرآن و حدیث مین ہی داخل ہے کسی امر کے جواز پر دال ہووے تو وہ حسن عند اللہ نہین ہے اجماع
تمام علماء کا ہی اوسکے ساتھ منضم ہووے اوسوقت حسن عند اللہ ہووے اور نہ یہ عقل سلیم و فہم مستقیم مین آسکتا ہی اور کوئی
ادنی طالب علم بھی نہین مانسکتا ہی بلکہ کسی جاہل نے بھی صحبت کسی عالم کی اٹھائی ہوگی تو وہ بھی قبول نہ کریگا کہ استنباط
و اشارہ نص و دلالت سے جو ادلہ شرعیہ ہین کوئی امر ثابت ہووے اور استحباب اوسکا ان ادلہ سے معلوم ہوجاوے
اور اجماع کامل ہووے تو وہ عند اللہ حسن نہین ہے یہ امر بدیہی ہے کہ ادلہ شرعیہ سے جسکا استحباب ثابت ہی اسکا حسن
ہونا ضرور ہے ورنہ لازم آویگا کہ استحباب ایسا ہی ہوتا ہی اوسکا ثبوت قرآن و حدیث و قیاس سے ہوتا ہی اور وہ عند اللہ
حسن نہین ہوتا ہی جسکا امتناع و استحالہ ظاہر ہے ایسے اقوال باطلہ کہنے کی جرات ان حضرت گنگوہی کو ہی کہ خلاف عقل
و نقل کے ایسے اقوال باطلہ کہتے ہین انکو کہتے ہوئے شرم بھی نہین آتی کہ یہ اقوال لائق مضحکہ اطفال ہین اپنے منہ سے
کسطرح نکالون اب تامل درکار ہونا جو گنگوہی مولف انوار کے حق مین کہتا تہا منصفین غور کرین کہ خود گنگوہی کے حق مین
ہی یا مولف انوار کے حق مین اور یہ اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ استحسان کی ثبوت کیواسطے اور عرف تعامل کے تحقق کیلیے تمام علماء کا
حسن جاننا ضرور نہین ہے بعض زمانہ و بعض مواضع کے علماء کا حسن جاننا ہی کافی ہے چنانچہ اوپر عبارت رد المحتار سے
واضح ہوچکا ہی اور اگر یہی ہی کہ تمام علماء کا اجماع و تمام کا اتفاق ہووے کہ کوئی بھی منفرد ہووے اوسوقت استحسان ثابت
ہوتا ہی اور خداتعالی کے نزدیک اوسوقت مستحسن ہوتا ہی تو قبیح ہونے کیواسطے بھی اتفاق کل علماء کا کہ کوئی بھی منفرد
نہووے ضرور ہونا چاہیئے اور ایک بھی منفرد ہووے تو قبیح ہونا نزدیک خداتعالی کے ثابت نہووے اسلیئے کہ پوری حدیث
یہ ہی عن ابن مسعود قال ان اللہ نظر فی قلوب العباد فاختار محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فبعثہ برسالتہ ثم نظر فی
قلوب العباد فاختار لہ اصحابا فجعلہم انصار دینہ و وزراء نبیہ فما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وما
وما راہ المسلمون قبیحا فہو عند اللہ فہو قبیح ذکرہ ابن حجر رواہ احمد و بزار و طیالسی و طبرانی اس حدیث پوری مین جسطرح لفظ مسلمون معرف
باللام حسن ہونیکے بارہ مین وارد ہی اسطرح لفظ مسلمون معرف باللام قبیح ہونیکے بارہ مین نازل جیسے وہان یعنے حسن ہونے کے بارہ مین لام

واسطے ضرور جانتا ہی پس لازم ہی گنگوہی پر کہ یہان بہی یعنے قبیح ہونے کیواسطے بہی لام استغراق لیکر تمام علماء کا اتفاق
قبیح ہونے پر بدون انفراد کسی ایک کے بہی ضرور جانے اور اگر ایک ہی علماء مین سے اوسکے قباحت کا انکار کرے تو اوسکی
قباحت کا ثابت ہونا نہ مانے پس اس تقدیر پر قباحت محفل میلاد شریف فاکہانی اور ہم مشرب چند جہال وہابیہ کی
قبیح جاننے سے باوجود اسکی کہ اسکی قباحت کی ایکجماعت کثیر وجم غفیر منکر ہے ہرگز ثابت نہ ہوگی اور لازم آویگا کہ قباحت بہی
کسی چیز کی قیاس سے اور دلالت نص حدیث و قرآن و اشارت نص قرآن و حدیث سے جبتک اجماع کل علماء کا نہووے
ہرگز ثابت نہووے اور اوسکو گنگوہی بہی ہرگز قبول نہ کریگا پس یہ زعم گنگوہی بخوبی باطل ہے یہ جہالت صرف ہے
جامع براہین کی کہ کہتا ہے کہ (پس یہان تو ادلہ اربعہ سے قبح ان قیود کا ثابت ہولیا) خیال کرنا چاہئے کہ ادلہ اربعہ سے
قبح تو اوسوقت ثابت ہوتا کہ قرآن کی آیت سے اسکا قبح ثابت ہوا ہوتا ایک آیت بہی گنگوہی نے مقید اسکی نقل نکی
اور ایک حدیث بہی مثبت قباحت اسکی موجود نہین ہے اور اجماع سے اسکی قباحت ہونا تو کوئی بچہ بہی جسکو تعریف
اجماع معلوم ہے تسلیم نہ کریگا اور جامع براہین کو جہوٹا جانیگا کہ ابہی تمام مجتہدین کا اتفاق بدون اسکی کہ ایک بہی
منفرد ہووے اور جدا ہووے اوس اتفاق سے استحسان کیواسطے اور اجماع کیواسطے ضرور کہہ رہا تہا اسی مقام مین اور
اوپر فقط فاکہانی کے انکار ہی سے اتفاق تمام علماء محققین کو باطل بتا چکا ہے اور یہان سب کچہہ بہول گیا اور مدہوش
ہوکر قبح قیود کا ادلہ اربعہ سے کہ اومین اجماع بہی ہونا ضروری ہی زعم کرنے لگا دروغ گورا حافظہ نباشد کونسے زمانہ کے
تمام مجتہدین نے قیود محفل میلاد کو قبیح کہا ہے سچا ہی تو ثابت کرے ورنہ کذب صریح اسکا واضح ہے اور کونسے مجتہد کا
قیاس صحیح اوسکے قبیح ہونے مین موجود ہے پس جامع براہین کا کذب و مدہوشی واضح ہے اپنی بلا دوسرے پر ڈالنے
کو مولف انوار کو کوشش کرنا سکہاتا ہے اور یہ جو گنگوہی نے کہا ہی کہ (مولف کی مسلمون نے حسن جاننے سے قبح اسکا
رفع نہین ہوسکتا ہے) بیشک مسلمون تو مولف کی ہین اور اخوت اسلامی مسلمون و مولف کی درمیان مین ثابت ہے،
اور تمام مسلمانونکا یہی حال ہے کہ باہم اخوت اونکی ہی لیکن وہابیہ نہ مسلمانونکے ہین اور مسلمان وہابیہ کے ہین کیونکہ
وہابیہ مین اسلام نہین تو وہ کسطرح مسلمانونکے برادران اسلام ہوسکتے ہین بایں معنی گنگوہی کا کہنا پس یہ قول جامع
براہین راست و مستقیم ہوسکتا ہے اور مولف انوار و دیگر تمام اہل سنت ہم مشرب مولف انوار ساطعہ کے کلمہ ایمان
و اسلام پڑہتے ہین اور نور الایمان اونکے دلونمین حاصل ہے وہ کلمہ جسکی نسبت جامع براہین لکہتا ہی کہ (کلمہ پڑہکر
معلوم نہین جامع براہین کا کونسا کلمہ اپنا ٹہرایا ہے جسکو پڑہنا چاہتا ہے شاید شیخ نجدی کا وہ کلمہ ہوگا جو وہابیہ نے
ٹہرایا ہوگا سو وہ بجای کلمہ طیبہ و کلمہ شہادت کی اہل اسلام ہرگز نہین پڑہینگے اور ایمان و اسلام وہابیت کے عوض
مین ہرگز فروخت نکرینگے اسے گنگوہی خاطر جمع رکہیے اور اگر یہ مراد جامع براہین کی ہی کہ مولف انوار یہی کلمہ طیبہ و کلمہ

شہادت پڑہکر مسلمان ہوکر سوچے تو جامع براہین کو یہ بھی شریعت جدید ہی کہ مولف انوار پر جو حدیث ماراہ المسلمون
سے استحسان کا اثبات کرتا ہی جسکی حقیقت اوپر معلوم ہو چکی ہے اس سے سلب ایمانکا حکم کرتا ہی ایسے حکم کا جواز
شریعت جدیدہ وہابیہ مین ہی ہوگا جو مخالف شریعت محمدیہ کی ہے ورنہ کوئی اہل عقل ایسا حکم نہین کر سکتا ہی کیسے حکم
سے لازم آتا ہی کہ فقہا جو ثبوت استحسان کی دلیل اس حدیث کو گردانتے ہین اور اسی حدیث سے ایک موضع کا تعامل و تعارف کا
معتبر ہونا فرماتے ہین چنانچہ اوپر گذر چکا ہی بلکہ بعضے فقہا قائل ہین کہ نص کی تخصیص بھی تعامل و تعارف سے ہوجاتی ہے اگرچہ
ایک ہی شہر کا تعامل اور بعض فرماتے ہین کہ تعامل کل شہرون کی سے قیاس متروک ہوتا ہی اور اثر و حدیث کی تخصیص
ہوجاتی ہے ایک شہر کے تعامل سے نہین ہوتی ہے قال فی رد المحتار قال فی التبیین ومشائخ بلخ والنسفی یجوزون
حمل الطعام ببعض المحمول ونسج الثوب ببعض المنسوج لتعامل اهل بلادهم بذلك ومن لم یجوزه
قاسه علی قفیز الطحان والقیاس یترك بالتعارف ولئن قلنا انه لیس بطریق القیاس بل النص
یتناوله دلالة فالنص یخص بالتعارف الا تری ان الاستصناع ترك القیاس فیه وخص من القواعد
الشرعیة بالتعامل ومشائخنا رحمهم الله لم یجوزوا هذا التخصیص لان ذلك تعامل اهل بلدة واحدة
وبه لا یخص الاثر بخلاف الاستصناع فان التعامل جری فی کل البلاد وبمثله یترك القیاس ویخص الاثر
انتہی پس جو جو فقہا اس حدیث سے استحسان و تعامل ایک شہر یا کل شہرونکو معتبر فرماتے ہین سب پر حکم سلب
ایمان کرنیکا لازم آتا ہی اس سے پس جامع براہین اپنے ایمان کے خبر لی کہ کچھ باقی رہا یا نہین اور اتنی خبر نہین کہ
آنحضرت صلعم مسلمان سے ایمان سلب کرنیوالے کے حق مین کیا فرماتے ہین کہ یہ سلب کرنے والے پر رجوع کرتا ہے
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذالك الا حاء علیه متفق علیه اب
جامع براہین مستحق اسکا ہوا یا نہین کہ جامع براہین ذرا ہوش کرے اور کلمہ پڑہکر سوچے منصفین غور کرین کہ جو حق مین
مولف انوار کے زعم کیا تہا وہ جامع براہین کی ہی حق مین راست ہوا اور مولف اس سے بری ہے **قال** جامع البراہین
صفحہ ۱۶۶ علی ہذا قوله علیه السلام علیکم بالسواد الاعظم کو مؤلف یہ سمجہا کہ اختلاف مسائل مین جسطرف بہت آدمی ہون
اوسکو لیوے اور اظہار یہی وجہ ہوئی کہ مولف نے طریقہ سنت کا چہوڑکر اگرچہ ظاہر و باہر موافق حدیث و فقہ کے تہا طریقہ
بدعت کو اختیار کیا اور تاویلات رکیکہ بعیدہ کو گہڑکر اس طریقہ کا اثبات چاہا کیونکہ اہل سنت اس دورہ مین کم ہین جیسا
خود فخر عالم نے فرمایا سیعود غریبا اوسکا ظہور ہے اور اہل طغیان کے کثرت ہی مولف نے اسکو سواد اعظم جانکر عمل
کیا ہی حال آنکہ یہ معنی نہین ہرگز ہرگز قال فی التوضیح السواد الاعظم عامة المسلمین ممن هو امة مطلقة والمراد
بالامة المطلقة اهل السنة والجماعة وهم الذین طریقهم طریق الرسول علیه السلام والصحابة دون

× وہ زعم [illegible]

اہل البدع انتہی اس سے معلوم ہوا کہ سواد اعظم اہل سنت ہین بمقابلہ اہل البدع والا ہوا نکی نہ مطلق کثرۃ الرجال
جیسا کہ مولف نے سمجھ لیا **اقول** وباللہ التوفیق الاتیق وعلیہ الاعتماد فی احقاق الحق الحقیق جامع براہین نے بے سمجھی
وسوچے کلام مولف انوار کو انکل پچو رد کرتا ہی اور نفسانیت کر کے اپنے نامۂ اعمال سیاہ کرتا ہی اور احکام شرعیہ کی تبدیل
کرنا چاہتا ہی مولف انوار کا قول پورا اوپر گذر چکا ہی ناظرین ملاحظہ فرماوین اوسمین یہ کہان ہی کہ (اختلاف مسائل مین جسطرف
بہت سے آدمی ہون اوسکو لیوے) جسکی یہ مراد کوئی قرار دیوے کہ بہت آدمی خواہ کافر ہون خواہ مسلمان خواہ جاہل ہون
خواہ عالم کسی قسم کے ہون جسطرف ہووین اوسکو لینا چاہئے مولف انوار نے تصریح کر دی ہے کہ جو معنی جمہور محدثین
کے نزدیک ہین وہ یہی ہین جنکو مولوی احمد علی ملا علی قاری سے نقلکرتے ہین سواد اعظم کے معنی تعبیر عن الجماعۃ
والمراد ما علیہ اکثر المسلمین اور مولف انوار نے نواب قطب الدین خان کے حوالہ سے لکھا کہ جو اعتقاد و قول
و فعل اکثر علماء کے ہون اونکی پیروی کرو چنانچہ پوری عبارت مولف انوار کی اوپر گذر چکی ہے اس سے واضح و لائح ہے
کہ مولف انوار حدیث مذکور سے اکثر علماء جسطرف ہون انکی پیروی کرنا مراد لیتا ہی نہ مطلق کثرۃ الرجال جیسا کہ
جامع براہین سمجھا ہے اگر کثرت علماء مراد ہونا بھی گنگوہی کو پسند نہین ہے تو مولوی احمد علی و ملا علی قاری قطب الدین
خان و شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے ساتھ گنگوہی نفسانیت کرے اور اونکو کہے کہ اونہون نے طریقہ سنت کو چھوڑ
کر بدعت کو اختیار کیا ہی نہ مولف انوار ساطعہ کو کیونکہ مولف نے یہ اپنی طرف سے نہین کہا ہی بلکہ تمہارے متقدامون
احمد علی و قطب الدین خان بھی اسکی قائل ہین اور صاحب مجمع بحار کا قول بھی دال اسی پر ہے کہ اکثر علماء مسلمین مراد
ہین اوپر گذر چکا ہی اور علماء نے بھی یہی معنے لکھے ہین گنگوہی کسی پڑے ہوئے سے دریافت کر لے پس مولف انوار پر یہ
افتراء محض ہی کہ وہ مطلق کثرۃ الرجال سمجھا ہی اور یہ افتراء کرنا یا جانکر ہی مولف کی مراد کو یا بے جانے و بے سمجھے دونونکی قباحت
ظاہر ہے اور مولف انوار کیطرف نسبت ترک سنت و اختیار بدعت کرنے کے بھی یہ اتہام باطل ہے اور مبنی اوسکا بھی بے
سمجھی یا جانکر افتراء کرتا ہی اور یہ بھی سراسر نادانی ہے کہ اس دورہ مین اہل سنت کم ہین اور حدیث سیعود غریبا سے اول تو یہ معلوم
ہی نہین ہوتا ہی کہ قلت اہل سنت کی مراد ہی بلکہ قلت اہل اسلام بہ نسبت کفار کے مراد ہی چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہی دوسری یہ
کہ اگر یہ مراد بھی ہوتی تو اس حدیث سے یہ کہان معلوم ہوتا ہے کہ اس دورہ مین کم ہین اور تمہی کا دورہ یہی ہے اور فرقہ اہل
سنت وجماعت کا فرقہ وہابیہ کا ہی ہے جو امکان کذب باریتعالی کا قائل ہے اور آنحضرت صلعم کو بھائی اپنا اور می کہتا ہی
تو یہ جائز رکھتا ہی اور آنحضرت صلعم کی محفل میلاد کا دشمن سخت ہی اور دیگر خرافات و مزخرفات اوسکے عقیدہ و اعمال مین
موجود ہین جب تک ان تمام کا ثبوت نہو گا مقصود جامع براہین و دیگر وہابیہ کا ہرگز حاصل نہو گا اور قولین مختلفین مین سے جسکے
قبول کرنیکا حکم دیا ہی تو وہی قول ہے جسپر اکثر علماء ہون بہ نسبت علماء دوسرے فرقون مخالف کے اور سواد اعظم سے یہی

مراد ہے چنانچہ اوپر گذر چکا ہے ساتھ نقول علمائی کے اونہین بعضے مقتدائی وہابیہ کے ہی ہین اور یہی معنی سواد اعظم کے مولف
انوار نے مراد لئے ہین اور اس محفل میلاد مین یہی معنی ثابت کرکے اوسکا قائل ہوا ہے جامع براہین انکار ان قولونکا
تعصب سے کرتا ہے اور اپنے بےعلمی کا اظہار بر ادنی واعلی پر کرتا ہے اور عبارت توضیح کی ان جامع براہین کو ہرگز مفید
نہین بلکہ مضر ہے اور اہل سنت وجماعت مجوزین محفلکو مفید ہے اسلئے کہ اس سے واضح ہے کہ سواد اعظم عامہ مسلمین
ہین جو معنی اکثر کے ہین اور وہ عامہ مسلمین یعنی اکثر مسلمان اہل سنت وجماعت ہین جنکا طریقہ وہی ہے جو طریقہ رسول اللہ صلعم کا تہا اور صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم کا نہ اہل بدعت پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہل سنت وجماعت وہی ہین جو اکثر مسلمین ہین اور جو اہل بدعت ہین
وہ اکثر نہین ہین یہی ہم معشر اہل سنت وجماعت مجوزین محفل کہتے ہین جامع براہین اولٹے معانی سواد اعظم سے جانگیا
کہ مخالف سواد اعظم واکثر مسلمین جو فرقہ ہے کہ بہ نسبت سواد اعظم کے قلیل ہے اوسکو سواد اعظم بتلانے لگا اور عبارت توضیح کے
پیش کردی اتنی خبر نہین کہ عبارت توضیح تو موافق مدعی خصم جامع براہین کے ہے اور جامع براہین کے مدعا کے قاطع ہے بےعلم ایسے ہی
لوگ ہوتے ہین کہ خود عبارت نقل کردیتے ہین اور معانی و مطلب سے کچھہ انکو بحث نہین ہوتی ہے اور ایسے جہالت وسفاہت کو
علم جان لیتے ہین اور اہل علم پر طعن وتشنیع کرتے ہین بقول کسے خود فراموشی کنند استادرا تہمت دہد منصفین انصاف
فرماوین کہ یہ لغو وبیہودہ خرافات تقریر بےتمیز جامع براہین کے مطلب انوار ساطعہ کو کب حضرت رسان ہو سکتی ہین اور یہ تحریر
انوار ساطعہ کے مقصود کو کہان رد کرتی ہے اب اسکو سوائے تسوید اوراق کے اور کیا کہا جاوے بلکہ اسکو نامہ اعمال
سیاہ کرنا کہا جاوے تو بجا و درست ہے **قال** جامع البراہین اور اسکی شرح دوسری حدیث کرتی ہے قال علیہ السلام
من یعیش فانہ منکم فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا
علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار پس اپنے ایسے وقت
اختلاف مین طریق اہل سنت کے التزام کو تاکید فرمایا تہا کہ وہ سواد اعظم ہے اور بدعات کی اجتناب کی تاکید کی تہی نہ یہ
کہ مبتدعین کو کثیر دیکہکر اونکے ساتھ ہو جانا سو نصیحہ فخر عالم کا تو یہ سنت کا راہ بتانا تہا ورنہ حدیث غربا کے کیا معنے
ہوینگے انتہی **اقول** وباللہ التوفیق جامع براہین کی فہم پر افسوس ہے کہ حدیث سواد اعظم کی شرح اس حدیث کو
قرار دیتا ہے اس حدیث مین اختلاف کثیر ہونیکا ذکر ہے اور سنت نبویہ وسنت خلفاء راشدین کی تمسک کرنے کا اور محدثات
امور سے بچنیکا حکم ہے اسکو شرح حدیث سواد اعظم سے کیا علاقہ ہے کوئی عاقل اسکو شرح حدیث کی ہرگز نہین کہہ
سکتا ہے سواد اعظم اس سے مناقشہ دفع ہو جاتا ہے اور حدیث من یعش منکم ہر فرقہ یہ کہہ سکتا ہے کہ سنت آنحضرت صلعم
وخلفاء راشدین کی ساتھ ہم ہین تمسک کرتے ہین اور ہم ہی موافق اونکے ہین اور جب حدیث سواد اعظم کے معنی مین غور
کیا جاوے اور جو معنی واقعی ہین کہ مراد اس سے اکثر علماء ہین امت محمدیہ صلعم کے تو فیصلہ ہو جاتا ہے کہ جس پر اکثر علماء

امت محمدیہ صلعم کی ہون وہ حق وماموربہ شارع قرار پاتا ہی اب اسمین فرقہ قلیلہ کو گنجائش نہین رہی کہ یہ کہہ سکین کہ ہم
ہی حق پر ہین کیونکر اونکا اکثر نہونا اور اقل ہونا اس کہنے سے مانع آتا ہی پس جس سے حقیقت خوب ظاہر ہوجاوے اور مناقشہ
بدیہی اوسکی شرح وہ حدیث جسمین مناقشہ باقی رہے اور حقیقت اس سے خوب ظاہر نہووے کیونکر ہوسکتی ہے یہ خوش
فہمی گنگوہی جامع براہین کی ہے کہ معانی احادیث نبویہ سے اسکو بالکل مس تک نہین ہی اور شرح حدیث مذکور دوسرے
حدیث کو جامع براہین اپنی زعم فاسد سے بتاتا ہی اور اہل سنت وجماعت کا اس دورہ مین کم ہونا اوپر بتا چکا ہی باعث اسکا
بیعلمی ہے کہ معانی احادیث سواد اعظم کی جو علماء نے لکھے ہین اور اسکو معیار حق غیر باطل کا قرار دیا ہی اوس سے واقف نہین ہے
علماء مصرح ہین اسکی کہ اہل بدعت کل تہتر فرقہ مین تمام ملکر بھی دسوین حصہ اہل سنت وجماعت کی اعداد کو نہین ہو پہنچینگے اور
نہ پہونچے ہین انجاح حاشیہ ابن ماجہ مین ہے فعلیکم بالسواد الاعظم ای جملة الناس ومعظمهم الذين
يجتمعون على طاعة السلطان وسلوك النهج المستقيم كذا في المجمع فهذا الحديث معيار عظيم لاهل السنة
شكر الله سعيهم فانهم هم السواد الاعظم وذلك لا يحتاج الى برهان فانك لو نظرت الى اهل الاهواء
باجمعهم مع انهم ثنتان وسبعون فرقة لا يبلغ عددهم عشر اهل السنة واما اختلاف المجتهدين فيما
بينهم وكذلك اختلاف الصوفية الكرام والمحدثين العظام والقراء الاعلام فهو لا يضلل احدهم الاخر الخ
اس سے واضح ہی کہ اہل بدعت واہل حق کے شناخت کی معیار یہی حدیث ہی جس پر اکثر ہون وہ اہل سنت کا طریقہ ہے اور مخالف
اوسکی اہل بدعت ہین اور اہل بدعت دسوین حصہ کو بھی نہین پہونچ سکتے ہین چہ جائی زائد پس زعم گنگوہی باطل ہے بلا شبہ
وقت اختلاف مین طریق سنت کے التزام کی تاکید کی کہ سواد اعظم ہین جو اکثر علماء ہین اور بدعات سے اجتناب کا حکم
ہی یہی مقصود ومطلب مولف انوار کا ہی اسکو رد مین مولف انوار کے ذکر کرنا کمال نادانی ہے جس سے ثابت ہی کہ جامع براہین
ہرگز مطلب انوار ساطعہ کا نہین سمجھتا ہی اور فخر عالم صلعم تو بلا شبہ تصفیہ فرما گئے اور اتباع سواد اعظم کا حکم دیکے
اور اپنے طریقہ سنت بتایا ہی اور معیار حقیقت وبطلان کی پہچانیکا یہی عنایت فرمایا ہی کہ جو مسلک اکثر علماء کا ہووے
وہ حق ہی وفرقہ اقل علماء کا اہل بدعت ہی جو مخالف اکثر علماء کے ہے لکن یہ اختلاف باعث تضلیل ایک دوسرے کا ہووے
اور ایک دوسرے کو اہل بدعت وضال قرار دیتا ہووے پس آج تمام موافق ہم اہل سنت وجماعت مجوزین محفل میلاد شریف
کا ہی جامع براہین ابلہ فریبی سے اسکو رفع کرنا چاہتا ہے اور آنحضرت کی معیار سے انکار کرتا ہی اور سواد اعظم کے معنے فقط
اہل سنت کی لیتا ہی اگرچہ دوسرے فرقہ کے علماء سے وہ کم ہووین اور اہل سنت کو منحصر اپنے فرقہ وہابیہ مین ہی جانتا ہی
دغابازی وتحریف معنوی احادیث کی کرکے کسی کا کیا نقصان کرتا ہی اپنے مذہب باطل کے بطلان کا اظہار اہل انصاف
کے نزدیک کرتا ہی اور اکثر علماء مراد سواد اعظم کے ہونا مخالف حدیث سیحو وغیرہ کا زعم کرتا ہی اسی واسطے یہ ہذیان اوسکا ہے

(ورنہ حدیث غربا کی کیا معنے ہونگے) حدیث غربا کے معنے ہم اوپر علمار شراح حدیث سے نقل کر چکے ہین کہ غربا سے مراد مسلمان لوگ ہین جو بمقابلہ کفار اول اسلام مین کہ بہت سے مسلمان نہین ہوئے تھے کم تھے بہ نسبت کفار اور کفار کے ایذا رسانی پر صبر کرتے تھے اسیطرح آخر زمانہ مین جو مسلمان بہت کم بمقابلہ کفار ہووینگے اگرچہ عزت وقوت انکو نہوگی اور کفار انکو ایذا دینگے اور وہ صبر کرینگے اور غربا سے یہ مراد نہین کہ کوئی فرقہ قلیلہ مدعیہ اسلام ہو بمقابلہ دوسرے فرقہ اہل اسلام کے جو جم غفیر و جماعت کثیرہ ہے تاکہ جامع براہین اپنے وہابیہ معتقدین شیخ نجدی کو مصداق حدیث بناوے

قال جامع البراہین پس اب سوچو کہ مولف اور سب اوسکے مقتدی اس طریقہ مروجہ مولود کو خیرہ سو کا ایجاد کہتے ہین پھر اوسمین اختلاف ہوا تو مانعین تو طریقہ معمولہ مروجہ صحابہ کے ہدایت کرتے ہین اور اس بدعت مروجہ کو خلاف اوس طریقہ کے ثابت کرتے ہین اور اس بدعت مروجہ کو خلاف انکے طریقہ کے ثابت کرکے منع کرتے ہین اور مجوزین اسکے ہونیکا اقرار کرکے حسن کو بدلائل رکیکہ اثبات کرتے ہین پس سواد اعظم مانعین ہوئے ہر عاقل جان سکتا ہے اگر کوئی جاہل قواعد شرعیہ اتنا سمجھ لیوے کہ اس فعل کے بدعت سئیہ و حسنہ ہونے مین اختلاف ہوا تو ترک ہے مناسب اور احوط ہے کیونکہ یہ فعل مندوب ہی ہے واجب تو نہین تو یہی کافی ہے متدین کو مگر جسکے دلمین بدعت کا شراب ہو اوسکا کیا علاج چہ جائیکہ یہان ادلہ اربعہ سے اس امر مروجہ کی ضلالت ثابت ہو چکی ہوا **اقول** وباللہ التوفیق چھ سو برس سے ایک امر مندوب کا اجرا بحسب اقتضاء وقت واضح موانع ہے تو اسمین کوئی محذور شرعی نہین ہے اور یہ سراسر دروغ ہے کہ مانعین اس بارہ مین طریقہ صحابہ کے ہدایت کرتے ہین صحابہ رض کا طریقہ انکار محفل میلاد اور بدعت سئیہ کہنا محفل میلاد کہان تہا صحابہ رض کی طرف اسکی نسبت افترا محض کرنا ہے صحابہ رض پر اور محفل میلاد شریف جسکو شیخ نجدی کی اتباع سے جامع براہین بدعت سئیہ بتاتا ہے خلاف طریقہ صحابہ رض کے اسرخ یا کسی دوسرے وہابی نے آجتک ثابت نہین کیا ہے اور کوئی دلیل عقلی و نقلی اسپر کسی نے قائم نہین کی ہے جو کچھ کسی نے اسکے بارہ مین کہا ہے وہ لیاقت دلیل ہونیکی نہین رکہتا ہے پس منع مانعین بلادلیل شرعی ہوکر باطل ہے اور مجوزین مصنفین نے اسکے استحسانکو بدلائل قویہ ثابت کر دیا ہے اوسکی ادلہ کی قوت کسی جاہل کو نہ معلوم ہووے تو اوسمین مجوزین محققین کا کیا قصور ہے اور وہابیہ مملوءِ جہالت کو لیاقت و علم اسقدر کہان کہ قوت وضعف ادلہ محققین مجوزین معلوم کر سکین یہ شعر یہان خوب چسپان ہے ؎ جائیکہ کشف امور سخن کجا ٭ کو را ہنر شناختن ململ است ٭ جامع براہین ادلہ مجوزین محققین مانند ملا علی قاری و جلال الدین سیوطی و سخاوی و ابن جزری و ابن جوزی و سبط ابن جوزی و ابن حجر و شیخ عبد الحق دہلوی و محمد بن طاہر و قسطلانی و زرقانی و محمد شامی صاحب سیرت شامیہ وغیرہم علماء کو رکیکہ بتاوے مولف انوار کی مراد کو سمجھ ہی نہین سکتا ہے ایسے محققین علماء کے ادلہ کی رکاکت کو جانسکیگا چھوٹا منہ بڑی بات اور سواد اعظم

کو مانعین بتانا بہی سراسر افترا محض ہے جس زمانہ مین یہ محفل میلاد شروع ہوئی اوس زمانہ سے لیکر
آجتک کسی زمانہ مین سواد اعظم مانع محفل میلاد شریف نہین ہوئی ہین بلکہ سواد اعظم مجوزین اسکے اوس زمانہ
سے اس زمانہ تک رہی ہین اوسکا بیان اوپر گذر چکا ہے اور اس سے تعامل علما و اہل اسلام مین اسکا ہونا جو ملحق بالاجماع
ہی ثابت ہوچکا ہے چنانچہ عبارات ملا علی قاری وغیرہ سے ظاہر ہے پس سواد اعظم کو مانعین بتانا سراسر
جھوٹ اور ابلہ فریبی ہے اگر کسیکو ادعا ہے کہ سواد اعظم مانعین ہین تو منقول علماء متبحرین محققین سے ثابت کرے
ورنہ اپنے کذب پر نادم ہوکر چپ رہے اور خدا تعالی کا خوف ہے تو توبہ کرے اور فعل کو یعنے محفل میلاد شریف
کو جس کسی نے بدعت سیئہ کہا ہے تو اسکا قول بلا دلیل شرعی ہونا اور بدعت سیئہ کے مولف کہ رافع حکم قران شریف
یا حدیث یا اجماع ہووے اوس پر صادق نہ آتا اوپر چند مرتبہ واضح ہوچکا ہے اور مستحسن ہونا اوسکا بدلیل شرعی
معلوم ہوچکا ہے اور جمہور علماء نے اسکا استحسان تسلیم کیا ہے پس مخالفین کا خلاف اس محفل مین بسبب بلا دلیل ہونے
کے اور مخالف استحسان جمہور علماء کے ہونیکی غیر معتبر ہے ایسا خلاف یعنے جو بلا دلیل ہو اور مخالف استحسان ہووے
موجب اسکا ہرگز نہین ہے کہ ترک اس فعل کا مناسب و احوط قرار دیا جاوے ترک اوس محل مین مناسب و احوط ہے کہ دلیل
منع و دلیل اباحت دونون پائی جاوین تو تغلیبا للحرمۃ بمقتضائے اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام
اوس فعل کا ترک مناسب و احوط ہوگا اور یہ بہی مطلقًا نہین بلکہ اوسی جگہہ ہے کہ دلیل حرمت و کراہت قوی
ہووے دلیل اباحت کے یا برابر ہووے دلیل اباحت کے اور اگر دلیل اباحت قوی ہووے تو حرمت و کراہت
کو ترجیح نہین ہے اور وہ فعل ترک کرنا مناسب نہین ہے چنانچہ کتاب الربو فتح القدیر کے صفحہ ۱۴۹ مین ہے
فان قیل بالنظر الی اتحاد الاصل فی الصوف والشعر لایجوز بیعہما متفاضلا وزنا و بالنظر الی القاصد
اختلف فیجوز متفاضلا فینبغی ان لایجوز متفاضلا تغلیبا للحرمۃ فالجواب ان ذلک عند تعارض
دلیلہا و تساویہما فیہ ترجح المحرم وہنا لیس کذلک فانہ لایقاوم الصورۃ المعنی انتہی بقدر الحاجۃ
اس سے واضح ہے کہ دلیل حرمت اگرچہ موجود ہووے لیکن بسبب ضعف معارض و مقاوم نہو سکے تو حرمت کو ترجیح
نہین ہوتی ہے پس جب محفل میلاد مین دلیل حرمت و بدعت موجود نہین ہے اور خلاف مخالفین کا مدار فقط توہم
ہی نہ دلیل شرعیہ پر تو یہ قاعدہ اس محفل مین جاری کرکے ترک مناسب کہنا بے انصافی ظاہر ہے اور بالفرض اگر کوئی
دلیل ہوتی ہی تو ایسی ہی دلیل ہوتی جیسے فاکہانی نے پیش کی ہے کہ جسکا بطلان اوپر معلوم ہوچکا کہ وہ کوئی آیت قرآنی و حدیث نبوی و اجماع
و قیاس صحیح نہین ہے فقط رائی صرف ہے و توہم بحت ہوتا ہے اور اس محفل کے جواز پر دلیل استحسان و تعامل علماء و بلاد موجود اور ہر اقلیم
اکثر علما کا ہونا ظاہر ہے اور استحسان و طریقہ اکثر علماء کے مقابلہ سقوط و بطلان قیاس صحیح ہر اظہر من الشمس ہے چنانچہ اوپر معلوم ہوچکا ہے پس قیاس صحیح

کسی حدیث کی دلالت سے ہی کراہت اسکی مفہوم ہوتی تو اوپر معلوم ہو چکا ہی رد المحتار سے کہ تعامل بلاد مخصص اثر
وحدیث کا ہو جاتا ہی پس کسیوجہ سے ترک کو مناسب و احوط کہنا درست نہیں ہے اور کوئی دلیل اسپر قائم نہیں
ہی فقط تقول باطل و تشریع من عند النفسہ ہے جو شان اہل اسلام سے بعید ہے جسکے دلمین نور الفت و محبت آنحضرت
صلعم موجود ہی اوسپر یہ خوب واضح ہے اور جسکا دل بدعت سیئہ وہابیت سے مظلم ہے لوسکا کیا علاج ہی اور ادلہ اربعہ
سے ثابت ہونا جو یہ جامع براہین گنگوہی بتاتا ہی افترا محض قرآن و حدیث و اجماع و قیاس مجتہدین سے کوئی آیت
قرآنی اور کوئی حدیث و اجماع علمار محققین معتبرین و قیاس کسی مجتہد معتبر کا اس جامع براہین نے پیش نہیں کیا ہے
اور ضلالت کا ثبوت ادلہ اربعہ سے زعم کرتا ہی اوسپر بھی فقط فاتحہ کہانی اور اوسکے ہم مشربونکا انکار اسکے قول
سے یعنے جامع براہین کے قول سے واضح ہے اور اس محل مین بھی خلاف کا قائل ہے اور اوپر قول ملا علی
قاری وغیرہ سے معلوم ہو چکا ہی کہ اسکے اباحت پر استحسان علمار کا واقع ہے اور مشاہدہ بھی موجود ہی کہ علمار و فضلا
کی جماعت کثیرہ ملکون اہل اسلام مین اوسکے جواز کے قائل موجود ہین اور یہ جامع براہین تمام سے چشم پوشی کر کے
ادلہ اربعہ سے ضلالت کا ثبوت زعم کرتا ہی اسکو اسقدر بھی خیال نہین کہ ادلہ اربعہ مین تو اجماع بھی ہی اور اجماع اسکی
ضلالت پر نہونا امور مذکورہ بالا سے واضح ہے پھر کیونکر ادلہ اربعہ سے ضلالت کا ثبوت بتاتا ہی چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد
ایسا کذب صریح یہ وہابیہ کو ہی یہان جائز ہوگا کسی مسلمان کے یہان تو درست نہین ہی **قال** جامع البراہین صفحہ ١٦٥
الحاصل مثل آفتاب نصف النہار کے واضح ہو گیا کہ اکثر المسلمین اور جماعت کثیرہ اور سواد اعظم اہل سنت و جماعت ہین
اور انکا طریقہ موجب نجات اور سنت ہی اور اوسکی ہی التزام کا حکم ہے پس جو اوسکے موافق ہے اگرچہ ایک ہی عالم وہ سواد اعظم
اور حق ہے اور جو اوسکے خلاف کہے اگرچہ تمام عالم ہو باطل ہے اور اس مسئلہ مین تو ادلہ اربعہ سے عدم جواز ان قیود کا ثابت
ہو گیا پس ذکر ولادت وغیرہ فخر عالم کا مستحق اور جملہ امور عارضہ بدعت ضلالت ہین اور کثرت و قلت جماعت کا اعتبار نہین
موافقت سنت طریقہ صحابہ واجب التمسک ہے والامر الہادی **اقول** وباللہ التوفیق سواد اعظم و اکثر المسلمین جماعت کثیرہ
بلاشبہہ اہل سنت ہین اور انکا طریقہ موجب نجات ہی اور اسکی ہی التزام کا حکم ہے اس قول مین جامع براہین سچا ہی لیکن سواد
اعظم ایک عالم کو کہتا باوجودیکہ عامۃ المسلمین ہونا توضیح سے ہی نقل کر چکا ہی اور اوسکو مان چکا ہی جہالت و سفاہت
صرف ہے اور تنافی و تخالف بین الکلامین ہے جو ثمرہ جہالت ہی اور ایک عالم مقابلہ مین تمام عالم کے علمار کو باطل پر بتانا
بدبختی سخت ہی کسی نے اہل سنت و جماعت مین یہ نہین فرمایا ہی کہ ایک ہی عالم سواد اعظم ہے اور اوسکی مقابلہ مین تمام عالم کے
علمائے مسلمین باطل پر ہین یہ مذہب جدید حضرت گنگوہی صاحب کا ہی ہے ایسا قول کوئی صبی و ابلہ بھی نکیگا چہ جائیکہ کوئی
عاقل کہ جماعت کثیرہ اور اکثر المسلمین ایک سے آدمی ہین ایک آدمی کو اکثر آدمی و جماعت کثیرہ کہنا یہ عقل و فہم جامع براہین

کی ہے اس پر اسکو رد فرمانا مناسب ہے اور ادلہ اربعہ سے عدم جواز قیود بتانا وہی ہمیشہ کی جہالت و نادانی صرف ہی بھلا کس زمانہ
مین اسپر اجماع واقع ہوگیا ہی اور وہابیہ سچے ہین تو ثابت کرین کہ فلان زمانہ مین قیود کی ضلالت پر اجماع واقع ہو چکا ہے
ورنہ افترا بر خدا و رسول و اہل اجماع و اہل قیاس پر واضح ہے اور کثرت و قلت جماعت کا اعتبار نہونا مخالف حدیث سواد
اعظم کی ہے کہ اوپر شراح حدیث سے معلوم ہو چکا کہ حالت اختلاف مین کثرت کا معتبر ہونا اس حدیث سے واضح ہے
اور موافق سنت طریقہ جماعت کثیرہ مین ہی ہے اور یہی معیار بدعت و سنت کی شناخت کی ہے پس قول جامع براہین
بدعت ضلالت ہی جو مخالف حدیث و اقوال اہل سنت و جماعت کی ہے یہ تمام بے حیائیان و بے شرمیان و بے دینیان
و کذب و افترا بر خدا و رسول پر اور اپنی طرف سے شریعت جدید نکالنا جامع براہین سے صادر ہوا ہے اور ایسے امور بے شمار
اس کتاب براہین مین موجود ہین کوئی جواب مؤلف انوار کو اس سے نہو سکا الزام سخت پایا اور کس فاش اٹھائی اپنی شرمندگی
مٹانے اور اپنے معتقدین حمقا کو خوش کرنے کو مولف انوار پر تبرا کرتا ہی چنانچہ صفحہ ۱ مین کہتا ہی (کہ مولف کو غیرت
و شرم کا تو نام و نشان نہین) اور اسی صفحہ مین کہا کہ (کچھہ تو شرم کیجے آدمی ہو کے بولے) اور پھر صفحہ ۱۱ مین کہا کہ (مولف
کی ابلہ فریبی سے دو ورق کہانیکے سیاہ کر کے دعوی ثبوت کامل کا کرتا ہی) اور صفحہ ۲ کہا مؤلف کی کیا فہم غوی ہے
ایک بھی دلیل مدعی پر نہین لایا اور دعوی ثبوت کامل کا کرتا ہی) اب منصفین غور کرین کہ یہ بے شرمی جامع براہین اوجہ
معلوم ہوئی ہے اور ابلہ فریبی جامع براہین اور فہم غوی جامع براہین کی ظاہر ہوئی ہے یا مولف انوار ساطعہ کی مولف
انوار نے جو آیت و رفعنا لک ذکرک پیش کیے اسکا جواب جامع براہین سے ہرگز نہوا اور محفل میلاد پر استحسان علما کا تسلیم
قول ملا علی وغیرہ کے ثابت کیا جو صغری دلیل مؤلف کا ہی اوسکا جامع براہین انکار نہ کر سکا اور مستحسن مسلمین کا مستحسن ہونا
عند اللہ حدیث ما راہ المسلمون سے ثابت کیا اوسمین جو کچھہ دغا بازیان اور ابلہ فریبیان جامع براہین کی ظاہر ہوئین اونکا
حال معلوم ہو چکا اور کبری دلیل مولف کا صحیح و سالم شبہات سے رہا بعض کے خلاف سے نقصان جواز محفل میلاد
مین نہونا حدیث اتبعوا السواد الاعظم سے ثابت کیا اور گنگوہی نے بہت کچھہ ہاتھ پاؤن اسمین مارے اور طرح طرح سے
تحریف معنوی کی اور چالاکی کو اور دھوکا بازی کو کام فرمایا کچھہ پیش نہ چلی منہ کے بل گرا چنانچہ اوپر حال معلوم ہوا بلاشبہ
مولف نے محفل متنازع فیہ کا ثبوت کامل دیا جامع براہین دعوی پر دلیل لانیکا انکار تعصب اور نہ پہونچنے حقیقت کے
سبب سے کرتا ہی اور جھوٹے کہانیان یہ خود پیش کرتا ہے اور افسانہا معرض بیان مانند دیگر فرقون باطلہ درمیان
مین لاتا ہی ایسے ہی اہل باطل کے حق مین اول ہی حافظ شیرازی فرما گئے ہین ؎ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ
چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند ؎ اس دلیل استحسان سے جسطرح محفل میلاد شریف کا مع قیود متنازع فیہا ثبوت
ہوا ہی اسی طرح قیام میلاد شریف کا بھی اس سے ثبوت ہوگیا کیونکہ قیام میلاد پر بھی استحسان علما و ائمہ و مسلمین درج ہے

اور تعامل عامہ بلاد مین علی ممر الاعصار جاری ہے اور صدہا برس گذر گئے کہ علماء محققین اسکے استحسان کی تصریح
فرما گئی ہین اور عادت محبین آنحضرت صلعم کا جاری ہونا بتا گئی ہین چنانچہ خود مولف انوار ہی نقل کر چکا ہی چنانچہ سیرت
حلبی نقل کیا ہی قام الامام السبکی وجمیع من فی المجلس فحصل انس کبیر اور روح البیان سے نقل کیا ہے جرت
عادة کثیرة من المحبین اذا سمعوا بذکر وضعه صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیماله اور عقدة الجوہر
فی مولد النبی الازہر امام برزنجی سے نقل کیا قد استحسن القیام عند ذکر ولادة الشریفة ائمة ذوو روایة ودرایة
پس جب عادت محبین جاری ہونا اس سے ثابت ہی جو بدلیل قاعدہ اشباہ العادة محکمة دلیل شرعی ہے اور آئمہ دین کا
اسکو مستحسن جاننا معلوم ہے جو ایسے دلیل شرعی ہی کہ جسکے مقابلہ مین قیاس متروک ہو جاتا ہی اور اثر وحدیث
کی تخصیص ہو جاتی ہے چنانچہ یہ بالتفصیل مع نقول عبارات فقہاء اوپر گذر چکا ہی تو قیام میلاد کے جواز مین کلام کرنا
سوا جہالت وبیعلمی وعدم تدبر وتفکر اور عدم اطلاع مضامین کتب دینیہ وقواعد شرعیہ کے اور کیا متخیل ومتصور ہو سکتا ہے
اگر کوئی مجتہد بھی قیاس صحیح کر کے عدم جواز قیام ثابت کر دیتا تو بمقابلہ استحسان ساقط ومتروک ہوتا اور اگر دلالت نص سے
بھی کوئی عدم جواز کا اظہار کرتا تو اوس نص کو مخصوص ماننا جاتا چہ جائی کہ کوئی مجتہد قیاس سے ثابت نکرے اور
کسی نص سے دلالةً ثبوت بھی نہووے تو کیونکر فقط بس ہذیانات جامع براہین گنگوہی کی یا دوسرے کسی وہابی احمق
کی فقول باطل سے اہل اسلام محبین آنحضرت صلعم قیام کو بدعت ضلالت جانینگے اور بعض کا انکار بلا دلیل مضر استحسان
کو نہین ہے اور خلاف منکرین غیر معتبر ہے اگر بالفرض خلاف منکرین معتبر ہووے تب بھی بمقابلہ مجوزین سواد اعظم کے
مرجوح وغیر معتبر ہے اور حدیث اتبعوا السواد الاعظم اس پر دال ہے جامع براہین سے جسطرح مجلس میلاد کا
رد نہو سکا مفت اپنے نامۂ اعمال کو اوسنے سیاہ کیا اور مولف انوار کے دلیل کا کوئی مقدمہ اوس سے نہ اوٹھ سکا نہ صغرے
کو باطل کر سکا اور نہ کبری مین اظہار بطلان ونقصان کیا لچر ولغو تقریر کر کے اسیطرح قیام کے بارہ مین جو تقریر مولف
انوار کے ہی اوس کا رد بھی کسیطرح نہ ہوا نہ اسکا اثبات اوس سے کہ ہوا کہ استحسان علماء قیام کے بارہ مین جو صغرے
مرتفع ہو جانا اور استحسان کا دلیل شرعی ہونا بھی اوس نے نقول علماء سے ثابت نہ کیا اور مولف انوار اپنے دونون
مقدمیکا ثبوت دیچکا جس نے صغرے وکبرے رسالہ معقول پڑہا ہوگا اور اوسکو کچھہ شعور ہوگا تو جانلیگا کہ گفتگو جامع
براہین کو مولف کی تقریر سے علاقہ ہی نہین ہے معلوم نہین کسکا رد کر رہا ہی اور کیا ہذیان اوس سے ظاہر ہو رہا ہی منصفین
غور کیرین کسو طرح سے یہان تک سقدر اوراق جامع براہین نے سیاہ کر ڈالے اور کوئی مقدمہ بھی اس کے موافق
ادلہ شرعیہ وعقلیہ انوار ساطعہ کا مطلب وسکے فہم مین نہین آیا تہا تو مولف انوار زندہ موجود ہے اوس سے
پڑہی لیتا تو کچھہ تو فہم مین آتا قیام میلاد کے بارہ مین جو کچھہ ہذیانات ومزخرفات جامع براہین سے صادر ہوئے ہین اونمین سے

کچھہ ظاہر کیجاتی ہین **مولف** انوار ساطعہ سے آیت فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم تمسک کرد انکریہ
کہا تہا کہ ذکر کے تین شکلین ہو سکتی ہین ایک یہ کہ بالکل ذکر قیام مین ہووے دوسری بالکل قعود مین تیسرے کچھہ قیام مین
اور کچھہ قعود مین یہ تینون شکلین مضمون قرآن مین داخل ہین ایک شکل یہان منطبق بالکل ہے حلیہ و روایات معجزات مثلاً
بیٹھکر پڑہی جاتی ہین اور درود وسلام قیام میلاد مین مثلاً یہ مضمون داخل قرآن ہین ہے پس سند اس ذکر کی کہ
قیام و قعود مین ہوتا ہی قرآن سے ثابت ہوئے تو اطلاق بدعت اس پر درست نہوا اسلیے کہ بدعت وہ ہی جو کتاب
وسنت سے نہ لفظاً نہ اشارةً کسی طرح ثابت نہووے ہان اسوجہ سے کہ میلاد شریف کا ہی ذکر تھا اور وقت قیام کرتے ہین
قبل و بعد کو نہین کرتے و دائمی یہ قیام کیا جاتا ہی لفظ بدعت کا اطلاق صحیح ہے لکن یہ بدعت سیئہ نہین ہے کیونکہ
سیئہ وہ ہی جو مخالف قرآن یا حدیث یا اجماع ہو اور یہان کوئی آیت وحدیث واجماع موجود نہین جس سے یہ ثابت ہووے
کہ سلام درود و قیام وقت ذکر ولادت مین منع ہے پس یہ بدعت سیئہ ہرگز نہین ہے یہ قیام اور چونکہ اکثر حنفیہ و شافعیہ کے
نزدیک اباحت اصل ہے تو قیام مباح ہوا اور جب اس مباح مین بہت تعظیم شان آنحضرت صلعم کی ہوئی تو مستحب و مستحسن ہوا
چنانچہ مولد کبیر ابن حجر سیرت حلبی اور تفسیر روح البیان و عقدة الجواہر وغیرہ مین استحسانکی تصریح موجود ہی اور عمل اسپر ہے
حرمین شریفین و جمیع بلاد اہل اسلام جن ملکونکا ذکر اس رسالہ مین ملا علی قاری وغیرہ کے کلام سے نقل کیا گیا ہے
جو عمل باتفاق سواد اعظم مستحب مستحسن ہوا اوسکو بدعت ضلالت کہنا انصاف دیندین کے خلاف و کفر کہنا جنون ہے شرح
عقائد مین شرک وہ ہی کہ غیر اللہ کو واجب الوجود یا لائق عبادت کی جانے اور قیام مولود مین یہ موجود نہین) یہ خلاصہ کلام مولف
انوار کا ہی اس پر ہذیانات و خرافات جامع براہین کی جنکو کچھہ علاقہ اسکے جواب سے نہین ہے سنو آپ فرمائی (معترض
کہ مرد خاص قیام کے تعظیم غیر اللہ مین کہ جسمین شرک و بدعت لازم آجاوے اوسکو منع کرتا ہی علی ہذا ذکر فخر عالم پر
بحث اور نہ اوسکے قیام و قعود سے استفسار مگر ایک فرد خاص مین کلام ہی پس سب تقریر مؤلف کی فضول ہے جواب سے
کسیکو تعلق نہین لہذا اسکو ترک کرتا ہون مگر مطلق کسی فرد کو خاص کرنا بدعت ہی ذکر اللہ مین یا ذکر رسول اللہ صلعم مین
خاص ذکر ولادت پر ہے قیام کرنا معترض اسکو کہتا ہی اور مؤلف بہی مقر ہی کہ فرد مطلق مخصوص کرنا بدعت ہی اب
مؤلف کے قولکو کہ ایک شکل قیام مولد پر منطبق ہے یہ کلام بے معنی ہے کلام خصوصیت معلومہ مین ہی ایک حالت اور ایک
وضع مین اختیار کرنیکا اعتراض ہے اوسکا جواب درکار ہی مگر فہم خداداد مولف کو نہین کہ سمجھکر جواب دیکر مدعی کے
بدعت ہونیکو قبول کرتا ہی سیئہ ہو یا نہین مانا) **اقول** وباللہ التوفیق منصفین غور کرین یہ صاحب انوار کے اقوال
مذکورہ کا کب جواب ہو سکتا ہی اور اس سے اقوال صاحب انوار کب مرتفع ہو سکتی ہین مؤلف انوار بدعت سیئہ ہونا اس قیام کا
بسبب نہ صادق ہونے کے اس پر تعریف و تفسیر بدعت سیئہ کے جو مخالف قرآن وحدیث واجماع کے ہووے باطل کرچکا ہے

اصل اشیاء مین اباحت ہونے کے سبب سے اباحت قیام وبہیئت تعظیم شان آنحضرتؐ اسکا استحباب و استحسان
اور عمل اس پر ہونا بلاد اسلام کا پتا چکا ہی اور شرک نہونا بحوالہ شرح عقائد دفع کر چکا ہی یہ او سہی فرد خاص وقت
ذکر ولادت کے قیام کا ذکر ہے کسی اور کا یہ او سہی قیام کے جواز و استحباب کا ثبوت ہی نہ مطلق قیام کا معلوم نہین جامع
براہین کونسے فرد خاص قیام کے جواب کا طالب ہے اور اسکا معترض کونسے قیام میلاد مین بلکہ گفتگو کرتا ہی جو اس
قیام خاص وقت ولادت کے ثبوت سے اوسکا ثبوت قبول نہین کرتا ہی اور وہ کونسا قیام ہے جس مین شرک و بدعت
لازم آجاتا ہی جو قیام میلاد شریف کا ہی اوسمین شرک و بدعت ضلالت لازم نہ آتا تو مولف انوار نے بتا دیا ہی مولف
انوار کے کلام کا ردیہ جامع براہین کرتا تو قیام مذکور بدعت و شرک ہونا جن ادلہ سے رفع کر دیا ہے اون ادلہ کا جواب
دیا نہین یہ گفتگو مجنونانہ شروع کر دیتا کبہی مولف کی تقریر کو فضول بتا کر اوسکو ترک کر دینا لکہتا ہی اور کبہی اوسہی مین
گفتگو لایعنی شروع کرتا ہی اور طرفہ تر یہ ہی کہ مولف کو فہم نہونا بتاتا ہی منصفین سے انصاف طلب ہے کہ جامع براہین
خود بے فہم ہے یا مولف انوار کو فہم خداداد نہین ہے جواب سے جامع براہین عاجز آکر واہی تباہی شروع کر دیتا
ہی ایسے لاغی کے گفتگو سے ہی پناہ مانگنا چاہئے جواب مولف انوار کا حضرت جامع براہین کے فہم شریف مین آیا نہین
اور اسکے جواب مین جواب درکار ہونا منہ سے نکال دیا اور بدعت کے سیئہ ہونیکو مولف نے دلیل سے دفع کر دیا تو کیونکر
سیئہ ہونا مولف تسلیم کرے بلا دلیل سیئہ ہونا کیونکر مان لے جامع براہین کے نزدیک سیئہ ہونا بدلیل شرعی
ثابت ہی تو وہ دلیل کیون نہین ذکر کرتا ہی اور مخالف قرآن حدیث و اجماع ہونا اور اسمین آیت قرآنیہ یا حدیث یا
اجماع مانع جواز قیام وقت ولادت کیون نہین بیان کرتا ہی اور قیام شرک ہی تو اشراک فی الالوہیۃ استحقاق العبادۃ
لغیر اللہ ہونا کیون نہین ثابت کرتا ہی پس بلا دلیل بدعت سیئہ و شرک کہتا ہی قیام کو دوسرا ہذیان جامع براہین کا
صفحہ ۱۹۹ مین (تخصیص دائمی قیام کرنے سے ممانعت ادلہ اربعہ سے نہین یہ محض غلط ہے کیونکہ اطلاق کا مقید کرنا کسی
فرد مین جب عموماً منع ثابت ہوگیا تو جملہ افراد کلیات مین ظاہر ہوگیا) الخ بلا شبہ تخصیص دائمی قیام کی ممانعت قیام مین
ادلہ اربعہ سے ثابت نہین ہے اوسکو غلط کہنا حماقت ہی غلط اوسوقت ہوتا کہ کوئی دلیل پیش کر دینے ہوتی اور تقیید
اس محل مین بنانا سراسر ہذیان ہے اس بارہ مین کوئی نص وارد نہین ہے جسطرح رقیہ وغیرہ کے بارہ مین
وارد ہی کہ اوسکی اطلاق کی تقیید ہے اول تو نص ہونا اس بارہ مین ضرور ہے اور جسکو نص گنگوہی قرار دیتا
ہی بعض جائی تو وہ بے فہمی سے نص قرار دیتا ہی امثلہ نصوص جنکی اطلاق کے تقیید ممنوع ہی اوپر توضیح وغیرہ سے
گذر چکی ہین اوسطرحکی بیان مثال چاہئے اگر عموم آیات و احادیث سے جو نفس تعظیم و توقیر آنحضرت صلعم پر دال
ہین قیام مطلق کا اثبات یہ گنگوہی یا دوسرا کوئی بے علم کریگا جن سے فرضیت وجوب مفہوم ہوگا قیام کا تب ہی اس

قیام خاص مین تقید مطلق ہرگز نہوگی اسلئے کہ تقید مطلق اُسوقت ہوتی کہ حسب طرحکا حکم اون نصوص عامہ سے
ثابت ہی کہ وہ فرضیت و وجوب قیام ہے مثلاً اوسی طرحکا حکم وقت ولادت کے قیام کا کوئی دیتا اور اُسوقت خاص
مین قیام فرض وواجب کوئی کہتا کہ جس سے حکم کتاب مرتفع ہوتا اور منسوخ ہونا لازم آتا اور اطلاق منسوخ ہوتا
جب ایسا نہین ہے اور قیام کو کوئی فرض و واجب نہین کہتا ہی بلکہ مستحب و مستحسن ہونیکی علمائ تصریح کرتے ہین تو تقید
مطلق و موجب زیادت بر حکم کتاب و رافع حکم اطلاق ہے لازم نہین آیا دیکھو رکوع مطلق فرض ہے نماز مین
ہمارے نزدیک تعدیل فرض نہین تعدیل کے فرض کہنے سے ہمارے علمائ رفع حکم کتاب بیان فرماتے ہین اور
مخالف نص جانتے ہین اسیطرح تغرب علی الجلد و نیت و ترتیب و ضو مین و وضو طواف و فاتحہ نماز مین خبر واحد سے
فرض کہنے کو زیادت کتاب و مخالفت کتاب کے جانتے ہین اور ایسے زیادت ایمان رقبہ کا حال ہی کفارہ یمین مین کہ
کہ بطور فرض جواز کے قائل نہین ہین قال فی التوضیح قیل فصل بیان الضرورۃ (فلا یزاد التغریب علی الجلد والنیۃ
والترتیب والولاء علی الوضوء وهو ای الوضوء علی الطواف والفاتحۃ وتعدیل الارکان علی سبیل الفرضیۃ
بخبر الواحد) یرجع الی الکل (والایمان علی الرقبۃ بالقیاس) لکن یہ مراد نہین کہ کسیطرح خواہ بطور
وجوب خواہ بطور سنت خواہ بطور استحباب وخواہ بطور اباحت سے زیادت ان امور مذکورہ کی تب بھی ہمارے نزدیک
ناجائز ہوجاوے اور تقید مطلق و نسخ حکم کتاب و زیادت بر کتاب لازم آوے بلکہ دیکھو تعدیل ارکان اور فاتحہ
کی وجوب کے ہم قائل ہین اور اسمین تقید مطلق نہین جانتے ہین ہمارے فقہا و اصولین اور نیت و ترتیب و لاء کی
استحباب کے ہمارے علما قائل ہین اور تقید مطلق مخالفت حکم کے یہان متصور ہونا نہین مانتے ہین اسواسطے کہ
حسب طرحکا حکم کتاب سے ثابت ویسا یہ حکم ثابت نہین ہے چنانچہ یہ عبارت توضیح سے واضح ہے ویمکن ان یجاب بانا
لم نزد الفاتحۃ والتعدیل علی وجہ یلزم منہ نسخ الکتاب لانا لم نقل بعدم اجزاء الاصل لولا الفاتحۃ
والتعدیل حتی یلزم النسخ حینئذٍ بل قلنا بالوجوب فقط بمعنی انہ یأثم بترکہما وفی ھذا المعنی
لا یلزم نسخ الکتاب اصلاً انتہی وقال التلویح فان قیل کیف زید وجوب الفاتحۃ والتعدیل
بخبر الواحد قلنا لان الزیادۃ بطریق الوجوب لا یرفع اجزاء الاصل فلا یکون نسخاً فلا یمتنع بخلاف
الزیادہ بطریق الفرضیۃ بمعنی عدم الصحۃ بدونہا فانہا ترفع حکم الکتاب انتہی اس سے خوب واضح ہے
اہل علم پر کہ وجوب و استحباب و اباحت و استحسان منافی و مخالف فرضیت اطلاق کو نہین ہے اگر بالفرض و التقدیر
کوئی نص موجب فرضیت و وجوب قیام برای آنحضرت صلعم علی الاطلاق کے ہووے تب بھی یہ قیام وقت
ولادت بطور استحباب و استحسان و رفع اوس کا نہوگا اور اوسکا مقید ہونا لازم آویگا اور اوپر بھی بخوبی گذر چکا ہے کہ

محفل میلاد شریف کی امور کو کوئی موقوف علیہا جواز ذکر ولادت نہین جانتا ہی کہ امور متنازع فیہا ہونگے تو ذکر ولادت
جائز ہوگا اور قیام کو بھی کوئی موقوف علیہ ذکر ولادت کا نہین جانتا ہی پس ذکر ولادت کے ادلہ مطلقہ کا بھی یہ قیام
وغیرہ منافی و رافع نہین ہے اور تقیید مطلق بدون اسکے نہین ہوتی ہے کہ غیر مقید کو جائز نہ جانا جاوے بلکہ
ضرور ہے تقیید مطلق ممنوع کے تحقیق کیواسطے کہ مقید کا جواز اور غیر مقید کا عدم جواز جانا جاوے چنانچہ یہ تلویح
وغیرہ سے اوپر گذر چکا ہے اور یہان قیام مذکور کے باب مین یہ موجود نہین ہے پس تقیید یہان بتانا سراسر بیعلمی ہے یہان
گنگوہی کا ہی کسی نے نام تقیید مطلق نہ سنا لیا ہی اوسکی حقیقت سے بالکل آگاہ ہی نہین پس یہ تقریر گنگوہی کی
مدفوع ہے اور بیعلمی و سراسر نادانی ہونا واضح ہے اور مسلم و شرح مسلم العلوم سے اوپر واضح ہوچکا ہی کہ تقیید کا مقتضی ایجاب
شئی زائد علی المطلق ہے حیث قال التقیید من حیث ہو ہو یقتضی ایجاب شئی زائد علی المطلق انتہی یہ
بھی گذر چکا ہی تقیید و حمل المقید مطلق پر ایجاب مین ہوتا ہی نہ ندب و اباحت مین حیث قال فی شرح المسلم فیہ
اشارۃ الی ان الحمل انما ہو اذا کان الحکم الایجاب دون الندب او الاباحۃ اذ لا تمانع فی اباحۃ المطلق
والمقید انتہی پس یہ قول گنگوہی کا (جب یہ حکم ہوا کہ کسی ہمارے حکم مطلق کو مقید مت کرو تو یہ بھی حکم ہوگیا کہ
حکم ندب قیام کو مقید مت کرو تو ثابت ہوگیا کہ ندب قیام مقید بذکر ولادت مت کرو) سراسر بیفہمی ہے کیونکہ انہی
اصول سے معلوم ہوا کہ ندب و اباحت مین تقیید نہین ہوتی اور یہ گنگوہی ندب و اباحت مین تقیید مانتا ہی اور یہ شارع
پر افترا کرتا ہی کہ شارع کا حکم ہوگیا کہ ندب قیام کو مقید مت کرو اپنی کمفہمی سمجھا ہے ورنہ علماء فقہاء و اصولیین سے
معلوم ہوا کہ ندب و اباحت مین یہ حکم نہین ہے ایسے افتراء و دروغ کا کیا ٹھکانا ہی خواہ مخواہ حکم شارع بتائی دیتا ہے
اور اپنے رائی سے غلط سلط احکام شرع گہڑتا ہی کوئی مسلمان تو ایسے بے باکی نہین کرسکتا ہی یہ خاصہ وہابیہ کا ہی ہے
اگر بالفرض و التقدیر یہان تقیید بھی ہووے تو یہ تقیید حدیث سے ثابت ہے اور احادیث عامہ کی تقیید مصداق
ہی حدیث ما راہ المسلمون و اتبعوا السواد الاعظم دونونکی مصداق یہ تقیید قیام وقت ذکر ولادت کی ہے
کیونکہ استحسان اس پر واقع ہونا اور سواد اعظم کا اسکو مستحسن جاننا ثابت ہے کما مر انفا اور استحسان مسلمین و سواد اعظم کا دلیل
شرعی حدیثین مذکورہ سے ثابت ہے پس یہ تقیید حدیث سے ثابت ہوئی اور ما قیل و قال منصفین کا مسدود ہوا
اور قول گنگوہی کا مردود و مطرود ہوا اسکے بعد جو تیرے مولف انوار کے ہے اور واہی تباہی کلمات فتنہ سے نکالے
ادن سب کا جواب اس قول ہمارے سے ہوا اور یہ قول گنگوہی کا ہے صفحہ ۲۰ (مین قیام مباح تو تہا مطلقًا اور تعظیم
شان ذکر فخر عالم علیہ السلام کے واسطے مستحب بھی تہا مگر جہلاء کی تقیید و تخصیص و عوام کے سنت و وجوب سے
بدعت و مکروہ ہوا تہا) اسے مؤلف کہین تو سمجھ کیا تجبیر بلادت ختم ہوگئی پس اصل اباحت و ندب معارض اس بدعت عارضیہ سے

ہنین ہو

نہین اور مولد کبیر وغیرہ مین جو مستحسن کہاہی تو اصل مطلق کے وو کے وجہ سے کہاہی بظن غالب وہان عروض اس قید
و تاکد کا نہوا تہا) ایک ہذیان یہ ہے کہ ندب و اباحت کو قبول کرتا ہے اور مولد کبیر وغیرہ مین خاص وقت ذکر ولادت کے
قیام کرنیکو مستحسن لکہا ہے اوسکو بہی تسلیم کرتا ہی پس گنگوہی ہذیان ہی سمجہا ہے ان وا اباحت و استحباب قیام وقت ذکر ولادت
خدا تعالی نے نکلوا دیا لکن عار و شرم حکم شرعی قبول سے گنگوہی آتی ہے اور عار کیواسطے نار قبول کرتا ہی اور فقط
اپنی منہ بدعت و مکروہ بلا دلیل کہتا ہے بیچارے مسلمانون پر افترا و بہتان سنت و وجوب و تاکد کا کرتا ہی حالانکہ
یہ بدظنی قرآن و حدیث و اقوال فقہاء علماء سے حرام ہے گنگوہی حرمت بدگمانی ساتھ اہل اسلام قرآن و حدیث و
اقوال فقہا سے معلوم ہو وے کسی پڑھے ہوے سے دریافت کرے لولا اذا سمعتموہ ظن المؤمنون والمومنات خیرا
کی تفاسیر کو دیکہی اور آیت مین غور و فکر کرے و ظنوا المؤمنین خیرا مضمون حدیث تو زبان او پر خاص و عام کا ہی ہدایہ
و شرح وقایہ دیکہی قول و فعل عاقل کو حتی الامکان صلاحیت پر فقہاء حمل کرتے ہین اور باوجود احتمال حرام کے اوس سے
بچاتے ہین ان تمام امور کو پس پشت ڈالدیا و قرآن و حدیث و اقوال فقہاء سب سے اعراض کیا اور نفس کے اتباع کرکے
بدگمانی اہل اسلام کے ساتھ کرنے لگا اچہی کراہت قیام کی ثابت کی کہ خود مرتکب حرام قطعی کا ہوا مثل مشہور ہے کہ
دوسرے کی بدشگونی کیواسطے اپنی ناک کٹانا کونسے عقل کی بات ہے الغرض ثبوت کراہت اس گنگوہی کے نزدیک تقیید
و تخصیص اور عوام کے سنت و وجوب کے جاننے کے سبب سے ہے تقیید و تخصیص کا جواب تو بخوبی ہوگیا اور جہالت
و سفاہت و بے علمی گنگوہی کی ظاہر ہوگئی و وجوب و سنت کی اعتقاد کرنیکی نسبت طرف عوام کے کرنا بہتان و افترا ہے
او نیز جو حرام ہے پس یہ نسبت کرنا جائز نہین بلکہ حرام ہے اور کسی نے آجتک مجوزین مین سے اوسکو واجب و سنت
موکدہ نہین کہا ہے اگرچہ وہابیہ بدعت حسنہ کو بہی سنت کہتے ہین جو اون کے نفس کے موافق ہوتی ہے اور ہمنے
باوجودیکہ محافل میلاد شریف مین ہم جاتے محفل مین کہ سوائے اوسکے کبہی کسی عام و خاص کے زبان سنت و واجب
کہتے نہ سنا گنگوہی کبہی ذکر ولادت آنحضرت صلعم جنم کنہیا کہتا اور مانند فعل روافض کے بناتا ہی اور قیام کو شرک
ترک کہچکا ہے اوس نے عوام مجوزین سے اسطرح بدون اختلاط کے سن لیا کہ وہ سنت و واجب ہونیکا اعتقاد کرتے
ہین اگر گنگوہی سچا ہے تو کسی عام و تحریر یا وسکے بیندرہ عوام سے بہلا تو وے کہ وہ اپنی اعتقاد قیام مذکور کو سنت
و واجب کہتے یہ حشر تک یہ حشر تک اوس سے ہو سکیگا پس افترا محض و بہتان صرف ہی گنگوہی یہ ایسا بہتان جیسے
بعض ہنود سے راقم نے بگوش خود سنا ہی کہ وہ کہتے ہین کہ مسلمان لوگ محراب مسجد کو سجدہ کرتے ہین جسطرح ہنود
بت کو کرتے ہین وقت گفتگو کے بعض ہنود نے بت پرستی کی مساوات نماز سے ثابت کرنیکو یہ کہا تہا اسیطرح یہ
گنگوہی اس افترا و بہتان و بدگمانی سے قیام کی کراہت و بدعت ثابت کرتا ہی اگر کوئی وہابی کہوے ہمایشہ قیام وقت

ذکر ولادت کرنا موہم اسکا ہی ہے کہ عوام کو وجوب و سنت مؤکدہ کا اعتقاد ہو جاوے اور اسقدر کراہت کیواسطے کافی ہے
تو جواب اسکا ظاہر ہے کہ استحباب قیام مشہور و معروف ہے باوجود شہرت استحباب کے یہ وہم وجوب سنت مؤکدہ
کسی کو ہونا امید ہے عند العقل اگر بالفرض ہزاروں ایک دو کو یہ وہم ہووے تو نادر پر حکم شرعی نہین لگا
کرتا ہے النادر کالمعدوم شائع و ذائع ہے دوسرے یہ احتمال کراہت مستحبات نماز مین بھی قائم ہے مثلاً نماز مین حالت
قیام مین موضع سجود کو دیکھنا اور حالت رکوع مین ظہر قدمین کو دیکھنا و حالت سجدہ مین طرف ناک دیکھنا یہ تمام
مستحبات ہین ہمیشہ کرنے یہ احتمال کہ اسکو عوام سنت و واجب نہ اعتقاد کر جاوین مکروہ و بدعت کہدینا چاہئے اور
اسیطرح واجبات کو فرض قطعی و سنت کو واجب اعتقاد جاننے کے احتمال اور ابہام سے سبکو بدعت و کراہت
کہدینا چاہئے یہ حماقت تو سوائے وہابیہ کے دوسرے کسی سے نہوگی اور تیسری یہ کہ غایت یہ ہے کہ دلیل قیاسی ہوگی اور یہ قیاس
بمقابلہ استحسان متروک ہوتا ہے چنانچہ بالتفصیل اوپر گذر چکا ہے اور قیام پر استحسان واقع ہے پس اسمین یہ دلیل
معمول بہ ہرگز نہین ہو سکتی ہے پس اس قول گنگوہی کا صدور بھی بیعلمی و تعصب ہوتا ظاہر ہوا اور یہ قول گنگوہی کا صفحہ ۲۰۰
پس قیام دستہ بستہ بخشوع چونکہ ایک رکن نماز کا ہے کہ حق کے روبرو دست بستہ کہڑے ہوتے ہین تو اگر اسیطرح
فخر عالم کو حاضر بعالم استقلالی محفل مولود مین جانکر دست بستہ کہڑا ہوگا جیسا جہلا کا عقیدہ ہے تو لاریب مشرک ہووےگا
پس معترض کا یہ کلام جہلا کے عقیدہ پر ہے اگرچہ فہمیدہ کی نسبت شرک حقیقی نہین مگر بدعت سے خالی نہین کیونکہ
بدون اس عقیدہ تخصیص مطلق تو حاصل ہی ہے پس وقت ولادت دست بستہ بدین عقیدہ شرک ہوا کہ صفت
علم خاصہ حق تعالی کے فخر عالم مین ثابت کی) سراسر بیعلمی و بہتان اہل اسلام پر ہے قیام دست بستہ بخشوع مجموع
کو رکن کہنا سراسر بیعلمی ہے فقط قیام رکن نماز کا ہے وہ بھی اندرون نماز کے ہے نہ باہر نماز کے دست بستہ ہونیکو بھی رکن
مین داخل کرنا سراسر جہالت ہے دست بستن تو رکن مین اوسوقت داخل ہوتا کہ فرض ہوتا آجتک کوئی بہتر تہتر
فرقو مین دست بستن کی فرضیت کوئی قائل نہین ایسے بیعلمی کو کیا کہا جاوے اتنی خبر بھی نہین کہ دست بستن نماز کے
رکن مین داخل نہین ہے اور موقوف قیام نہین ہے اور مفہوم قیام سے جو رکن اندرون نماز ہے شرعاً عقلاً خارج
ہے معلوم نہین کہ بلادت گنگوہی مین اور بیعلمی اسقدر کہان سے آگئی ہے اور کوئی اہل عقل و اہل اسلام آجتک
خواہ جاہل خواہ اسکا قائل نہین ہوا کہ آنحضرت صلعم کو علم استقلالی ہے ازل سے یہ جانتا ہے کہ تمام اوصاف آنحضرت
صلعم کو اللہ تعالی کیطرف سے ملے ہوئے ہین علم بھی آنحضرت صلعم کو جس چیز کا حاصل ہوا ہے تو خدا تعالی کی ہی
طرف سے حاصل ہوا ہے اور ہوتا ہے ہان کوئی فرقہ وہابیہ مین سے ایسا جاہل ہووے کہ علم استقلالی کا کسی اپنے
مقتدی مانند مولوی اسمعیل مقتول و شیخ نجدی کے حق مین قائل ہووتے تو اوسکو بدون قیام کے بھی کافر ہم

کہدینگے کوئی اہل اسلام مین ایسا نہین ہی کہ علم استقلالی کا غیر خدا تعالی کے حق مین قائل گنگوہی اپنی ہی فرقہ وہابیہ
سے صحبت وملاقات رہتی ہے اہل اسلام واہل سنت سے تو گنگوہی فرمن القسورہ کا مصداق ہے اہل سنت کے
جہلار وعلمار سے وہ ایسے خبردار کہان ہے جیسا کہ اپنے جہلار وعلمار سے خبردار ہے بس یہ اعتقاد علم استقلالی کا
اسکو معلوم ہوا ہی تو وہابیہ کے ہی جہلار کا حال معلوم ہے نہ اہل سنت کا اور اہل سنت کے حق مین یہ کہنا اسپر بہتان
ہی سچا ہے تو ثابت کرے ورنہ کذب واضح ہے اور فہمیدہ نکے حق مین بدعت سے خالی ہونا جو کہتا تو یہ وہی خرافات
اسکی قدیمی ودائمی ہے کہ بلا دلیل شرعی وعقلی مسائل گہڑکر شارع بنتا ہی اور آخرت برباد کرتا ہی وہی لغو تقریر جسکا
بطلان اوپر بارہا ہوچکا ہی کہ تخصیص مطلق ہی یہان بہی پیش کی ہے اثبات بدعت واسطے اسکا بطلان کسے یاد نہ ہو
تو ہمارے اقوال سابقہ کیطرف رجوع کرکے معلوم کرلے اور بعیلمی گنگوہی برپہر واقف ہوجاوے کہ یہ تخصیص مطلق
جو ممنوع ہے ہرگز نہین ہے گنگوہی سے تقریر مولف انوار دیکہکر متحیر ہوگیا اور قیام کے رد مین کچہ نہو سکا تو
اوسمین قید علم استقلالی خاصہ خدا تعالی زیادہ کرکے اوسکا رد کرنا شروع کیا جسطرح ہمپر اعتراض بوسہ
حجر اسود کا کرتے ہین اور بت پرستی بتاتے ہین یہ قید زیادہ کرکے کہ بطور عبادت پتہر کے اوسکا بوسہ تم لیتے ہو یا تمہارے
جہال لیتے ہین پس اسیطرح یہ قید زیادہ کرکے قیام میلاد کا شرک ہونا گنگوہی بتاتا ہی شاید معترضین بوسہ
حجر اسود سے یہ ڈہنگ سب کا ہونا ادعار اسلام اور یہ حال کہ خواہ مخواہ اہل اسلام کو کافر مشرک بتاتا ہی مضمون حدیث
مذکور پر اعتقاد واعتبار اسکو نہین کہ کفر وشرک کہنے والے کیطرف رجوع کرتا ہی **مولف** انوار ساطعہ نے عبارت
تفسیر عزیزی کی (قیام اختصاص بہ نماز بلکہ بعبادت ہم ندارد) وعبارت شرح منیہ کبیری کی (والقیام لم یشرع عبادۃ وحدہ)
اس امر کی ثبوت کیواسطے پیش کی تہی کہ قیام فی نفسہ عبادت نہین ہے اور نماز عبادت کے ساتہ اسکو خصوصیت
نہین ہے **گنگوہی** کی تقریر لغو اسپر دیکہو لکہتا ہی قیام ہی صلوۃ کا رکن فرض ہے اور طاعت اور عبادت ہے
قوموا للہ قانتین پس نفس قیام اگرچہ عام ہے عبادت وغیر عبادت سے مگر قیام دست بستہ بخشوع وقنوت عبادت
ہی اور تفسیر عزیزی مین یہی فرماتے ہین کہ قیام اختصاص بعبادت نہین رکہتا ہے یعنے قیام بغیر عبادت کی ہی ہوتا
ہی مگر قیام دستہ بستہ بخشوع کو نہین فرماتے ہین کیونکہ وہ عبادت ہے اور شرح منیہ مین قیام کو عبادت مقصودہ
سے نکالا ہے بقولہ لم یشرع عبادۃ وحدہ نہ عبادت ہونے سے اسواسطے یہ نفس قیام غیر کیواسطے جائز ہے خلاف
قیام موصوف کے پس قیام موصوف کی عبادت غیر مقصودہ ہوتے یہ لازم نہین کہ غیر کیواسطے جائز ہے پس قیام
موصوف غیر کیواسطے اگرچہ شرک حقیقی نہو مگر مشابہ تو ہے لقول علیہ السلام ان کدتم آنفا تفعلون فعل فارس
والروم یقومون علی ملوکہم وہم قعود فلا تفعلوا امتی قال النووی فیہ النہی عن قیام الغلمان التباع

علی راس متبوعہم الجالس بغیر حاجۃ) منصفین غور کرین کہ کیا لچر ولغو تقریر گنگوہی کی ہے قیام کو رکن اور عبادت
وطاعت بتاتا ہی اور قرآنکی آیت پیش کرتا ہی اتنی فہم وسمجھ اسمین نہین کہ مولف انوار نے نفی خصوصیت کی کی ہے
کہ قیام ساتھ عبادت کے خاص نہین ہے اور یہ کب مولف نے کہا ہی کہ نماز کے اندر کا قیام فرض ورکن نہین
آیت کو بے محل پیش کرتا ہی اوس سے یہ کہان مفہوم ہی کہ باہر نماز کے بہی قیام خاص ہے خدا تعالی کے عبادت کے
ساتھ اوس سے یعنے آیت سے نماز کے قیام کا ثبوت ہے اسمین اثبات خصوصیت قیام ساتھ عبادت کی کہان ہے
اور غیر نماز کے قیام سے اوسکو کیا علاقہ ہے اور اس آیت مین کونسا کلمہ حصر کا موجود ہی کہ قیام خاص خدا تعالی
کیواسطے ہی ہے جو خصوصیت ثابت ہوکر منافی مقصود مولف کی ہووے اور نماز مین قیام مع امور دیگر کے عبادت
ہوگیا تو اس سے یہ کہان مفہوم ہوا کہ بدون نماز بدون وضو بدون رو بقبلہ و بدون وسیلہ الی السجود کے بہی
عبادت ہے نہایت درجہ کا کوئی احمق ہوگا وہ بہی اس آیت سے یہ خیال نکریگا کہ بدون نماز و بدون ان امور کے
بہی قیام عبادت ہی اول کلام مولف انوار کو سمجھ لیتا اوسوقت کچھ کہتا بے سمجھے سوچے واہی تباہی کہنا شروع
کردیا یہ اہل عقل کا کام نہین ہے یہ تمام گنگوہی کی لغو لچر ہے اسکو مولف انوار کے قول کے جواب سے کچھ
علاقہ نہین ہے اور قیام دست بستہ بخشوع و قنوت کو باہر نماز کے عبادت کہنا بہی بلا دلیل ہے کسی دلیل شرعی سے
اسکا ثبوت نہین ہے اور آیت سے جو کچھ ثابت ہے وہ اندرون نماز کے قیام کا جو خاص واسطے خدا تعالی کے
مع وضو و رو بقبلہ کیا جاتا ہی ثبوت ہے وہ مقید اسقدر امور کے ساتھ ہے ایک اندرون نماز کے دوسرے مع وضو تیسرے
رو بقبلہ چوتھے واسطے اللہ کے پانچوین مع قنوت کے فرمانبرداری کے چھٹی اوسمین قرأت قرآن حقیقۃ یا حکماً
اور دست بستہ ہونا تو قرآن سے ہرگز ثابت ہی نہین ہے بلکہ بقول علماء محققین کے حدیث صحیح سے تحت سرہ
کا ثبوت نہین ہے پس جس قیام پر تمام امور نہوون اوسکو عبادت کہنا اور اس آیت کو اوسکے ثبوت کیواسطے پیش کرنا
کمال نادانی ہے قیام میلاد مین قیود اندرون نماز کے ہونا اور خاص واسطے خدا تعالی کے ہونا اور باوضو ہونا اور
رو بقبلہ ہونا ہرگز موجود نہین ہین پہر مصداق آیت قرآنیہ قرار دینا سراسر سفاہت و حماقت نہین ہے اور کیا ہے
اور ایسے قیام آجتک کسی نے عبادت نہین قرار دیا بلکہ نفی کی ہے چنانچہ قول شارح بینہ و شاہ عبد العزیز سے
مفہوم ہی اور قیام دست بستہ کے عبادت ہونیکا دعوے بلا دلیل ہے زبردستی غیر عبادت کو عبادت بناتا ہے
خوف خدا کا کچھ نہین کہ ہے نفس قیام کی عبادت ہونیکی تو یہ گنگوہی بہی مانتا ہی دست بستہ ہونیکو و بخشوع ہونا اوس کے ساتھ
ضم کرکے اوسکو عبادت بناتا ہے منصفین کو چاہی کہ اسقدر جواب اسکا کافی جانین کہ عبادت کا ثبوت بلا دلیل شرعی
معتبر کے نہین ہو سکتا ہی آجتک تو کوئی اسکا قائل ہوا نہین ہے اور دلیل کسی معتبر عالم کی اس پر پیش کی نہین ہے

گنگوہی سے مطالبہ اسکا کرنا چاہئے کہ قیام خارج نماز کو بدون قید وضو وغیرہ و لقبلہ کے و بدون اسکی کہ خدا تعالی کیواسطے ہووے کسی امام نے ائمہ اربعہ سے یا دوسرے ایسے محققین امام جو معتبر ہووے اسکو عبادت قرار دیا ہی اور ابن حجر و زنجی وغیرہم علماء و فضلا جو قیام مولد مستحسن جانتے ہین او سکو ہی کسی دلیل و کسی معتبر کے قول سے یہ معلوم نہوا کہ ایسا قیام عبادت ہے اور موجب شرک ہی اور اس گنگوہی کو جسکے علم کا حال ہر جگہ معلوم ہوتا جاتا ہی اور اسکی بیفہمی ظاہر ہوتی جاتی ہے ایسے قیام کا عبادت ہونا معلوم ہوگیا جب فقط اسیقدر سے عبادت ہو تو قیام کا ثابت ہوگیا اس گنگوہی کے نزدیک دستہ بستہ بخشوع ہووے اور یہ آنحضرت صلعم کیواسطے کیا جاتا ہی تو عبادت لغیر اللہ کی جاتی ہے جو کوئی ایسا قیام کرے وہ مشرک حقیقی ہونا چاہئے پہر اس گنگوہ نادان نے اپنے قول مین جو اس سے پہلے گذرا ہی کہ وہ قول صفحہ ۲۰ براہین مین شرک حقیقی ثابت کرنے کیواسطے قید علم استقلالی کی کیون لگائی اس قید لگانے سے ظاہر ہے کہ بدون اس قید یعنے علم استقلالی شرک حقیقی نہین ہوتا ہی اس گنگوہی کے نزدیک بلکہ اوسہی قول مین تصریح گنگوہی نے کی ہے کہ بدون اس عقیدہ کی بدعت ہی شرک حقیقی نہین اور اس قول مین فقط اسکے قیام دستہ بستہ بخشوع اگرچہ یہ عقیدہ مذکور نہو عبادت ہوگیا جسکے کرنے سے واسطے لغیر اللہ کے شرک حقیقی لازم آیا پس دونون قول گنگوہی کے باہم منافی و متخالف ہوئی اقوال باطلہ ایسے منافی و مخالف باہم ہوئی ہین لو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافا کثیرا خدا تعالی فرماتا ہی اب جاننا چاہی کہ خشوع لغیر اللہ عبادت و کوئی امر غیر جائز نہین ہی بلکہ آنحضرت صلعم کیواسطے حیات مین و بعد ممات کے خشوع کرنا موجب ثواب و اعمال صحابہ رضوان سے ہی اور طریقہ علماء تابعین ہی ہے بلکہ محققین نے تصریح فرمائی ہے کہ واجب ہی ہر مسلمان پر کہ جب آنحضرت صلعم کا ذکر خود کرے یا کسی سے سنے تو خضوع ظاہر مین اور خشوع باطن مین کرے اور تکلف وقار و درانت اپنی ہیئت مین کرے اور اپنی حرکات کو ساکن کرے اور شروع کرے ہیبت و اجلال مین مقام تعظیم و اکرام مین جسطرح فرضاً اگر روبرو آنحضرت صلعم کے ہووے تو ویسے تعظیم و اکرام ہیبت و اجلال کرتا اسیہی سبب سے جب مناظرہ کیا ابو جعفر منصور خلیفہ عباس نے امام مالک رح سے اور آواز بلند کیا مسجد آنحضرت صلعم مین تو امام مالک رح نے رفع آواز سے منع فرمایا اور فرمایا کہ آنحضرت صلعم کی حرمت و عزت حیات و ممات مین ایک ہی ہے تو امام مالک کے کہنے پر ابو جعفر نے خضوع و خشوع کیا اور امام مالک رح نے منع فرمایا چنانچہ شفاء قاضی و شرح ملا علیقاری کی جلد ثانی مین یہ موجود ہے واعلم ان حرمة النبی صلی الله تعالی علیه وسلم بعد موته و توقیره و تعظیمه) بضمهما ای بعد وفاته لازم ای علی کل مسلم (کما کان) ای مافکر واجبا (حال حیاته) ای الان لانه حی یرزق فی علو درجاته و رفعة حالاته (ذلک) ای التعظیم والاکرام (عند ذکره علیه الصلوة والسلام و ذکر حدیثه) ای کلامه (وسنته) ای ذکر طریقته (وسماع اسمه وکذا نعته (وسیرته) ای فی جمیع هیئاته من حرکاته و سکناته (ومعاملة آله) ای اهل بیته

(وعترتہ) ای ذریتہ وقرابتہ (وتعظیم اھل بیتہ) ای ازواجہ وخدمہ ومعوالیہ (وصحابتہ) ای اھل
صحبتہ (قال ابوابراھیم التجیبی واجب علی کل مؤمن متی ذکرہ) ای بنفسہ (او ذکر عندہ) ای علی لسان
غیرہ (ان یخضع) ای ظاھرا (او یخشع) ای باطنا (ویتوقر) ای یتکلف الوقار والرزانۃ فی ھیئتہ (و
یسکن من حرکاتہ ویاخذ) ای یشرع ویسرع (فی ھیبتہ واجلالہ) فی مقام تعظیمہ واکرامہ (بما
کان یاخذ بہ نفسہ) ای یطلب منھا (لو کان) ای فرضا (بین یدیہ) ای امام عینیہ (ویتادب بما ادبنا اللہ بہ)
ای من وجوب تعظیمہ وتکریمہ وخفض الصوت ونحوہ (قال القاضی ابوالفضل) یعنی المصنف
(وھذہ) ای الطریقۃ المرضیۃ (کانت سیرۃ سلفنا الصالح) ای المتقدمین من الصحابۃ والتابعین
وائمتنا الخاضین) ای العلماء العاملین (ناظر) ای جادل وباحث (ابو جعفر) ھذا ھو المنصور
عبداللہ بن محمد علی بن عبداللہ بن عباس ثانی خلفاء بنی العباس (ای امیر المومنین مالکا
فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ) ای مالک یا امیر المومنین فقال لا ترفع صوتک
فی ھذا المسجد فان اللہ تعالی ادب قوما فقال لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیۃ ومدح قوما فقال
ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ الآیۃ وذم قوما فقال ان الذین ینادونک من وراء الحجرات
وان حرمتہ میتا کحرمتہ حیا واستکان لھا ابو جعفر ای خضع وخشع بمقالۃ مالک رحمۃ اللہ انتھی بقدر الحاجۃ
اس عبارت سے واضح ہی کہ آنحضرت کے ذکر کرنے یا سننے کے وقت مسلمان پر تعظیم وتوقیر وخشوع وخضوع واجب ہے
مانند حال حیات جیسے کہ روبرو آنحضرت صلعم کے خشوع وخضوع ہیبت واجلال وتعظیم واکرام واجب ہی تو وقت قیام کے خشوع
وخضوع بسبب ذکر ولادت وسلام ودرود ومدح سنیکے خشوع وخضوع کوئی کرے تو شرک وبدعت کسطرح ہوجاویگا
اور خشوع قیام کیطرف ضم ہونے عبادت ہوجاوے اور خشوع موجب عبادت کا ہووے تو ممنوع وحرام ہونا چاہیے
تہا اور آنحضرت کیواسطے اسکو علماء واجب فرماتے ہین اور ائمہ اسکو جائز رکھتے ہین اور یہ طریقہ سلف صالح ہے پس واضح ولائح ہے
کہ خشوع وخضوع واسطے آنحضرت صلعم کے کرنے عبادت لغیر اللہ لازم ہونا لازم نہین آتا ہی یہ بیعلمی گنگوہی کی ہے کہ
خشوع وخضوع کے سبب سے عبادت لغیر اللہ ہونا خیال کرے اور ہاتھ باندہنا مثلاً ناف کے نیچے وقت تعظیم
کی بھی عبادت کی ساتھ خاص نہین ہے بلکہ فقط ایک تعظیم اس سے مفہوم ہوتی ہے گنگوہی نے نماز مین ہاتھ باندہنا
دیکھہ لیا تو بیعلمی کے سبب سے یہی خیال فاسد کر لیا کہ یہ نماز ہی کا خاصہ ہے ہرگز نماز کا خاصہ نہین ہے بلکہ نماز ایک امر تعظیمی
ہی اوسمین فقط تعظیم کے واسطے ہاتھ باندہے جاتے ہین اور زیر ناف ہاتھ باندہنے مین تعظیم ہونا ہمارے علماء حنفیہ اسہی سے
ثابت کرتے ہین کہ بادشاہون وامراء کے روبرو خدام زیر ناف ہاتھ باندہکر تعظیم کیواسطے کہڑے ہین تو اسواسطے زیر ناف

نماز مین بھی ہاتھ باندہنا چاہئے چنانچہ امام ابن الہمام جنکو در مختار مین مجتہد لکھا ہی زیر ناف ہاتھ باندہنی کے بارہ جو
مذہب معشر حنفیہ کا ہی فرماتی ہین کہ احادیث سینہ پر اور زیر ناف باندہنی کے دونون ضعیف ہین موجب عمل
نہین ہین اسلیئے حوالہ کیا جاتا ہی معتاد و معہود پر کہ عادت ہاتھ باندہنی کی حالت قصد التعظیم فی القیام کہان ہے
ایا زیر ناف یا سینہ پر معہود و معتاد شاہد مین باندہنا ہاتھہ کا زیر ناف ہی تو زیر ناف باندہنا چاہیئے چنانچہ عبارت اِس
مضمون کی یہ ہے فتح القدیر شرح ہدایہ مین وکونہ تحت السرۃ او علی الصدر کما قال الشافعی لم یثبت
فیہ حدیث یوجب العمل فیحال علی المعہود من وضعہا حال قصد التعظیم فی القیام والمعہود فی ما
اشاھد منہ تحت السرۃ انتہی اور امام ابو محمد محمود بن عینی بھی نہایہ شرح ہدایہ مین نماز مین زیر ناف باندہنی مین
تعظیم ہونیکا ثبوت اسہی حوالہ سے ثابت کرتی ہین کہ بادشاہونکے روبرو ایسے ہی کیا جاتا ہی یعنے زیر ناف ہی تعظیم
کیواسطے اوقت قیام کے ہاتھہ باندہی جاتی ہین قلت الوضع تحت السرۃ الی التعظیم وابعد من التشبہ باھل الکتاب
واقرب الی سترۃ العورۃ وحفظ الازار عن السقوط ومقالۃ الماوردی ممنوع ووضعہما علی العورۃ
لا یضر فوق الثیاب وکذا لو کان بغیر حائل لان العورۃ لیس لہما حکم العورۃ فی حق نفسہ ولہذا
یضع المرأۃ یدیہا علی صدرہا وان کان عورۃ وما قلنا اقرب الی التعظیم کما یفعل بین یدی الملوک
انتہی ان دونون امامون معتبرین کے قول سے واضح ہی کہ نماز مین تعظیم قیام کی حالت مین زیر ناف ہاتھ باندہنے
اس سے ہی مفہوم ہی کہ بادشاہون کے روبرو ایساہی کیا جاتا ہی اس سے واضح ہی کہ دست بستہ قیام کرنا فقط تعظیم کیواسطے
ہی اور تعظیم کیواسطے چونکہ خارج مین بھی ہے اسواسطے نماز مین کیا جاتا ہی پس دست بستہ قیام نماز کے ساتھہ اور عبادت
کی ساتھہ خاص نہین ہے بلکہ اصل اسکی یہی ہے کہ فقط تعظیم بدون عبادت کیواسطے ہے گو نماز مین بسبب امور دیگر عبادت
مین شمار ہووے تو ہووے لکن خارج نماز کی وہی فقط تعظیم پر ہی رہیگا عبادت سے اوسکو کچہہ علاقہ نہین ہے
اور غیر کیواسطے قیام دست بستہ بخشوع کے عدم جواز کیواسطے حدیث و عبارت امام نووی پیش کی یہ اوسکی فہم
و علم کی نقصان کی دلیل واضح ہی اوسکو قیام دست بستہ بخشوع سے کیا علاقہ ہی اُس سے تو مراد ظاہر یہی ہے
کہ متبوع بیٹھا رہے اور خدام و تابعین اُسکے بیٹھے رہنے تک بغیر حاجت کھڑے رہین چنانچہ امام نووے رح کی عبارت سے
یہ واضح ہی اور یہ کھڑا رہنا اعاصم مال و منصب دنیاوی کے سبب سے ہووے چنانچہ عنقریب عبارت مجمع البحار مین
یہ آتا ہی اور یہ قیام بمعنے وقوف ہی جو منہی عنہ نہ بمعنی نہوض کی کہ اہل علم و فضل کیواسطے قیام کیا جاوے وقت خدام
کے اوسمین خشوع و دست بستہ بھی ہووے تو کچہہ مضائقہ نہین کیونکہ منہی عنہ یہ نہین ہے منہی تو وقوف کھڑا رہنا یا جلوس
متبوع کیواسطے دنیا کی ہے اور حضرت رض کے واسطے قیام کرنیکا امر آنحضرت صلعم فرما چکے اور قول سیدکم مشتق ہین

اور مشتق مبدا علت حکم ہوتا ہی چنانچہ گنگوہی بھی اسکو تسلیم کرچکا ہی پس قیام وجہ بیان سیادت ہوگئے نہ کوئی دوسرا
امر جیسا کہ بعض نے وہم کیا ہی اور آنحضرت صلعم منع فرمانا قیام اطور نہی عن المنکر کے نہ تہا بلکہ بطور شفقت و اتحاد
موجب لرفع الحشمۃ کے تہا اور جمہور علما قیام لاکرام اہل فضل کی جواز کی حجت حدیث قوموا الی سیدکم کو ہی قرار دیتی
ہین قال فی مجمع البحار وح قوموا الی سیدکم فیہ استحباب القیام عند دخول الافضل وھو غیر القیام المنھی
لان ذالک بمعنی الوقوف وھذا بمعنی النھوض ولیس ھو القیام الذی یتعاھدہ الاعاجم تعظیما
وانما کان سعد وجعا لما امی فی اکحلہ خادھم بالقیام لیغبوہ عن النزول من الحمار وللئلا ینفجر عرقہ
بالاضطرار ولو اراد التعظیم لقال قوموا السیدکم وفیہ نظر فان الی اقحم کانہ قیل قوموا واذھبوا
الیہ تلقیا وکرامۃ یشعر بہ وصف السیادہ واحتج بہ الجماھیر لاکرام اھل الفضل بالقیام اذا
اقبلوا القاضی ولیس ھو من القیام المنھی عنہ وانما ھو فیمن یقومون علیہ وھو جالس یمثلون
طول جلوسہ وح لا یقوموا کالاعاجم یعظم بعضھا بعضا ای لا یعظم لاجل مالہ ومنصبہ بل یعظم
اصلاحہ وعلمہ وح کانوا اذا راوہ لم یقوموا لہ وذلک للاتحاد الموجب لرفع الحشمۃ ومھما
صفت القلوب استغنی من تکلف اظھار ما فیھما والحاصل ان القیام وترکہ بحسب الازمان و
الاحوال والاشخاص انتہی اور رد المحتار مین مشکل الاثار امام طحاوی سے منقول ہی کہ قیام بعینہ مکروہ نہین ہے
مکروہ محبت قیام اوسکے واسطے کہ قیام اوسکے لئے کیا جاتا ہی اور ابن وہبان سے منقول ہے کہ ہمارے زمانہ مین یہ
قیام مستحب ہونا چاہیے اسلیئے کہ اسکے ترک سے کینہ و بغض عداوت پیدا ہوتی ہے خصوصا جسجگہ عادت اس قیام کی ہو اور
اور قیام مذموم منہی عنہ اوس شخص کے حق مین ہے جو اپنے روبرو کہڑا رہنا جلوس تک دوست رکہتا ہو اور عنایہ
وغیرہ مین شیخ حکیم ابی القاسم سے منقول ہی کہ غنی کیواسطے قیام کرتے تہے اور تعظیم اوسکی کرتے تہے اور فقرا
وطلبا کیواسطے نہین کرتے تہے اس حال سے سوال کی گئی تو جواب دیا کہ غنی یہی تعظیم کی توقع رکہتی ہین
ترک سے ضرور تکلیف پاتی ہین اور فقرا و طلبا فقط طمع جواب سلام و کلام ہوتی ہین فی مشکل الاثار القیام لغیرہ
لیس بمکروہ بعینہ انما المکروہ محبۃ القیام لمن یقام لہ فان قام لمن لا یقام لہ لا یکرہ قال ابن وھبان
اقول وفی عصرنا ینبغی ان یستحب ذلک ای القیام لما یورث ترکہ من الحقد والبغضاء والعداوۃ لا
سیما اذا کان فی مکان اعتید فیہ القیام وما ورد من التوعد علیہ فی حق من یحب القیام بین
یدیہ کما یفعلہ الترک والاعاجم اہ قلت یؤیدہ ما فی العنایۃ وغیرھا عن الشیخ الحکیم ابی القاسم
کما اذا دخل علیہ غنی یقوم لہ ویعظمہ ولا یقوم للفقراء وطلبۃ العلم فقیل لہ فی ذلک فقال الغنی

بتوقع التعظیم فلو ترکتہ تنضرر والفقراء والطلبۃ انما یطمعون جواب السلام والکلام معہم متعلم
فی العلم وتمام ذلک فی رسالۃ النشر نیلا الی انتہی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوۃ مین فرماتے ہین
وہم طیبی از محی السنہ نقل کردہ کہ اجماع کردہ اند جماہیر علماء براین حدیث براکرام اہل فضل از علم اصلاح یا شرف بقیام و امام
محی السنہ محی الدین نووی رحمۃ اللہ گفتہ کہ این قیام مر اہل فضل را وقت قدوم آوردن ایشان مستحب است و احادیث
درین باب ورود یافتہ و در نہی ازان صریحا چیزے صحیح نشدہ و در مطالب المؤمنین از قنیہ نقلکردہ کہ مکروہ نیست قیام جالس
از برائی کسیکہ در آمدہ است بروی بجہت تعظیم و قیام مکروہ لعینہ نیست بلکہ مکروہ محبت قیام است از کسیکہ قیام
کردہ شدہ است برائی وے و اگر وی محبت قیام ندارد و قیام برائی وے مکروہ نبود و قاضی عیاض مالکی گفتہ کہ قیام
منہی عنہ در حق کسی ست کہ نشستہ باشد و ایستادہ باشند پیش وی مردم تا نشستن وی چنانچہ در حدیث بیاید
و در قیام و تعظیم برائے اہل دنیا بجہت دنیائی ایشان وعید شدید وارد شدہ مکروہ است در غایت کراہت انتہی
ان عبارات فقہاء و محدثین و محققین معتبرین سے جواز و استحباب قیام واسطے غیر کے ثابت ہے اور قیام منہی عنہ سب کے
نزدیک وہی کہ جسکے واسطے قیام کیا جاوے وہ دوست رکہتا ہووے کہ اوسکے روبرو لوگ کہڑے رہین اوسکے
بیٹہے رہنے تک اور حدیث جو گنگوہی نے نقل کی اوسکے یہی معنی علماء محققین فقہاء و محدثین نے قرار دیے ہین اور منہی
قیام کو اسیہی مین منحصر جانا ہے گنگوہی دست بستہ قیام کرنے کے عدم جواز کیواسطے ان حدیث کو پیش کرتا ہے
قیام دستہ بستہ بخشوع و خضوع کے تحقق کیواسطے یہ لازم نہین کہ جلوس جالس تک ہووے اور قیام کردہ
شدہ کی محبت بہی ہووے اور واسطے دنیا دار کی بجہت دنیا کے ہووے جو ممنوعات ہین لیس جو حدیث
سے ثابت ہے وہ قیام دستہ بخشوع مین لازم نہین اور قیام دست بستہ بخشوع مین اوسکے نفی حدیث مذکور سے
ثابت نہین گنگوہی ایسے ہی بے محل احادیث و اقوال علماء پیش کر دیتا ہے اور ملا علی قاری کا قول جو شرح
عین العلم سے نقل کیا بعد تصحیح نقل کی اوسکی بھی وہی معنے ہین کہ یا جلوس جالس قیام کیا جاوے اور اوسکی
محبت ہو و دنیا کے سبب سے کیا جاوے تا کہ تمام علماء کے موافق قول ملا علیقاری ہو جاوے اور امام نووی نے
علاموں و تابعین کے کہڑے ہونیوالونکی کہڑے ہونیکی ممنوعیت کو مقید ساتھ غیر حاجت کے اس سے واضح ہے
کچہہ حاجت و مصلحت ہووے تو جلوس جالس تک بہی کہڑا رہنا درست ہے اور ہمارے فقہاء حنفیہ بہی اُسکے قائل ہین
چنانچہ اعوان قاضی کا کہڑا رہنا قاضی کے روبرو واسطے تحقق ہیبت کے درست فرمائی ہین اور فرماتے ہین کہ قاضی حکم کے
واسطے بیٹہے تو ایک شخص واسطے منع کرنے لوگونکی تقدم سے طرف قاضی کی کہڑا رہے اور منتخ میں روبرو
قاضی کے کہڑا کرے اور خصومت کیواسطے قیام محدثات مین ہے واسطے حاجت کی ہے ابن عمر رضہ وقت سفر کے

ایک شخص بدادب ہمراہ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ شر کو ساتھ شر کے دفع کیا جاتا ہی الغرض لوگونکی حالات وآداب
مختلف ہین اور ان زمانون مین امور وسفہا پیدا ہوگئے سو موافق مقتضی حال عملکرنا چاہئے اور ارادہ ایسے امورسے جرکا ہووے
زحشمت النفس جو عجب کیطرف پہونچاوے قال فی فتح القدیر ویقف اعوان القاضی بین یدیہ لیکون
اھیب الی ان قال قیل ینبغی ان یقوم بین یدیہ اذا جلس للحکم رجل یمنع الناس من التقدم الیہ
معہ سوط یقال الجلواد وصاحب المجلس یقیم الخصوم بین یدیہ علی البعد والشہود تقرب
من القاضی واعلم ان القیام بین یدی القاضی للخصومۃ لم یکن معروفا بل ان یجلسہم علی ما ذکرنا فہذ
ایضا من المحدثات بما فیہ من الحاجۃ الیہ وعن ابن عمر رض انہ کان اذا سافر استصحب رجلا سیئ
الادب فقیل لہ فی ذلک فقال اما علمت ان الشر بالشر یدفع والمقصود ان الناس یختلفوا الا
حوال والادب وقد حدث فی ہذہ الازمان امور وسفہا فیعمل بمقتضی الحال یراد الخبر لاحشمۃ النفس
المودی الی الاعجاب انتہی وقال الامام العینی فی شرح الہدایۃ ویقف اعوان القاضی بین یدیہ
لیکون اھیب فی اعین الناظرین انتہی دوسرے کتب فقہ مانند رد المحتار مین بہی یہی موجود ہے قیام آنحضرت
صلعم کے واسطے کرنا گنگوہی جائز جانتا ہی چنانچہ اوسکے اقوال براہین سے ظاہر ہے خشوع ودست بستہ اوسکے
ساتھ ضم کرکے اوسکو عبادت بنانا بدلیل شرعی کے چاہیے واضح ہی کہ اگر خشوع بدون عبادت کے نہوتا عین
یا مساوق وملازم عبادت کا ہوا اور دست بستن بہی ایسا ہی ہوتا تو اونکے انضمام سے قیام کو عبادت کہدیا جاتا
اور جب معلوم ہولیا کہ خشوع واسطے آنحضرت صلعم کے وقت ذکر اسم مبارک ومسرت وحالات کے ہر مسلمان
کو کرنا لازم ہی تو یہ عبادت بغیر اللہ نہین ہے اور خارج نماز کے ہاتھ باندہ کے کہڑے ہین تعظیم معلوم کرکے نماز مین
بہی ہاتھ باندہنیکا جواز علماء ثابت کرتے ہین اور یہ بہی عبادت لغیر اللہ نہین ہوا پس ان دونونکے معنی خشوع دست
بستن کے انضمام سے قیام عبادت نہوا پس عبادت کہنا اسکا باطل ہوا اور جو قیام کے منع ہونیکو واسطے گنگوہی
نے پیش کیا اوس سے قیام لغیرہ ردنہین ہوا فقط ایک قسم خاص قیام کی ہے جو یہان صادق نہین ہے ممنوع ہے
بلکہ وقت حاجت ومصلحت کے خصوصا اس زمانہ مین جلوس جالس تک بہی قیام کا جواز عبارات علماء سے
معلوم ہوا پس قیام میلاد شریف کے محفل کا حرام ومکروہ ہونا شرک ہونا نہ کسی دلیل قابل قبول سے وہ نہ کسی
معتبر کے قول سے ثابت ہوا وہی جو مولف انوار کی تقریر کے موافق مباح دیناو تعظیم آنحضرت صلعم مستحب وبنابر
استحسان علماء وفضلاء بلاد اسلام کے مستحسن رہا مولف انوار نے کہا تہا کہ قیام دست بستہ شرک ہوا تو علماء وقت
آنحضرت صلعم کیونکر جائز کہتے ہیں اور اس پر عبارت جذب القلوب کی نقل کے در وقت سلام آنحضرت صلعم وقوف در آنجناب باعظمت

دست راست بر دست چپ نہد در حالت نماز کرمانی کہ از علماء حنفیہ است تصریح باین معنی کردہ انتہی اور مولف انوار نے
کہا کہ ملا علیقاری نے یہ دست بستہ قیام کتاب درمضیہ سے نقل کیا اور مولف نے عبارت علامہ محمد بن سلیمان
مکی کی کتاب حاشیہ مناسک خطیب شربینی کی نقل کی فالاولی وضع یمینہ علی یسارہ کالصلوات کما اقتصر
علیہ فی الحاشیہ وافرہ ابن علان وآخر کلامہ فی الجوہر بشیر الیہ اور فتاوی عالمگیریہ سے یہ عبارت نقل کی
باب زیارت قبر شریف سے ویقف کما یقف فی الصلوۃ انتہی ان عبارات سے ظاہر ہو کہ علماء حنفیہ شافعیہ کے
نزدیک نماز کا سا قیام دست بستہ جائز ہے واسطے زیارت آنحضرت صلعم کے پس خوب واضح ولائح ہے کہ دست بستہ
قیام مانند نماز کے عبادت ہوتا اور غیر اللہ کیواسطے ناجائز و شرک ہوتا جیسا کہ زعم فاسد گنگوہی کا ہی تو علماء متبحرین
کیونکر واسطے زیارت آنحضرت صلعم کی اسکو جائز کہتے گنگوہی کی تمام تقریر لغو ولچر ہو گئی کہ دست بستہ بخشوع قیام کو
عبادت بتاتا تہا **گنگوہی** اوسکے جواب مین حیران و پریشان ہو کر یہ کہنے لگا کہ پہلے قول مین تصریح ہوئی کہ یہ
مسلہ زیارت کا مختلف ہے اور دونون روایت نقل ہوئین اور کرمانی مجیز اسکا ہی شیخ عبد الحق بہی اوس سے نقل کرتے ہین
اور علیقاری نے بہی یہان اسکو اختیار کیا ہی لہذا علی قاری شرح عین العلم مین اسکو حرام لکہتے ہین اب فرق مجوزین
کی نزدیک یہان یہ ہی کہ اسجگہ استقبال قبلہ نہین وہ قبلہ کہ معین اور مشخص ہو رہا ہی پشت پیچہے ہو جاتا ہی تو قطعاً مخالفت
ہیئت صلوۃ کی ہو گئی اور مظان شرک ہی نہین کہ حیوۃ النبی موجود ہین اور یہان مولود مین کوئی جہت مشخص
نہین دوسرے مظان شرک ہی کہ عوام کا عقیدہ حاضر ہونیکا ہے پس اسمین اور اوسمین فرق ہو گیا پس تعامل حرمین
زیارت مین حسب روایت احادیث کی اگر ہے تو فارق موجود ہے اور پہر خلاف قیاس ہے دیکہو کہ صلوۃ جنازہ مشابہ
بشرک ہے مگر اجازت ہو گئی تو اب امام صاحب غائبانہ صلوۃ جنازہ کو جائز نہین کہتے اور تکرار کو منع کرتے ہین پس
زیارت پر قیاس کر کے اس قیام کی اجازت نہین نکل سکتی **اقول** وباللہ التوفیق مولف انوار کے مطلب و مقصود
کو گنگوہی سمجہتا ہی نہین ہے اٹکل پچو واہی تباہی کہنا شروع کر دیتا ہی مولف انوار نے تو اپنی تقریر سے منقول
علماء اس قول سے ڈول وہابیہ کو رفع کیا کہ قیام دست بستہ عبادت ہی اور شرک ہی باین طور کہ قیام دست بستہ
کو عبادت ہونا لازم ہی تو جسجگہہ قیام دست بستہ پایا جاوے تو عبادت ہووے اور جسجگہہ غیر اللہ کیواسطے قیام
کیا جاوے تو شرک لازم آوے اور حال آنکہ زیارت قبر آنحضرت صلعم قیام دست بستہ کو علماء نے جائز لکہا ہے
اور کسی نے یہ عبادت غیر اللہ قرار دیکر شرک نہین کہا پس واضح ولائح ہے کہ علماء کے نزدیک قیام دست بستہ
عبادت لازم نہین ہے اور غیر اللہ کے واسطے کرنے سے شرک لازم نہین آتا ہی یہ مطلب صاف عبارت انوار ساطعہ
سے واضح ہے گنگوہی اردو زبان کے مطلب کو بہی نہین سمجہتا ہی اور رد انوار ساطعہ کے واسطے باوجود عدم لیاقت

مناظرہ کی اپنی ٹانگ اڑادی ہے یہ جو گنگوہی نے کہا ہی کہ زیارت کا مسئلہ مختلف ہی بالفرض مختلف ہووے تو قیام دست
بستہ کیواسطے عبادت کا لزوم و غیر اللہ کیواسطے قیام دست بستہ کرنے شرک کا ثبوت اہل خلاف نہیں فرماتے ہیں پہر
مختلف ہونے مولف انوار کو کیا نقصان اور گنگوہی کو کیا فائدہ ہوا اور مسئلہ کے خلافی ہونیکے واسطے درر مضیہ کی پہلی قول کی
یہ عبارت نقلکی ہے هل یضع یمینه علی شماله ام لا ههنا خلاف ثم قال الكرمانی یصح وقال غيره الاولى
الارسال لیلا یشبه بالمصلی انتہی یہ عبارت گنگوہی نے براہین کے صفحہ ۲۰۲ مین نقل کا گنگوہی کی خیانت کرنا عبارات
کتب اوپر معلوم ہوچکا ہی اور کتاب درر مضیہ اسوقت موجود نہیں ہے معلوم نہین گنگوہی نے اس عبارت مین بہی
خیانت یا مخالف عادت کے پوری بے زیادت و کمی کے نقلکر دی اس سے درگذر کرکے ہم کہتے ہین کہ لفظ انتہی درمیان
عبارت کے موجود ہی اوس سے واضح کہ لفظ انتہی سے قبل کی عبارت کسی دوسرے کے مولف درر مضیہ نے نقلکی ہے اور
اوسمین لفظ فقیہہ خلاف واقع بعد لفظ انتہی کے مولف درر مضیہ اوس خلاف کو بیان کرتے ہین کہ کرمانی نے داہنے ہاتھ کو بائین
پر رکہنا صحیح کہا ہی و غیر کرمانی نے ارسال یعنے ہاتھ چہوڑ رہنے کو اولی کہا ہی تاکہ مشابہ نمازی کی ہووے اس بیان
خلاف سے جو مولف درر مضیہ نے بیان کیا ہی واضح ہی کہ خلاف اولیت مین ہی اور غیر کرمانی نے ہاتھ نہ باندہنا
اولی کہا ہی جس سے ثابت ہی کہ مخالفین ہاتھ باندہنا اولی نہیں جانتے ہین اور یہ ظاہر ہی کہ اولی نہونے سے عدم جواز
ثابت نہیں ہوتا ہی بلکہ اولی کے نفی مشعر جواز غیر اولی کی ہے پس خلاف جواز مین نہیں ہے اولی و غیر اولی مین ہے
ہاتھ باندہنا جائز دونون فریق کے نزدیک ہی اور ملا علیقاری کا قول شرح عین العلم سے صفحہ ۲۰۱ گنگوہی نے یہ
نقل کیا ہی فکما لا یجوز ان یسجد احد لاحد لا یجوز ان یرکع وکذا القیام علی هیئة الموقوف فی الصلوة
لحدیث من سره ان تمثیل له الرجال فتبوأ مقعده فی النار انتہی بعد تصحیح نقل بلا تغیر حرف کے جواب
اسکا یہی ظاہر ہی کہ جب ملا علیقاری نے قیام دست بستہ کو زیارت کیواسطے احصار کر لیا ہی جیسا کہ خود گنگوہی
اقرار کرچکا ہی تو شرح عین العلم مین اونکا یہ قول ہے اس سے مراد کسی محل خاص کا قیام ہی کہ وہ قیام کسی جالس کے
جلوس تک فقط واسطے حشمت و عجب کے ہووے جسطرح منکرین کیواسطے غلام و تابعین کیا کرتے ہین اور
اسی استدلال حدیث سے ہی جو ملا علیقاری نے کیا ہی اور اس حدیث تمام علما محققین معتبر ہین یہی قیام مذکور مراد لیتے
ہین جو ہم نے ذکر لیا ہی چنانچہ عبارت مجمع البحار و شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح سے معلوم ہے پس ملا علیقاری
قیام زیارت و قیام میلاد کو حرام نہین کہتے ہین گنگوہی اپنی خوش فہمی سے اونکے قول سے یہ خیال پر استدلال
کرے تو ملا علیقاری کا اسمین کیا قصور ہے جب گنگوہی اردو عبارت سلیس مولف انوار کا مطلب نہین سمجہتا ہے
تو شرح عین العلم کی عبارت کا مطلب کسطرح سمجہہ سکتا ہی پس جب قیام دست بستہ زیارت آنحضرت

صلعم کا عدم جواز کسی معتبر کے قول سے ثابت نہوا و فقط اولیت مین خلاف ہو اقطع نظر اس سے جو موافق استحسان
علماء حرمین و دیگر بلاد کی ہے وہی اولی نہ غیر اوسکا تو قیام دست بستہ بخشوع و خضوع کا عبادت و غیر مین پایا
جانا اسکا شرک نہ ہونا منقوض ہوگیا مقصود اس محل مولف انوار یہی تہا وہ برقرار رہا اور گنگوہی نے جو کجفہمی
بیفہمی سے کہا تہا بر باد رہا اور گنگوہی جو قیام زیارت قبر آنحضرت صلعم کے جواز و بطلان شرک ہونیکی یہ جواز
گذارتا ہی کہ استقبال قبلہ یہان نہین ہوتا ہی اور حیوۃ النبی موجود ہین تو بہی مولف انوار کو مضر نہین ہے کیونکہ اسکی
غرض قیام دست بستہ بخشوع کو جو غیر اللہ کیواسطے کیا جاوے اوسکا عبادت لغیر اللہ ہونیکو اور شرک ہونیکو
جیسا کہ یہ گنگوہی کہتا چلا آتا ہی منقوض کرنا ہی وہ یہان حاصل ہے کیونکہ قیام دست بستہ یہان موجود ہی اور عبادت
لغیر اللہ و شرک نہین ہے اور گنگوہی فقط اسیقدر کو شرک کہتا تہا وہ باطل ہوگیا اور اسوجہ سے جو قیام دست بستہ
زیارت قبر آنحضرت صلعم کو مجوزین کے نزدیک جائز بتاتا ہی تو یہ بہی تاویل الشئے بما لا یرضی بہ قائلہ ہے اسوجہ کا سبب سے
مجوزین کے نزدیک جائز ہونا کو مسئلے کی مجوزین سے ثابت ہی کیون نہین جائز کہ عدم استقبال قبلہ و وجود حیوۃ النبی
اونکے نزدیک وجہ جواز قیام مذکور نہووے فقط ادب وجہ ہووے اسیہی وجہ ادب کے سبب سے قیام میلاد کو علماء نے
اس حیثیت مستحسن جانا ہی اور کسی نے عدم استقبال قبلہ کو شرط نہین کیا ہی گنگوہی اگر سچا ہی کہ استقبال
و استدبار قبلہ و موجودگی حیوۃ النبی و عدم موجودگی وجہ جواز و عدم جواز قیام دست بستہ کی ہے تو علماء محققین کی
تصریحات اسبارہ مین دکہاوے ورنہ گنگوہی کی ہذیانات کون تسلیم کرتا ہی اور بلا دلیل ایسی شرعی و عقلی یہ وجہ جواز و عدم
جواز کسطرح کوئی عاقل مانیگا اور فرق بیفہمی سے جو نکال رہا ہی یہ کوئی دلیل شرعی نہین ہے کیونکہ یہ فرق کا مسلم ہو و
اور یہ جو کہا کہ برخلاف قیاس ہے دیکہو صلوۃ جنازہ مشابہ شرک الخ قیام زیارت آنحضرت صلعم کو مانند نماز جنازہ کے
خلاف قیاس رکہنا اور نماز جنازہ کو مشابہ بشرک کے ہونیکی وجہ سے امام صاحب کے نزدیک غائبانہ نہونا اور تکرار
ناجائز ہونا سراسر جہالت مسائل فقیہ سے ہے قیام زیارت کو خلاف قیاس جائز یہ گنگوہی کہتا ہی تو جواز اوسکا
ظاہر ہی کہ کسی نص صریح قرآن و حدیث و اجماع مجتہدین سلف سے تو ثابت ہوا ہی نہین ہے ہان استحسان
حرمین و علماء سے ثابت ہی پس یہی وجہ قیام میلاد شریف مین موجود ہی یہ معنے خلاف قیاس ہین تو خبر خلاف قیاس ہے
صحیح ایسے سے خلاف قیاس ہے قیام میلاد کا ہی ثبوت پر فرق کرنا گنگوہی کا باطل ہوا قیام میلاد کے اجازت کو منع
کرنا تہا وہی نکل آئی اس ہے لکن مانند نماز جنازہ کے خلاف قیاس نہوا کیونکہ وہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے قرآن حدیث
و اجماع تینون سے ثبوت اوسکا ہی فرضیت اوسکی آیت قرآن وصل علیہم ان صلوتك سکن لہم سے ثابت ہے
چنانچہ فتح القدیر مین موجود اور احادیث اسبارہ مین بے شمار وارد ہین اور اجماع اس پر ہونا واضح ہے منکر اس سے

کافر ہو پس ثبوت اس کا نص غیر معقول سے سبب اور عقلی اوس کا مقتضی نہین ہے و قیام دست بستہ کے جواز کو قیاس
و عقل مقتضی ہے اسہی واسطے علماء نے نماز مین حالت قیام مین دست زیر ناف بستن کو اس سے ثابت کیا کہ بادشاہ
ہون کے ساتہی خدام دست بستہ زیر ناف کہڑے ہوتے ہین واسطے تعظیم کے یہان نماز مین بہی جو محل تعظیم ہے ایسا ہی
چاہی پس قیام ہاتہ باندہنا واسطے ادب و تعظیم کے ہوا یہ امر معقول ہے جسطرح زیارت کی قیام مین ادب و تعظیم اسکو
جانتی ہے قیام میلاد مین اسکو مقتضی ہے پس خلاف قیاس باین معنی نہین ہے ہان اس معنے کے اعتبار سے اگر
گنگوہی خلاف قیاس بتاوے استحسان سے ثبوت ہوا ہے اور یہ امر عقلی و قیاس اوسکے فہم ناقص مین نہ آوے
تو ہمکو مضر نہین ہے لکن گنگوہی مفید نہین بلکہ ہمکو مفید ہے کہ اوس معنے خلاف قیاس کے اعتبار سے قیام میلاد بہی
ثابت ہو یہ سب حال گنگوہی کا معلوم کرنا چاہیے کہ امام صاحب کے نزدیک نماز جنازہ غائبانہ اور تکرار کا عدم جواز بتاتا ہے
گنگوہی نے مسائل فقہیہ کسی سے سنی ہی ہوتا تو ایسا واہی تباہی نہ بکتا ہدایہ مین موجود ہے واسطے عدم جواز تکرار نماز
جنازہ کی فرض اول نماز کے ساتہ ادا ہوگیا اور نفل نماز جنازہ کے مشروع نہین ہے اور اسلیے کہ آنحضرت صلعم
کی قبر بالکل بطور نفل نماز گذارنا چہوڑ رکہا ہے تمام اہل اسلام نے تکرار جائز و مشروع ہوتی تو کیون چہوڑ دیتے
لان الفرض یتادی بالاول والنفل بہا غیر مشروع و ہذا رأینا الناس ترکوا عن آخرہم الصلوۃ علی قبر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ہو الیوم کما وضع انتہی اور غائبانہ اسواسطے جائز نہین ہے کہ شروط صحت نماز
جنازہ مین سے یہ ہی ایک شرط ہے کہ میت کے روبرو نماز کی ہووے چنانچہ فتح القدیر مین ہے و شرط صحتہا
اسلام المیت و طہارتہ و وضعہ امام المصلی فلہذا القید لا یجوز علی غائب ولا حاضر محمول انتہی اور
مشابہ شرک ہونا علت عدم جواز تکرار و غائبانہ کو کسی نے نہین قرار دیا ہے اور کسی امام سے یہ نقل نہین کیا کہ مشابہت
شرک علت عدم جواز تکرار و غائبانہ کہ یہ سراسر سخن سازی گنگوہی کی ہے جو یہ وجہ قرار دیتا ہے کتب فقہ پڑہی ہوتی
یا صحبت کسی عالم فقیہ کی کی ہوتی تو ایسے مضریات سے امن اسکو ہوتی یہ ثمرہ جہالت ہے یہ جو کہا گنگوہی نے کہ
اجازت ہوگئی تو اب امام صاحب غائبانہ صلوۃ جنازہ کو جائز نہین کہتے ہین اور تکرار کو منع کرتے ہین تو عجب بے معنی کلام
ہے جس سے واضح ہے کہ اجازت سبب جائز نہ کہنے و منع کا ہے غیر غائبانہ و غیر تکرار کے ہماری اجازت غائبانہ و تکرار جائز کہنے کو
کب مقتضی ہے یہان اسطرح کہتا کہ اجازت ہونے غائبانہ و تکرار کے موجب جائز کہنے و منع کا ہے تو درست ہوتا یہ قول
گنگوہی مگر یہ فہم کہان ہے گنگوہی کو مولف انوار ساطعہ نے قیام دست بستہ زیارت قبر آنحضرت صلعم کے علماء
حنفیہ و شافعیہ سے جواز کذب جذب القلوب و فتاوی عالمگیریہ سے ثابت کر کے کہا تہا کہ اس قیام دست بستہ مین
و احتمال ہے مین ایک کہ علماء نے اسکو اسلیے جائز کہا کہ قیام دست بستہ عبادت نہین ہے اور مخصوص خدا تعالی کے ساتہ

نہین ہی جیسا کہ شاہ عبد العزیز وغیرہم سے منقول ہوا پس آنحضرت صلعم کے واسطے قیام کرنیمین مضائقہ نہین ہے
اور دوسرا احتمال یہ ہی کہ شاید سمجھے ہون آنحضرتؐ تعظیم کیواسطے ایسا قیام کرنا غیر اللہ کے تعظیم نہین ہی اور
اس پر مولف انوار نے آیات من یطیع اللہ فقد اطاع اللہ و ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ و ترجمہ
شاہ عبد القادر صاحب عبارات تفسیر روح البیان نقلکر کے کہا کہ یہ قیام دست بستہ عبادت ہوا جیسا مذہب
علما و فقہا کا ہے تو محفل مولد قیام شرک و کفر ہرگز نہوا **اوس پر گنگوہی** کا ہذیان ہی صفحہ ۲۰۴ مین ونیز
احتمال نہین مولف کی خطاء فہم کا یقین ہے یہ امر خلاف قیاس ہے کہ روضہ مطہرہ پر سلام کرنیمین منقول ہوا ہے
وہ علیقاری کہ یہان جائز کہتی ہین وہ ہی اوسکو اور مواقع مین حرام لکہتی ہین صلوۃ جنازہ مین مردہ کو آگے
رکہکر نماز پڑہنا درست ہی حالانکہ دوسرے جگہہ درست نہین نور الانوار مین کہتا ہی وکذلك صلوۃ الجنازۃ
فی نفسہا بدعۃ مشابہۃ بعبادۃ الاصنام **اقول** و باللہ التوفیق مولف انوار کے خطاء فہم کا یقین بنانا ہے
یہ گنگوہی مولف انوار خطاء فہم کا یقین تو کیا وہم ہی کسی منصفین کو نہوگا گنگوہی کی جہل مرکب کا یقین عاقلین کو
ایسے واہی تباہی اقوال گنگوہی سے ہی خلاف قیاس ہوتا جو ہوا ہے وہ قیاس کسی نص غیر معقول سے تو
ثابت ہی نہین ہے اقوال علما سے ہی اوسکا ثبوت نہین ہوا ہے اور کسی نے اس بارہ مین کوئی نص قرآنی و حدیث
نبوی و اجماع مجتہدین سلف ہی نہین نقل کیا ہی پہر اسکو خلاف قیاس ٹہرانا کہ اسکی کوئی علت و وجہ نہ نکلے
اور احتمال کسی علت و وجہ کا نہووے سراسر جہالت ہے اور بناء فاسد علی الفاسد ہے بچہ بہی جانتا
ہی کہ اسطرح قیام واسطے ادب کے ہوتا ہی شاہد ہین اسلیئے نماز دست بستن زیر ناف قیام بہی شاہد ہے جاننا
اسکا ثابت کرنا اوپر گذرلے ہے خلاف قیاس لفظ گنگوہی نے سنلیا ہی معنے سے وقوف اوسکو نہین ہے پہر ملا علیقاری
کی حرام کہنی کو ذکر کرتا ہی ملا علیقاری نے قیام دست بستہ کو آنحضرت صلعم کے کہین حرام نہین کہا یہ خطاء فہمی
سخت گنگوہی کی ہے اور جسکو کہتا ہی وہ دوسری چیز ہے اور وہان محبت قیام اور اہل دنیا کے واسطے بغیر حاجت
حفظ عجب کے واسطے ہووے مراد ملا علیقاری کی جیسا کہ اسکی تصریح اوپر دوسرے علما کے اقوال سے گذر چکی
حتی الامکان تطابق کلام علما مین انسب ہے اس مراد مین تطابق ہے پس باوجودیکہ یہ ممکن ہے اعتراض اس لیے کرنا
داب محصلین کے خلاف ہے اور صلوۃ جنازہ پر قیاس کرنا قیام کو سراسر نادانی ہے کوئی وصف جامع قیام صلوۃ
جنازہ مین موجود نہین ہے جس کے سبب سے قیاس جائز ہو قیام کا صلوۃ جنازہ پر اول اس سے گنگوہی عدم جواز نماز
و عدم جواز غائبانہ نماز جنازہ امام صاحب کے نزدیک سبب مشابہت شرک کے بیان کرچکا ہے اسکا مبنی بہی عبارت
نور الانوار سے منے زعم کیا ہی یہ بہی سراسر نادانی ہے کیونکہ عبارت نور الانوار مین نماز جنازہ کو جو مشابہ عبادت

اصنام کہا ہو تو اس سبب سے کہا ہو کہ میت حاضر ہوتی ہی روبرو نمازیون کے کہ وہ مانند پتھر کے ہے چنانچہ یہی
وجہ حاشیہ نور الانوار مین لکھی ہے قوله مشابهة الخ لحضور الميت الذی هو كالحجر بين يدی المصلين انتهى
پس اگر غائبانہ عدم جواز نماز جنازہ کی یہی وجہ مشابہت عبادت اصنام کی ہوتی تو یہ وجہ تو عدم جواز کو مقتضی
نہین ہے کیونکہ غائبانہ کی حالت مین مشابہت عبادت اصنام مفقود ہے بسبب عدم حضور میت کے کہ وہ مانند حجر
کو ہے پس چاہئی تہا کہ جائز ہو جاتے وحال آنکہ جائز نہین ہے اگر گنگوہی لکھے ہماری غرض یہی کہ قیاس تو چاہتا ہی کہ
جائز ہو جاوے بسبب فقدان وجہ مشابہت عبادت اصنام کی کہ وہ عبادت شرک ہی لکن یہ خلاف قیاس ہے اسواسطے
جائز نہین ہے اور باوجود مشابہت اصنام کے قیاس چاہتا ہی کہ جائز نہووے لکن خلاف قیاس ہے بسبب اجازت شارع کے جائز
ہی تو جواب اوسکا توفیق احدیہ ہی کہ من الوجوہ بالکل نماز جنازہ قیاس نہین ہے باین معنی کہ کوئی وجہ جواز کے قیاس مین آوے بلکہ
فقہا جواز وجہ ارقام فرماتی ہین چنانچہ گنگوہی کی عبارات منقولہ از نور الانوار کے متصل ہے نور الانوار مین وجہ جواز وحسن
ہونیکی موجود ہے کہ یہ نماز جنازہ اسوجہ سے حسن ہونے کہ اسمین قضاء حق مسلم کیا جاتا ہی چنانچہ یہ ہے وانما حسنت
لاجل قضاء حق المسلم وهو يحصل بمجرد صلوة الجنازة لا يفعل بعدها ۲ انتهى پس جب وجہ جواز
فقہا فرمائے اور وجہ معقول ہے پس خلاف قیاس نہوئی پس خلاف ہونیکے سبب جواز عدم و عدم جواز نہوا بلکہ تکرار اسکے
شرع عبث دلیل شرعی سے ثابت نہین ہے اور نماز روزہ کے امور مثلاً محصور و محدود ہین بدون توقیف کے ثابت
نہین ہوتی ہین اسلئے تکرار جائز نہین ہے اور نماز جنازہ واسطے قضاء حق میت مسلمان کے ہے وہ ایکبار سے ادا
ہوگیا پھر تکرار کے کیا معنے الغرض عبارت نور الانوار کا بیان نقلکرنا اور اسکا حوالہ دینا کسیوجہ سے راست و مستقیم
نہین ہے گنگوہی نے کسی سے عبارت سنلی ہوگی بے موقع و بے محل اسہی جگہہ اوسکو لکھدیا اس سے کچھ نہ بحث کہ
مناسب ہے یا نہین الغرض گنگوہی نے قیام دست بستہ کے عبادت ہونیکا اور غیر اللہ کیواسطے کیا جاوے
تو اُس قیام کے شرک ہونیکا ادعا کیا تہا وہ مولف انوار کے تقریر دلپذیر سے باطل اور گنگوہی نے بہت کچھہ
ہاتھہ پاؤن اور قیام میلاد کا عدم جواز ثابت کرنا چاہا کچھہ نہوسکا اور نہ دلیل شرعی قابل قبول سے عدم جواز
نہ ثابت کرسکا اور مولف انوار نے مباح ہونا اور بقصد تعظیم چونکہ کیا جاتا ہی اور تعامل و استحسان علماء بلاد اسلام
کا اس قیام پر واقع ہے مستحب و مستحسن ہونا ثابت کردیا اقوال علماء دہی اس کے استحسان کے بارہ مین نقلکردی
اور شکوہ شک وہابیہ کو بہی اوٹہا دیا جو کچھہ مولف کے اقوال روشن دل نور کے آفتاب پر خاک ڈالنا
اس گنگوہی نے چاہا تہا اوسکی خاک اسیکے منہہ مین پڑنا ہمارے اقوال سے واضح ہوگیا وہ آفتاب ویسا ہی
شعاع ریز رہا اور قوی البصر لوگونکو فیض رسان رہا اگرچہ شپرچشمان مانند گنگوہی اس سے محروم رہین تو رہین

آفتاب کا اس مین گناہ کیا گناہ ہی اونکی بصارت کا نقصان وقصور ہے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
حمقاء وہابیہ عبارت سیرت شامی جرت عادت کثیر من المحبین اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان یقوموا تعظیماً لہ صلی اللہ علیہ وسلم وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا سے قیام میلاد شریف کا بدعت
سیئہ ہونا ثابت کرتے ہین اونکی جواب مین مولف انوار نے کہا کہ یہ قیام بسبب عدم وجود زمانہ آنحضرت صلعم وصحابہ
رضیہ کی بدعت ہونا مسلم ہے لیکن یہ ضلالت کو مستلزم نہین ہے مجتہدین ومحدثین کے نزدیک بدعت حسنہ وغیرہم لکن
بدعت حسنہ کے ندب پر اتفاق ہے اور عمل مولد ایسے ہی بدعت حسنہ ہے سیرت حلبی مین ہے وقد قال ابن حجر
الہیثمی الحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا وعمل المولد واجتماع الناس کذلک ای بدعۃ
حسنۃ انتہی اور ابن حجر بہی قائل اس قیام مروج ہین اونکی مولد کبیر کے عبارت عثمان حسن ومباطی شافعی نے
نقل کی ہے پس محفل میلاد مع قیام بدعۃ حسنہ ہوا بالاتفاق اسلیئے کہ اشارہ لفظ کذلک کا طرف متفق علی ندبہا
کی ہے جبطرح بدعت حسنہ کے طرف ہے پس اس سیرت سے جو بدعت سیئہ ثابت کرتے ہین ساقط ہوا اور لفظ لا اصل لہا سے
ثابت بدعت سیئہ کرتے ہین تو اوسکا جواب یہ ہی کہ لا اصل لہا کو بدعت سیئہ مراد ہونا لازم نہین ہے مجمع البحار ہول
سونگہنے کیوقت درود پڑہنا لا اصل کیونکر کہا ہی کہ باوجود اسکے مکروہ نہین اما الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم عند ذلک ونحوہ ملا اصل لہا دفع ذلک فلا کراہۃ فی ذلک عندنا الخ اور مولوی اسحاق
اربعین کے مسئلہ چہاردہم مین فرماتی ہین کہ نوشہ کو بطریق سلامی کچہہ دینا اور دلہن کو منہ دکہائی دینا شریعت
مین انکی اصل ثابت نہین مگر یہ مباح ہے جواب در شریعت محمدی اصل این چیزہا یافتہ نمیشود مگر ظاہر حال این چیزہا
کہ دادن سلامی و رونمائی است مباح باشد انتہی این عبارت سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کے بدعت ہونے واصل نہ پائے
جانے سے حرمت وکراہت نہین لازم آتی پس قول سیرت شامی لا اصل لہا سے قیام بدعت سیئہ ضلالت نہوا اس تقریر سے
مولف انوار سے دلیل مانعین تو رکر چند قراین اس مین ذکر کئے کہ سیرت شامی کے عبارت سے بدعت حسنہ مراد ہی اول
قرینہ یہ کہ لفظ جرت عادۃ کثیر سے قیام پر اجراء عادت واضح ہے اور یہ ایک حجت شرعیہ صحیح شرعیہ مین سے باب الاحرام
ہدایہ مین ہے وبذلک جرت العادۃ الفاشیۃ وھی من احدی الحجج اگر یہ عادت صحابہ ہووے تو بہت
بڑی حجت ہے اگر عادت من بعدہم ہے تب بہی حجت ہی بدلیل ماراہ المسلمون حسناً فہو عند اللہ حسن
مسلمون سے مراد صحابہ ہی لینا مخالف فتاوی وشروح ہدایہ وغیرہ کہ ہے اکابرین فقہا رے من بعد الصحابہ
اس سے مراد لئے ہین اور مفتیان دین جابجا علیہ العمل وعلیہ المسلمون وبہ جرت العادۃ وھو المتوارث لکہتے ہین
اور امام غزالی فرماتی ہین ولکن اذا لم یثبت فیہ نہی عام فلم نری بہ باساً فی البلاد انتہی جرت العادۃ فیہ

باکرام الداخل بالقیام دوسرا قرینہ یہ کہ شامی عادت کثیرہ کے لکھی اور کثیر کا ایک امر ہونا بھی سند ہے شامی
شارح درمختار نے لکھا ہے والاعتماد علی ما علیہ انجم الکتب اور حدیث میں اتبعوا السواد الاعظم ہے
بس یہ ہی دلیل شرعی ہوئی تیسرا قرینہ یہ کہ وہ کثیر محبین ہیں اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ کامل الایمان وہی ہیں
محبین آنحضرت صلعم کے ہیں لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین
کامل الایمان جماعت کثیرہ کے عادت جس کے اوپر جاری ہو وہ بدعت ضلالت کیونکر ہو چوتھا قرینہ کے شامی نے
اس قیام وجہ بیان کی کہ تعظیم آنحضرت صلعم کے کرتے ہیں نہ واسطے سے دوسری غرض کے اور یہ ظاہر ہے کہ تعظیم
آنحضرت صلعم کی مطلوب شرعی ہے پس قیام بالضرور مستحب و مستحسن ہوا پانچوان قرینہ یہ کہ منکرین قیام کی
عبادت کا طریقہ جو ہے وہ طریقہ شامی کا نہیں ہے منکر قیام عاملین قیام جہال کو وعوام کہکر تعبیر کرتے ہیں اور قیام
کو لیس بشیئ ومکروہ کہتے ہیں اور عاملین محبین نہیں کہتے ہیں چنانچہ جونپوری کی و گجراتی کی عبارت دیکھو کہ کسطرح
کے کلمات بولتے ہیں پس تمام قرآن مثبت اسکے ہیں کہ قیام مذکور شامی کے نزدیک بدعت حسنہ ہے اور سیاق سباق
عبارت شامی سے بھی یہ ہی مفہوم ہے کہ اہل اسلام کثیر محبین تعظیما قیام کیا کرتے تھے پس شامی کے قول سے ترغیب
قیام مفہوم ہوئی نہ انکار اور محدثین نے بھی یہی قول شامی کے شرح بیانکی ہے کہ بدعت حسنہ ہے نور الدین حلبی عبارت
شامی نقلکر کے لکھتے ہیں ای لکن ہے بدعۃ حسنہ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ چنانچہ یہ سیرت حلبی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۱
میں اور علامہ حلبی نے دیباچہ میں لکھا ہے جسجگہ میں نے کوئی عبارت سیرۃ الشمس کی لایا ہے اوسکی شروع لفظ ای
لایا ہوں اور یہاں بھی حلبی نے لفظ ای ذکر کیا ہے پس معلوم ہوا کہ سیرۃ الشمس سے یہ اوس نے لیا ہے پس اس
تفسیر پر دونکا اتفاق ہوا اور سیرت شامی ابو نصر عبد الوہاب نے بھی ابن حجر کے کلام کی یہی تفسیر بیان کی ہے وہ
یہ عمل شرق وغرب بلاد میں ہے بطور استحسان کے اسیواسطے شیخ عبد اللہ سراج مفتی عرب نے لکھا ہے اما القیام اذا
جاء ذکر ولادتہ عند قراۃ المولد الشریف تورثہ الائمۃ الاعلام واقرہ الائمۃ الحکام اور مفتی مکہ شریف عبد
الرحمن سراج محفل میلاد مع القیام کے حق میں فرماتے ہیں وعلماء العرب والمصر والشام والاندلس کلہم رأوہ
حسنا من زمان السلف الی الآن الخ یہ مضمون عبارت مولف انوار کا ہے گنگوہی کا ہذیان اب سنو فرماتے ہیں
جب شامی نے لا اصل لہا کہا بدعت ضلالت اسکی نزدیک ہو چکی اور بدعت ضلالت ہونا اسکا اس رسالہ سے
بھی محقق ہوا اور توجیہات رکیکہ وہابیہ مولف کا جواب اثبات قیام میں لکھا گیا پس جب احادیث واجماع سے ضلالت
ہونا ثابت ہو گیا اب ابن حجر ہیثمی یا کسی عالم کا قول معتبر نہیں **اقول** وباللہ التوفیق اس گنگوہی کی عادت قدیم
دعوے بلا دلیل کے ہے جو قابل اصغا کسی عاقل کے نہیں ہے مولف تو لفظ لا اصل لہا سے لزوم بدعت سیئہ کو

انکار

کا قول اسمین کیونکر مانلیا جاوے مدعی کا قول بلا بینہ کیونکر مقبول ہووے کوئی دلیل و کوئی شاہد لانا ضرور ہے گنگوہی پر تاکہ ثبوت
اسکا ہووے ورنہ بطلان اسکا واضح ہے گنگوہی کے خود ہوش و فہم مین قصور ہے او مولف انوار پر لگاتا ہی اسکے آگے گنگوہی
صاحب فرماتے ہین بجمع کے عبارت مین بدعت کا لفظ نہین فقط لا اصل لہ اور قرینہ مابعد کا موجود ہی کہ اصل سے مراد حدیث و اثر
صریح ہی نہ مطلق اصل کیونکہ کہتا ہی فلا کراہۃ فی ذلک عند فافقط قال الحلیمی من ائمتنا الشافعیۃ
واما الصلوۃ علی النبی عند التعجب من شیئ کما یقول الانسان حینئذ سبحان اللہ لا الہ الا اللہ
لا یاتی ای لا یاتی بالنادر الا اللہ تعالی فلا کراہۃ فیہ انتہی پس دیکھو کہ اصل صلوۃ نے وقت امر تعجب کے حلیمی کے
قول سے ثابت کرتا ہی تو قیاس اور قول فقیہ تو اصل موجود ہے جس پر قیاس ایمان کو کیا مگر حدیث و اثر نہین پس
اصل سے مراد یہان حدیث و اثر ہی نہ یہ کہ کوئی دلیل صراحۃ و دلالۃ بھی نہین لہذا لفظ لا اصل لہ کہ مطلق قرینہ
سے خصوصاً جب بدعت کا بھی ذکر ہو وہان ضلالت ہی مراد ہوتا ہی **اقول** و باللہ التوفیق جسطرح عبارت مجمع
البحار مین مراد اصل سے حدیث و اثر صریح ہے نہ مطلق اصل اسیطرح عبارت سیرت شامی مین بھی حدیث
و اثر صریح ہی جسطرح وہان قرینہ مابعد ایسی مراد پر گنگوہی بتاتا ہی اسیطرح عبارت شامی مین قرینہ اجرای عادات
و قرینہ تاثیر و قرینہ محبین و قرینہ تعظیماً و قرینہ تکلم ایسے الفاظ کا جیسے منکرین قیام ذکر کرتے ہین کہ ساتھ فقط جہال
و عوام لیس بشیئ و مکروہ و قبیحہ و مذمومہ کے تعبیر کرتے ہین اور قرینہ سیاق و سباق و قرینہ ذکر کرنے تفاسیر اسکا
ساتھ بدعت حسنہ کے تمام قرائن اس پر دال ہین کہ یہ مراد نہین ہی کہ کسی دلیل کے صراحۃ و دلالۃ و اشارۃ وغیرہا
سے اصل اسکی ثابت نہین اور جسطرح قول فقیہ حلیمی کو اصل بتاتا ہی گنگوہی اسیطرح یہان مقام قیام میلاد مین قول
علامہ حلبی و ابن حجر و سیرت شمس و والد صاحب سیرت وغیرہم علما کو اصل جاننا چاہئے ورنہ یہ بہت بڑی جہالت
و حماقت ہی کہ ایک جمع غفیر کا قول تو اصل نہ مانا جاوے اور فقط ایک فقیہ کا قول جو حلیمی اصل قرار دیا جاوے پس اس
تقریر گنگوہی سے تو ہمارا مدعی ثابت ہوا نہ گنگوہی کا یہ طریق بخوبی اسمحل مین جاری ہی اور بدعت سیئہ مراد ہونا عبارت
شامی سے برابر اس تقریر گنگوہی کے مرتفع گنگوہی کو اسقدر نہین کہ یہ تقریر کسکو مفید ہی حق بات ایسی ہی ہوتی کہ مخالفین کے تقریر سے کبھی
ثابت ہو جاتی ہی اور انکے منہ سے خدا تعالی اہل حق کی پابند کرا دیتا ہے دینکی اور کبھی فاجر سے ہو جاتی ہی حدیث مین وارد ایسا ہی ہوا کہ گنگوہی کیا
کہتا اور کیا ثابت ہو گیا اور یہ قول ہمارے ہی موافق ہے (لفظ لا اصل لہ مطلق قرائن ہو خصوصاً جب بدعت
بھی ذکر ہو وہان ضلالت مراد ہوتی) کیونکہ عبارت سیرت شامی لفظ لا اصل لہ مطلق قرائن سے نہین ہے چنانچہ قرائن کا
ذکر ابھی ہو چکا ہی ضلالت موقوف اس پر کرتا ہی گنگوہی کے قرائن سے مطلق ہووے اس سے ظاہر ہی کہ قرائن سے مطلق
نہونے کسی حالت مین ضلالت ثابت نہین اگرچہ بدعت کا لفظ بھی وہان موجود ہو پس ایک قید گنگوہی کی قرائن سے

مطلق نہونیکے بیان اور زیادہ کردی جس سے اسکا وہ قول فاسد گھڑا ہوا مردود ہوگیا کہ لا اصل لہا بدعت کے
ساتھہ ہووے سیئہ مراد ہوتی ہے یہان سے ثابت ہوا کہ فقط اسیقدر سیئہ و ضلالت کا ثبوت نہین ہے بلکہ مطلق
قرائن سے ہی ہونا ضروری **الغرض** یہ تقریر گنگوہی نے ہمارے مدعا بخوبی ثابت ہی اگرچہ گنگوہی کو خبر نہووے اب
کہو ہوش و فہم تا مصور کس مین ہے گنگوہی یہ مولف مین جو مولف نے کہا تہا وہی تقریر گنگوہی کر رہا ہی اتنی خبر
نہین کہ یہ کسکو مفید اور کسکو مضر ہے اب گنگوہی کا چند جانئے اس تقریر پر یہ متفرع کرنا کہ بدعت سے مراد ہی
باطل ہوگیا چنانچہ منصفین اوکیار پر واضح ہے اسکے آگے **گنگوہی** صفحہ ۲۳۹ مین یہ فرماتے ہین علی ہذا اربعین
مسائل مین اصل سے مراد نص صریح ہو ورنہ اصل کلے عطار و ہبیہ کے نصوص مین موجود ہے تہادوا و تحابوا
الحدیث وغیرہ **اقول** وباللہ التوفیق یہی جواب ہمارے طرف سے ہے کہ اصل سے مراد نص صریح ہو ورنہ اصل کلی تعظیم
وتوقیر و خشوع و خضوع و قیام آنحضرت صلی اللہ موجود ہی اور کلیتہ اسکا ثبوت ظاہر جسطرح سلامی و رونمائی اصل کلی
ہدیہ و ہبہ مین داخل یہ قیام و توقیر و تعظیم کلی مین داخل ہے جسطرح اس جزئی خاص سلامی و رونمائی مین نص
صریح نہین ہے اسی طرح اس جزئی خاص قیام نص صریح نہین ہی بس جس معنے کے اعتبار سلامی و رونمائی مین
اصل ہونا مراد ہی اور باوجود اسکے وہ جائز ہے اور اصل انکی کلی مین داخل ہے اسیطرح قیام کی سنت جاننا چاہئے کہ جزئی
خاص مین حدیث و اثر صریح نہین ہے اور اصل کلی مین داخل بس یہ بھی جائز ہی اور کچھہ تفرقہ نہین ایسا کہ جس سے عدم
جواز معلوم ہووے بلکہ بطریق اولی جائز و مستحب ہونا چاہئے کہ اسمین تعظیم آنحضرت صلعم کی ہے اور وہان فقط رواج
باہمی و دنیاوی ہے ہان گستاخوں کے نزدیک یہ تعظیم درست نہین اور رواج درست ہے کیونکہ انکے مقتدی نے کہدیا اور اس قیام کو تمام
جہان کے علماء صالحین درست سیکڑون برس سے لکہدے ہین تو اس فرقہ بے ادب کے نزدیک درست نہین ہے لا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **مولف** انوار نے جو قرائن بیان فرمائی تھے اون قرائن کی جوابات مین جو گنگوہی صاحب
کی ہذیانات ہین اونکا حال لکھنا چاہئے جریان عادت کی جواب مین گنگوہی کا یہ ہذیان ہے کہ عادت فاشیہ کے معنی مین
کہ کسی قرن مین اوسکا تعامل بلانکیر ہوا ہو سو قرون ثلثہ مین اگر یہ شیوع ہوا تو دلیل شرعی ہے ورنہ نہین بعد
قرون ثلثہ کے شیوع ہو تو شرط اسکی یہ ہی کہ کوئی عالم مین بھی اوسکا خلاف نکرے اور کوئی حجت شرعیہ بھی اوسکے
خلاف نہو **اقول** وباللہ التوفیق عادت فاشیہ کے یہ معنی کہ کسی قرن مین اوسکا تعامل بلانکیر ہوا ہو کسی معتبر
عالم کے قول سے جو لائق قبولیت کی ہو اسکی سند گذارنا گنگوہی کو ضرور تہا اور کسی کتاب معتبر سے ان معنی کا ثبوت
کرنا لازم تہا بدون اسکے قابل اصغار ذوی العقول یہ قول گنگوہی کا ہرگز نہین ہے ان معنی نہ لفظ عادت مستلزم
ہے نہ لفظ فاشیہ کا فاشیہ مشتق فشو سے ہے جو بمعنی ظہور کی ہے علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین مستمرہ مشہورہ کی معنی لکھے ہین

چنانچہ عبارت اونکی یہ ہی ای جرت العادۃ المستمرۃ المشھورۃ من الفشو وھو الظھور انتہی اسکے یہ معنے ہوتے ہین جو گنگوہی نے بیان کئے ہین تو علامہ عینی کیون نہ بیان کرتے اور استمرار و شہرت اس امر کے مقتضی نہین ہے کہ اسکے بہی معنے ہو وین کہ بلا نکیر اوسکا تعامل ہو پس یہ معنے گہڑے ہوئے گنگوہی کے قابل قبول ہرگز نہین مین اور اگر کسی مثال مین ایسا ہی ہووے اور اسکو کسی نے عادت فاشیہ کہدیا ہووے تو اسلئے یہ لازم نہین آتا ہے کہ بدون اسکی تحقق عادت فاشیہ ہوتی جیسے زید کو انسان کہنے پر لازم نہین آتا ہے کہ عوارض مشخصہ زید واسطے تحقق انسانکے ضرور ہین بدون اس عوارض کے انسان نہ پایا جاوے پس ایکدو مثال پر صادق آنا مثبت مدعی گنگوہی و مفید اسکو ہرگز نہین ہے یہ جو کہا کہ قرون ثلاثہ مین شیوع ہوا تو دلیل شرعی ہو ورنہ نہین جہالت صرف ہے قاعدۃ العادۃ محکمۃ فقہا کا مخصوص قرون ثلاثہ کے ساتھہ ہونا کسی نے نہین بیان کیا ہے اور ادلہ مثبت حجیت تعامل و تعارف و استحسان عام ہین اونکی عموم کو مخصوص و مقید قرون ثلاثہ کرنا باطل ہے پس بعد قرون ثلاثہ کے بہی شیوع ہو تب بہی حجت ہے ہذیان گنگوہی کے باطل ہے اوپر عبارات فقہا تعارف و تعامل کے بارہ مین گذر چکی ہین جن سے واضح ہے کہ ایکزمانہ و ایک مکان مین فقط تعامل پایا جاوے تب وہ سند و حجت ہے کسی نے ہمارے فقہا ذی مدارمین سے قید قرون ثلاثہ کے نہین لگائی اور یہ جو گنگوہی نے کہا کہ (اور جو بعد قرون ثلاثہ کے شیوع ہو تو شرط اوسکی یہ ہے کہ کوئی عالم بہی اوسکا خلاف نکرے اور کوئی حجت شرعیہ بہی اوسکی خلاف نہو) ایک خوش سوداوی ہے قرون ثلاثہ مین شیوع نہووے تو اوسکی دلیل شرعی ہونیکو بہی منع کر چکا ہے اور کہدیا دو رہ نہین اب بعد قرون ثلاثہ کے شیوع کو بہی دلیل بناتا ہے ایسے سوداوی مریض کا کیا ٹھکانا ہے بکرہا ہے جنون مین کیا کیا کچہہ کچہہ نہ سمجہے خدا کرے کوئی :: ایسے شخص کے حال کے موافق ہے قرون ثلاثہ شیوع کے دلیل ہونیکے واسطے تعامل بلا نکیر شرط قرار دیا تہا اب بعد قرون ثلاثہ کے شیوع کے دلیل ہونیکے لئے ایک قید اور زیادہ کی کہ کوئی حجت شرعیہ بہی اوسکے خلاف نہو یہ قید بعد قرون ثلاثہ کے شیوع مین معتبر کی ہے اس گنگوہی اسیواسطے یہان زیادہ کی ہے اگر وہان بہی معتبر کرتا تو وہان بہی ذکر کرتا جب وہان نہین تو معلوم ہوا کہ وہان یہ قید اسکے نزدیک معتبر نہین ہے اور وہان بہی معتبر کرتا تو شیوع زمانہ ثلاثہ و بعد قرون ثلاثہ مین فرق کوئی نہ ہوتا اور گنگوہی کے نزدیک فرق ہے اسواسطے وہان یہ قید یہان یہ قید معتبر اسکے نزدیک نہین ہے اب مسلمانونکو ذرا غور کرنا چاہئے کہ وہان یعنے قرون ثلاثہ کے شیوع مین یہ قید معتبر نہوئی تو یہ اوس سے حاصل ہوا کہ قرون ثلاثہ کا شیوع خلاف کسی حجت شرعیہ کے ہووے تو تب بہی وہ دلیل شرعی ہے اور حجت شرعیہ مین قرآن و احادیث مین بہی ہین پس قرآن کی خلاف اور احادیث صحیحہ محکمہ کے خلاف ہو تب بہی وہ شیوع دلیل شرعی ہے یہ کوئی احمق سن جنق ہوگا وہ بہی نکہیگا پس گنگوہی سفاہت اسمال تقریر کا ٹھکانا ہے ایسے لغو و لچر واہی تقریر سے قرینہ ادنی مولف انوار کا جواب دینے

بیٹھی ہین جاتی روپوشی ہے غیرت والی واسطے ایسے لوگون کو کیا پرواہ ہو ان تمام امور کے بعد ہم کہتے ہین کہ صاحب سیرت
شامی حسن عادت کی جریان کا قیام میلاد کے بارہ مین ذکر کر رہے ہین کسطرح معلوم ہوا کہ امور عادت کے دلیل شرعی
ہونے کیواسطے فی الواقع ضرور ہین یا بزعم گنگوہی ضرور ہین کہ ایک عالم بھی خلاف نکرے اور کوئی محبت شہ عنہ
اوسکے خلاف صاحب سیرت شامیہ کے نزدیک اونکے زمانہ مین یا اونکے زمانہ سے پہلے کسی زمانہ مین اوس عادت
مین نہ تھی ان امور کا ان کے زمانہ مین فقدان کا گنگوہی مدعی ہے تو ثابت کرے ان امور کے فقدان کو ورنہ یہ
لغو ولچر تقریر مدعی مولف انوار کے لئے مضر نہین ہے گنگوہی پر ان دو امر کا ثبوت ضرور تہا کہ جو کچھہ گنگوہی نے
ذکر کیا ہی اوسکو کتاب کے حوالہ سے ثابت کرتا دوسرے فقدان ان امور کا عادت مین جسکا جریان شامی نے بیان
کیا ثابت کرتا جب یہ نہوا تو جواب قرینہ اولی مولف انوار کا ہرگز نہین ہو سکتا ہی پس قرینہ صحیح و سالم و سادس سے
اپنی حال پر باقی گنگوہی کو خسران نصیب ہے **گنگوہی** امام غزالی کے قول کا جواب کیا خوب فرماتے ہین (صفحہ ۲۰
مین ۲ اور احیاء العلوم مین خود بعد نفی کے ہی کے کہتا ہی اور بلاد کا جریان تعارف اعتبار کرتا ہی اسواسطے کہ اصل قیام
تو درست ہی ہے شبہ تخصیص کا تعارف بلاد سے رفع کر دیا مگر فہم درکار ہے) **اقول** وباللہ التوفیق یہی غرض
مولف انوار کی کہ جسطرح اصل قیام واسطے خادم کے درست ہی اصل قیام واسطے تعظیم آنحضرت صلعم کے درست ہے
اور شبہ تخصیص کا جسطرح امام غزالی نے تعارف بلاد سے رفع کر دیا ہی اسیطرح یہان قیام میلاد مین شبہ
تخصیص کا تعارف بلاد سے مدفوع ہے گنگوہی کو فہم درکار ہے فہم ہوتی تو مولف انوار کے تقریر کو سمجہتا اور جواز
قیام کو مانلیتا ہی اگر انصاف ہی ہوتا تعجب بیفہمی و بی انصافی دونون کے لشکرون نے محاصرہ کر لیا ہی تو تسلیم
حق امر کو مہربانی کے کیا معنی ہین وحدیث ماراہ المسلمون کے معنے اور اسکا حجت ہونا مقام استحسان ہم اوپر
بیان کر چکے ہین بیان دوبارہ قول گنگوہی اس بدعۃ مین نقلکر کے جواب مذکور بالا اعادہ نہین کرتے ہین اوس
مقام مین دیکہکر منصف اطمینان کرے اور گنگوہی کے علم و فہم کا حال معلوم کرے **گنگوہی** قرینہ دوسرے مولف
انوار کے بیان کئے کا جواب فرماتے ہین واضح ہو چکا کہ خلاف نص کے کثیر کیا تمام دنیا کا بھی تعارف معتبر نہین ہے اور سواد
اعظم سے مراد اہل سنت ہین اور جم غفیر کا قول جب معتمد ہوتا ہی کہ فریقین کے پاس کوئی دلیل نہین ایسے ہی تو اکثر کا قول
معتبر جانتے ہین اور نص ہوتی جو موافق نص کے کہے اگرچہ دو تین ہی ہون لاکہون کے مقابلہ مین تو یہ دو سہ جم غفیر
اور سواد اعظم ہوگا) **اقول** وباللہ التوفیق پہلے واضح ہو چکنے کا حوالہ دیتا ہی منصفین کو معلوم ہو چکا ہی کہ پہلے
کا قول گنگوہی کا بطلان ظاہر ہو گیا ہی تعارف متنازع فیہ تعارف مسلمین علماء کا ہی نہ کفار جہال کا پس تمام دنیا کے
مسلمین علماء کے تعارف کو غیر معتبر بتاتا جہالت و سفاہت ظاہری تمام دنیا کے علماء کو مخالف نص زعم کرنا انکار

مضمون حدیث لا تجمع امتی علی الضلالۃ کا ہی اور مخالف آیت و یتبع غیر سبیل المومنین الآیۃ کی ہے جس سے عصمت اہل اجماع کا واضح ہے اور منافی عقل سلیم کی ہے امت صالحہ کے تمام دنیا کے علماء مسلمین مخالفت نص کے کریں کوئی مدعی ایمان ایسا کلمہ منہ مین نہین نکال سکتا ہے اہل بدعت ضلالت ففیہ الی الکفر سے بعید نہین ہے اس قول مین جو قباحتین ہین منصفین اوسکیا پر واضح ہے کہ کسی آیت و حدیث کو اپنی زعم فاسد کے موافق کسی حکم کے نص قرار دیکر مخالفت اجماع کرنا اور یہی بکنا کہ بمقابلہ انکے تمام دنیا کے علماء کا قول بھی مقبول نہین ہر فرقہ بدعیہ بک سکتا ہے اور چار سے زیادہ عورتین نکاح مین لانا اور آنحضرت صلعم کے نبوت مخصوص ساتھہ عرب کے ہونا ہی اسی پر مبنی ہے چنانچہ اوپر گذر چکا ہے ایسے قول سے ضلالت و کفر مین پڑ سکتا ہے اور بنصوص آیت احادیث سے پیش کئے جاوین ایسے ایسے واہیات تاویلات کہ جیسے گنگوہی اپنے مذہب فاسد کے اثبات کے واسطے کرتا ہر فرقہ ضالہ و کافرہ بھی کر کے اپنے مذہب کے موافق بنا سکتا ہے پس جو فساد اس قول گنگوہی مین ہے کہ تمام ضلالات و بعض کفر یاتکی جڑ ہے دوسرے قولکا ایسا فساد نہین ہے ایسے فاسد قول سے جواب قرینہ سولف انوارکیون عاقل گمان کر سکتا ہی ہان وہابیہ کرینگے نہ کوئی مسلمان اور سواد اعظم سے مراد ہونا مسلم ہے لیکن یہ مسلم نہین کہ ایک دو آدمی کسی حدیث و قرآن کے موافق اپنے مذہب بنا دین اپنے زعم فاسد کے موافق اوس سے معانی لیکر خود اہل سنت بناکر تمام علما جہان کے علماء مسلمین خلاف کرین اور ان تمام کے مقابلہ مین وہ دو تین سواد اعظم ہو جاوین اور یہ دو تین جم غفیر و سواد اعظم ہووین یہ معنی سواد اعظم کے جو گنگوہی بیان کرتا ہے اور بمقابلہ لاکھون کے دو تین سواد اعظم و جم غفیر قرار دیتا ہے سراسر جہالت و حماقت ہے یہ معانی نہ لغویہ ہین نہ شرعیہ نہ عرفیہ فقط جہالت و ہذیان سے ٹہرے ہوئی ہین سواد اعظم کے معانی اوپر کتب محققین سے گذر چکی اور جماعت کثیرہ بمقابلہ جماعت قلیلہ جو ہووے اسکو سواد اعظم کہتے ہین اور شارع علیہ السلام کی مراد یہی جماعت اکثر مسلمانان کے جو اہل علم ہون جنکے مقابلہ مین جماعت قلیلہ ہو مراد ہے اونہین کے اتباع پیروی کا حکم فرمایا ہے اور جماعت قلیلہ مخالفہ جو انکے سوا ہو انکے حق مین فرمایا ہے کہ وہ جسطرح ان جماعت کثیرہ سے جدا ہوئی ہین ایسے جدا کر کے نار مین داخل کئے جاوینگے مشکوۃ کے ترجمہ مین تحت حدیث اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار شیخ عبد الحق دہلوی لکہتے ہین سواد در اصل بمعنے سیاہی است و بمعنی جمہور و اکثر از مردم نیز بیاید چنانکہ سیاہی لشکر گویند کثرت و زیادت را و مراد ہمین است و ترغیب است بر اتباع انچہ اکثر علما، در آن جانب اند انتہی اس سے واضح ہے کہ سواد کے معنے سیاہی کی ہی ہین سیاہی سے مراد کثرت دریافت ہوتی ہے سیاہی لشکر بولنے سے بھی کثرت و زیادت مراد ہوتی ہے اور بمعنے جمہور و اکثر از مردم کی ہے سواد کے معنے آئے ہین مراد اس حدیث مین اکثر

علما ہین جب سواد کے معنے جمہور واکثر مردم کے ہوئے اور لفظ اعظم اوسکے اوپر مضموم ہے کہ صیغہ افضل التفضیل
کا ہے جسکے معنے یہ ہوئے ہین کہ یہ بنسبت دوسرے چیز کی زیادت وعظمت اوسمین موجود ہووے جو باعلی ندا کرتا ہے
کہ اپنے مقابل ومخالف سے عدد مین اوسکو زیادت وعظمت ہووے اور جب علما مراد ہوئی تو بالضرورہ یہی مراد ہوئے
وہ جماعت العلماء کے جو دوسری جماعت مخالفین سے زیادت عدد ہووے دوسری حدیث مین بہی وارد قال
رسول اللہ صلی اللہ ان الشیطن ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب
وعلیکم الجماعۃ والعامۃ رواہ احمد اس حدیث لفظ جماعت کا امور عامہ کا واقع ہے اسمین اشارہ اسکی ہی طرف
ہی کہ معتبر اتباع جمہور واکثر کے ہی اسلئے اتفاق کل کا جمیع احکام مین واقع نہین ہے بلکہ ممکن نہین ہی عامہ واکثر کے معنے
بچہ بہی جانتا ہی کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے عدد زائد ہووے تو وہ عامہ واکثر ہے اور جماعت کا اطلاق بہ نسبت
دوسری جماعت قلیلہ اس پر اولی واقدم ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح اس حدیث کے تحت مین بہی
ہی وجمہور واکثر اعتبار ہونا لکہتی ہین بر شما باد کہ لازم گیرید جماعت را واکثر را اشارت است بآنکہ معتبر اتباع
اکثر وجمہور است چہ اتفاق کل در ہمہ احکام واقع نہ بلکہ ممکن نیست انتہی پس دو تین کو بمقابلہ لاکہونکے سواد وجم
غفیر قرار دینا اور ایسے احادیث سے جنمین لفظ سواد اعظم وجماعت عامہ وارد دو تین لاکہونکی مخالفت کرتے لینا
تحریف معنوی احادیث کی کرنا اور خلاف شارع علیہ السلام کے لینا ہی جو موجب ضلالت ہی اور مخالف عقل ونقل
وعرف کی ہے کہ جہان بہی اسی خندہ زن ہین یہ گنگوہی اسہی واسطے تحریف احادیث کے معنے کرتا ہے
کہ گروہ وہابیہ مخالف جمہور واکثر علما وسواد اعظم کے ہے اور مانند اوس بکری الناحیہ کے یعنے گلہ سے دور ہی ہوئے
کی ہے اور مثل بکری خاصیہ ایک جانب مین پڑی ہوئی کے ہے اور جو کہا ٹہون پہاڑ مین جماعت اکثر علما سے دور ہو کر
چلنے والی ہے جو گرگ انسان یعنے شیطان چنگ مین آئی ہوئی ہے موافق اس حدیث کے اوسکو مصداق
ایسے احادیث بنجاوے اور اپنی شرمندگی ہٹاوے جہال وہابیہ کے روبرو اور اہل سنت تو گروہ وہابیہ کے ضلالت
سے خوب واقف ہین وہ اچہی طرح اسی گروہ کو جانتی ہین تو کبہی دہوکہ گنگوہی یا کسی دوسرے وہابی کے قول سے
نکہا وینگے اور ایسے لائق مضحکہ کے باتین گنگوہی کے دیکہکر کسطرح کوئی وہابیہ کو حق پر سمجہا اور باوجود جانیگا
اور اکثر کے قولکو معتبر اوسوقت کہنا کہ فریقین کے پاس کوئی دلیل نہو فقط رائے ہو سراسر نادانی ہے فریقین
کی پاس دلیل نہونیکے کیا معنے ہین اگر یہ معنے ہین کہ ادلہ اربعہ سے کوئی نہو تو یہ کسطرح ممکن ہے کہ دلیل جناسی
بہی کسی کے پاس نہو اور دونون فریق مسائل شرعیہ مین اختلاف کرین اور بدون کسی دلیل شرعی کے جائز وناجائز بتاوین
اور اگر یہ معنے ہین کہ اگرچہ دلیل جناسی ہووے لکن ادلہ ثلاثہ آیت صریح وحدیث صریح واجماع نہووے اسوقت

اکثر کا قول معتبر ہے تو یہی واہیات ہی جس اختلاف مین ایک دوسرے کی کوئی تضلیل نکرے اور بدعتی ایک
فریق دوسرے فریق کو نکہوے تو غیر اکثر کا قول کا بہی معتبر ہے چنانچہ بحاح حاشیہ ابن ماجہ سے یہ اوپر گذر چکا ہے
اور مجمع البحار کے عبارت مین بہی یہ منقول ہو چکا ہے بلکہ اعتبار اکثر ایسے حالت مین اور اتباع اکثر کی ہے
اوس محلین متعین کہ ایک فریق دوسرے کو جہال بدعتی قرار دیوے جیسا کہ یہ متنازع درمیان ہم اہل سنت
وجماعت و فرقہ وہابیہ کی ہے اور ایسے وقت مین ہی اکثر کا قول معتبر ہونیکے واسطے ادلہ ثلاثہ کا ہونا شرط نہین ہے
یہ زعم فاسد گنگوہی کا ہی اگر دونون فریق ایسے حالت مین آیات قرآن پیش کرین یا احادیث تب بہی اعتبار
اکثر ہی کا ہے اور قول اکثری حق ہے اور دوسرے فریق کا آیت و حدیث کو پیش کرنا موجب اسکی حقیقت کا نہین ہے
اور معانی و مطالب آیات و احادیث جو فریق دے رہا ہی جو مخالف قول جمہور کے ہین فی الواقع وہ نہین ہین بہت جگہہ
مابین اہل سنت و روافض کے متنازع ہے اور دونونکے پاس آیت قرآن موجود ہے وہان اہل سنت وجماعت کے
ہی قول کا جو سواد اعظم و اکثریہ بنسبت علماء ان فرقونکی ہین چنانچہ اوپر حاشیہ ابن ماجہ سے گذر چکا ہی کہ باوجودیکہ فرقون
بدعیہ کے عدد بہتر ہین تب ہی علماء اہل سنت کے دسوین حصہ کو بہی نہین پہونچتے ہین معتبر و واجب الاتباع ہی پس
ادلہ ثلاثہ کا ہونا اعتبار اکثر کیواسطے کرنا ہی جہالت صریحہ ہے یہ قول ہی گنگوہی کا جہالت پر مبنی ہے اور قطع ہین
اسکو ہم کہتی ہین کہ یہ کسطرح معلوم ہوا کہ صاحب سیرت شامی کے قول مین جو یہ قرینہ دوسرا اکثر کا بدعت حسنہ ہونے کا قیام کا
موجود ہے تو یہ کثیر صاحب سیرت شامی کے وہ کثیر ہین جنکی خبر یا انکا اعتبار صاحب سیرت شامی کے نزدیک موجود نہین ہے
اس پر ہذیان قائم کرنا ضرور تہا کہ شامی کے نزدیک ان کثیر کی عادت کا اعتبار نہین ہے جب تک اس پر برہان قائم
نہوگی یہ قرینہ باقی اسکا اور اس لغو لچر تقریر سے یہ ثابت ہرگز نہوا کہ شامی کے یہ کثیرین غیر معتبر ہین پس جواب مولف
انوار کا گنگوہی کے قول سی ہرگز مقصود و متخیل نہین ہے معلوم نہین کسقدر بیفہمی گنگوہی مین کہان سے آگئی ہین اتنا خیال بہی نہین
کہ ان تقریر کو جواب سے کیا علاقہ ہے بس اس قول کا بہی ہذیان ہونا ظاہر ہوگیا اور تیسرے قرینہ کے جواب
مین جو کچہہ **گنگوہی** کا ہذیان ہی جاننا چاہیئے چنانچہ گنگوہی صاحب فرماتی ہین (اگرچہ کسی امر بدعت اور
مذموم کو محبین بہی کرین وہ بہی بدعت ہے اور جب شامی نے بدعت لا اصل لہا کہدیا تو کسطرح جائز ہوگیا
اور فعل محبین کا حجت ٹہر گیا محبین سے خطا کا کوئی امر سرزد ہوتا ہے پس وہ خطا صواب نہین بن جاتی صحابہ سے
لیکر آجتک یہ تعامل ہے مگر مولف کا یہ عقیدہ کہ محب سے خطا بہی بدعت نہین ہوتی مردود ہے نصوص قطعیہ سے)
یہ سچ ہی کہ بدعت اور امر مذموم محبین کے کرنے سے بدعت رہتی ہین لکن اسکو اس محل مین ذکر کرنا لغو و بیفائدہ
کلام تو قیام بدعت مذمومہ کے ہونے مین ہی بدعت و مذموم ہونا اہل سنت وجماعت مولف انوار وغیرہ قیام

کاکب تسلیم کرتے ہیں اور کونسی دلیل قابل قبول سے گنگوہی یا کسی دوسرے وہابی نے ثابت کردیا ہے قیام مذکور بدعت
مذموم ہونا پس جو چیز مسلمات خصم گنگوہی سے ہے اور نہ خصم پر دلیل قابل قبول ہے اوس چیز کو لازم کردیا ہے اور
خصم اوسکا منکر ہے اوسکو معرض استدلال مین خصم کے لانا اور اوس سے قرینہ تعیینہ بکو اوٹھانا سراسر سفاہت و ہذیان
صرف ہے اور علی ہذا القیاس قول شامی لا اصل لہا کہ خصم اوس سے بدعت سیئہ کا لازم آنا تسلیم نہین کرتا ہے اور گنگوہی
اور نہ یہ مراد شامی کی ہونا مانتا ہے اور گنگوہی نے نہ کسی معتبر کے قول سے یہ ثابت کردیا کہ مراد شامی کی اس سے بدعت
سیئہ ہے اور نہ کوئی دلیل قابل قبول اس پر لایا اور نہ بدعت لا اصل لہا کو سیئہ کا لازم ہونا کسی محقق کے قول سے
ثابت کیا خود ادعاء محض کہا کہ بدعت کے ساتھ لا اصل لہا بھی ہووے بدعت سیئہ ہی مراد ہوتی ہے اس ادعاء مولف انوار
دوسرا کوئی مسلمان کیونکہ بدون نقل معتبر کے قبول کریگا بلکہ لا اصل لہا قول شامی سے ثبوت بدعت سیئہ اپنی زعم
مین سمجھکے بمقابلہ منکر و خصم اپنے کے پیش کرنا مخالف داب مناظرہ کے ہے مناظرہ کا کوئی رسالہ اردو بھی اس بیچارے
نے نہین پڑھا ورنہ ایسے اقوال و افعال اوس سے صادر نہوتے کیا تعجب گنگوہی سے ہے کہ داب مناظرہ کو محفوظ رکھنا بدعت
سیئہ اور شرک خیال کرتا ہووے اسی لئے محفوظ نہین رکھتا ہے محب سے خطا کوئی ہووے امر ناجائز بدعت وغیرہ صادر ہوجاوے تو
اوسکا انکار کب مولف انوار نے کیا ہے اور یہ عقیدہ مولف کا کونسے لفظ مولف انوار کے سے ثابت ہوتا ہے کہ محب سے خطا بھی بدعت
نہین ہوتی ہے کوئی لفظ مولف انوار کا اس پر دال نہین ہے ہان اپنی ذہن مین گنگوہی مانند اثبات اغوال کے اوسکو
اختراع کرکے اوس سے یہ ثابت کیا اور مولف پر بہتان لگایا مولف انوار نے تو قرینہ تعیینہ مین اون محبین کا ذکر کیا ہے
جنکے جریان عادت کا قیام میلاد شریف کے واسطے تعظیم آنحضرت صلعم کے محمد شامی رح نے بیان کی ہے اور ایسے
محبین کثیر و جم غفیر اہل دین کے سے ارتکاب بدعت سیئہ کا مولف انوار و دیگر مصنفین تسلیم نہین کرتے ہین اور ایسے جماعت
کثیرہ کا تعامل و عادت کا حجت اور جمہور و سواد اعظم کا ہی اعتبار ہونا اور یہ شیخ عبد الحق دہلوی وغیرہ سے بیچ بیان
معنے حدیث کے ثابت ہوگیا مولف انوار کیا کہتا ہے اور گنگوہی کیا بہتان لگاتا ہے مولف محبین سے جو کثیر ہین بدعت
سیئہ کا ارتکاب ہونا لکھا ہے اور گنگوہی نے فقط ایک مفرد محب لیکر مولف پر بہتان لگایا معلوم ہوتا ہے کہ گنگوہی
کو ابھی تک اتنی خبر نہین کہ مفرد کا اور حکم ہے اور جماعت کا اور حکم ہے بچہ بھی جانتا ہے کہ ایک بال سے ایک لوٹا بھی
نہین کھنچ سکتا ہے اور ایک جماعت بالون کے مجتمع ہوجاوے تو اوس سے ایک منکا بھی کھنچ سکتا ہے اور گھوڑا دہاتی اس سے
بندہ سکتا ہے خود محدث مشہور کیا تھا آج تک نہ جانا کہ حدیث احاد اور متواتر کا حکم ایک قوت مین نہین ہے اور ید اللہ
فوق الجماعۃ حدیث آنحضرت صلعم کی ابکو عقیدہ مولف کا نصوص قطعیہ سے مردود ہے یا گنگوہی کا حکم مفرد
و جماعت کا ایکہی جانتا ہے اگر ایک جانیکا انکار ہے تو کیون مولف کے قول مین تبدیل و تغیر کی مولف نے

محبین وکثیر لکہا تہا گنگوہی نے محب کا لفظ جو مفرد ہے لیا گیا ایسے تغیر و تبدیل کرد ینا اور کسی نے کچہہ کہا ہو وے
اور کچہہ اوس پر لگا دینا گنگوہی کے عقیدہ مین درست ہے اور یہ عقیدہ کیا نصوص قطعیہ سے مردود نہین ہے عقیدہ
مونہ وہمی قطعیہ سے مردود گنگوہی کا ہے اور یہ بہتان مولف پر لگاتا ہے پہر ہم کہتے ہین کہ شامی کے قول مین محبین
واقع ہین یہ کسطرح معلوم ہوا کہ شامی کے نزدیک ایسے محبین ہین کہ اوسکا فعل حجت نہین ہے جبتک یہ
ثابت نہ ہوئے تو قرینہ تیسیر کا ارتفاع جو علامت بدعت حسنہ ہونیکی ہے نہین ہو سکتا ہے اور بدعت سیئہ
مراد شامی کے ہونا جو لفظ بدعت لا اصل لہا گنگوہی و دوسرے حمقا ثابت کرتے ہین باوجود احتمال عدم
اس ارادے کے بنا بر قرینہ مذکور کے ثابت ہو سکتا ہے جائز ہے کہ شامی نے جو ایسے الفاظ بولے ہین تو اسیواسطے
بولے ہون کہ انکے نزدیک یہی مراد ہووے جو مولف انوار کا بیان ہے کہ مانع ہو جاوین بدعت سیئہ مراد لینے سے اس
جواز کے رفع پر برہان و ہابیہ قائم کرین پہر مراد شامی کے بدعت لا اصل لہا سیئہ ہوتی نام لیوین اور بدون
اسکی جہالت صرف ہے و ہذیان محض ہے جو تیسرے قرینہ مین جو ہذیان گنگوہی کا ہے اوسکو سنتا چاہئے غرض یہ ہے کہ
تعظیم قابل اعتبار کے وہ ہے کہ موافق قاعدہ شرعیہ کے ورنہ مردود ہوویگی اگرچہ حب فخر عالم مین کرین غرض تعظیم
وحب فخر عالم کا ہونا اور غرض نفسانی مرتفع ہونا حضرت معاذ صحابی نے محض حب و تعظیم فخر عالم کی وجہ سے
سجدہ کرنیکی اجازت چاہی آپنے رد کر دیا اور بہت دلائل اسکے احادیث مین موجود ہین پس یہ قرینہ محض
خطا و اضلال ہے بلاشبہ تعظیم موافق قواعد شرعیہ جو ہووے جائز ہے لکن اس محل مین مخالفت کہان ہے اور
کونسا قاعدہ شرعیہ اس قیام میلاد کے عدم جواز پر دال ہے جو کچہہ گنگوہی نے اوپر ہذیانات بیان کئے ہین سب کا
ان تمام بطلان ظاہر ہو گیا اور ہذیان ہونا کہل گیا اور قیام میلاد بقاعدہ شرعیہ العادۃ محکمۃ و استحسان و
تعامل علما ثبوت ہو گیا اور محققین کے عبارات صریحہ اس قیام میلاد کے بارہ مین کہ مستحسن علما و فضلا و
ائمہ کا ہے اوپر گذر چکین ہین یہ تمام قواعد شرعیہ مثبت جواز قیام میلاد ہین تمام امور سے قطع نظر کرکے اور یہ ہین
جیساکے یہ لغو تقریر کرنا شروع کر دی اور سجدہ حضرت معاذ صحابی نے کرنا چاہا تہا آنحضرت صلعم نے رد کر دیا
اوس سے اور اس قیام سے کچہہ علاقہ نہین ہے سجدہ تعظیم منسوخیت پر حدیث صحیح وارد ہے اور اجماع تمام امت کا
اسکی منسوخیت پر واقع ہے اور یہ قیام میلاد کے استحسان پر ائمہ مسلمین و علما معتبرین کا ہونا واضح ہو چکا ہے
عبارات مذکورہ بالا سے اوس پر اسکو قیاس کرنا محض جہالت و ایسا قیاس ہے جیساکہ سجدہ مامور بہا آدم
علیہ السلام کی سے عزازیل قیاس کرکے انکار کیا تہا ایسے تقریر سے قیام میلاد شریف رد ہو جاوے
تو ہر تعظیم آنحضرت صلعم کی یہ تقریر گنگوہی کی کرکے اور امور مجوزہ اس تعظیم سے اعراض و اغماض کرکے باطل

ہوجاویگا اور کہدیا جاویگا کہ تعظیم وہ جائز ہے جو موافق قواعد شرعیہ ہووے اور وہی مثال ارادہ سجدہ معاذ ضاکو پیش
کردیجاویگی سب تمام تعظیمات آنحضرت صلعم باطل ہو جاوینگی اس سے بڑھکر فساد کی بات کونسی ہے اگر گنگوہی اُن
تعظیمات کے دلائل مجوزہ پیش کرے اور کہے یہ تقریر جو یہان قیام ہمنے جاری کی ہے وہان جاری نہین ہے یہ
اولہ جواز کے موجود ہین اور یہ تقریر وہان جاری ہوتی ہے جہان اولہ جواز کے موجود نہون تو یہی جواب ہماری طرف
سے ہے قیام میلاد شریف کے جواز اولہ بھی موجود ہین استحسان و تعامل و عادت کثیر محبین کا اس پر جاری ہونا اور سواد
اعظم علماء اسکو مستحسن جاننا اور تمام بلاد اسلام مین مشرق سے مغرب ہونا یہ تمام اولہ جواز کے ہین اور اسکا بمعنے تعامل
و اتباع اکثر معتبر ہونا اوس پر عبارات علماء و فضلاء معلوم ہوچکا ہی ان امور کے اولہ شرعیہ ہونیکا مکابرہ صرف
و عناد محض ہے پس تعظیم بہی مانند دیگر تعظیمات اور سے ثابت ہوئی اور اس تقریر گنگوہی کا یہان نہونا واضح ہوا
اور اسے قول گنگوہی کا ہذیان ہونا ہی معلوم ہوگیا اور کلام تو اسمین ہی کہ محتمل ہی کہ شامی نے اس لفظ تعظیماً کو اسیہی
واسطے ذکر کیا ہووے کہ تادلیل جواز مباح اوسکی رائے مین ہووے اور بدعت لا اصل لہا سے کوئی احمق بدعت سیئہ
نجا مجاوے اس احتمال کے رفع پر برہان قاطع و دلیل ساطع کوئی گنگوہی نے بیان کئی ہوتی او سوقت بدعت لا
اصل لہا سے بدعت سیئہ مراد ہونا منہ سے نکالا ہوتا اور یہ جو گنگوہی نے کہا ہے یہ کسی دوسرے وہابی نے کہا نہین پھر کیونکر
مراد سیئہ ہونا زبان سے نکالدیا اور اس تقریر گنگوہی سے اس امر کو کہان ثابت کیا پس رفع قرینہ ہرگز نہوا اور قرینہ کو
محض اضلال قرار دینا خود گمراہ و خاطی ہونا کیونکہ قرینہ مذکورہ یہان تعظیم آنحضرت صلعم کی ہے اور تعظیم آنحضرت صلعم
کی یہ ایسی ہے جسکو محققین مستحسن فرماتے ہین اور تمام بلاد اہل اسلام مین اسکو نیک جانتے ہین اور کرتے ہین پس اس تعظیم کو
خطا و اضلال بتانا تمام جہان کے علماء صالحین کو مضل و خاطی کہنا خود ضال و مضل و خاطی بننا ہے اور پھر ان
حضرت کی تعظیم کو ایسا کہنا بے ادبی ساتھ آنحضرت صلعم کی ہے فحال القائل کما ترے مولف انوار نے کہا تہا او
یہ بات سب اہل اسلام جانتے ہونگے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم شرع مین مطلوب ہے یا نہین اور یہ کہ یہ
بنیت ادب کھڑا ہونا مقید تعظیم ہے یا نہین پھر جبکہ قیام اونکا مبنی ہو التعظیم پر تو بالضرور مستحب او مستحسن ہوگیا انگنگو
صاحب فرماتے ہین اسکے جواب مین یہ تو کلمہ محض عجیب اندرونیکا ہی کہ تمام عالم کی طرف سے اس علم مین مولف کو
ہی خود آپ ہی عالم ہے آپ ہی مجیب ہے اور جواب قیام تعظیم کے جواز اور اوس قیام خاص کے عدم جواز کا خوب محقق ہو چکا
سو یہ قیاس مولف کا فاسد ہے کیا حاجت اعادہ جواب کے انتہی **اقول** وباللہ التوفیق عجب جہالت ہی کہ اس کلام کو
کلمہ عجیب اندرونیکا ہی گنگوہی لکہا ادنی عقل والا بہی اسکو کلمہ عجیب کا نہین کہسکتا ہی کہ علماء و فضلاء کامل عقل والے یہ گنگوہی
خواہ مخواہ نفسانیت و حسد سے مولف انوار پر جا بجا بہتان لگاتا ہی اسکو خدا کا خوف قطعی نہین حیا و شرم ہی نہین ہے

جو ایسے واہیات باتین کرتا ہے یہ نہین جانتا کہ کوئی اردو دان بھی اسکے ایسے اقوال دیکھیگا تو بے ساختہ گنگوہی
کو نادان و حاسد و باغض کہہ اٹھیگا کون سے زبان کے محاورہ مین اس کلام مولف انوار سے تمام عالم کی
علم مین معلوم تردد ہوتا ہے اس عبارت مین تو کوئی کلمہ دال تردد و عدم قطع پر نہین ہے ، رجانتے ہونگے ، کا لفظ مستلزم ہوا تردد
کو یہ مسلم نہین ہے کبھی قطعی و یقینی امر مین بھی یہ لفظ بولدیا جاتا ہے چنانچہ اہل لسان واقف ہین اگر بالفرض
والتقدیر علم مین تردد ہونے پر بھی دلالت یہ لفظ کرے اور عدم جزم کا موجب ہووے بظاہر تب بھی ایسا کلمہ جو
عدم جزم اوسکی اصل ہے مقطوع یقینی پر واسطے اغراض متعددہ کے کہدیا جاتا ہے چنانچہ اصل لفظ ان شرطیہ
کی عدم جزم ہے ساتھہ وقوع شرط کے فی تلخیص المفتاح فان واذا للشرط فی الاستقبال لکن اصل ان عدم
الجزم لوجود الشرط انتہی لکن کبھی واسطے تجاہل یا واسطے عدم جزم مخاطب کے یا واسطے تنزیل مخاطب کے
بمنزل جاہل تحقق علم کے وغیرہ من الاغراض جزم و یقین کے محلین بھی مستعمل ہوتا ہے وفی ذلک الکتاب وقد یستعمل
ان فی الجزم تجاہلا او لعدم جزم المخاطب کقولک لمن یکذبک ان صدقت فماذا تفعل او تنزیله
منزلة الجاهل مقتضی العلم او التوبیخ وتصویر ان المقام لاشتماله علی ما یقلع الشرط عن اصله لا
یصلح الا لفرضه کما یفرض المحال نحو افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین او تغلیب غیر المتصف
به علی المتصف وقوله تعالی وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا یحتملهما والتغلیب باب واسع یجری
فی فنون کقوله تعالی وکانت من القانتین وقوله تعالی بل انتم قوم تجهلون وله ابوان ونحو انتہی ان وجوہ
مذکور مین سے بعض وجوہ اس محل مین مستقیم ہو سکتی ہین پس اگر مولف انوار نے بالفرض والتقدیر لفظ تردد و عدم
جزم کو ہی کہا ہو تو ممکن ہے کہ سب اہل اسلام مین وہابیہ کو بھی داخل کیا ہووے اور کلام تعظیم قیام میلاد شریف
مین ہے اور وہابیہ قیام تعظیم میلاد شریف کے تو منکر ہی ہین پس وہابیہ کا تعظیم کو مطلوب شرع نہین جاننا چونکہ یقینی
نہین ہے متردد ہے تغلیباً دوسرونکو بھی وہابیہ کے حکم مین داخلکر کے کلمہ تردد کا داخل کردیا یا یہ کہ وہابیہ موقف
انوار کو باوجودیکہ قیام کی تعظیم کی مطلوب شرعی ہونین مولف سچا ہی سچا نہین جانتے ہین اور وہابیہ کو اس بارہ مین جزم
نہین ہے اور مخاطب مولف انوار کے وہابیہ ہی ہین پس بنا بر عدم جزم وہابیہ اس امر مین کلمہ تردد مولف نے داخلکیا یا
کہ سبب ایسا ہوگا کہ سب اہل اسلام جانتے ہونگے الخ تو بیچ تم وہابیہ کیا کروگے اور یہ حجت ہماری تم پر قائم ہوگی تو
تمہارا کیا جواب ہوگا چند وجوہ درستی کلام مولف کے موجود ہین واقف پر ظاہر ہے گنگوہی تعصب و حسد و بغض
یا بیعلمی سے کہ اردو عبارت کے فہم بھی اوسکو نہین ایسا مولف انوار کہتا ہے اب پانچوین قرینہ کے بارہ مین جو ندان
گنگوہی کا ہی جاننا چاہیے گنگوہی صاحب فرماتے ہین لفظ بدعت لا اصل لہا سے زیادہ بڑکر کونسا کلمہ ہجو کا ہوگا

کہ خود

کہ خود فخر عالم فرماتے ہیں کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار اور شامی کا تعبیر کرنا اہل قیام کو بلفظ محبین
یا بوجہ دعوے انکی کے ہے یا واقعی یا حسن ظن سے انکو محب جانتا ہی او خطا سے مبتلا اس فعل کا سمجھتا ہی تو
قرینہ محض سوفہم ہے **اقول** وباللہ التوفیق لفظ بدعت لا اصل لہا کو کلمہ ہجو اسی بنا پر گنگوہی قرار دیتا ہی کہ اسکو
مستلزم بدعت سیئہ کا ہی زعم کرتا ہی اپنے زعم فاسد مین اور یہ اول ہی مرحلہ ہے کہ اسکو یہ گنگوہی طے نکر سکا ہی اور استلزام
مذکور نہ کسی دلیل سے ثابت کیا ہی اور نہ کسی کے قول سے بیان کیا ہی ابھی دعوی بلا دلیل ہے یہ زعم استلزام مذکور کا
کرتا ہی اور اس استلزام کے رفع پر یہ امر با علی صوت ندا کرتا ہے کہ نور الدین حلبی وصاحب سیرت شمس وولد محمد شامی کے
ابو نصر عبد الوہاب عبارت شامی بدعت لا اصل لہا کے تحت مین بدعۃ حسنۃ لکھتے ہین پس لفظ بدعت لا اصل لہا اگر
مستلزم بدعت کو علماء کے نزدیک ہوتا تو اسکو یعنے بدعت لا اصل لہا کو بدعت حسنہ پر کیونکر علماء محمول کرتے
پس استلزام کا ادعا باطل ہے جب بدعت لا اصل لہا کو بدعت سیئہ لازم نہوئی تو اسکو کلمہ ہجو بتانا نہایت درجہ
سوفہمی ہے اور دعوے تو یہ کیا گنگوہی نے کہ لفظ بدعت لا اصل لہا سے زیادہ بڑھکر کوئی کلمہ ہجو کا نہین اور
اسکے اثبات کیواسطے قول آنحضرت صلعم کا کل بدعۃ ضلالۃ الخ پیش کیا یہ مدعی گنگوہی کہان وال اور اس کلمہ کے زیادہ بڑھکر ہجو
کیواسطے ہونا کہان ثابت ہوا دعوے کچھ دلیل کچھ اگر یہ مراد گنگوہی لیوے کہ بدعۃ لا اصل لہا مشتمل لفظ بدعت پر ہے
اور بدعت کو آنحضرت صلعم نے ضلالت فرمایا ہی جب ہر بدعت ضلالت ہوئے تو یہان جو بدعت مذکور وہ بھی ضلالت
ہوئی با این معنی یہ کلمہ ہجو ہوا تو جواب یہ ہے کہ مبنی اس مراد کا بھی جہالت صرف ہی اوپر عبارات علماء حسن المقصد
مین گذر چکا ہی کہ علماء وفقہا یہانتک امام شافعی بھی بدعت کے دو قسم ہونیکے قائل ہین ایک مذموم دوسرے غیر مذموم
اور بدعت کو منقسم پانچ قسم پر کیا ہی علماء نے واجب مستحب مباح حرام مکروہ اگر پس ہر بدعت ضلالت نہوئی اور اس حدیث
کل بدعۃ ضلالۃ کو عام مخصوص البعض شراح حدیث نے لکھا ہی چنانچہ امام نووی شرح مسلم کی کتاب الجمعۃ
تحت خطبہ آنحضرت صلعم مطبوع ہند صفحہ ۲۸۵ مین فرماتے ہین قولہ وکل بدعۃ ضلالۃ ھذا عام مخصوص
والمراد غالب البدع قال اہل اللغۃ کل شیئ عمل علی غیر مثال سابق قال العلماء البدعۃ خمسۃ اقسام
واجبۃ ومندوبۃ ومحرمۃ ومکروھۃ ومباحۃ فمن الواجبۃ نظم ادلۃ المتکلمین للرد علی الملاحدۃ و
المبتدعین وشبہ ذلک ومن المندوبۃ تصنیف کتب العلم وبناء المدارس والربط وغیر ذلک ومن المباح
التبسط فی الوان الاطعمۃ وغیر ذلک والحرام والمکروہ ظاہران وقد اوضحت المسئلۃ بادلتہا المبسوطۃ
فی تہذیب الاسماء واللغات فاذا عرف ما ذکرتہ علم ان الحدیث من العام المخصوص کذا ما اشبہہ
من الاحادیث الواردۃ ویؤید ما قلنا ان قول عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی التراویح نعمت البدعۃ

ولا یمنع من کون الحدیث عاما مخصوصا قوله کل بدعة موکد بکل بل یدخل التخصیص مع ذلک کقوله تعالی تدمر کل شیئ انتہی اس عبارت امام نووی سے واضح ہی کہ حدیث کل بدعة ضلالة مخصوص البعض ہے پس بدعت لا اصل لہا کو شامل ہونا لازم نہین ہے پس ہجو کا یہ کلمہ ہونا لازم نہین آیا اور زعم گنگوہی باطل ہوا پس حدیث سے کچھہ ثابت نہوا بے محل حدیث نبوی صلعم کو اس گنگوہی نے نقل کیا اور شامی کا تعبیر کرنا اہل قیام بلفظ محبین بوجہ دعوی اُنکے جو بتاتا ہی تو اوس سے بھی بیعلمی گنگوہی کی ثابت ہی اسلیئے کہ بوجہ دعوے انکی محبین کہنا ہوتا تو یہ مطلب ہوتا کہ محبین مین سے وہ قیام کرنے والی نہین لکن بتکلف خودکو اہل حب ظاہر کرتی ہین تو اسحالت مین شامی اونکو بلفظ مستحبین جو مشتق تحبب سے ہے تعبیر کرتا محاورہ یہی ہی کہ ایسے کو ملفظ مشتق تفعل سے جو دال تکلف پر ہی تعبیر کیا کرتی ہین چنانچہ جو خود صوفی بتکلف ظاہر کرے اور فی الواقع صوفی نہو اور جو کوئی خود کو فقیہ ظاہر کرے اور فی الواقع فقیہ نہو لفظ متصوف و متفقہ کے لفظ سے اوسکو بیان کرتی ہین پس انکے دعوی کے سبب سے محبین کہنا شامی ہرگز مسلم نہین ہے ہان واقعی انکو محبین جاننا شامی مسلم اور حسن ظن بھی ہو سکتا ہی لکن خطا سے اس فعلکو کرنا اون محبین کا شامی کے کسی لفظ سے مفہوم نہین ہے یہ زعم فاسد و توہم کاسد گنگوہی کا ہی کہ تقول کرتا ہی کہ شامی خطا سے مثلا اس فعل کا اونکو سمجھتا ہی بطلان اسکے تقریر گنگوہی واضح ہوگیا اور اس قول کا بھی ہذیان ہونا لائح ہوگیا پس یہ قول گنگوہی سو یہ قرینہ محض سوء فہم ہے) اسی ہذیان پر مبنی ہے پس بناء فاسد علی الفاسد و سوء فہم گنگوہی پر بخوبی دال ہے مولف انوار پر سوء فہم کا صراحة بہتان ہے پانچون قرائن بیان کئے ہوئے مولف انوار صحیح و سالم و سوائس گنگوہی سے رہے اور کسی ہذیان گنگوہی نے اونکو کچھہ نقصان نہ پہونچایا اور گنگوہی نے ہر طرح خسران پایا اسکے آگے جو صفحہ ۲۲ مین گنگوہی سب قرائن مولف کو جہل و سوء فہم بتاتا ہی اور کہتا ہی کہ بدعة لا اصل لہا کی معنے تمام اہل علم و دیانت کی نزدیک بدعت سیئہ کے ہوتی ہین اور مولف انوار کو مادہ علمی سمجھنے کلام علما اور دیانت نقل سے ہمارے بتاتا ہی اور خائن کہتا ہے اور روایت ردمختار کے اخفاء کا بہتان لگاتا ہی اور مولوی احمد علی سہارنپوری کے حق مین مولف بدزبانی کرنیوالا اقرار دیتا ہی اور آیت ومن کان فی ہذہ اعمی فہو فی الاخرة اعمی واضل سبیلا مولف کے حق مین پڑہتا ہی سراسر جہالت و نادانی گنگوہی کی ہے قرائن کا حال تو بخوبی معلوم ہوچکا اونمین گنجائش کسے دین دار عاقل کو چون وچرا کرنیکی نہین ہے اور سفہاء و حمقاء و بے دین تو کلام خدا و رسول مین بھی گفتگو کرتی ہین کسی بیدین کی گفتگو واہی تباہی سے حق مرتفع نہین ہوتا ہی اور آفتاب پر خاک نہین پڑتی ہے کسی کے گواہی سے اور قرائن کے رفع کیواسطے بہت ہی کچھہ ہاتھہ پاؤن گنگوہی مارے سوائے خسران کے کچھہ اسکے ہاتھہ نہ آیا اپنی بے حیائی سے کچھہ کیا کرے کیا ہوتا ہی وہ قرائن حقہ مانند آفتاب روشن نور افشان ہین منکر کے جہل کو لوگون پر جو منصفین ہین ظاہر کر رہے ہین ایک اہل علم و دیانت کے قول کو بھی

گنگوہی نے

گنگوہی نے ثابت نکیا کہ بدعت لا اصل لہا کی معنے بدعت سیئہ کے ہین اور یہان موافق عادت قدیمہ کے جہوٹ بولدیا
کہ تمام اہل علم ودیانت کے نزدیک معنی بدعۃ لا اصل لہا کے بدعت سیئہ کے ایسے خلاف کو آدمی کیا کہے تمام
اہل ودیانت مین نور الدین حلبی و صاحب سیرت شمس شامی و والد محمد شامی ہی تو ہین وہ تو اسی قول سیرت
شامی کے تفسیر ساتھ بدعت حسنہ کے کرتے ہین چنانچہ اوپر گذرچکا ہی کیا تمام گنگوہی کے نزدیک نور الدین حلبی و صاحب
سیرت شمس وابونصر والد محمد شامی اہل علم ودیانت مین سے نہین ہین پہر کیون تمام علماء و مستدین کیطرف نسبت
کرتا ہی کہ بدعت لا اصل لہا کے معنے اونکے نزدیک بدعت سیئہ کے ہین کچہہ شرم وغیرت تہی تو دو چار علماء بلکہ ایک
دو ہی محققین کے اقوال نقلکر دئے ہوتے کہ جن سے یہ ثابت ہوتا بدون نقل جہوٹا نام لیدینے مین شرم
وحیا نہین خود کا مادہ وہان سے یہان اس رسالہ سے واضح ہے دیانت امانت لائق ہی کہ ایک قول ہی صحیح نکیا
اور صدہا جگہہ خلط مراد کلام علماء کے و احادیث و آیات کے بیان کی اور خیانت عبارت تلویح و توضیح سند
اجماع کے بارہ مین کی اور حدیث مین لفظ خالفوا الیہود عید عاشوراء کے بارہ مین زیادہ کردیا اور حوالہ بخاری و مسلم
کا دیدیا اور والعاملین علیہا سے اجرت مدرسین کو ثابت کیا تمام جہان کے خلاف اور ابن حجر و جلال الدین کے
مقابلہ مین کیا ابلہ فریبان کین اور چہوٹا منہ بڑی بات اونکے قیاس کو باطل اپنی جہالت سے بتایا اور صراحۃ
ملا علیقاری وابن حجر وابن جزری و سخاوی وغیرہم علماء کے اقوال غیر معتبر بتایا فقط فاکہانی کے قول ساقط و بلا دلیل
کو جو اپنے سوائے نفسانی کے موافق پایا اوسکو معتبر وقوی ٹہرایا اور صراحۃ کہا ہی کہ لاکہون کروڑون علماء کا تعامل ہی معتبر
نہین ان تمام امور کا خود مرتکب ہے اپنے گریبان مین منہ ڈالکر نہین دیکہتا ہی اور اپنے افعال قبیحہ خیانت و بد
دیانتی و بدزبانی و بیلگانی نہین جانتا ہی اور جم غفیر و سواد اعظم کے عمل کو ضلالت بتاتا ہی اور کذب باریتعالی کے
امکانکی طرفداری کرتا ہی اور با الامکان خدا یتعالی کو کاذب گویا کہتا ہی اور انکار ایک رکعت وتر سے ایمان کا ٹہکانا
نہونا معلوم کرتا ہی جس سے لازم آتا ہی کہ بعض صحابہ کرام رض و امام ابی حنیفہ و امام حسن بصری و تمام علماء و فضلاء ائمہ و
مشائخ و فقہاء حنفیہ کسی کے ایمانکا ٹہکانا نہووے اسلئے کہ یہ تمام حضرات انکار ایک رکعت وتر کا کرتے ہین اوسکو
گمراہی خود کی خیال نہین کرتا ہی اور مولف انوار جو بات حق کہرہا ہی اور جو مسلک جمہور علماء کا ہی بحوالہ کتب ثابت کر
رہا ہی اور اس کے کوئی خیانت و بددیانتی نکی اور کے حقین بدزبانی اوسکو کرنا منظور نہین ہی فقط اظہار منظور ہے
اوسکے حق ایسے واہیات و خرافات زبان و قلم سے نکالتا ہی اور مولوی احمد علی سہارنپوری کو تو مولف انوار سکے
میلاد شریف و قیام نہین جانتا ہی بلکہ اوسکا عمل اسی بارہ مین ثابت کیا ہی مولف نے چنانچہ اوپر گذرا ہی خود گنگوہی
صفحہ ۱۴۹ براہین مین لکہتا ہی لہذا مولف نے جواب لکہنا شروع کیا ہی اور حاشیہ پر مولویصاحب کے نسبت شرکت

مجلس مروجہ اور قیام کے تہمت اور تکذیب اسکی کہ یہ فتویٰ اونکا ہے اور شہادت حافظ عبد الکریم خان کے لکھتا ہوں اونکا
جواب بجز اوسکے نہین ہے دیتا ہون کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مولف انوار مولوی
احمد علی کو منکر میلاد نہین جانتا ہے اور یہ فتوے مولوی احمد علی کا جو بعد وفات اونکی وہابیہ نے طبع کرایا ہے انکار
میلاد و قیام مین جو اقوال جہالت و بے علمی سے مملو ہے اوسکو وہ مولوی احمد علیکا نہین مانتا ہے پس جب کہ
فتویٰ مولف انوار مولوی احمد علی کا نہین جانتا ہے تو اوس فتوے پر کلام کرنا مولف کے نزدیک مولوی احمد
علی کے اقوال پر کیونکر کلام ہوا اور اس فتوے پر طعن کرنا مولوی احمد علی پر طعن کسطرح ہوا پس یہ جہالت
و نادانی صرف ہے جو گنگوہی مولف انوار کا بدزبانی کرنا مولوی احمد علی کے حق مین بتاتا ہے اب منصفین جانلیں
کہ جہالت و ضلالت کسکی ہے اور جو آیت مولف کے حق مین گنگوہی نے لکھی ہے اوسکا سزاوار گنگوہی ہے نہ
مولف انوار اوپر ہم نقل کر چکے ہین کہ خوارج کو ابن عمر رضا اسلئے بدترین خلایق جانتے آیات منزلہ حقوق کفار
مین مسلمانونکے حق مین قرار دیتے ہین یہ آیت خاص کفار کے حق مین ہین چنانچہ تفاسیر مین یہ روشن ہے مولف مسلمان
اہل سنت وجماعت کے حق مین اس آیت کا پڑہنا وہی شیخ خوارج کا ہے اور وہابیہ کے بعض اقوال موجب کفر بہی
ہین چنانچہ امکان کذب کا قائل ہونا بہی ایسا ہی ہے پس وہابیہ کے حق مین ہی پڑہنا اس آیت کا مستقیم ہو سکتا
ہے نہ کسی مسلمان کے حق مین **مولف** انوار نے علامہ نور الدین حلبی و سیرۃ الشمس سے ثابت کیا تہا قول محمد شامی
کا تفسیر کرنا ساتھ بدعت حسنہ کے تو اوسکی جواب مین **گنگوہی** صفحہ ۱۴۳ مین اپنی فکر غیر مستقیم کی موافق اسقول
حلبی کو جو بعد نقل عبارت سیرت شامی کے لکہا ہے ای لکنہا بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ ضلالۃ
رد قرار دیتا ہے کہ حلبی سیرت شمس کا قول رد و تعاقب کیواسطے لایا ہے کہ بدعت ہونیکو قبول کرتا ہے اور لا اصل لہ پر
تعاقب کرتا ہے پس حلبی و صاحب سیرت شمس قیام کو بدعت او شافی سیئہ کہتا ہے اور گنگوہی اپنی بیعلمی سے یہ
کہتا ہے یہ قول شرح کے مراد سے نہین کیونکہ لکن لفظ شرح کیواسطے نہین ہے اور ای حرف تفسیر ہے مگر اصطلاح
حلبی سیرت کے عبارتکی نقلکرنا لنشان ہے کہ وہ بمنزل تفسیر کے واقع ہو جاتا ہے پھر گنگوہی مجیب بنتے ہین کہ شامی کا قول
منصوص ہے مخالفت کسیکی اوسکو مضر نہین مگر تاویل حلبی کی یہ ہے کہ وہ مطلق کے فرد کے وجہ سے قیام کرتے تھے تقیید
مطلق کا درجہ اس قیام مین نہ تہا اور عوام کا اندیشہ تہا لہذا جائز جانتے تھے اب وہ امر نہین رہا مکروہ ہو گیا اور جواب تواریث ائمہ و علماء
عرب و مصر وغیرہما کا جو عبد اللہ سراج اور عبد الرحمن بن عبد اللہ بن سراج کے فتوی سے نقلکیا جیسا بار پہلے
گذرا **اقول** وباللہ التوفیق معنے ظاہر متبادر جو بدون قرینہ کی فہم مین آوین وہ یہی ہین کہ قول حلبی از سیرت
شمس شرح قول شامی کی ہے کوئی قرینہ بیان رد کا موجود نہین ہے جس سے رد قرار دیا جاوے معنے متبادر سے غیر متبادر

محتاج الی القرینۃ کیطرف جانا بدون تعذر معنی متبادر و بلا وجود قرینہ غیر متبادر کے سراسر غلطی ہے اور تعاقب مراد
لینا اور حلبی و صاحب سیرت شمس کو قائل بدعۃ حسنہ اور شامی کو قائل بدعت قرار دینا تکلف بارد ہی جو قابل التفات
ذوی العقول نہین ہے لیکن کا لفظ شرح کیواسطے نہونے یہ کب لازم آتا ہی کہ رد ہو جاوے یہ تو خوب بات ہی جو
کوئی لفظ شرح کیواسطے نہوا کرے تو اوسکو رد بنا دیا کرین ایسی ایسے عجائب امور گنگوہی سے صادر ہوتی ہین
جو موجب مضحکہ ہر ادنی و اعلے کے ہین لفظ لکن رد کیواسطے بھی موضوع نہین جو گنگوہی قرار دیتا ہو کسی نحو میں
نحو کے جاننے والے سے ہی دریافت کر لیا ہوتا کہ لکن کس معنی کیواسطے موضوع ہے تو وہ بتا دیتا کہ گنگوہی صاحب
یہ واسطے توہم کو ہے جو کلام سابق سے ناشی ہووے یہ حرف تعاقب ورد نہین ہے اور لفظ ای حرف تفسیر ہے اسکے
مابعد جو مذکور ہوگا اوسکو تفسیر اسکے ماقبل کے قرار دینگے اور سیرت شمس کے عبارتکی نقل کا فنشان ہونا منافی اسکی نہین ہے
کہ یہ اسکا بعد تفسیر و شرح ماقبل کے نہووے ہو سکتا ہی کہ اپنے قول سے تفسیر و شرح حلبی نے قول شامی کی بیان
کی سیرت شمس کے قولکو بطور شرح و تفسیر کے بیان اور خود بھی اوس شرح و تفسیر کے ساتھ راضی ہو اسلئے حلبی نے
موافق اپنی اصطلاح کے بعد لفظ ای قول سیرت شمس کا بطور اتباع تفسیر و شرح قول شامی کے ذکر کیا تو اصطلا[ح]
بھی اوسکی ہو گئی اور یہ ذکر کرنا اوسکا تفسیر شرح ہی قول شامی کے ہو گئے گنگوہی نقل قول سیرت کس اوسکی
شرح ہونے مین منافات اپنی فکر ناقص سے خیال کر لی ہے اسواسطے اس ورطہ ظلماء مین گرا ہے اور شامی کے قول
منصوص کہنا اور مخالفت کسکی اوسکو مفسر ہونا بھی گنگوہی کے فہم پر دال ہے یہ سراسر نادانی ہے کہ شامی کو
منصوص قرار دیتا ہی کونسے نفس قیام کی بدعت سیئہ ہونی وارد ہی جو قول شامی اسکے خلاف مراد پر حمل کر کے اوس سے
مفہوم ہونا بدعت سیئہ کا قرار دیکر اوسکو منصوص زعم کرتا ہی اتنا نہین جانتا کہ منصوص بتانے سے افترا خدا و
رسول پر ہوتا ہی منصوص قیام میلاد کا بدعت سیئہ ہونا اوسوقت ہوتا کہ بدعت سیئہ ہونا قیام کا خدا اور رسول نے فرمایا
ہوتا اور باوجود نہ فرمانیکے یہ کہنا صراحۃً افترا خدا و رسول کرنا ہی ایسے بے باکی ایسے فرقہ بدعیہ وہابیہ وغیرہ کا ہی
خاصہ ہے نعوذ باللہ من ذلک تاویل حلبی کی خوب گہڑی ذکر مطلق کے فرد کیوجہ سے قیام کرتی تھے تقیید مطلق کا
درجہ اس قیام مین نہ تہا اسکی مراد یہ ہو سکتی ہی کہ حلبی صاحب فرماتی ہین کثیر محبین جو قیام کرتی تھے تو مطلق کی
فرد کیوجہ سے کرتی تھے اونکی قیام مین تقیید مطلق کا درجہ نہ تہا اور اس سے غرض یہی ہوگی گنگوہی کی کہ حلبی شامی کو
جواب دیتا ہی کہ اونکی قیام مین بدعت سیئہ نہ تہی بسبب ہونی تقیید مطلق کی یہ تاویل و جواب حلبی کو گنگوہی صحیح
جانتا ہی جب ہی حلبی کے قولکی تصحیح کیواسطے ذکر کیا کرتا ہی یہ تو ظاہر ہے کہ وہی قیام ہی کہ جس پر عادت جاری ہی ہونا
محبین کا وقت ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے بطور تعظیم کہتا ہی اور عادت کی یہ معنے نہین ہوتی ہین کہ کبھی کبھی محفل

میلاد وقت ذکر ولادت شریفہ کے کرتی تھے عادتاً اسوقت قرار دیجاویگی کہ ہمیشہ کرتے ہوں قیام مذکور کو محفل
میلاد مین وقت ذکر ولادت شریفہ کے اور اُس قیام ہمیشہ کا وقت ذکر ولادت شریفہ کی محفل میلاد جائز و درست ہوتا
اوس تاویل سے گنگوہی صحیح و درست کرتا ہی کہ مطلق فرد کیوجہ سے کرتی تھے تقیید مطلق درجہ اوسمین نہ تھا پس اس
تاویل سے گنگوہی کے نزدیک قیام میلاد شریف ہمیشہ کرنا بھی جائز و درست ہوگیا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ہمیشہ قیام
کرنے میلاد شریف کی مین تقیید مطلق کا درجہ نہین ہے اب تقیید مطلق گنگوہی کے نزدیک بھی یہی ہوگا کہ کوئی فرض و
واجب مع ان قیود کی جانے اور بدون ان قیود کے جواز قیام تعظیمی واسطے آنحضرت صلعم کے ناجائز جانے پس اس سے
ایک تو ثابت ہوا کہ اب جو قیام اسلام مین جاری ہے وہ بھی جائز ہے کیونکہ کوئی ان قیود کو واجب و فرض
واسطے جواز قیام کے نہین جانتا ہی اور غیر مقید بالقیود مذکورہ کو غیر جائز کوئی نہین کہتا ہی پس تقیید مطلق یہان
بھی نہین ہے اور دوسرا امر یہ کہ یہی مراد قول محمد شامی کے بھی ہو سکتی ہے اور ممکن ہی کہ محمد شامی بھی اسی سبب سے
قیام کو جائز جانتے ہوں اور اس جواز کیطرف اشارہ کرنیکو ایسا کلام فرمایا ہو کہ جسمین قرائن جواز کے جو مولف
انوار نے ذکر کئے ہین موجود ہین پس بدعت لا اصل لہا اونکے نزدیک بدعت سیئہ پر دال نہوا اور زعم گنگوہی
کا گنگوہی کی تقریر باطل ہوا اور قول گنگوہی کا کہ اب وہ امر ناجائز مکروہ ہوگیا) یعنے عدم اندیشہ عوام و عدم
تقیید مطلق نہ رہا تو مکروہ ہوگیا سراسر باطل ہے کیونکہ عوام مین بھی کوئی واجب و ضرور اس قیام کو آجتک نہین
جانتا ہی اس اعتقاد کو اونکی طرف نسبت کرنا محض افترا ہی اور اندیشہ و احتمال اسکا تو اوس حالت مین بھی تھا
جس حالت مین مجیبین کا قیام درست ہونا قول گنگوہی سے ثابت ہوا ہر زمانہ مین عوام و خواص ہوا کرتی ہین اور
جاہل عالم ہوتی رہی ہین قیام جس زمانہ سے شروع ہوا اوس زمانہ سے لیکر آجتک عوام بھی موجود رہی ہین پس اندیشہ
عوام کے بد اعتقادیکا اور احتمال اونکے واجب و سنت موکدہ جانیکا اوسوقت مین بھی تھا پھر اندیشہ عوام نہونا اسوقت
جو گنگوہی بتاتا ہی سراسر غلط و خلاف عقل کے ہے اور تقیید جس معنے کر ممنوع ہی وہ اب بھی پایا جانا مسلم نہین ہے
محض دعوے لسانی گنگوہی کا ہی اور خوف بد اعتقادی عوام موجب عدم جواز ہونا ہر جگہہ مسلم نہین ہے بعض جا
ایسا خوف ہوتے ہوئے بھی علماء جواز جانتے ہین اور ایسے خوف بد اعتقادی کے سبب سے اوس امر کو ناجائز
و مکروہ نہین بتاتے ہین دیکھو علماء و اولیا سے ساتھہ عوام کا اعتقاد زیارت کا ایسا ہوتا ہی جو خارج از شرع ہے سوا اسکے
اونکی قبور کے پاس نماز پڑہی جاوے تو خوف فساد اعتقاد عوام کا ہی اور باوجود اسکے قبور اہل علم و اولیاء کی نزدیک
نماز پڑھنے کو فقہاء جائز فرماتے ہین اور خوف بد اعتقادی عوام سے ناجائز نہین فرماتے ہین فی العینی شرح
الہدایۃ فی باب الجنائز فان قلت ترک الناس الصلوۃ علی قبر النبی ؐ انما کان خوفاً من ان یتخذ قبرہ

علیہ السلام مسجدا ولم یکن ذلک لاجل عدم مشروعیۃ المنفل بما قلت لا یلزم من الصلوۃ علی قبرہ اتخاذ المسجد الا یری انہم جوزوا ان یصلی عند قبور اہل العلم والاولیاء مع مزید اعتقاد العامۃ فی التعظیم لہم الخارج عن الشرع انتہی پس یہ کلیۃ منقوض ہوا کہ خوف بداعتقادی عوام کی سے کوئی امر مکروہ وحرام ہو جاوے پس بالفرض اگر خوف تقیید وتاکد عوام ہووے ہی تب ہی چونکہ علما نے اس خوف کا اعتبار نکیا اور قیام کو مستحسن جانا قیام مذکور مکروہ وحرام ہرگز نہوگا اور بہت سے مسائل موجود ہین کتب فقہ مین بنا بر قیاس وہ جائز نہین اور بنا بر استحسان جائز ودرست ہونے کے سبب سے وہ فقہا نے درست ہی رکھے ہین اور استحسان کے مقابلہ مین دلیل قیاس کا ساقط وحدیث واثر کو مخصوص قرار دیا ہی پس یہ خوف بداعتقادی کا بہی بمقابلہ استحسان کے ساقط ہی اور ضعیف تر ہے کہ عمل اس پر درست نہین ہے ہان استحسان جو دلیل قوی ہے نہوتا تو خوف بداعتقادی موجب کراہت قیام ہو جاتا ہی اور استحسان کے ہوتے ہوئے ہرگز موجب کراہت نہین ہو سکتا ہی پس قول گنگوہی باطل وساقط بلکہ ہذیان ہی اور توارث وتعارف کا چند بار جواب پہلے گذر جانا گنگوہی بتاتا ہی منصفین اوکیا یہ خوب روشن وہویدا ہو گیا کہ کوئی دلیل شرعی ایسے جو رفع توارث وتعارف وتعامل کی دلیل ہونیکو کردی گنگوہی نے ذکر نکی اور نہ کسی دوسرے وہابی نے بیان کی یہ بہی امر مزخرفات واباطیل گنگوہی سے صادر ہوئی کہ تعامل لاکہون کروڑون علمار کا بہی معتبر نہین اور ملا علی قاری وسخاوی وابن جزری وابن جوزی کا قول اس امر مین معتبر نہین ہے اور قیاس ابن حجر وجلال الدین سیوطی باطل ہے ان مزخرفات کو کون عاقل دلیل شرعی بناویگا اور ان سے اٹھانا تعامل علمار کا قبول کریگا ایسے بے ادبانہ کلمات تمام ملحدین اہل حق کے مقابلہ مین بکدیتے ہین یہ جواب چند بار گنگوہی کا گذرا ہی جسکا بطلان بہی اوپر معلوم ہو چکا ہی پس اثبات محفل میلاد وقیام میلاد شریف جو مولف انوار نے کیا تہا وہ باقی رہا اور حق کا حق ظاہر ہوا اور مزخرفات گنگوہی سب کے سب ہباءً منثورا ہو گئے اور کچہہ پیش نہ چلی اور سوائے خسران وخیبت وحرمان کے گنگوہی کو کچہہ حاصل نہوا اور فرقہ اہل سنت مظفر ومنصور رہا الحمد للہ علی ذلک ولا حول ولا قوۃ الا باللہ **کوتاہی** فہم گنگوہی کی یہ دیکہو کہ جو اول خاصہ ساتھ نماز وروزہ کے اور اونکے سبب سے نماز روزہ کی کراہت فرمائی ہے انکو اپنی کوتاہی فہم سے ایسا عام بناتا ہی کہ خارج نماز وروزہ وعبادات مخصوصہ کی بہی اونکو دلیل کراہت جانتا ہی اور تشبہ بکفار کو بہی ایسا عام لیا کہ خواہ وہ مذموم ہو خواہ نہو خواہ اوسکا شعار ہو خواہ نہو خواہ کامل تشبہ ہو خواہ اونکے فعل خاص کی ایک جز مین تشبہ ہو خواہ اسکی دلیل جواز کی اہل اسلام کے نزدیک موجود ہو خواہ نہو تمام کو موجب کراہت وحرمت جانتا ہی اور کہین باوجودیکہ تشبہ ہوتا ہی اوسکا جواب اوس سے نہین ہو سکتا ہی تو اپنی جہالت سے

کہدیتا ہی کہ یہان تشبہ معتبر نہین تمام رسالہ براہین کا مدار ان دو اصل تقیید مطلق جو اولہ مخصوصہ نماز روزہ سے
مفہوم ہی اور تشبہ کفار کو فی بر ان سے رکہا اول سے آخر تک اکثر جا ہی ان ہی دو امر سے استدلال
کرتا ہی اور اکثر یہی زبان قلم پر یہ آتا ہی کہ تقیید مطلق ہی کہ تشبہ بکفار ہی خواہ یہ وہان ہووے یا نہووے انکی صداقت
آنی سے اوسکو کچھہ بحث نہین ہے صفحہ ۱۰۱ سے لیکر صفحہ ۱۱۴ تک ان دو اصل کی اثبات مین اوراق بلا فائدہ
سیاہ کئے اور آخر مین بہت خوش ہوکر کہا کہ یہی دو اصل رسالہ مولف کی قلع و قمع کو کافی وافی ہین اور آخر ان
کلام کے مولف انوار کیطرف نسبت کج فہمی و کم علمی اور کوتہ فہمی و جہل مرکب اور دعوی بے مغز و اضلال خلق اللہ
پر کمر باندہی کی ہی چونکہ ان دو اصل پر گنگوہی الیسا غرہ ہی اسیواسطے کچھہ کلام انین کیا جاتا ہی اور کچھہ کجفہمی و بے
علمی اور اضلال خلق اللہ پر کمر باندہنا گنگوہی کو لایا جاتا ہم بتائید اللہ تعالے و توفیقہ **گنگوہی** کو تاہ فہم نے
تخصیص کے ممانعت کے یہ حدیث پیش کی قال رسول اللہ صلعم لاتختصوا لیلۃ الجمعۃ بقیام من بین
اللیالی ولاتختصوا یوم الجمعۃ بقیام من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصومہ احدکم الحدیث اور
گنگوہی نے کہا کہ پس اس حدیث مین یہ ارشاد ہوا کہ تم جمعہ و شب جمعہ کو صوم و صلوۃ کے واسطے خاص مت کرو
کیونکہ صوم و صلوۃ نوافل مطلق مین یکسان ہین خصوصیت کسی وقت بدون ہمارے حکم کے درست نہین ہے پس
مطلق کو مقید کرنے سے منع فرمادیا ان قال الگنگوہی اور قولہ علیہ السلام لاتختصوا بہ مطلق وارد ہی تخصیص خواہ
اعتقاد و علم مین ہو خواہ عمل مین دونون ناجائز ہوونگی سو یہ ظاہر ہوگیا کہ تخصیص فعلی اگر منصوص مطلق مین
واقع ہووےگی وہ بہی بدعت ہی اور داخل نہی کر ہے علی ہذا مطلق کرنا مقید کا عام ہی کہ علماً ہو عملاً ہو یا دونون منہی
عنہ ہین چونکہ یہ قاعدہ اس حدیث سے بوضاحت مستنبط تہا تو امام نووی شرح اس حدیث مین فرماتی ہین کہ
احتج بہ العلماء علی کراھۃ ھذہ الصلوۃ المبتدعۃ التی تسمی الرغایب قاتل اللہ واضعہا ومخترعہا
فانہ بدعۃ منکرۃ من البدع التی ھی الضلالۃ والجہالۃ دیکہو کہ نماز جو خیر موضوع اور عمدہ عبادات ہے
اور سب اوقات مشروعہ مین افضل ہی القربات ہے سبب تخصیص کے بدعت منکرہ ہوگئی کیونکہ اطلاق منہ دی
نہا قید وقت کی لگ کر مخصوص ہوگیا تو اس قید کیوجہ سے سارا مقید بدعت بنگیا انتہی **اقول** وباللہ التوفیق
گنگوہی احادیث نبویہ صلعم کی مراد خلاف تمام جہان کے لیتا ہی جو کسی محقق و امام نے نہین کہا ہی وہ یہ گنگوہی
اپنے دل مملو مرض عناد و ولداد سے گہڑتا ہی وجہ منع تخصیص رات جمعرات کے ساتھہ قیام کے دن جمعہ ساتھہ روزہ کے
یہ ہرگز نہین ہی کہ مطلق کو مقید کرنا لازم آتا ہی یہ جہالت صرف گنگوہی کی ہے اور یہ مراد یہی علماء نے نہین لی ہے
کسی نے کہا کہ جمعہ کا روزہ سوائے عادت کے جائز نہین ہے اور تخصیص فعلی بدعت و داخل مین ہے بلکہ اسکی وجہ مخصوص

کسبب

کے سبب سے بعض علماء نے مکروہ کہا ہے اور حکمت اسلئے نہی کہ جو اس حدیث میں وارد ہے یہ فرمائی کہ دن جمعہ کا
دن دعا و ذکر و عبادت و غسل کا ہے اور اول جانا چاہیئے نماز کیواسطے اور اسکا انتظار کرنا چاہیئے اور خطبہ سننا چاہیئے
اور اسدن جمعہ میں کثرت ذکر اللہ کی کرنا چاہیئے بقولہ تعالی فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض
وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا اور سوائے اور عبادت کا دن ہے اسلئے افطار اسدن مستحب ہے کہ یہ
عبادات و وظائف خوب اچھی طرح لذت و خوشی طبیعت و قوت کے ساتھ ہوویں اور ملال و اختلال و فتور روزہ
رکھنے سے پیدا نہووے اس حکمت پر یہ اعتراض ہوا کہ اس حکمت کے سبب سے نہی و کراہت ہے تو چاہئے جمعہ سے قبل
و بعد کا روزہ جمعہ کے روزہ ساتھ رکھا جاوے تب بھی یہ فتور و ملال ہوگا پس چاہئے مع قبل و بعد کے روزہ کے ساتھ
بھی جمعہ کا روزہ مکروہ ہووے اور حال انکہ مکروہ تو اس کا جواب یہ دیا ہے کہ روزہ قبل کے بعد جبر نقصان ثواب کا
جو فتور کے سبب ہوا ہی ہو جاویگا پس کراہت مرتفع ہے اور کراہت خوف مبالغہ تعظیم جمعہ کے سبب قرار دینا
علماء ضعیف و منقض ساتھ نماز جمعہ وغیرہا و وظائف جمعہ و تعظیم جمعہ کے فرماتے ہیں اور اس وجہ سے کراہت و نہی ہونا
بھی کہ اعتقاد وجوب کا نکیا جاوے محققین نے ضعیف منقض ساتھ صوم دن پیر کے ہونا فرماتے ہیں کہ اسدنکا روزہ
تنہا رکھنا مندوب ہے پس یہ احتمال بعید قابل التفات کے نہیں اور روزہ دن عرفہ دن عاشورہ وغیر ذلک کی ساتھ
بھی یہ منقوض ہے امام نووی کی عبارت گنگوہی صلوۃ رغائب کے بارہ میں نقل کی ہے اسکے ساتھ ہی یہ عبارت
موجود ہے جو مخالف ہو گنگوہی کے جسکا مطلب یہ ہمنے لکھدیا ہے الفاظ اسکے یہ ہیں قال العلماء والحکمۃ فی نہی عنہ
ان یوم الجمعۃ یوم دعاء وذکر وعبادۃ من الغسل والتبکیر الی الصلوۃ وانتظارھا واستماع الخطبۃ واکثار
الذکر بعدھا لقول اللہ تعالی فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا
اللہ کثیرا وغیر ذلک من العبادات فی یومہا فاستحب الفطر فیہ لیکون اعون لہ علی ھذہ الوظائف و
اداءہا بنشاط وانشراح لہا والتلذذ بہا من غیر ملال ولا سامۃ وھو نظیر الحاج یوم عرفۃ فان السنۃ
لہ الفطر کما سبق تقریرہ لھذہ الحکمۃ فان قیل لو کان کذلک لم یزل النہی والکراھۃ بصوم قبلہ او
بعدہ لبقاء المعنی فالجواب انہ یحصل لہ بفضیلۃ الصوم الذی قبلہ او بعدہ ما یجبر ما قد یحصل من
فتور او تقصیر فی وظائف یوم الجمعۃ بسبب صومہ فھذا ھو المعتمد فی الحکمۃ فی النہی عن افراد صوم
الجمعۃ وقیل سببہ خوف المبالغۃ فی تعظیمہ بحیث یفتتن کما افتتن قوم بالسبت وھذا ضعیف
منتقض بصلوۃ الجمعۃ وغیرھا مما ھو مشہور من وظائف یوم الجمعۃ وتعظیمہ وقیل سبب النہی
لئلا یعتقد وجوبہ وھذا ضعیف منتقض بیوم الاثنین فانہ یندب صومہ ولا یلتفت الی ھذا

الاحتمال البعید وبیوم عرفہ ویوم عاشوراء وغیر ذلک فالصواب ما قدمنا واللہ اعلم انتہی اس
عبارت امام نووی سے جو ہمنے کہا تہا ظاہر ہے اور گنگوہی نے اسکے مابعد کے عبارت امام نووی کے نقل کی اور اسکو
چہوڑ دیا اور اسکے موافق وجہ نہی کے بہی نہیں بیان کی بلکہ اپنی مدعی فاسد کے ثبوت کیواسطے عدم جواز تقلید
مطلق کے اس سے ثابت کرنے لگا اور اس حدیث کی وجہ جب ہوئی جو ہمنے بیانکی بحوالہ امام نووی کہ اس
حدیث تقلید مطلق کی عدم جواز سے کیا علاقہ ہے اور ہمارے امام اعظم ابی حنیفہ رح اور امام محمد رح و دیگر فقہاء
جمعہ کا روزہ تنہا بہی مستحب فرماتے ہیں قال فی الدر المختار (ونفل کغیرہما) یعم السنۃ کصوم عاشوراء مع
التاسع والمندوب کایام البیض من کل شہر ویوم الجمعۃ ولو منفردا وعرفۃ ولو لحاج لم یضعفہ
والمکروہ تحریما کالعیدین وتنزیہا کعاشوراء وحدہ سبت وحدہ الخ قال فی رد المحتار (قولہ ویوم
الجمعۃ ولو منفردا) صرح بہ فی النہر وکذا فی البحر فقال ان صومہ بانفرادہ مستحب عند العامۃ
کالاثنین والخمیس ذکرہ الکل بعضہم اہ ومثلہ فی المحیط معللا بان لہذہ الایام فضیلۃ ولم یکن
فی صومہا تشبہ لغیر اہل القبلہ فما فی الاشباہ وتبعہ فی نور الایضاح من کراہۃ افرادہ بالصوم
قول البعض وفی الخانیۃ ولا باس بصوم یوم الجمعۃ عند ابی حنیفۃ ومحمد لما روی عن ابن عباس رض انہ
کان یصومہ ولا یفطرہ اہ وظاہر الاستشہاد بالاثر ان المراد بلا باس الاستحباب وفی التجنیس قال
ابو یوسف جاء حدیث فی کراہۃ الا ان یصوم قبلہ وبعدہ فکان الاحتیاط ان یضم الیہ یوما
آخر اہ قال ط قلت ثبت بالسنۃ طلبہ والنہی عنہ والاخر منہما النہی کما اوضحہ شراح الجامع
الصغیر لان فیہ وظائف فلعلہ اذا صام ضعف عن فعلہا انتہی وقال فی فتح القدیر ولا باس
بصوم یوم الجمعۃ منفردا عند ابی حنیفۃ ومحمد رح انتہی اور عبارت رد المحتار لا باس کا استحباب کے
واسطے ہونا واضح ہو چکا ہے امام صاحب وامام محمد اور عامہ فقہاء کے نزدیک یہ روزہ جمعہ کا منفرد مستحب ہے اور جسنے مکروہ کہا تو اسی
سبب سے کہا کہ روزہ رکہنے سے شاید افعال و وظائف جمعہ سے ضعیف ہو جائے اور تقلید مطلق کیوجہ کسی نے نہ کہا لہذا
یہ فقط ہذیان گنگوہی کا ہے اس سے بے علمی وجہالت وعناد وخیانت گنگوہی کی ظاہر ہے صوم جمعہ ہمارے امام صاحب
فقہاء نزدیک منفرد بہی مکروہ نہیں ہے اور گنگوہی ادعا تو حنفی ہونیکا کرتا ہے اور ایسے بدعت وحرمت روزہ اکیلا
قائل اس حدیث سے کہ اس پر قیاس کرکے دوسرے چیزوں کو بدعت سیئہ وحرام بتانے لگا اور اتنی خبر نہیں کہ
ہمارے امام و دیگر فقہاء اس سے بدعت سیئہ وحرام یا کراہت تحریمہ روزہ جمعہ منفرد کے نہیں سمجہتے ہیں بلکہ امام
مالک بہی اپنے موطا میں فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو اہل علم وفقہ ومقتداؤں میں سے نہیں سنا کہ روزہ جمعہ سے منع کرتے

ہوں اور وہ روزہ حسن ہے اور بعض اہل علم کو مین نے دیکہا کہ وہ روزہ جمعہ کا منفرد رکہتے تھے چنانچہ امام نووی نے اونکا
یہ قول شرح مسلم مین نقلکیا ہے اما قول مالك فی الموطا لم اسمع احدا من اهل العلم والفقه ومن يقتدی به ينهی
عن صيام يوم الجمعة وصيامه حسن وقد رأيت بعض اهل العلم يصومه وأراه كان يتحراه فهذا الذی قاله مالك
هو الذی راه وقد رأی غيره خلاف ذلك الخ اور یہ کہنا امام نووی کا کہ امام مالک معذور ہین حدیث انکو
نہ پہونچی اور قول داودی کا نقلکرنا کہ انکو حدیث پونہچتی تو مخالفت نکرتے یہ اوس وقت مستقیم و درست ہوتا کہ امام
مالک صاحب کے پاس کوئی تاویل اس حدیث کی نہوتی جائز ہے کہ امام مالک رح کو حدیث پہونچی ہووے اور انکے
نزدیک شفقت پہ محمول ہووے کہ آنحضرت صلعم نے بطور شفقت نہی کئے ہووے کہ اسقدر امور عبادات و وظائف
جمعہ کے ساتھ صوم یوم جمعہ مین تکلیف ہوگی چنانچہ بعض صحابہ رض کو قیام تمام لیل سے منع بطور شفقت کے فرمایا
تہا احادیث دال ہے روشن ہے امام مالک نجم المحدثین اونکو حدیث کا عدم بلوغ کیونکر تسلیم کرلیا جاوے اور جب امام
مالک رح کے زمانہ مین کسی اہل علم و فقیہ و مقتدای کو یہ حدیث نہ پہونچے تو اونکے زمانہ کے بعد کہانسے آگئی ہے کیونکر ہوسکے
کہ امام مالک اور دوسرے مقتدائے علماء و فضلاء فقہاء کو انکے زمانہ کو تو نہ پہونچے اور من بعد ہمکو پہونچجاوے اور اگر
انکے زمانہ مین کسی فقہاء و علماء و مقتدای کو پہونچے اور معنی اوس حدیث کی بہی کراہت صوم متعین ہوتی اور قابل
مذکور یا دوسری تاویل غلط اسکی نہ ہوتی تو وہ روزہ جمعہ کا مستحسن کسطرح جانتے پس حدیث تو پہونچی ہوگی لکن
اون کے نزدیک یہاں بتاویل مذکور یا دعوہ کے ہوگی پس اس حدیث سے کراہت و بدعت سیہ کا ہرگز ثبوت نہین ہے اور
قیام لیلۃ الجمعہ کے وجہ بہی یہی ہوسکتی ہے کہ جب رات جمعہ کے ورود وظائف و عبادات مین گذریگی تو دنکو بسبب
شب بیداری کے وظائف مین فتور و ملال ہوگا اور دشواری پیش آوے اسلئے شفقۃً منع فرمادیا ہووے پس بدعت سیہ
و مولف کا ثبوت اس حدیث سے ہرگز نہوا پس گنگوہی نے عبارت نووی رد المحتار و در مختار و فتح القدیر کا اخفا کیا
یہ خیانت صرف ہے اور ان عبارات کی مخالف وجہ حدیث گذاری جس سے بدعت سیئہ و عدم جواز لازم آوی یہ عناد صرف ہے اور امام نووی کی جو عبارت صلوۃ
رغائب کے بارہ مین نقلکی ہے او سمین بہی پوری عبارت نقل نکی جسقدر نقلکی ہے اُسکے متصلکی عبارت جو بعد کو ہے یہ ہے وفیها منکرات ظاهرة
وقد صنف جماعة من الائمة مصنفات نفيسة فی تقبيحها وتضليل مصليها ومبتدعها ودلائل قبحها
وبطلانها وتضليل فاعلها اكثر من ان تحصی والله اعلم انتهی اس عبارت سے واضح ہے کہ اُس نماز
مین منکرات و غیر مشروعات امور ظاہرہ موجود ہین اسمین اس سبب سے یہ نماز صلوۃ رغائب ناجائز اور گنگوہی
دہوکہ دہی کو یہ عبارت تو چہوڑی اور لکہدیا کہ قید وقت و تخصیص کے لگنے سے یہ نماز بدعت بنگئی ہے جس سے
ناواقف لوگونکو دہوکہ کہ بدعت ضلالت کا سبب یہی تخصیص ہے تاکہ جاہل جانلین کہ ایسے تخصیص سے مسلمان ضال ہوجا

ہی اور اہل سنت وجماعت ہونے سے نکل جاتا ہی اور مستحق نار کا ہوتا ہی یہ اضلال خلق گنگوہی نے نہ کیا
اور نہ کہا گیا جو امور خود مین موجود ہین وہ مولف انوار پر زبردستی لگاتا ہی باوجودیکہ ایسے امور سے وہ بالکل الفضل
پاک وبری ہے منصفین پر خوب واضح ہوگیا کہ اس حدیث سے تقلید مطلق کا ممنوع ہونا اور تخصیص نا جائز ہونا
ثابت کرنا چاہا ہرگز ثابت نہوا اگر فی نفسہ یہ مسئلہ ثابت ہی کہ تقلید مطلق بعض محققین حنفیہ کے نزدیک ناجائز لیکن
اس حدیث سے جو گنگوہی ثابت کرتا ہی یہ حجت اسمین لاتا اور اسکو اپنا تمسک ٹھہراتا ہی یہ سراسر اسکی نادانی و
تحریف معنوی حدیث کی ہے گنگوہی عامی محض ہے اقتداء فقہا اسکو واجب ہے اوسکو ترک کرکے جو رتبہ مجتہد کا ہے
کہ احتجاج حدیث سے اثبات قاعدہ کے بارہ مین کرے اوسمین اس نے دست اندازی کی اور حدیث پر اعتماد اس
بارہ مین تارک واجب علیہ کا ہوا موافق فرمانے امام ابی یوسف رح کے ایسے کے حق مین اعتماد حدیث پر کرنا
موجب شبہ کا بھی نہین ہوتا ہی جس سے کفارہ ساقط ہووے کوئی عامی حجامت کراوے اور موافق حدیث آنحضرت
سے افطار ہوجاتا ہی حجامت کو مفطر جانے اوسکے بعد قصدًا کھا لیوے تو کفارہ اوس پر آویگا اور عمل واحتجاج بالحدیث
اوسکے حق مین شبہ نہونا جس سے کفارہ ساقط ہووے اسی سبب سے کہ اس نے ترک واجب کیا ہی اور ترک واجب شبہ مسقط
کفارہ نہین ہے فی فتح القدیر وعن ابی یوسف لا یسقطہا لان علی العامی لا اقتداء الاقتداء بالفقہاء
لعدم الاہتداء فی حقہ الی معرفۃ الاحادیث فاذا اعتمدہ کان تارکا للواجب علیہ وترک الواجب
لا یقوم شبہۃ مسقطۃ لہا انتہی امام نووی تحت حدیث اذا حکم الحاکم فاجتہد ثم اصاب فلہ اجران واذا
حکم فاجتہد ثم اخطاء فلہ اجر کی شرح مسلم مین فرماتی ہین کہ یہ حدیث علمار نے فرمایا ہی کہ اجماع مسلمانونکا
ہی کہ یہ اوس حاکم کے حق مین جو اہل حکم کا ہے یعنے مجتہد ہے اور جو اہل حکم یعنے مجتہد نہین ہے اوسکو حکم کرنا
حلال نہین اور اسکے حکم مین اجر نہین بلکہ گناہ ہی اور حکم اسکا موافق کے ہو یا نہو نافذ نہین ہی کیونکہ اوسکی اصابت
حق کو دلیل شرعی سے نہین ہے وہ تمام احکام مین عاصی ہے اور اسکے تمام احکام مردود ہین اور وہ معذور نہین ہے
عبارت یہ ہی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حکم الحاکم فاجتہد ثم اصاب فلہ اجران واذا حکم ثم اخطاء فلہ
اجر قال العلماء اجمع المسلمون علی ان ہذا الحدیث فی حکم حاکم عالم اہل للحکم فان اصاب فلہ اجر
ان اجر باجتہادہ واجر باصابتہ وان اخطأ فلہ اجر باجتہادہ وفی الحدیث محذوف تقدیرہ
واذا اراد الحاکم فاجتہد قالوا فاما من لیس باہل للحکم فلا یحل لہ الحکم فان حکم فلا اجر لہ بل ہو
آثم ولا ینفذ حکمہ سواء وافق الحق ام لا لان اصابتہ اتفاقیۃ لیست صادرۃ عن اصل شرعی فہو
عاصی فی جمیع احکامہ سواء وافق الصواب ام لا وہی مردودۃ کلہا ولا یعذر فی شیء من ذلک انتہی

اور علم اصول فقہ مین ہو کہ تحصیل علم بوجوب عمل بتوسط ظن خاصہ مجتہد کا ہی ہے اجماعاً کچہ نصیب اسمین مقلد
کا نہین ہی مقلد کی دلیل و مستند قول اوسکے مجتہد کا ہی مقلد کا ظن یا اوسکے مجتہد کا ظن اوسکے دلیل مستند
نہین ہے فی مسلم الثبوت و شرحہ لبحر العلوم تحصیل العلم بوجوب العمل بتوسط الظن من خواص المجتہد
اجماعاً لاحظ للمقلد فیہ و اما المقلد فمستندہ قول مجتہدہ لاظنہ ای ظن المقلد مستند اولا ظنہ
ای ظن المجتہد انتہی پس اجتہاد گنگوہی کا اور اخراج مسائل کا خصوصاً مخالفت علما محققین تمام
مردود و ناجائز ہے اور گنگوہی آثم و عاصی ہے اس قول گنگوہی کا ہذیان ہونا معلوم ہوگیا اب صفحہ
ایکسو تیئس ۱۲۳ مین گنگوہی اس قول مردود کے بعد شرح منیۃ المصلی الکبیر سے صلوۃ رغائب کے کراہت کی وجوہ
پانچ وجہ ایک جماعت سے پڑہنا دوسرے تخصیص سورہ اخلاص تیسرے تخصیص لیلۃ الجمعۃ چوتھی اعتقاد
کرنا عوام کا اس نماز کو سنت پانچوین صحابہ و تابعین و من بعدہم سے منقول نہونا نقلکر کے صفحہ ۱۲۴ مین بھی
مجتہد بنکر باوجود عدم لیاقت و نیعلمی کے ان وجوہ کو ایسا تمام قرار دیا کہ امور ثمانزو غیرہ نماز تمام مین یہ حکم جاری
کرنیکے ارادہ سے ان وجوہ کو قواعد مثل الانواع تحت جنس کے ٹہرا کر صدہا جزئیات کا حکم حاصل ہونا زعم
کیا اور اس بنار فاسد پر قصر فاسد چنا کہ جسمین تداعی کا حکم شارع نے فرمادیا اوسمین ہووے ورنہ تداعی بدعت
عرض اس سے یہ کہ نماز و غیرہ نماز سب مین یہ حکم ہی اور جسکی تخصیص فرماوے وہ تخصیص مشروع ورنہ بدعت یہ بھی عام
مراد لیا اور یہ کہ جسمین زمانہ معین کردیا وہ معین ورنہ بدعت ہی عام لیا اور یہ جسکے اصل قرون ثلاثہ سے نقل وہ
بدعت اور ان سب علماء و عملاً یہ حکم ہے اور یہ کہ تداعی یا دوام سے عام فساد و عقیدہ حاصل ہو تو ترک اوسکا
واجب ہی اسکے بعد یہ ہذیان شروع کیا کہ پانچ قاعدہ کلیہ شرعیہ ہین کہ شارح فیہ سے استفادہ فرمائی ہین اور
سب فقہا کے نزدیک مقرر ہین کہ ان ہی قواعد سے فاتحہ و سوم و چہلم وغیرہ تعین جمعرات کی اور محفل میلاد
مروجہ سب کے سب بدعت ہوگئی ہین اور تمام رسالہ مؤلف کا رد ہوگیا اور گنگوہی صفحہ ۱۲۳ صلوۃ رغائب
و شب براۃ کی رد جو عبارت شارح منیہ کی ہے پوری نقلکی وہ یہ ہے و بعد ذلک فالصلوۃ خیر موضوع
سالم یلزم منہا و تکاب کراہۃ اعلم ان النفل بالجماعۃ علی سبیل التداعی مکروہ علی ماتقدم ماعدا
التراویح و صلوۃ الکسوف و صلوۃ الاستسقاء فعلم ان کلا من صلوۃ الرغائب لیلۃ اول جمعۃ من
رجب و صلوۃ البراۃ لیلۃ النصف من الشعبان و صلوۃ لیلۃ القدر و لیلۃ السابع و العشرین
من رمضان بدعۃ مکروہۃ و قال ابو الفرج بن الجوزی و ابوبکر الطرطوسی صلوۃ الرغائب
موضوعۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و کذب علیہ و قد ذکروا لکراہتہما وجوہاً منہا فعلہ بالجماعۃ

وهی نافلة ولم یرد به الشرع ومنها تخصیص سورة الاخلاص والقدر ولم یرد به الشرع و
منها تخصیص لیلة الجمعة دون غیرها وقد ورد النهی عن تخصیص یوم الجمعة لصیام ولیلة
بقیام ومنها ان العامة تعتقد فیها انها سنة من سنن النبی صلی الله علیه وسلم فیکون فعلها
سببا لکذبهم علیه علیه السلام قلت بل کثیر من العوام بلاد الروم یعتقد فیها فرضا وکثیر
منهم یترکون الفرائض ولا یترکونها وهو المصیبة العظمی ومنها فعلها یغری قاصد وضع الاحادیث
بالوضع والافتراء علی رسول الله صلی الله علیه وسلم ومنها ان الاشتغال بعد السور کمها یخل
بالخشوع والتدبیر وهو مخالف السنة ومنها ان فی صلوة الرغائب مخالفة السنة فی
تعجیل الفجر ومنها ان سجدتیها مکروهتان اذ لم یشرع التقرب سجدة منفردة بلا رکوع غیر سجدة
التلاوة عند ابی حنیفة ومالك وعند غیرهما غیرها وغیر سجدة شکر ومنها ان الصحابة والتابعین
ومن بعدهم من الائمة المجتهدین لم ینقل عنهم هاتان الصلوتان فلو کانتا شرعیتین لما فاتتا
عن السلف وانما حدثتا بعد الاربعمأة ولیس لاحد ان یستدل علی شرعیتهما بما روی عنه
علیه السلام انه قال الصلوة خیر موضوع فان ذلك یختص بصلوة لا تخالف الشرع بوجه
من الوجوه وقد صح النهی عن الصلوة فی الاوقات المکروهة انتهی اسکے بعد گنگوہی نے بہر
بزبان شروع کیا کہ نفس ذکر مولود مندوب و مستحسن ہے مگر صلوة نفل اس سے اعلی و افضل ہے مگر بوجہ تداعی
و اہتمام کی کہ بدعت لکہی ہین ذکر مولود و تداعی و اہتمام سلف سے ثابت نہین بدعت ہوویگا وعظ و درس مین
تداعی ثابت ہی کیونکہ فرض ہی جیسا کہ فرائض صلوة مین تداعی ضروری ہے اور تعین سور اس صلوة مین
بدعت لکہا ہی مولود مین بھی تعین ہیئات مباحہ کا جو معلوم ہین بدعت ہوویگا اور تعین وقت اس کی نماز مین مکروہ
ہی شہر ربیع الاول کی کوئی تاریخ مقرر کرنا التزاما یہان بھی مکروہ ہوویگا اور کوئی امر مکروہ جیسا کہ روشنی
زائد از قدر حاجت مثلا اور سب ممنوع امر اس مجلس مین ممنوع ہوویگا اور جیسا کہ عوام اس صلوة کو سنت اعتقاد
کرنا باعث کراہت ہوا ایسا ہی اس مولود کے مجلس کو ضروری مذموم ہونا جاننا عوام کا موجب کراہت کا ہی
اور جسطرح وضاع احادیث کی اغرا اس صلوة مین ہے اوسیطرح وضاعین روایات مجلس مولود کے
یہان اغرا حاصل و موجود ہے اور جیسا کہ رفع خشوع بسبب عدد سور اس نماز مین موجود ہے شب بیداری
مجلس سے صلوة فجر مین بسبب کاہلی نوم کے رفع خشوع چندگونہ زائد موجود ہے اور جسطرح اس صلوة مین تعجیل
صلوة فجر سے سنت وقت کی فوت ہوتی ہے اس مجلس کے اکثر حاضرین سے خود صلوة فجر ہی فوت ہوجاتی ہے

اور اس صلوۃ میں جسطرح بسبب سجدہ خارج نماز کی کراہت حاصل ہوئی اس مجلس مولود میں بسبب انبساط فرح شروع
اور لباس ممنوع اور روشنی اور اسراف روشنی کی کراہت موجود ہی یہ مجلس مولود مروجہ اس صلوۃ کے
ساتھ بالکل مطابق ہی ہے مع شیئ زائد فی وجوہ المنع اس قسم کی مزخرفات واہیات کی ہیں ایسے
اقوال سے احکام شرعیہ کو رفع کرنا چاہا اور اکثر یجو حرام و مکروہ امور مستحسنہ علماء بناتا ہی اور یہ شامی سے مذکور
ہو چکا ہی کہ ایسے جرأت تو کوئی شقی کریگا کسی مسلمان کا یہ کام نہین ہے بطور اشارات و اجمال کے ان امور کے
وقوع میں قلم فرسائی کیجاتی ہے **اقول** وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق ومنہ الاعانۃ فی احقاق الحق الحقیق
منصفین کو جاننا چاہیے کہ اگر یہ وجوہ جو صلوۃ رغائب میں موجب کراہت و عدم جواز کی ہے اگر اس محفل میلاد
شریف میں نہ پائی جاتی اور موجب کراہت و عدم جواز کے اور صلوۃ رغائب کے ساتھ بالکل یہ مجلس میلاد شریف
مع شیئ زائد فی وجوہ المنع ہوتی تو جسطرح بے شمار علما نے صلوۃ رغائب کو رد کیا ہی اور کتب متداولہ مشہور
مین انکار موجود ہے اسیطرح اسکا رد بھی بے شمار علمائ کرتے اور یہی وجوہ اس مجلس مین جاری کرتے جسطرح
گنگوہی اپنی بےعلمی سے جاری کرتا ہی اور جسطرح اس نماز کی عدم جواز مین کئے رسائل لکھے مین اور
ایسے در پے ہوئی ہین کہ بلاد مصر و شام وغیرہا سے قلع و قمع کر دیا اور نام و نشان اوسکا نچھوڑا ایسے ہی اسکے
در پے ہوتی نہ یہ کہ برعکس اوسکے بڑی فضلاء و علماء و محققین مانند ابن حجر و ابن جزری و ابن جوزی و سبط
ابن جوزی و سخاوی و ملا علیقاری و جلال الدین سیوطی و شیخ عبد الحق دہلوی و محمد بن طاہر پٹنی صاحب
مجمع البحار و صاحب سیرت شامی و صاحب سیرۃ الشمس و نور الدین حلبی و قسطلانی و زرقانی و امام برزنجی
وغیرہم علماء اس محفلکی تعریف کرین اور علماء بلاد اسلام کا مستحسن جاننا اس محفلکو تا دین اور اپنی تصانیف انکا
ثبوت دین اور صدہا برس سے جمہور علماء اسکو قبول کرین اور جب مجلس میلاد شریف مانند صلوۃ رغائب کے حرام
و ناجائز و بدعت ضلالت ہوئی تو تمام مجوزین اس گنگوہی کے نزدیک نعوذ باللہ من ذلک ضال و مضل
و مرتکب حرام ہوئی اور چھپانے والے احکام شرعیہ بلکہ تبدیل کرنے والے ہوئے اور ایسے لوگون ہین کہ
ان کے اقوال پر اعتماد احادیث وغیرہ کے بارہ مین کیا جاتا ہی جب یہ نعوذ باللہ من ذلک ضال و مضل
و تبدیل کرنوالی احکام کے ٹھہرے کہ جو جو صلوۃ رغائب کے عدم جواز کے ہین اس محفلمین اوس سے زیادہ
بحسب قول گنگوہی کے موجود ہین تو انہین وجوہ سے صلوۃ رغائب کو تو ناجائز کہین اور اس مجلس کے بارہ
مین مع پائی جانے اون وجوہ کے کچھ بھی نکہین پس اسکا یہ حال ہوا تو دوسرے مسائل کا بھی اسکے کسطرح
اعتبار ہوگا ایسے ہی جیسے یہان ایک امر ضلالت کو مستحسن کہدیا ہی دوسرے امر ضلالت کو بھی ایسے مستحسن

کہدیوین یا مستحسن کو ضلالت کہدیوین کچہہ اعتبار نہونا چاہئے اس بنا پر پہر تو نعوذ باللہ من ذلک جب ایسے
لوگو محققین و معتبرین کا یہ حال موافق قول گنگوہی کے ہونا لازم آیا تو دین مین بہت بڑا فتور پڑگیا اور اعتبار نرہا
یہ قباحت و خرابی اسی پر لازم آئی کہ گنگوہی وجوہ ممنوعہ محرمہ جنسے بدعت ضلالت ہونا صلوۃ رغائب کا
ثبوت دیوے وہی مجلس مین مانتا ہے پس ہر عاقل جانتا ہے کہ یہ وجوہ ہرگز مجلس میلاد شریف مین موجود نہین اور یہ مجلس میلاد
بدعت ضلالت بیعلمی گنگوہی کی ظاہر ہے یہ موٹی سے دلیل ہمنے بیان کردی ہے کہ ادنی عقل والا منصف
گنگوہی کا قول لغو ہونا جانجاوے اور دوسری یہ فاکہانی کے زمانہ آجتک صدہا برس گذر چکے ہین فاکہانی
نے بھی اپنے زمانہ مین انکار اس محفل کا کیا اور سوائے اس دلیل کے کہ کتاب و سنت و اجماع سلف صالح مین اسکے
اصل ہین نہین پاتا اور انحصار بدعت کراہت و حرمت مین کرے کوئی دلیل پیش نکر سکا اور یہ قول جیسا
پوچ و بیجر فاکہانی ہے اوسکا حال معلوم ہوچکا ہے اسلئے اسکے زمانہ سے آجتک کسی معتبر محققین نے اوسکو قبول نکیا
بلکہ محققین اپنی تصانیف مین اسکو رد اور اسکا اہمل نکالدی اور بدعت کا انحصار کراہت و حرمت مین جو سمجہا تہا
فاکہانی اور جنہون نے بدعت مکروہ مجلس کو قرار دیا اوس انحصار کو محققین و مجتہدین کے اقوال نے باطل کردیا اور بدعت
کا واجب و مستحب و مباح ہونا بہی ثابت کردیا اگر یہ وجوہ ممنوعہ صلوۃ رغائب مع شیئی زائد اس محفل مین موجود
ہین تو فاکہانی نے یا کسی دوسرے نے صدہا برس سے کیون یہ پیش کین او حیران و پریشان اجوبہ محققین علمائے
کچہہ واہی تباہی باتین کرتے رہے اون منکرین کے ہی کبہی تو یہ پیش کین ہوتین مقتضی ان وجوہ کے پیش کا
موجود تہا کہ انکو کماحقہ رد مجلس میلاد کا ضرور تہا اور ان وجوہ کا وجود ان منکرین کے نزدیک محفل مین پایا جاتا
تا ثابت ہوتا تو انکی بہت اچھی اولہ ہوتین انکو چہوڑکر دوسری طرف کیون جاتے اور کوئی مانع بہی ان وجوہ کی پیش
کرنے سے موجود نہ تہا اسصورت مین بہی انھون نے یہ وجوہ پیش نکین تو سوائے احتمال کی کہ انکے نزدیک بہی
یہ وجوہ اس مجلس مین موجود نہین ہین پس جن وجوہ کو صدہا برس سے مخالفین نے پیش نکیا اور انسے اعراض کیا
باوجود حاجت کے اس قسم کے اولہ کے تو یہ اعراض ہی اونکا بہت بڑی وجہ اس امر کی ہے یہ وجوہ مجلس میلاد
مین قابل اعتبار کے نہین ہین اگر گنگوہی یہ دہوکہ عوام کو دیوے کہ او نہون نے بہی یہ وجوہ پیش کی ہین کہ تخصیص
اس محفل مین اور سلف صالح کا عدم فعل ہے مثلاً تو جواب یہ ہے کہ تمام وجوہ مین کلام ہے ان دونین ہین کلام
یہ تمام وجوہ کسی نے پیش کی ہون تو ثابت کرو ورنہ دلیل مذکور اعراض مذکور سے قول انکا باطل ہے اور دوسرا یہ کہ
تخصیص و عدم فعل مین بہی کلام ہے صلوۃ کی تخصیص اور ہی خارج صلوۃ کی اور ہے اور نہ منقول ہونا نماز کا
سلف سے اور چیز ہے اور غیر نماز کا نہ منقول اور چیز ہے دونونکا ایک حکم ہونا مسلم نہین مخالف تخصیص صلوۃ

رغائب و عدم فعل صلوٰۃ رغائب کو وجہ عدم جواز مجلس نہین کہتے ہین اور تم اسی گنگوہی اسہی کو وجہ بتاتے ہو
اگر دوسرا کوئی بہی اسے بنایا ہو وے تو ثابت کرو ورنہ تمہارا قول تمہارے موافق و مخالف کے ساتہ
مخالف ہوکر ساقط ہے اب یہ بہی سنلو کہ تخصیص صلوٰۃ رغائب مجلس مین اور عدم فعل سلف صالح و صلوٰۃ
مین کیا فرق ہے صلوٰۃ رغائب مین تخصیص لیلۃ الجمعہ ہے اوسکے ممانعت حدیث صریح سے ثابت کرتی ہین
شہر ربیع الاول معین اس مجلس کے واسطے بالفرض ہووے یہی صوم اثنین سے جو شکریہ ولادت مین آنحضرت
رکہتی ہین اوس سے ثبوت مفہوم ہے چنانچہ ابن حاج کے قول سے ابہی گذر چکا ہی پس صلوٰۃ رغائب کی تخصیص
ممانعت اور اسکی اجازت دونون ایک نہین اور تخصیص سورہ اوس نماز مین ہوتی ہے جس سے ہجران باقی
قران لازم آتا ہی یہان اسکے مقابلہ مین کوئی تخصیص ایسے نہین جس سے یہ لازم آوے پس تخصیص مین فرق
ہوگیا اور صلوٰۃ رغائب نماز ہے اور روزہ و حج و زکوٰۃ و دیگر عبادات محضہ صدر اول سے قیامت تک ایکہی طریق
اور ایک ہی حالت پر رہیگی ایسے امور مین صحابہ و قیامت کے مسلمان برابر ہین یہ امور توقیفیہ مین بنا بر مصلحت
زیادت کمی و ابتداع کی قابل نہین ہے اور مانند اس محفل میلاد شریف وسیلہ و ذریعہ واسطے محبت و اخلاص
آنحضرت صلعم کے ہین اور یہ محبت و اخلاص موقوف علیہ اتباع کا ہے ان المحب لمن یحب مطیع اور تبدل
و تغیر وسائل ذرائع کا تبدل ازمان و اشخاص ہوتا ہے سلف کے واسطے اور ذریعہ و وسیلہ تہا اس زمانہ
یہ ہی مانند آلات حرب کے کہ جب اور تہے اور اب اور ہین اونمین عدم فعل سلف مانع جواز نہین اور نماز
روزہ مین مانع جواز ہوسکتا ہی پس تخصیص صلوٰۃ و عدم فعل سلف صلوٰۃ اور تخصیص اس مجلس مین فرق
ہوگیا یہ تیسری وجہ ہوئی اسکے وجوہ صلوٰۃ رغائب اس مجلس مین جاری نہین ہین چوتہی وجہ ہے یہ عبادات
کی ارکان و شرائط و سنن و اداب و محظورات علیحدہ ہین نماز کے اور ہین روزہ کے اور ہین جو ایک کا رکن
و شرط و ادب و کراہت و حرمت ہو دوسرے مین جاری ہونا ضرور و لازم نہین ہے قیام ذات و رکوع و سجود و قعدہ
نماز مین فرض ہین مثلاً اور روزہ مین یہ فرض نہین روزہ سلام کرنے و قبلہ سے منہہ پہرنے سے نہین جاتا اور نماز
جاتی رہتی اللہ اکبر اعظم و اجل وقت تکبیر تحریمہ کے کہنا مکروہ ہے روزہ مین مکروہ نہین ایسے ہی جو ایک عبادت
کی اندر ممنوع ہین باہر ممنوع نہین اور جو عبادت کے اندر فرض ہے وہ باہر فرض نہین قیام و قرأت و رکوع
و سجود و آیات قرانیہ فرض ہین باہر نماز کے فرض نہین نماز مین کہانا پینا و کلام کرنا حرام ہے باہر حرام نہین
تکرار فاتحہ کے نماز مین مکروہ تحریمہ ہے باہر نماز مکروہ تحریمہ نہین اللہ اکبر اعظم و اجل باہر نماز سے کہنا مکروہ نہیں
نماز مین مکروہ نہین بدن کہجلانا و کپڑا کا رو کنا نماز مین مکروہ ہے باہر مکروہ نہین اور بہت سے ایسے امور

نماز کے ہین کہ اندر اوسکا ایک حکم اور باہر نماز سے دوسرا حکم ہے پس جب یہ معلوم ہوگیا تو اب جاننا چاہئے
کہ گنگوہی جو محظورات صلوٰۃ کو محظورات محفل میلاد شریف بتاتا ہی اور صلوٰۃ مذکورہ کے ممنوعات اوسمین یہ جاری کرتا ہے
اور ایسے ممنوعیت مجلس ثابت کرتا ہی تو یہ اوسوقت ثابت ہووے کہ یہ امر ثابت ہوجاوے کہ یہ چیزین
ناجائز موجب کراہت وحرمت کی ہین نماز مین تو وہ خارج مین بھی ناجائز و موجب حرمت وکراہت
کی ہین تو یہ نتیجہ ہووے کہ یہ چیزین جائز و موجب حرمت وکراہت کی ہین خارج نماز مین بہی اور اس امر
یعنی دلیل کا غیر ثابت و ناتمام ہونا ظاہر ہے کیونکہ کبری اس دلیل کا کہ جو چیزین ناجائز و موجب حرمت و
کراہت کی ہین نماز مین وہ خارج نماز مین بہی ناجائز و موجب کراہت وحرمت ہین منقوض ہی اسلئے اب بہی
معلوم ہوچکا ہی کہ بعض امور اندر نماز کے ناجائز و موجب کراہت وحرمت ہین اور خارج نماز کی نہین پس کلیت
کبرے جو شرط انتاج ہی موجود نہین ہے پس جب یہ ثابت نہوا تو مجلس میلاد شریف جو خارج نماز ہے اوسمین
اوس امر کا جو اندر نماز کے موجب کراہت وحرمت ہی موجب کراہت وحرمت ہونا ثابت نہوا اور یہ تقریر
پر تزویر گنگوہی کی لغو و ہذیان ہوگئی یہ رد تو گنگوہی کے اقوال کا بطور اجمال کے کیا اب کچھہ بطور تفصیل
کہا جاتا ہی اول پانچ وجوہ جو شارح منیہ کی ذکر کئی ہوئی صلوٰۃ رغائب کے بارہ مین اونکو بیان پیش
کرتا ہی اور انکو قواعد کلیہ قرار دیتا ہی اندرون نماز و خارج نماز کے سب مین یہی حکم اٹکل پچو جاری کرتا ہے
اوسکا جواب یہ ہی کہ جبتک شارح منیہ یا کسی دوسرے فقیہ کے قول سے یہ ثابت نہوجاوے کہ یہ قواعد کلیہ ہین و نماز
و غیر نماز دونو مین انکا حکم برابر ہے جب اس گنگوہی کے زعم فاسد سے کچھہ ثابت نہوگا قرآن شریف مین
قوموا للہ قانتین اور فاقرؤا ما تیسر من القرآن واسجدوا وارکعوا اول فرضیت قیام وقرأت وسجدہ
ورکوع کی موجود ہین اور انہین قید نماز مین ان امور کے ادا کرنے کی نہین ہے مطلقہ ہین ان قیود سے اگر
انکو ہی فقط دیکھا جاوے تو نماز خارج دونونکو شمول انکا معلوم ہوتا ہی اور باوجود اسکے مقید بہ نماز
ہین خارج نماز کی فرضیت ان امور کے نہین ہے سجدہ تلاوت وسجدہ شکر کا ثبوت خارج نماز مین دلیل دوسرے
سے ہوگیا اوسوقت ان دونونکی مشروعیت مانی گئی اگرچہ ان ادلہ کو دیکھنے سے اطلاق وعموم اونسے مفہوم
ہی لکن مفہوم چونکہ امت محمدیہ نے اطلاق وعموم نہین مراد لیا اونسے اور انکو مخصوص ساتھہ نماز کے کیا تو اونسے
وہ حکم جو اندرون نماز کے ثابت ہوا ہے خارج نماز کے ثابت نہین ہوتا ہی پس اسیطرح ان مکروہات صلوٰۃ
کا حال جاننا چاہئے کہ جب تک علماء کی تصریح نہووے کہ یہ خارج نماز کی بہی موجب کراہت وحرمت ہین کیونکر مانا
جاوے کہ خارج نماز کے بہی ایسے ہین اسیطرح کہانا و پینا کلام کرنا نماز مین ممنوع ہی تو اس ممنوع ہونیکو ایسا

عام کوئی کہنا کہ اندرون نماز کے ممنوعیت سے خارج نماز مین بہی ممنوعیت ثابت اور قرآن دیکہکر
پڑہنا نماز مین ناجائز ہے اسکو بہی ایسا عام کسی نے نہین کیا کہ خارج نماز کی بہی ناجائز ہونا اس سے ثابت
کرے جہر سے بسم اللہ و اعوذ باللہ و امین کہنا نماز مین ہمارے نزدیک مکروہ ہے تو اس سے نماز کے اندر مکروہ ہونے
سے کوئی خارج مین مکروہ ہونا ثابت نہین کرتا ہی بدن کہجلانا نماز مین اور کپڑے سے مٹی جہاڑنا اور استراحت ایک پاؤن
سے دوسرے پاؤن کیطرف نماز مین مکروہ ہی اور خارج نماز کی مکروہ نہین ہے ہان بعض مکروہات و محرمات عامہ
کہ نماز و خارج نماز کی بہی مکروہ ہین لکن بعض کے عامہ ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ ہر مکروہ نماز کو عام
جانلیا جاوے اور خارج نماز کے بہی اوس سے کراہت ثابت کی جاوے الغرض بعض مکروہات و محرمات
عامہ ہین بعض خاص ساتہہ نماز کے ہین لیکن یہ مکروہات نماز کے جو گنگوہی نے ذکر کیئے ہین اونکا عموم جبتک
کسی فقیہ معتبر کے قول سے ثابت نکرے تو رائی گنگوہی کا کچہہ اعتبار نہین ہے اور شارح منیہ کے قول سے نماز مین
مکروہ ہونا فقط ان امور کا معلوم ہے عموم مفہوم نہین ہے باینطور کہ نماز و خارج دونونکو شامل ہووے اور یہ قواعد
کلیہ مین تو یہ نسبت نماز کے ہین نہ خارجکی اسلیئے کہ خارج مین انکا موجب کراہت و حرمت ہونا مصرح نہ کسی محقق
معتبر کے قول مین ہے نہ کوئی آیت قرآنیہ و حدیث نبوی صریح اس پر دال ہے اور نہ عقل سلیم و فہم مستقیم اسکو
چاہتی ہین اور مکروہات صلوۃ جو خاص مکروہات ہین اور نماز مین ہی انکا مکروہ ہونا فقط نماز ہی کین یہ خارج
نماز کی تو نفسے اون سے امور کے کراہت پر دلیل پکڑے جاوے جو خارج نماز کے ہین اوسکا ثبوت بہی سلف سے
خلف تک نہین ہے گنگوہی کو دعوے ہے یہ منع اوسکا جاری تو ثابت کرے کہ کس نے ایسا کیا ہی کہین نہین
اور گنگوہی باکرہ عورت کی سکوت کو جو بسبب شرم و حیا کے نہین بولتے اجازت نکاح مین رضامند
ہونا معلوم کرے چنانچہ کتب حنفیہ مین موجود ہے ثیبہ کے حق مین بہی جو باکرہ سے زیادہ حیا والی ہووے
سکوت قرار دیوے اور حیاء کو عام لیوے خواہ باکرہ مین ہووے خواہ ثیبہ اور خواہ اوسکے عام حکم کہ سکوت ثیبہ
کا بہی رضامندی ہی ثابت کرے اور سفر مین مشقت کیوجہ رخصت افطار معلوم کرکے مقیم مین مشقت
پائی جاوے تو عموم مشقت کو وجہ بنا کر رخصت کا حکم مسافر و مقیم دونونکے واسطے کردی ایسے عموم تو بہت
نکل سکتی اور احکام شرعیہ ایسے عموم کے درہم برہم ہو سکتے ہین اگر ان امثال مین جو ہمنے ذکر کئی یہ کہوے گنگوہی
کہ سکوت بسبب حیا رضامندی باکرہ مین ثابت ہوا ہے نہ ثیبہ اور مشقت کی سبب سے رخصت مسافر مین ثابت
ہوئی نہ مقیم مین اسواسطے کہ عام یہان نہین ہو سکتی ہین تو یہی جواب انہی مزخرفات کا بہی جانلی کہ ان امور کا موجب
کراہت و حرمت ہونا نماز مین ثابت ہوا نہ غیر نماز مین اسواسطے عموم یہان بہی مراد نہین لے سکتی ہین اگر

کہوے کہ ان امور کا موجب کراہت ہونا ثابت ہوا ہی تو کہا جاویگا کہ علماء کے اقوال سے ثابت کر اور اپنی رائے
عموم نکال موجب کراہت ثابت اگر کرتا ہی امثال مذکور مین بہی یہ ممکن ہے کہ سکوت و مشقت عام لیا جاوے
اور دونونکے حکم ثابت کئی جاوین اور بعید کا سکوت حیا و شرم کی رضامندی اور مقیم اہل مشقت کے واسطے
سبب مشقت کے رخصت نماز کا حکم دیا جاوے اور ایک شرع جدید اختراع کیا جاوے جسطرح یہان
گنگوہی نے کیا ہے الغرض قواعد مذکورہ کا ایسا عموم ہرگز نہین ہے کہ خارج نماز مین بہی لیا جاوے پس
جب ان امور کا عموم ایسا کہ خارج نماز بہی لیا جاوے اور اسکے موافق حکم کراہت و حرمت دیا جاوے
ثابت نہین ہے تو فاتحہ و سیوم و چہلم وغیرہ جمعرات و محفل میلاد مروجہ بدعت ہونا جو ان قواعد کے عموم
پر گنگوہی نے متفرع کیا بدعت ہونا بہی ثابت نہوا اور تمام رسالہ کا رد ہو جانا جو گنگوہی اپنے زعم فاسد
مین بتاتا تہا رد نہوا و یسے ہی قائم و ثابت رہا اب ہم کہتے ہین گنگوہی کا قول ہی کہ (جسکی تخصیص فرمائی
وہ تخصیص مشروع ورنہ بدعت) تخصیص سے کوئی قباحت شرعی لازم آوے یہ یہان ہمارے امور سیوم
چہلم و فاتحہ و جمعرات و محفل مین موجود نہین کیونکہ صلوۃ مین جو تخصیص سورہ ممنوع ہی یا تو اوسوقت
ممنوع کہ دوسرے سورہ سوائے اسکے پڑہنا جائز جانے یا اوسوقت ممنوع ہی کہ ہجران ما فے قرآن
کا ایہام ہووے چنانچہ آیندہ اوسکا ذکر آویگا اور یہان ما نحن فیہا مین یہ موجود نہین کہ بدون کسی ایک کے
دوسرا جائز نہ جانا جاوے یا ہجران کسی امر شرعیکا لازم آوے اور سکوت عنہ شارع کا بحکم حدیث ما سکت
عنہ فہو مما عفی عنہ معہود ہے پس بدعت سیئہ نہین ہے جسمین تداعی کا حکم شارع نے فرمایا اوسمین ہوا ہے
ورنہ تداعی بدعت سواد اعظم نے محفل میلاد و سوم مین مستحسن جانا اور سواد اعظم کے اتباع کا حکم دیا شارع
نے کہ تداعی کا ثبوت شارع سے ہی ہوا ذکر کلمہ طیبہ و ذکر آنحضرت صلعم مجتمع ہو کر ثابت ہی احادیث سے تو یہ تداعی
ہی تو ثابت ہوئی پس تخصیص غیر مشروع جو نماز مین وہ یہان موجود نہین پس اول قاعدہ گنگوہی کا یہان نہ پایا
جانا معلوم ہوا اور تیسرا قاعدہ گنگوہی کا کہ جس مین زمانہ معین کر دیا وہ معین ورنہ بدعت) زمانہ معین
ہونیکے معنے تو یہ ہین کہ وہ زمانہ نہ پایا جاوے تو وہ امر جو اوس زمانہ مین کیا جاتا ہے اور ہونا نجانا جاوے
اوسکے قبل آنیکے وہ امر کیا جاوے بری الذمہ ہونا نہ سمجہا جاوے اور بعد گذر جانیکے کیا جاوے تو قضا
جانا جاوے چنانچہ اوقات نماز روزہ کو دیکہو کہ یہ معین ہین تو انمین یہ معانی موجود ہین ایسے ہی نذر
معین دیکہو کہ قبل ان اوقات کے نماز و روزہ مثلاً کریگا ادا نہوگا اور یہ اوقات جانیکے بعد کریگا تو قضا قرار
دیا جاویگا فاتحہ و سیوم چہلم و جمعرات و مجلس میلاد کے اوقات کو کوئی ایسا نہین جانتا پس اونمین

اوقات معین نہ ہوئی اور اسانی اوسوقت کیواسطے یا کسی مصلحت کیواسطے کسی دن مین کر لینا معین یا معنی
المذکور کو مستلزم نہین ہے پس معین ہونا وقات کا بہی مانحن فیہا مین مفقود ہے جو تھا قاعدہ گنگوہی کا کہ
(جسکے اصل قرون ثلاثہ مین نہ ملی وہ بدعت ہے) بعد تسلیم کے کہا جاتا ہی کہ فاتحہ مرسوم طعام پر دعا ہے اور
آنحضرت صلعم نے غزوہ تبوک مین طعام دعا کی یہ اصل فاتحہ مرسوم کی کافی ہے اور جمعرات وسیوم وچہلم
صدقات وانفاق مین داخل ہین یہ کلیہ صدقہ وانفاق کے یہ امراد ہین اور غیر مشروع کوئی قید انمین موجود
نہین ہے اور صدقات وانفاق قرآن واحادیث واجماع سے ثابت ہین پس اصل قرون ثلاثہ مین موجود
ہی کلیۃ ہی کافی ہے کلی متعدد الافراد کے ہر فرد ثابت ہونے اسکے اصل وجود موقوف نہین ہے بعض کا وجود
کافی ہے بعض افراد قرون ثلاثہ مین پائی گئی بعض بعد کو پائی جاتی ہے حکم کلی مین فرق نہین آتا ہی فمن ادعی
فعلیہ البیان پانچوان قاعدہ کہ (تداعی یا دوام سے فساد عقیدہ حاصل ہو تو ترک اوسکا واجب) یہ بہی ہمکو
مضر نہین مانحن فیہا مین تداعی و دوام سے فساد عقیدہ عوام لازم نہین آیا کوئی استحباب کے درجہ سے زیادہ
نہین جانتا کوئی معاند تعصب و عناد بناوی کہ عوام واجب وسنت مؤکدہ جانتی ہین تو وہ مردود القول ہے
پس یہ پانچون قاعدہ موجب کراہت وحرمت مانحن فیہا کے نہوئے اور ان امور سے قطع نظر مانحن فیہا
مستحسنات علماء وفضلاء جمہور کے ہین اور استحسان علماء ملحق بالاجماع ہے اور دلیل قیاس اسکے مقابلہ مین
ساقط ہی یہ تمام ادلہ ہے بالفرض ان امور کا مکروہ ہونا ثابت ہو جاوے تو استحسان کے مقابلہ مین ساقط
ہین اور اثر وحدیث مخصوص ہے ساتھ استحسان کے پانچ قواعد سے رد ہونا فاتحہ مرسوم وسیوم وچہلم
وجمعرات ومحفل میلاد کا تو ظاہر ہو گیا اب گنگوہی صاحب نے جو عبارت شارح منیہ کے نقل کرکے مطابق
ہونا وجوہ صلوۃ رغائب محفل میلاد سے زعم کیا ہی اوسکا بطلان معلوم کرنا چاہی **گنگوہی** کا یہ زعم کہ (صلوۃ
نفلکو تداعی واہتمام کے سبب سے بدعت لکہتے ہین ذکر مولود مین تداعی واہتمام سلف سے ثابت نہین ہے بدعت ہوگا
فاسد وباطل ہے سلف وخلف مے کسی نے تداعی کو خارج نماز کی ناجائز ومکروہ نہین کہا ہی کراہت تداعی
یہی حکم شرعی ہے اسکا ثبوت بہی سلف وخلف سے ہونا چاہئے سب بدعت مکروہ کہنا چاہئے نماز مین اسکے
یعنی تداعی کی کراہت علماء سے ثابت ہوئی وہان مکروہ ہوگی اور اصل اشیا مین اباحت ہونا مذہب جمہور
حنفیہ وشافعیہ کا ہی فی مسلم الثبوت ان الاصل الافعال الاباحۃ کما ہو مختار اکثر الحنفیۃ والشافعیۃ
انتہی وکذا فی رد المحتار حاشیۃ الدر المختار اور کسی امر کے فعل وترک مین تدارک شرعی دلیل شرعی
نہونا ہے دلیل شرعی وتدارک شرعی ہے اس امر کی حکم شرع امین ساتھ تخییر کی ہے فی سلم شرح بحر العلوم

الاباحۃ حکم شرعی لانہ خطاب الشرع تخییر اوالاباحۃ الاصلیۃ تفرع عنہ ای الخطاب بالتخییر لانہ کل
مافیہ عدم المدرک الشرعی للحرج فی فعلہ وترکہ فذلک، ای المدرک الشرعی مدرک شرعی لحکم الشرع
بالتخییر والاباحۃ الاصلیۃ لایکون الافی موضع عدم المدرک الشرعی للحرج فی الفعل والترک انتہی
پس خارج نماز کی تداعی کے حرمت قول علماء سے ثابت نہین اور کوئی دلیل خاص اسکی دال نہین تو اباحت
بنا بر مذہب جمہور اور اکثر ثابت ہے اور کوئی دلیل صریح جواز و عدم جواز اسکے بارہ مین نہونا یہی دلیل
اسکی ہے کہ مکلفین اسمین مخیر ہین جانب شارع سے اور دوسرے دلیل اس تداعی محفل میلاد کے جواز کے
استحسان علماء فضلاء تمام بلاد اسلام کا ہے بدون انکار ایسے منکر کی کہ اوسکے انکار ایسے منکر کی کہ اوسکے
انکار شرعًا اعتبار کیا جاوے اور فاکہانی وغیرہ کا انکار مخالف جمہور و بے دلیل ہونیکے سبب سے باطل
وساقط ہے تیسرے دلیل یہ کہ تداعی عبارت اس سے ہے کہ بعض بعض کو بلاوین اور اجتماع کرین اور محفل
میلاد مین ذکر آنحضرت کا ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم کے ذکر مین باہم بلانا و اجتماع ہونا ثابت ہے چنانچہ
حسان بن ثابت رضہ نے ذکر اوصاف آنحضرت صلعم کا کیا اور غرض اوسکے سنانیکی تہا وہ بلا و تداعی
واجتماع متصور نہین اور اجتماع صحابہ کا اوسمین ہوا یہان معنے تداعی کے راست آئی انکار اسکا مکابرہ صرف
ہے چوتھی دلیل یہ کہ اوپر ہم ذکر کر چکے ہین اس محفل کا سننے یہ کہ لوگ اوصاف و حالات و اخلاق و کمالات آنحضرت
کی سنین اور عادت قاضیہ ہے کہ کمالات و حالات و اخلاق حمیدہ سنکر محبت و اخلاص پیدا ہوتا ہے
نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ؎ بسا کین دولت از گفتار خیزد ؎ اور اخلاص و محبت موجب اتباع فرمانبرداری کا ہے
اور فرمانبرداری نبی علیہ السلام کا یہی طریقہ و سبیل ہے کہ خداتعالی نے ہمارے واسطے مقرر فرمایا ہے و
اسکے بلانیکا خود خدا تعالی حکم دیتا ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ پس تداعی کا ثبوت
قرآن سے واضح ہے وہابیہ کے فہم مین نہ آوے تو اونکے فہم کا قصور ہے اور یہ فعل مجلس جو داعی طرف
محبت و اخلاص آنحضرت صلعم کے ایسا فعل ہے کہ اس کہنے سے کہ اتباع آنحضرت کی کرو اور احکام شرعیہ
کو مانو بہتر ہے لان البیان بالفعل اظہر من القول چنانچہ امام شافعی رح نے واسطے فہمائش و منع حاسدین
ابی حنیفہ رح کے طعن کرنی سے امام صاحب پر ترک قنوت و عدم جہر بسم اللہ کو اختیار کیا تہا جب کے نماز امام
صاحب رح کی قبر کے پاس امام شافعی رح نے پڑہی تہی رد المحتار مین ہے ان الشافعی صلی الصبح عند
قبرہ فلم یقنت فقیل لہ قال تادبا مع صاحب ھذا القبر وزاد غیرہ انہ لم یجہر بالبسملۃ واجابوا
عن ذلک بانہ قد یعرض للسنۃ ما یرجح ترکہا عند الاحتیاج الیہ کرغم انف حاسد وتعلیم الجاہل

ولا شک ان اباحنیفۃ کان لہ حساد کثیرون والبیان بالفعل اظہر منہ بالقول مما فعلہ الشافعی افضل من فعل القنوت والجہر انتہی اہل فہم تو کوئی اسکا انکار ہرگز نکریگا کہ یہ طریق بلایکا طرف اتباع آنحضرت صلعم کی نہایت عمدہ ہے متعصبین وسفہا کا انکار بعید نہین ہے امام شافعی رحمہ نے تو تا دیا اپنی نزدیک سنت امر کیا او سکو ترک کیا وہا بیان گستاخ آنحضرت صلعم کی ذکر کی محفل جو مستحسن بڑی ہی اگر کیا کہ جسکا انکار حرام ومکروہ تحریمہ کہنا چاہئے اسکو بھی ترک نہین کرتے اور ادب نہین سیکھتے ایسے بے ادبون سے خداتعالی بچاوے مسلمان کو **گنگوہی** کا یہ قول (وعظ ودرس مین تداعی ثابت ہی کیونکہ فرض ہی جیسا فرائض صلوۃ مین تداعی ضروری ہے) بہی سفاہت حرف ہے آیت ادع الی سبیل ربک الایۃ سے وعظ کیو اسطے ثابت کرتا تو گنجائش بہتی فرض نماز پر قیاس کرتا ہی اول خود ہی بحث بطلان قیاس مین لکھچکا ہی کہ جسمین کوئی نص وارد ہووے تو قیاس باطل ہے اور یہان فرائض پر قیاس کرنا دوسرے قیاس کام مجتہد کا ہی اور یہ گنگوہی تو بیچارہ عالم ہی نہین قیاس کرکے دوزخی بنتا ہی اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ غیر مجتہد حکم مین مصیب ہووے تب بہی آثم ہے پس اس قیاس سے بہی استحقاق عذاب نار ثابت ہوا انکے کیہ وعظ ودرس فرض کفایہ ہے نہ فرض عین اور فرض عین افضل ہے فرض کفایہ سے فی رد المحتار وحاصلہ ان فرض الکفایۃ مایکفی فیہ اقامۃ البعض عن الکل لان المقصود حصولہ فی نفسہ من مجموع المکلفین کتغسیل المیت وتکفینہ ورد السلام بخلاف فرض العین لان المطلوب اقامتہ من کل عین ای ذات مکلفۃ بعینہا فلا یکفی فیہ فعل البعض عن الباقین وبذا کا افضل نما مر انتہی پس جو امر فرض عین سے کہ وہ افضل ہی فرض کفایہ مین ہونا ضرور نہین ہے پس اس قیاس سے ثبوت تداعی وعظ مین نہین ہوتا ہی اگرچہ فی نفسہ ثبوت ہووے لکن کلام یہان اوسمین ہی کہ جس سے گنگوہی ثابت کرتا ہی اوس سے ثابت نہین ہوتا ہی جو تہی یہ کہ مجلس میلاد شریف بہی مجلس وعظ مین داخل ہے مجلس وعظ سے اتباع آنحضرت صلعم کیطرف لوگونکو بلانا غرض ہوتا ہی یہی غرض اس مجلس مین وہان قول صریح سے یہان اس فعل داعی سے پس تداعی یہان بھی ثابت ہے یہ قول گنگوہی (اور تعیین سور اس نماز مین بدعت لکھا ہی مولود مین بھی تعین ہیئات مباحہ کا جو معلوم ہین بدعت ہوویگا اور تعین وقت اس صلوۃ مین مکروہ شہر ربیع الاول کو کوئی تاریخ مقرر کرنا التزاما یہان مکروہ ہوویگا) کا بہی دال نادانی پر ہے تعین سورت بطور ملازمت کی جب کہ اوس سورت کی غیر کے جواز کا قائل نہووے تو ہمارے امام ابی حنیفہ رحمہ کے نزدیک مکروہ ہے اگر اوس سورۃ معین کی غیر جواز کا معتقد ہووے اور باوجود اعتقاد جواز غیر کے انکو کسی سورت معینہ کو لازم پکڑے واسطے

آسانی و تبرک وغیرہ کے تو مکروہ نہیں ہے چنانچہ عینی شرح ہدایہ میں یہ مصرح ہے قلت لاخلاف بیننا
وبینہم فی الحقیقۃ لان اباحنیفۃ انما کرہ الملازمۃ اذا لم یعتقد الجواز بغیرہ والشافعی رح ایضا یکرہ مثل ہذا
اما اذا اعتقد الجواز بغیرہ ولازم علی سورۃ معینۃ لاحد الوجوہ التی ذکرنا الآن فلا یکرہ انتہی اور تعین
سورت بحشت مذکور اسواسطے ممنوع ہی کہ باقی قران سے ہجران لازم آتا ہی اور ہجران قران و اعراض اوس سے
ناجائز ہی بقولہ تعالی وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ہذا القران مہجورا قال العینی فی شرح الہدایۃ
اور دوسری وجہ ایہام تفضیل اوس سورت معین کی ہے دوسری سورت قرآن پر اور قرآن کل برابر ہے
تفضیل میں اس قول صاحب ہدایہ کے تحت ویکرہ ان یوقت بشیئ من القران شیئ من الصلوات لما فیہ من
ہجر الباقی وایہام التفضیل امام عینی رح فرماتے ہیں م من ہجر الباقی ش لان المواظبۃ علی تعیین
شیئ من القران شیئ من الصلوات ہجر باقی القرآن من غیر المعین فیدخل تحت قولہ تعالی
وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ہذا القرآن مہجورا ای متروکا واعرضوا عنہ م وایہام التفضیل
ش ای ولما فیہ من ایہام تفضیل المعین علی غیرہ والقران کلام اللہ تعالی کلہ سواء فی التفضیل انتہی
پس سورت کی تعیین نماز میں اس سبب سے مکروہ ہی کہ ہجر و اعراض باقی قران کا لازم آتا ہی جو ممنوع ہے یا ایہام
تفضیل اوس سورت کا غیر پر لازم آتا ہی یہ بہی ممنوع ہی کہ کل کلام الہی برابر ہے تفضیل میں اور یہان برابری کا
اعتقاد فوت ہوتا ہی اور جسجگہ یہ گمان ہووے کہ کوئی جاہل غبی یہ جانیگا کہ غیر اس سورت کا جائز نہیں ہے
یا بدون اس سے نماز نہیں ہوتی ہے جیسا کہ شافعیہ کے سورت سجدہ کا التزام کرنے سے اکثر عوام کا
یہ اعتقاد ہوا تہا کہ بدون سورت سجدہ باطل ہے تو وہان اسوجہ سے بہی تعیین سورہ مکروہ ہے اگر کبہی کبہی
دوسرے سورت نہ پڑہیگا تو باوجود بقا اون دونون وجہون کے فی العینی قال الاسبیجابی والطحاوی ہذا اذا لم
ذکرا ذا راہ حتما واجبا لا یجوز غیرہا اوراًی القراءۃ بغیرہا مکروہۃ اما لو قراہا فی تلک الصلوۃ
تبرکا بقراءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہا او تاسیا او لاجل التیسر علیہ فلا کراہۃ فی ذلک
لکن بشرط ان یقرأ غیرہا احیانا لیلا یظن الجاہل الغبی انہ لا یجوز غیر ذلک وغالب العوام
علی اعتقاد بطلان الصلوۃ بترک سورۃ السجدۃ دون سورۃ ہل اتی وما حملہم علی ہذا الا التزام
الشافعیۃ قرأۃ سورۃ السجدۃ انتہی پس اول یہ نادانی کہ تعیین سورت قرآن جو نماز مین مکروہ ہے ان
وجوہ ممنوعہ کے سبب سے اوس پر قیاس بیانات مجلس و تاریخ شہر ربیع الاول کو یہ گنگوہی کرتا ہی کجا سورت
وکجا بیانات و تاریخ کوئی وصف ان دونون مین موجود نہیں اور جو وجوہ ممنوعہ کے تہی باقی قرآن جو آیت سے

ممنوع

ممنوع ہے اور تفضیل ایک سورت کے دوسرے سورت پر جو اعتقاد برابری تمام قرآن کے خلاف ہے یا کسی مجال جاہل
غبی کا گمان کرنا کہ بدون اسکے نماز نہین ہوتی ہے اس ہیئات و تاریخ مین کہان پائے جاتے ہین جو دونون
کو اس وصف مین شریک مانکر ایک حکم دیتا ہے گنگوہی کو خوف خدا تعالے نہین ہے زبردستی تحریم حلال کرتا
ہے اور ادعا رشارعیت کرتا ہے دوسرے یہ ایک کسی ہیئات خاصہ کا التزام ہونا بھی اس محفل مین مسلم نہین
کوئی ہیئات ایسے محفل مین نہین کہ بدون تبدل و تغیر باقی رہتی ہو معلوم نہین پس چیز ہیئات معین
گنگوہی اپنی ہذیان کر رہا ہے اور شہر ربیع الاول کی کوئی تاریخ معین ہے میلاد شریف کی محفل نہین
کرتا ہے کوئی کسی تاریخ مین اور کوئی کسی تاریخ مین کرتا ہے بلکہ کوئی کسی مہینہ مین اور کوئی کسی مہینہ مین کرتا ہے
افترا محض و کذب خالص ہے جو تاریخ شہر ربیع الاول تعین مانند سورہ کا بتاتا ہے اور بالفرض اگر تعین
ہووے بھی تو کوئی خرابی نہین ہے وجوہ تعین سورت سے واضح ہے کہ تعین سورت ان وجوہ ممنوعہ کسی سبب لذاتہ
اگر لذاتہ تعین منع ہوتا تو ہجر باقی قرآن و تفضیل سورت غیرہ پر کہ ان دونون مین دو قباحت شرعیہ موجود
ہین جو مذکور ہوئین علما کیون پیش کرتے اور تاریخ و ہیئات اگر معین بھی ہوون تو اونمین جبتک کوئی وجہ
ممنوع مانند وجوہ مذکور تعین سورہ موجود نہونگے نفس تعین ممانعت ثابت نہوگی اور پھر ہم کہتے ہین صوم یوم
الاثنین سے تعین یوم شکر ولادت آنحضرت صلعم کا مفہوم ہے اور پھر ہم کہتے ہین کہ استحسان فضلا و علماء
و صلحا سے ثبوت اسکا ہوا تو یہ بھی تو دلیل شرعی ہے چنانچہ اوپر چند بار اسکا دلیل ہونا بنقول علما محقق اور اقوال
علما بطول ثابت ہوا ہے پس یہ تعین و تخصیص بدلیل شرعی ثابت ہے اور بعلمی دیکھو گنگوہی کی کہ خود قول صاحب
شرح منیہ سے جو درباب کراہت صلوۃ رغائب ہے منہا تخصیص سورۃ الاخلاص و القدر لم یرد به
بلا تشرع تخصیص کے ممانعت پر دلیل پکڑتا ہے اور صفحہ ۱۰۲ مین لکھتا ہے اس عبارت کے تحت مین رکسی صلوۃ
مین کسی سورۃ کو مخصوص کرنا اطلاق شارع کے خلاف ہے مگر جہان تخصیص وارد ہوگئی جیسا سورۃ جمعہ
اور سورۃ منافقون صلوۃ جمعہ مین مثلاً) اپنی جہالت سے سورۃ جمعہ و سورۃ منافقون کو اطلاق شارع کے
خلاف مستثنی کرتا ہے اور ان کے تخصیص کا قائل ہونا اسکا ظاہر ہے اور حال آنکہ ان سورتون تعین و تخصیص
مکروہ تھے کہ علما تصریح فرماتے ہین تحت قول صاحب ہدایہ یکرہ ان یوقت بشئی من القرآن من الصلوۃ
کہ علامہ عینی تصریح ان سورۃ کی کرتے ہین اپنی اس عبارت مین مثل ما اخذ قراۃ السجدۃ و هل اتی
علی الانسان فی فجر کل جمعۃ و مثل تعین سورۃ الجمعۃ و المنافقین فی صلوۃ الجمعۃ انتہی جس سے صاف
ظاہر ہے کہ تعین ان سور کی مکروہ ہے نماز مین اور یہی علامہ عینی ناقلا عن الطحاوی عیر ان سور کا بھی جمعہ

جمعہ مین آنحضرت صلعم کا پڑہنا فرماتی ہین قال الطحاوی قرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجمعۃ بغیرہما ذکر
فیہما عن النعمان بن بشیر انہ علیہ السلام کان یقرأ فی الرکعۃ الثانیۃ ہل اتاک حدیث الغاشیۃ
فیحمل علی انہ قرأ ہذہ مرۃ وہذہ مرۃ انتہی اس سے واضح ہوا کہ جمعہ مین ان سورتون کے سوا اور سورت
بہی آنحضرت صلعم نے پڑہی جس سے تعین ہونا ثابت ہوا اگر یہی سورتین معین جمعہ کیواسطے ہوتین تو انکے سوا
دوسری سورت آنحضرت صلعم نہ پڑہتے جب دوسری بہی پڑہے تو تعین کا شبہ اوٹھگیا یہ تصریحات
فقہا کی عموماً وخصوصاً موجود ہین کہ کوئی سورت کسی نماز کیواسطے تعین کرنا مکروہ ہے اور اسکی
مثال مین سورت جمعہ ومنافقون وغیرہما خاصہ کرکے ذکر کرتے ہین اور ایسے عبارات سے عدم تعین
عدم تخصیص یہ گنگوہی دلیل پکڑتا ہے اور پہر سورت جمعہ ومنافقون کے تخصیص شارع سے وارد ہونیکا
قائل ہے یہ عجب تماشا معین تخصیص وتعین اپنے نزدیک عدم تخصیص و عدم تعین اپنے زعم کس چیز کا اس نے
نام رکہا ہے اسکی اس حالت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بالکل تخصیص وتعین کے معنی سے واقف نہین ہے جیساکہ
اس نے تخصیص کا وارد ہونا شارع سے یہ جانلیا ہے کہ شارع علیہ السلام نے اوسکو کرلیا ہووے گو ہمیشہ
نکیا ہوا اور اگرچہ اوسکا کرنا اور اوسکے غیر کا کرنا دونون برابر جانا ہووے اسی واسطے سورت منافقون
وجمعہ کے بارہ مین تخصیص کے ورود کا قائل ہوا ہے اور اتنی تمیز نہین کہ تخصیص فقط شارع کی ان سورتون
کو بروز جمعہ پڑہنے سے کبہی ثابت نہین ہوتی ہے بڑی دوڑ ایسے کمفہمونکی یہ ہے کہ کوئی حدیث جس
مین آنحضرت صلعم کا ان سورتونکو بروز جمعہ پڑہنا ثابت ہے پیش کردینگے اور بہت خوش ہونگے کہ
تخصیص وتعیین ان سورتونکی حدیث سے ثابت ہے اور ان جہلا معتقد اور تلامذہ غیر مجتہدین
کو یون یہ سمجہائینگے کہ حدیث سے یہ ثابت ہوگیا اتنی فہم نہین کہ یہ اہل فہم کے نزدیک موجب مضحکہ ہے
ایکا پڑہنا تعین وتخصیص کو مستلزم نہین ہے تاوقتیکہ ان پر دوام اور اونکے غیر کا عدم جواز آنحضرت
صلعم کے نزدیک ثابت نہوجاوین اور یہ حدیث مذکور پیش کردینے سے نہین ثابت ہوسکتا ہے پس جس
بیچارہ کو تمیز تخصیص وتعین کے معنے جاننے کی نہو اوسکو کب گنجائش ہے کہ وہ تخصیص و عدم تخصیص کو ثابت کرے
اوس پر متفرع عدم جواز محفل میلاد وغیرہ کو کرے اب گنگوہی اور انکے معتقدین کو اپنے گریبان مین منہ
ڈالکر دیکہنا چاہیے کہ یہ حال اور انکار محفل میلاد وغیرہ امور مستحبہ امور کا مثل مشہور ہے کی آمدی و کے
پیر شدی اول کلام علما کو تو سمجہنا چاہیے پہر کسی بات مین دخل دینا چاہیے ان سورتون مین ورود تخصیص
شارع سے ہرگز ثابت نہین ہے جیساکہ گنگوہی بیعلمی سے ورود تخصیص جانگیا اور یہ **قول** گنگوہی کا کہ

اور کوئی امر مکروہ جیسا کہ روشنی زائد از قدر حاجت مثلاً اور ممنوع مذموم ہونا اس مجلس میں ممنوع ہوویگا
اقوال فقہاء سے یہ گفتگو ہی بالکل بے بہرہ ہے کسی محفل میلاد میں روشنی زائد از قدر حاجت اگر پائی جاوے تو
گو وہ فی نفسہ قطع نظر از عوارض ناجائز ہوگی لیکن واسطے قصد تعظیم کے عوام لوگونکی آنکھوں میں تاکہ آنحضرت
صلعم کے محفل میلاد کو حقیر نجانیں اور آپکی ذکر کی شان و شوکت دیکھکر معلوم کرکے خشوع انکو ہووے اور حاضرین
غافلین ادب کریں روشنی و عمدہ قالین وغیرہ امور رونق و شوکت محفل کے اقوال فقہاء سے درست معلوم
ہوتی ہیں چنانچہ کتاب الحظر والاباحۃ فصل لبس میں تحت اس مسئلہ در مختار ولا یکرہ خرقۃ لوضوء بالفتح بقیۃ
بلکہ او مخاط او عرق لو لحاجۃ ولو للتکبر تکرہ کی رد المحتار میں ہے کہ پردون و عماموں و کپڑونکا رکھنا قبور
صالحین و اولیاء پر بعضے فقہاء نے مکروہ جانا ہی ہم اب اس زمانہ میں تعظیم و عدم حقارت کے سبب سے انکے
عوام اور جلب خشوع اور ادب زائرین کے جائز کہتے ہیں اعمال نیت کے ساتھ ہیں عبارت یہ ہی کرہ بعض الفقہاء
وضع الستور والعمائم والثیاب علی قبور الصالحین والاولیاء قال فی فتاوی الحجۃ وتکرہ الستور
علی القبور اھ ولکن نحن نقول الآن اذا قصد بہ التعظیم فی عیون العامۃ حتی لا یحتقروا
صاحب القبر ولجلب الخشوع والادب للغافلین الزائرین فہو جائز لان الاعمال بالنیات وان کان
بدعۃ فہو کقولہم بعد طواف الوداع انقہقری حتی یخرج من المسجد اجلالاً للبیت حتی
قال فی منہاج السالکین انہ لیس فیہ سنۃ مرویۃ ولا اثر محکی وقد فعلہ اصحابنا اھ کذا فی
کشف النور من اصحاب القبور للاستاذ عبد الغنی النابلسی قدس سرہ انتہی جب یہ
امور زیادہ قدر حاجت سے واسطے تعظیم صالحین کے کرنا درست ہوا تو واسطے تعظیم ذکر آنحضرت صلعم کے
کرنا ساتھ قصد و نیت مذکورہ بالا کے جو صالحین سے بدرجہا افضل ہیں بطریق اولے جائز ہوگا پس بخوبی
بدلالت اولی اس عبارت شامی سے ثابت ہوا جسکو چشم حق نہیں اوسکے انکار سے کیا ہے ہاں اولی
الابصار جانلینا کافی ہے اور نقش و نگار مساجد کی باوجودیکہ قدر حاجت سے زائد ہیں اور ظاہر حدیث
سے ممانعت ہی معلوم ہوتی ہے اور ممانعت میں اقوال بھی سلف کے علماء ذکر کرتے ہیں با این ہمہ ہمارے
علماء بعضے لا باس بہ فرماتی ہیں اور بعضے قربۃ فرماتی ہیں اور قولہ تعالی فی بیوت اذن اللہ ان ترفع
کو اسکی حجت قرار دیتے کہ رفع اوسکا تعظیم اسکی ہے اور سلیمان علیہ السلام نے بنا بیت المقدس کو تمام کیا
اور زینت اوسکو دی یہانتک یاقوت سرخ کی بلند و بالا قبہ پر نصب کیا کہ سات میل اور بعض کہتے ہیں کہ بارہ
میل سے وہ چمکتی تہی اوسکی روشنی میں سوت کاتی جاتی تھی اور کعبہ شریف کا باطن منقش و مزخرف ہے

ماذہب اور ظاہر اسکا ستور دیباج سے ہے اور عمرؓ نے کعبہ کو لباس پہنایا اور یہ وجہ ہی کہ تزئین مسجد
مین نماز جماعت کی رغبت دلاتا لوگونکو ہے اور تعظیم بیت اللہ کی ہے قال فی العینی شرح الہدایۃ وجاء
فی الآثار ان من اشراط الساعۃ تزیین المساجد ومر علی بمسجد مزین بالکوفۃ فقال من
ہذہ البیعۃ فقیل تقول للمسلمین فقال ہکذا ما یکون مصلی المسلمین وبعث ولید بن
عبد الملک بمال تزین بہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمر بہ عمر بن عبد العزیز
فقال المساکین احوج من الاساطین الا ان محمداً انفی الباس بقولہ لا باس بدلائل
لاحت عندہ فیہا قولہ تعالی فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ورفعہا تعظیمہا وروی عن
داؤد علیہ السلام بنی مسجد بیت المقدس واتم بناہ سلیمان علیہ السلام وزینہ حتی
نصب علی اعلی قبۃ بالکبیرۃ الاحمر وکان یضئی من سبعۃ امیال وقیل اثنی عشر امیال وکانت
الغزلات یغزلن فی ضوءہا قلت المراد ہنا الیاقوت الاحمر وکذا الکعبۃ باطنہا مزخرف
بماء الذہب ظاہرہا مستور بالدیباج وکساہا عمر رضی اللہ عنہ ایضاً وفی تزئین
المسجد ترغیب الناس فی الجماعۃ وتعظیم بیت اللہ والدخول فی امر من درجہ اللہ
تعالی بقولہ تعالی انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر ثم ان تزیین المسجد لما
واداہ بین الاستحباب وبین الکراہۃ قال اصحابنا بالجواز ولم یقولوا بالاستحباب کما
قال بعضہم ولا بلفظ الکراہۃ لما ذکرنا کما قال بہ بعضہم **م** وقیل ہو قربۃ **ش** ای
تزیین تقرب الی اللہ تعالی لما ذکرنا من الدلائل الدالۃ علی انہ قربۃ واجاب ہولاء عن الاثر
المذکور بان کونہ من اشراط الساعۃ لا یدل علی البطلان وعن قول علی رضؓ من انہ محمول
علی انہ کان فیہ تماثیل او اعاجیب نقش یشغل المصلین عن الخشوع والخضوع وعن قول
عمر بن عبد العزیز انہ کان من مال الصدقۃ والمسجد لا یصلح مصرفاً کذلک ومنع ابو اسحاق
المروزی بحلیۃ الکعبۃ والمساجد والمشاہد بقنادیل الذہب والفضۃ قال الفرائی
لا یبعد مخالفتہ حملاً علی الاکرام کما فی تحلیۃ المصحف ذکرہ فی الوسط وذکر صاحب الطراز
عن المالکیۃ کراہۃ ذلک کلہ وذکر فی الرعایۃ عن احمد ان المسجد سفیان من النور خرقتہ
وہم محجوجون بما ذکرنا من اجماع المسلمین فی الکعبۃ انتہی پس نقش ونگار مسجد کے قدر حاجت سے
باوجودیکہ زیادہ ہین لکن تعظیم کیواسطے جائز وقربت قرار دیگئی ہین اور مجلس آنحضرت صلعم کی تعظیم اس سے

کم کی

الغرض کسی مسلمان کے دین مین نہین ہے در صورت زیادت کی بدلالت اولی تعظیم کیواسطے وغیرہ زائد قدر حاجت
سی کرنا درست ہوگا. اور در صورت مساوات تعظیم کی بدلالت مساوات ثبوت ان امور کا اس سے ہوگا اور
جسطرح قولہ تعالی فی بیوت اذن اللہ ان ترفع سے دلیل اوپر جواز نقش ونگار مسجد کی باینطور پکڑی
ہی کہ رفع ان بیوت کا تعظیم انکی ہے اسیطرح آنحضرت صلعم کی ذکر کیے حق تعالی فرماتا ہی ورفعنا لک ذکرک
رفع سے مراد تعظیم ہے اور تعظیم یہ امور زائد قدر حاجت سے کہ نقش ونگار مین داخل کیئی ہین ایسے اس ذکر کی
محفل مین روشنی زائد قدر حاجت کے سے مثلاً داخل تعظیم مین ہوگی اور جسطرح کعبہ شریف کو مزخرف کرنا
ولباس پہنانا تعظیم کعبہ مین داخل ہے باوجودیکہ قدر حاجت سے یہ زائد ہے اسطرح یہان محفل ذکر
آنحضرت صلعم مین جاننا چاہیئے اور جسطرح زینت دینا مساجد کو رغبت دلاتا ہی لوگونکو جماعت مین کہ رغبت
کرکے آوین اسطرح یہ زینت محفل ذکر آنحضرت مین زینت ساتھہ فرش وغیرہ کے ساتھہ کرنا رغبت
دلاتا ہی لوگونکو کہ اگر ذکر آنحضرت صلعم کی معجزات ومدائح واخلاق وحلیہ وشفقت علی الامت رحمت کا سنکر
اخلاص محبت پیدا کرکے اتباع اختیار کرین اور اوپر شفاء قاضی وشرحہ ملا علی قاری سے گذر چکا ہے
کہ جیسے تعظیم آنحضرت صلعم کی مسلمان پر حالت حیات مین واجب تہی بعد ممات کی بہی وقت ذکر آنحضرت
صلعم اور وقت ذکر کلام آنحضرت صلعم اور وقت ذکر طریقہ آنحضرت صلعم کے اور وقت سننے اسم مبارک
آنحضرت صلعم اور مدح آنحضرت صلعم اور ذکر جمیع حرکات وسکنات آنحضرت صلعم کی وتعظیم آنحضرت
صلعم کی واجب ہے اور وقت ذکر آنحضرت صلعم خضوع ظاہر مین اور خشوع باطن مین اور حرکات سے ساکن
ہوجانا اور ہیبت مین اور خوف مین آجانا واجب ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم کے روبرو ہوتا اور ایسا کرنا اوسکو
واجب ہوتا اس سے واضح ہو کہ آپکی ذکر تعظیم ایسی ہے جیسی آپکی ذاتکی تعظیم اس قیام وقت ولادت کا جواب
بہی ظاہر ہوگیا کہ جب ذکر کی تعظیم آنحضرت صلعم کی ایسی ہوئی جیسے ذاتکی تعظیم تو ذات ولادت آنحضرت
کی ہمارے روبرو ہوتی اور اس سے ہم یعنے ذات ولادت سے تو تعظیماً قیام کرتے ایسی ہی ذکر ولادت کی
تعظیم ہمکو ذکر چاہیئے اور جب استحسان بہی علماء کا اس پر ہوگیا تو اب کچہہ چون وچرا کی گنجائش مسلمان کو
باقی نرہی اور آنحضرت صلعم کی شان وشوکت وعظمت کیواسطے آنکہون عوام جیسے ذات تعظیم بحسب مقتضی وقت
ہم ایسے کرتے کہ خوب رونق محفل کو انکی ذات کیواسطے تو اب یہ معاملہ ذکر کی ساتھہ ہم ایسا کرین تو جواز
اسکا عاقلین کے نزدیک ظاہر ہے صاحب مجمع البحار ناقلاً عن الکرمانی فرماتی ہین کہ اگر کوئی گھر سے بلند محکم بنادے
مسجد کے اور رنگدار کرنے اس مسجد کے تو وصیت اوسکی نافذ ہوگی اسلیئے کہ لوگونکی واسطے فنا دینی نئے

پیدا ہوئے بقدر نے انکو پیدا کرنے اونکے اونہون نے اپنی گہر ونکو بلند وبالا ومحکم بنانا چلون کیا اور انکو نیت
دی اگر مساجد کچی اینٹونکی او پست وغیر محکم بناوینگی درمیان بلند مکانون کی کہ بسا اوقات اہل دنیا کے ایسے
مکانات بلند وبالا محکم ہوتی ہین تو البتہ اون مساجد کی جو ایسے بنائے جاوینگے اہانت وحقارت ہوگی
چنانچہ لفظ زخرف کی تحت مین یہ فرماتی ہین ولو اوصی بتشیید مسجد وتحمیرہ نفذت لانہ قد حدث
للناس فتاوے بقدر ما احدثوا وقد احدثوا التشیید بیوتہم وتزیینہا فلو بیننا مساجد باللبن
قطا فترتبین الدور واشاھقة وربما کانت لاھل الذمة لکانت مستہانة انتہی بقدر الحاجة
پس بیان بہی یہ دلالت ثابت ہین لوگونی نئی باتین حادث کی ہین کہ اپنے مجالس روشنی زائد وفرش
وغیرہ سے مزین کرتی ہین اگر ہم آنحضرت صلعم کی ذکر کی مجلس کو ایسے امور سے آراستہ نکرینگے تو آنحضرت
صلعم کی حقارت واہانت عوام جہال کی دلونمین ہووینگی پس اسلیے آراستہ کرنا ساتھ روشنی زائد وفرش
وغیرہ کے ساتھ کرنا چاہیے جس امر سے عوام کی دلونمین خدشہ پیدا ہونیکا خوف ہووے اور احتمال ہووے کہ اثم
وگناہ مین واقع ہونگے اگرچہ وہ فعل جائز ہووے تو اوس امر کو نکرنا بہتر ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے
بنا رکعبہ شریف اسی خیال سے نکی باوجودیکہ بنا رجیسے آپ چاہتے تھے جائز تہی ایسے ہی چنانچہ قرات قرآن جو
عوام کے نزدیک غریبہ ہون نہ پڑہنا اولی ہے واسطے خیانت دین عوام کی فی در المختار ویجوز بالروایات
السبع لکن الاولی ان لا یقرأ بالغریبة عند العوام صیانة لدینہم انتہی وفی رد المحتار ای بالروایات
الغریبة والامالات لان بعض السفہاء یقولون ما لا یعلمون فیقعون فی الاثم والشفاء ولا
ینبغی للائمة ان یحملوا العوام علی ما فیہ نقصان دینہم ولا یقرأ عندھم مثل قرأة ابی جعفر وابن
عامر وعلی حمزة والکسائی صیانة لدینہم فلعلہم او یضحکون وان کان کل القرآات والروایات
صحیحة فصیحة ومشائخنا اختاروا قرأة ابی عمرو وحفص عن عاصم اہ من التتارخانیة عن فتاوی
الحجة انتہی یہی احتمال بیان موجود ہی کہ اس زمانہ مین اگر محفل میلاد شریف نہوگی اور دوسرے محفل لوگ
آراستہ کرتی ہین تو عوام کی دلونمین شاید استخفاف واقع ہووے اور آنحضرت کے ذکر کو حقیر جانین اور گناہ
مین پڑین عاقلین انصاف غور کرینگے تو اسکی لنظائر شرع مین بے شمار پاوینگی کہ بالغرض ان امور کا جواز
گنگوہی ان عوارض مجوزہ سے چشم پوشی کرکے زبان پر زائد از قدر حاجت عدم جواز وکراہت کے ثبوت کے
واسطے لاتاہی اور جائز بالعوارض کو ناجائز بناتا ہی اہل علم کو واضح ہے کہ عوارض سے امر ناجائز بھی جائز ہو
جاتا ہی امر جائز ناجائز ہو جاتا ہی جالس کیواسطے قیام کی منع ظاہر حدیث سے مفہوم ہے لیکن اس زمانہ مین اعوان

قاضی کا کہڑا رہنا تاکہ عوام و سفہا و اشرار کی نظروں میں ہیبت معلوم ہووے اور یہ فتح القدیر و عینی سے گذر چکا ہے
الغرض تبدل علت سے احکام بدل جاتی ہیں اور جیسے علت موجود ہوتی ہے اوسکے موافق حکم شرع لگتا ہے
علماء پر یہ واضح ہے اور محققین اسکو خوب جانتے ہیں اسیواسطے مع ان قیود کے گنگوہی بعلمی سے ناجائز جانتا
ہے اس زمانہ میں جائز فرماتے ہیں بلکہ مستحسن جانتے ہیں یہ سراسر خبط و جنون ہے کہ تمام جہان کے علماء و فضلاء
کو ناحق پر بتانا اور اپنی گروہ کے چار منکرین کو بھی برحق جاننا اور ایسے علماء محققین کے اقوال جنکا شرع
میں اعتبار کیا جاتا ہے چنانچہ اونکی اسامی بارہا گذر چکی ہیں مانند ابن حجر و جلال الدین و ملا علی قاری وغیرہم
مذکورین بالا کے سبکو نہ ماننا اور ان تمام اولہ کو پس پشت ڈالدینا ایسے آدمی کو کون عاقل کہیگا اور یہ قول
گنگوہی کا بھی (جیسا کہ عوام کا اس صلوٰۃ کو سنت اعتقاد کرنا باعث کراہت ہوا ایسا ہی اس مولود کی مجلس
کو ضروری جاننا عوام کا موجب کراہت کا ہے) مفتریات سے ہے کہ عوام کی طرف نسبت ضروری جاننیکی
کرتا ہے اگر عوام ضروری جانتے تو ہمیشہ کرتے کبھی ترک نکرتے اور مانند روزہ رمضان یا عیدین ضروری
عمل میں حال آنکہ اکثر عوام لوگ نہین نہین کرتے ہیں بعضے کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں اونکا ضروری جاننا بھی
ان کے منہ سے نہین سنا گیا اور نہ کسی نے کسی رسالہ و کتاب میں خواہ کسی زبان میں ہو اردو و فارسی
عربی گجراتی میں اسکو ضروری لکھا ہے اور ایک فعل ہمیشہ سے کوئی کرے تو اوس سے یہ مفہوم ہو تا کہ یہ ضروری
جانتا ہے مثلاً مستحباب جو نماز و روزہ میں اونکو کوئی ہمیشہ کرے تو اوسکا یہ فعل کرنے سے اسپر دال نہین کہ یہ اسکو
ضروری جانتا ہے ہمیشہ گناہ کرنیوالے کو بھی یہ کوئی عاقل فقط اوسکے فعل کرنے سے استدلال اوسکی ضروری
جاننے پر نہین کر سکتا ہے بہت سے عوام لوگ انگرکھہ ٹوپی ہمیشہ پہنتے ہیں اونکی اس فعل سے یہ کوئی نہین
ثابت کر سکتا ہے کہ اسکو ضرور جانتے اور کرتہ عمامہ کو پہننا مکروہ جانتے ایام بیض و عاشورہ و عرفہ کا روزہ ہمیشہ
رکھنے سے کوئی یہ خیال نہین کر سکتا ہے کہ انکا عامل انکو ضروری جانتا ہے الغرض ہمیشہ کسی فعل کے کرنے سے
یہ لازم نہین آتا ہے کہ کرنیوالا انکو ضروری جانتا ہے جب تک اسکے قول سے اشارۃً کنایۃً و صراحۃً یہ مفہوم ہووے
پس جب عوام کا یہ قول نہین اور نہ کسی کتاب و رسالہ سے گنگوہی اسکا ثبوت دے سکتا ہے اور اہل سنت و جماعت کے
عوام دو چار سے بھی نہین دکھلا سکتا ہے تو اور ہمیشہ کرنا اسکو یعنے ضروری جاننیکو مستلزم نہین ہے تو یہ افترا محض
گنگوہی کا عوام پر ہے ایسے مفتریات سے محفل میلاد شریف کو رد کرتا ہے بالفرض والتقدیر اگر لاکھوں میں
ایک دو آدمی ایسے بالکل احمق ہووین کہ کسی کی صحبت بھی انکو نہووے اور صحبت یافتہ کی بات بھی اونہون
نے کبھی نہ سنی ہووے وہ اپنی جہالت و سفاہت سے ضرور ہونا سمجھ جاوین تو انکو فہمایش کر دینا ضرور ہے کہ ضروری

وما اکثر ما تعرض علی احادیث فی مجلس الواعظ قد ذکرھا قصاص الزمان ای دعاۃ لھم فاردھا
فیحقدون علی انتہی فانی الجمع اور شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی عجالہ نافعہ میں فرماتے ہیں اور فرقہ دیگر
کہ مایہ از علم حدیث نداشتند ومحدثین را موقر ومعظم دیدند خواستند کہ خود را ہم درین فن داخل نمایند این
صنعت قبیحہ اختیار کردند مثل ابو البختری وہب بن وہب القاص وسلیمان بن عمرو النخعی وحسین بن علوان
واسحق بن نجیح وغالبا این فرقہ بوعظ وتذکیر مشغول بودند انتہی اور شرح نخبۃ الفکر میں ہے کہ حامل وضع
حدیث پر یہ بھی ہے کہ لوگوں کو رغبت دلانے کیلئے عجیب وغریب بیان کرنا چاہئے واسطے قصد شہرت کے
او الاغراب لقصد الشہرۃ انتہی شرح شرح النخبہ میں ہے تاکہ عوام کے نزدیک بہت بڑی علما میں سے
مشہور ہو وے اور اوسی شرح الشرح میں کہ ایک واعظ کا قصہ لکھا کہ اوس نے ایک مسجد میں کہ احمد
بن حنبل ویحیی معین بھی وہاں موجود تھے وعظ کہا اور بیان کیا کہ یہ حدیث کی ہے مجھکو احمد بن حنبل
ویحیی بن معین نے جب وعظ کہہ چکا تو یحیی بن معین اس سے کہا کہ احمد بن حنبل ہیں اور ابن معین میں ہوں
تجھکو جھوٹ بنانا منظور تھا کسی غیر پر جھوٹ بنایا ہوتا ہم پر کیوں بنایا تو یحیی بن معین کو احمق بنایا اور کہا کہ میں نے حدیث
سترہ احمد بن حنبل سے لکھی ہے عبارت یہ ہے قولہ لقصد الاشتہار الخ ای لیشتہر عند العامۃ انہم من
العلماء الکبار او لیشتہر ذلک الحدیث فی اہل الدیار وذکر فی خلاصۃ الطیبی ان من الواضعین
قوم من السؤال وشحاذین یقفون فی الاسواق والمساجد فیصفون علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم احادیث باسانید صحیحۃ قد حفظوھا فیذکرون الموضوعات بتلک الاسانید قال
جعفر محمد الطیالسی صلی احمد بن حنبل ویحیی بن معین فی مسجد الرصافۃ فقام بین ایدیہما
قاص فقال حدثنا احمد بن حنبل ویحیی بن معین قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا
معمر عن قتادہ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال لا الہ الا اللہ
یخلق اللہ من کل کلمۃ منہا طائرا منقارہ من ذہب وریشہ من مرجان واخذ فی قصۃ نحو عشرین
ورقۃ فجعل احمد ینظر الی یحیی ویحیی ینظر الی احمد بن حنبل فقال انت حدثت بہذا فقال
واللہ ما سمعت بہذا الا ہذہ الساعۃ قال فسکتا جمیعا حتی فرغ فقال ای اشارۃ یحیی بیدہ
ان تعال فجاءہ متوہما لنوال یجیزہ فقال لہ یحیی من حدثک ہذا فقال احمد بن حنبل
ویحیی بن معین فقال انا ابن معین وہذا احمد بن حنبل ما سمعنا بہذا قط فی حدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان کان ولا بد الکذب فعلی غیرنا فقال لہ انت ابن معین

قال نعم قال لم ازل اسمع ان ابن معین احمق ما علمته الا هذه الساعة قال یحیی وکیف علمت
انی احمق قال فانه لیس فی الدنیا یحیی بن معین واحمد بن حنبل غیر کما کتبت عن سبعة
عشر احمد بن حنبل غیر هذا قال فوضع احمد بن حنبل کمه علی وجهه وقال دعه یقوم
فقام کالمستہزئ بہما انتہی پس جب اوسی زمانہ مین بہت اچھا زمانہ اس زمانہ کی نسبت ایسے موضوعات
روایات وعظ مین واعظ لوگ بیان کرتے تھے تو اس زمانہ کا کیا اعتبار ہے اس زمانہ کے واعظ کا ہر وعظ
کیا خالی موضوعات سے ہوتا ہی پس بعض لوگ روایات موضوعہ محفل میلاد مین بالفرض والتقدیر
اس زمانہ مین پڑہین اس سبب سے تمام مجالس مکروہ ہوگئے تو بعض وعظ کا بہی یہی حال ہے پس تمام مجالس
وعظ کو بہی گنگوہی مکروہ کہدے اور مولوی عبد الخالق واعظ دیوبند بہی اب تو مرتکب فعل غیر مشروع
کہدے پس جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا ہے ایسے لغو لچر تقریر گنگوہی کی ہے کہ اسکے سبب سے تمام وعظ
بہی مکروہ ہوئے جاتی ہین شاید اپنی سفاہت سے کہدیگا کہ وعظ مین یہ درست ہے مجلس میلاد شریف مین درست
نہین تو اس تفرقہ دلیل کی ہم طالب ہین شاید کہو سے کہ وعظ مین روایات موضوعات نہین ہوتے
تو کتابین وعظ دکہاوینگے جنکو بعض وعظ بہی پڑہتے ہین الغرض تمام مجالس کا ایک حکم دیدینا نہایت درجہ کی
سفاہت وحماقت ہے پس اس قول سے نادانی وبیعلمی ثابت ہوئی اور مجلس میلاد مین اعزا وضاع لازم نہین
بسبب ہونیکے ہر مجلس مین روایات مانند وعظ کے بعض مجلس میلاد اعزامر اولیگا تو بہی وعظ مین پیش کیا جاویگا اور بعض مین
اعزا وضع پائی جاتی ہے کل مین اعز انہو مرالینا تو بہی حکم وعظ مین جاری ہی پس قول گنگوہی کا ساقط ہی اور یہ گنگوہی اور جیسا کہ رفع خشوع
سبب عدم اس نماز مین موجود شب بیداری مجلس سے صلوۃ فجر مین سبب کاہلی نوم کے رفع خشوع چندکو
زائد موجود ہے یہی کمال بے انصافی ہے شب بیداری عبارت تمام شب بیدار رہنے سے ہے ہر ادنی
واعلی جانتا ہی کہ اس مجلس کے واسطے شب بیداری لازم وضرور نہین ہے بلکہ رات مین ہونا بہی ضرور
نہین ہے چنانچہ مشاہدہ ہر خاص وعام کا ہی کہ یہ مجلس دنمین بہی بہت ہوتی ہے اور رات مین بہی ہوتی
ہی تو تمام شب نہین ہوتی ہے غایت نصف شب کبہی اس سے بہی قبل اور نصف شب تک جاگنا بلکہ نماز عشا
بہی نصف شب تک مباح ہے فی الدر المختار وتاخیر العشاء الی ثلث اللیل قیده فی الخانیة وغیرها
بالشتاء اما الصیف فیندب تعجیلها فان اخرها الی ما زاد علی النصف کره لتقلیل الجماعة
اما الیه فمباح انتہی پس نصف شب بیداری کرنے سے ایسی کاہلی پیدا ہوتی کہ فجر کی نماز مین کاہلی کے
باعث خشوع فوت ہوتا کہ جس سے کراہت لازم آتی تو فقہاء منصف شب نماز عشا کو مباح نہ فرماتے

بلکہ مکروہ

بلکہ مکروہ فرماتے ہیں جیسے کہ بعد نصف شب کے نماز عشاء کو مکروہ فرماتے ہیں لیکن یہ مکروہ فرمانا سبب عدم خشوع کے
نماز فجر میں نہیں ہے بلکہ اس سبب سے ہے کہ نصف شب کے نماز عشاء پڑھنے میں تفضیل جماعت عشاء کی
ہوتی ہے چنانچہ اسکی عبارت در مختار سے یہ اوپر گذر چکی ہے پس نصف شب کے بعد تک بھی مجلس میلاد
شریف رہے تو نماز فجر میں کچھ خرابی نہیں ہاں شب بھر جاگنے میں یہ خوف ہے اور شب بھر جاگنا یہاں
ہرگز نہیں ہوتا ہے لیکن یہ بھی اوس شخص کیواسطے جسکو عادت جاگنیکی نہووے اور جسکو عادت ہووے
انکو یہ خوف بھی نہیں امام صاحب و دیگر بزرگان دین تمام رات جاگنا اور فجر کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھنا
اور ایک ختم قرآن مجید کا کرنا ہر رات میں ثابت ہے ایسے صاحبوں کو کاہلی ایسے نہیں ہوتی کہ نماز صبح میں
خشوع جاتا رہے اور عدم سرور تو نسبے خشوع اوسہی نماز کی میں فرق پڑتا ہے جسمیں عدم سرور کہا جاتا ہے کیونکہ
اسوقت شمار کا بھی لحاظ رکھنا اور حضور قلب و خشوع بھی اوسیوقت ہونا دشوار ہے غالباً فرق حضور قلب
و خشوع میں ضرور آویگا اور مجلس میلاد شریف اور وقت میں ہوتی ہے اور نماز فجر دوسرے وقت میں
اسمیں غالباً ایسی کاہلی کہاں ہوتی ہے کہ جس سے حضور قلب و خشوع نماز فجر کے میں فرق آجاوے یہ امر تو
ہر فرد بشر پر واضح ہے کہ نصف شب تک یا کچھ زائد تک جاگنے کی تو اکثر لوگوں کی عادت اس زمانہ میں بالفعل ہے
اسکے بعد سونے سے نماز فجر میں کاہلی ہرگز نہیں ہوتی ہے پس یہ قیاس گنگوہی کا بھی اوسکی فہم و علم
ناقص سے خبر دیتا ہے اور چند گونہ رفع خشوع بتانا گنگوہی کا اسی طرح ہے اور یہ قول گنگوہی کا (اور جسطرح
اس صلوۃ میں تعجیل صلوۃ فجر سے سنت وقت فوت ہوتی ہے اس مجلس کے اکثر حاضرین کے خود
نماز فجر سے فوت ہوجاتی ہے) سراسر افترا ہے کہ حاضرین مجلس کے حق میں بسبب حضور مجلس کے اکثر حاضرین
کی نماز کا فوت ہونا بتاتا ہے جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی وہابیہ کے تو وہاں فروغ تجلی نور ملائکہ حاضرین
مسجد کو ہے کہ ذکر خیر کی مسجد میں آنا انکا احادیث سے ثابت ہے جلتی ہیں اور اس مجلس کا نام سنکر مانند
شیخ نجدی نہایت غم و اندوہ انکو ہوتا ہے اور وہاں جاتے ہوتے ڈرتے ہیں کہ وقت قیام قیام نکر سکینگے تو
اہل سنت و جماعت منکرین ذکر جمیل آنحضرت صلعم کو سزا انکو پہونچاوینگے باین ہمہ اس گنگوہی نے
کسطرح جانا کہ نماز حاضرین مجلس کی قضا ہوجاتی ہے وہ بھی ایسا تفصیل سے کہ اکثر کی قضا ہوجاتی
اور ہوجانیکا لفظ استمرار پر دال ہے جو مشعر اس امر کا ہے کہ ہمیشہ کا حال گنگوہی بیان کرتا ہے اور تمام
مجالس کا یہی حکم دینا اسپر دال ہے کہ تمام جہان یا ملک مخصوص مانند ہند یا روم یا شام وغیرہا کا حال
اسکو معلوم ہے کسی وہابی کو دعوے ہے تو یہ ثابت کر دے کہ ایک شہر میں جو مجالس ہوتی ہیں اور اسکے اکثر

حاضرین مجلس کے سبب حضور کے نماز فوت ہمیشہ ہوجاتی ہے یا دس بیس ہی دفعہ فوت ہونا ثابت کردی
خیر ایکدفع دکہادی کہ تمام اوس شہر کے مجالس کا یہ حال ہے یہ تو کسی وہابی سے حشر تک بہی نہین ہوسکتا
ہی اور نہ ہوا ہے فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ پر عمل کرکے وہابیہ کو تو یہ کرنا لازم ہے
اور آیت لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی وعید سے انکو بچنا ضرور ہے ایسے مفتریات کرنا ایسے ہی لوگون
کا پیشہ ہے جنکو ایمان سے بہی کچہہ علاقہ نہین ہے یہ جو کہا گنگوہی نے کہ اس صلوۃ مین جسطرح
سبب سجدہ خارج نماز کی کراہت حاصل ہوئی اس مجلس مولود مین بسبب بساط غیر مشروع کی اور لباس
ممنوع کی اور اسراف روشنی کی کراہت موجود ہے سراسر بے انصافی وتعصب ہے کجا سجدہ غیر مشروع
کجا بساط وغیرہ مجالس کے امور کے اوس سجدہ کا جواز تو بالعرض وبالذات کسیطرح معلوم ہی نہین ہوتا
اور روشنی زائد از حاجت وفروش کا جواز واسطے تعظیم مجلس کے اور عدم حقارت واہانت کی نظر سے
عوام اور رفعنا لک ذکرک سے معلوم ہوچکا ہی پس جسکا جواز کتب دینیہ سے بطور دلالت کی معلوم ہوگیا اس
ایسے چیز پر کرنا جو کسیطرح جائز نہین سراسر ناوافی ہے اور گنگوہی جو فروش وبساط کو غیر مشروع بتاتا ہے
اٹکل پچو کہہ رہا ہے اس نے بساط محافل ومجالس میلاد کی کہان دیکہے اوسمین کونسے چیز ناجائز ہے وہ فرش
چاندسونے کے ہوتے نہین ہین ریشم کے بہی نہین قالین سوت یا کسی جگہ صوف کی اور دریان سوت کے
اور چاندنیان وسوزنیان یہ تمام سوتی ہوتی ہے گاؤتکیہ وہ بہی روئی وسوت کا کپڑا اوسمین کوئی چیز
غیر مشروع نہین بعض جائے پر یہ تمام امور ہوتی ہین اور اکثر جائے نہین بہی ہوتی ہین اگر بالعرض
ریشم کا تکیہ وفروش ہووے تو کچہہ مضائقہ نہین ہے ہدایہ مین ریشم کا تکیہ اور ریشم کے فرش پر
سونا لاباس بہ لکہا ہے امام صاحب کے نزدیک ولاباس بتوسدہ والنوم علیہ عند ابی حنیفۃ
وقالا یکرہ اور ایسے اختلاف ریشم کے پردہ مین ہے اور اسکے لٹکانیمین دروازہ پر وکذا الاختلاف فی
ستر الحریر وتعلیقہ علی الابواب انتہی مافی الہدایۃ اور درمختار مین ہی کہ پردہ رقیق واسطے
بہکانی مچہرونکی ہووے اوسمین سونا مردونکو درست ہے ولاباس بکلۃ الدیباج وہو ماسداہ ولحمتہ
ابریشم شرح وہبانیۃ (للرجال) لانہ لیس بلبس ونظمہ شارح الوہبانیۃ فقال وفی کلۃ الدیباج فالنوم
جائز انتہی اور تحت قول صاحب درمختار کی (والکیس الذی یعلق) رد المحتار مین ہی وفی الدر المنتقی ولا
تکرہ الصلوۃ علی سجادۃ من الابریسم لان الحرام ہو اللبس اما الانتفاع بسائر الوجوہ فلیس
بما فی الصلوۃ الجواہر انتہی دیکہو فرشی وتکیہ پردہ لٹکانیکا اور پردہ واسطے نگہبانی مچہرونکی اور

نماز کا یہ تمام ہمارے علماء کے نزدیک جائز ہین پس فروش مجالس میلاد کی اور تکیہ و پردہ ریشم کی ہووین
تب ہی غیر مشروع نہین ہین معلوم نہین کو نسے بساط کو گنگوہی غیر مشروع اٹکل بچو بتاتا ہی اور دو تکیے کے
زبردستی ایسے باتین کرتا ہی اگر کسی سے سنا ہی ہووے تو بلا تحقیق حقیقی ایسا کہدینا بدلیل حدیث نبوی
صلعم کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع کی جھوٹ سے یہ خالی نہین ہے اور بعض لوگونکی لباس
غیر مشروع ہووے بالفرض تو اوس سے مجلس میلاد کو کیا نقصان ہے جواز مجلس وعظ و تذکیر کی
یہ نہین ہی کہ تمام لوگ موافق لباس پہنکر مجلس مین تو مجلس وعظ درست ہووے ورنہ نہین ایسے تصریح
کہین کسی عالم محقق و فقہ قابل قبول کے قول کے پیش کی ہوتی گنگوہی نے تو اسوقت ایسے لوگونکی جو
سے کراہت و عدم جواز معلوم ہوتا اس زمانہ مین یہ بہی جواز کے واسطے ضرور ہوگا تو کوئی مجلس وعظ و نماز
تراویح و عید و استسقاء و نکاح وغیرہا بدون کراہت نہوگا اور ایسے ہی لوگونکی فہمائش اور اتباع آنحضرت
صلعم کی رغبت دلانیکو مجالس وعظ و مجالس میلاد شریف کی جاتی ہین اور انہین لوگون کے افادہ و اطاعۃ
کیواسطے یہ مجالس ہوتی ہین جب یہ شرط ہوئی کہ یہ لوگ نہووے تو انکو ترغیب و ترہیب جسکے سبب سے
ایسے امور کو چھوڑدین نہ آوینگے تو کسطرح ہوگی اور تمام لوگ من کل الوجوہ پا بشرع ہونگے تو اونکو ترغیب
و ترہیب سے جو غرض ہی کہ اتباع شریعت حاصل ہی ہے پھر اونکو چندان فائدہ ہونا متصور نہین ہے
انبیاء علیہم السلام کی گفتگو کرنا کفار او فہمائش اور آنحضرت صلعم کی مجلس مین کفار کا آنا ثابت ہے انکے
آنے سے تو مکروہ نہووے ہان مسلمان لوگ گو فاسق ہون جو بدرجہا کفار سے بہتر ہین جنکا راہ راست
آنا بہ نسبت کفار کی بہت آسان اونکی آنے سے وہابیہ کے نزدیک مجلس مکروہ ہوجاتی ہے اگر ایسا ہی ہے
تو مجالس وعظ وغیرہ کو بہی مکروہ کہنا چاہئے یا مجلس میلاد سے عناد ہی کہ یہ وجہ عدم جواز اپنی رائے
خاص سے اس مجلس کے ساتھ کی ہے اور دوسرے مجالس مین اگرچہ ایسے وجوہ موجود لکن وہ مکروہ نہین
ہوتین اس پر دال کسی عالم محقق کا قول لانا چاہئے ورنہ معاندت صرف ہے اور روشنی وغیرہ
کا جواز ہم اقوال فقہاء سے ثابت کر چکے پس بے علمی گنگوہی کی ظاہر ہے پس یہ قول گنگوہی کا
یہ کہ مجلس اس صلوۃ سے بالکل مطابق مع شئی زائد کے ہے غلط و دروغ ہوگیا اور بخوبی معلوم ہوگیا
کہ یہ مجلس ہرگز مطابق صلوۃ رغائب کے نہین منصفین غور فرماوین کہ جو بالکل مطابق بتاتا ہے تو اس نماز
رغائب کے بارہ مین علماء نے یہ ہی کہا ہے کہ یہ نماز موضوعہ آنحضرت صلعم اور کذب ہے یعنے نماز پڑہنے
یا فرمانیکی نسبت آنحضرت صلعم کیطرف کرتے ہین اور آنحضرت صلعم پر کذب بتلاتے ہین اس محفل کو کسی نے کہہ

کہا ہے آنحضرت صلعم نے یہ محفل ہاین قیود کی ہے یا اسلئے کرنیکو فرمایا ہی پس اسوجہ مین بہی مطابق ہنین ہن اور
صلوۃ رغائب کو یہ بہی علما فرماتے ہین کہ اسکو عوام سنت سنن نبی صلعم سے جانتے ہین اور یہ بہی فرماتے ہین بعض
اسکو بلاد روم مین فرض جانتے ہین اور یہ بہی فرمایا ہے علمانے فرائض کو چھوڑدیتے ہین اس نماز کو نہین چھوڑتے ان تمام
وجوہ کا ذکر جو ہمنے کین عبارت شرح منیہ سے منقول اس گنگوہی مین موجود ہے اور ان وجوہ مین مطابق
ہوا فق زعم فاسد اپنی بہی گنگوہی نہ بیان کرسکا جیسا کہ اور وجوہ مین زعم فاسد کیا ہے اور بالکل مطابق
بتانا تصریح کذب ہے یا نہین انصاف طلب مسلمانون سے اس امر مین اب یہ توخوب ظاہر ہوگیا نہ گنگوہی پانچ
قواعد شرح منیہ سے سمجہے ہونے کے موافق فاتحہ مرسوم وسیوم وچہلم وتعین جمعرات ومجالس میلاد کا بدعت
ہونا ثابت ہے اور نہ محفل میلاد شریف مطابق صلوۃ رغائب کے ہے اس امر مین تمام جانفشانی گنگوہی
کی برباد ہے الحمد للہ الذی وفقنا لہذا اب پہر صفحہ ۱۰۴ اطرف ہم رجوع کرتے ہین پانچ قواعد جو اپنے ذہن مین عام
سمجہکر گنگوہی تمام رسالہ اونسے رد ہوجانا بتاتا ہے اگرچہ جو کچہ ہمنے اوپر بیان کیا منصفین اونکیا کیو اسطے
اونکے رد کے واسطے بہی کافی ہے لکن کچہہ اور تنبیہ اس گنگوہی کی غلط فہمی پر سر دیجاوے تو خالی نفع سے نہین ہے
مولف انوار ساطعہ نے وہابیہ کے اس بات کے جواب مین کہ تعین سورت نماز مین مکروہ پس ایصال قرآن
وغیرہ مین بہی تعین دن ہوتا ہے مکروہ کہا تہا کہ تمہارا قول ہی کہ قیاس کرنا مجتہد کا کام ہے اور اپنے مطلب کو بہی
تم جواز قیاس کرتے ہو جائز ہے ہم اس سے قطع کرکے کہتے ہین کہ تعین یوم فاتحہ وغیرہ کو قیاس نماز پر
کرنا صحیح نہین ہے اور تمہاری دلیل تام نہین سورت کی کراہت تو جب ہی کہ ایک ہی سورت پڑہنا
واجب جاننے دوسرے یہ کہ جاہل کو اعتقاد ہوجاوے کہ ایک ہی سورت واجب دوسری نہین
مین کہتا ہون قوی وجہ کراہت کے اول ہے **گنگوہی** کا یہ ہذیان اوسکے جواب مین ہے تقریر مختصر
یہ کہ مقید کرنا کسی مطلق کا شرعاً بدعت ومکروہ ہے جیسا کہ فقہانے اس قاعدہ کے سبب سے لکہا ہے کہ کسی
نماز مین کسی سورت کو موقت نکرے اگر ایسا کریگا تو مکروہ وبدعت ہوگا پس جب صلوۃ مین اسی حسب قاعدہ کے
تعین سورت مکروہ ہوا ایصال مین بہی حسب قاعدہ کلیہ کے تعین وقت اور ہیئت کے ہوویگی خلاصہ
دلیل مانعین بدعت کا یہ تہا جسکو مولف نے اپنے حوصلہ کے موافق نقل کیا اب چونکہ مولف نے اس
مسئلہ تعین سورہ مین اپنے حوصلہ علم کا ظہور ظاہر تو اسکو ہنو کہ ہدایہ مین لکہا ہے ویکرہ ان یوقت بشیء
من القرآن شیء من الصلوۃ لان ہجران الباقی وایہام التفضیل انتہی سو یہ جزیہ ایک کلیہ کا
ہر کہ اوس مین تمام عبادات عادات مطلقہ کا تقید کرنا شارع نے ممنوع کردیا ایک جزئی اوسکی تعین

سورہ ہی ہے جیساکہ اوپر واضح ہولیا تو مولف اس جزئیہ کو مقیس علیہ اور سیوم کے مسئلہ کو مقیس محض رائے
سی سمجھ گیا کیا فہم ہے یہ نہین جانتا کہ جب کلی امر کا ارشاد ہوا تو اوسکی جملہ جزئیات محکوم ہوگئی گویا فرد کا نام لے لیا
جب یا ایہا الناس فرمایا تو زید عمرو بکر عبد السمیع سبکو نام بنام حکم ہوگیا کسی جزئی کو مقیس نہین کہسکتے
اسیطرح جب تقیید مطلق کو منع فرمادیا تو سب جزئیات اوسکے خواہ تعین سورہ ہو خواہ تعین روز سیوم
ہو خواہ تعین بخود ہو سب ممنوع بالنص اتکلی ہوگئی بالتعین بدعت کے کلام قیاس نہین بلکہ جو جزئی اس کلیہ مین
مشہور اور ظاہر متفق علیہ ہے اوسکے نظیر دیگر اور امثال سے فرمایش کرکے دوسرے مندرجہ اس کلیہ کو ظاہر
اور الزام کرنا ہی کہ مبتدعین نے اوسکے اندراج تحت ہذہ الکلیہ نہین سمجھا تہا بس قیاس کہان ہے مولف کو
عقل نہین کہ کلیہ کو اور قیاس کو امتیاز کرسکے) **اقول** وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق الانیق معلوم
نہین گنگوہی کو اسقدر بے فہمی کہان سے آگئی ہے ایسے لغو وکچر تقریر کرتا ہی فقہا اس سبب سے کہ کسی مطلق کو
مقید کرنا بدعت ہے سورت کو موقت کرنا بدعت لکہا ہے یہ کلام گنگوہی بالفعل غیر محصل ہے خود گنگوہی نے
عبارت ہدایہ کی نقل کی اور اوس عبارت مین وجہ کراہت صاحب ہدایہ ہجران باقی قرآن کا اور تفضیل سورت
معینہ ایہام ہونا فرماتی ہے اور اوپر عینی شرح ہدایہ سے گذر چکا ہی کہ بدلیل آیت قرآنیہ ہجران باقی قرآن کا
ممنوع ہے اور تفضیل قرآن کی بعض آیت و سورت کی بعض دوسرے پر ناجائز ہے بس تعیین سورت کے
کراہت کی یہ وجہ فقہا فرماتے ہین نہ یہ کہ کسی مطلق کا مقید کرنا درست نہین یہ گنگوہی بے فہمی سے واسطے بنا
فاسد علی الفاسد کرنے کو سورت کی کراہت بوجہ فقہا کے نزدیک ہونا بیان کرتا ہی اور اونکو سبب کراہت
فقہا کے نزدیک ہونا ثابت کرتا ہی اس عبارت ہدایہ مین تو اسکا ذکر ہی نہین اور یہ تعمیم اطلاق ہی غلط ہے
فی نفسہ کہ کسی مطلق کو مقید کرنا بدعت ہے یہ فقط نص مطلق کے بارہ مین تو ہے کہ اوسکا مقید کرنا درست
نہین ہے اور مقید مطلق کا ورود معا ہووے اور دونون مثبت ہووین نفی نہووے مع اتحاد سبب سے
تو مطلق کو مقید پر حملکرتے ہین اور قید مانلیتے ہین فی مسلم وان کانا مثبتین فان وردا معًا والسبب
واحد حمل المطلق علیہ ضرورۃ ان السبب لا یوجب المتنافیین والمعیۃ قرینۃ البیان کقولہ تعالی
فصیام ثلثۃ ایام مع قراۃ ابن مسعود متتابعات ومن ثم قال اصحابنا بوجوب التتابع فی صوم کفارۃ
الیمین وان جہل التاریخ فکذلک لعدم الترجیح فیترجح البیان انتہی اس گنگوہی کے کلام
سابق مین گذرا ہی کہ تقیید مطلق کے ناجائز ہونے پر اجماع ہے اوسکا بطلان بہی ہوگیا اور یہ تو ہمارے
نزدیک بہی تقیید مطلق جائز امام شافعی رح بعضے ایسے جاہین مین جائز فرماتے ہین کہ حنفیہ کے نزدیک ناجائز

اصل غرض گنگوہی کے یہ ہی کہ مؤلف انوار کا اعتراض کہ تم تعیین سورت پر قیاس سیوم کو کرتے ہو اور
تم خود کہتے ہو کہ قیاس کام مجتہد کا ہی مرتفع ہو جاوے اور اوس اعتراض کا جواب ہو جاوے اور نہ لازم
آوے کہ تعیین سورت پر یہ قیاس کیا ہے سیوم کو پس جاننا چاہیے کہ قیاس مین چار چیزین ہوتی ہین
ایک مشبہ بہ ایک مشبہ ایک حکم اور ایک وصف جامع نبیذ تمر کو قیاس خمر پر کرین اسطرح اوسکی
تقریر و تصویر ہو ویگی نبیذ مسکر ہی مثل خمر کی اور خمر حرام ہے سبب اسکار کے پس نبیذ حرام ہے سبب
اسکا نبیذ مشبہ ہے اور خمر مشبہ بہ ہے اور حکم حرام ہے اور اسکار وصف جامع دونون نبیذ او خمر مین
التحقیق ان القیاس حجۃ کسائر الحجج فرکینا المتقدمتان اولا فیما ینحصلان بہ ارکان ثانیا فانما ارکان
الارکان وھی الامور الاربعۃ کما فی قولک النبیذ مسکر کالخمر والخمر حرام للاسکار فالنبیذ حرام
انتہی ما مسلم الثبوت وشرحہ لبحر العلوم وہی ارکان قیاس تقریر ہا بیہ مین موجود ہین کہ سیوم کی تعیین
کو مانند تعیین سورت کی کہتے اور حکم کراہت لگاتی ہین اور وصف جامع گنگوہی نے نئے کہڑے کیا تقیید
مطلق وہی تقریر و تصور یہان موجود ہی کہ سیوم معین ہے مانند سورت معین کے اور سورت معین
مکروہ واسطے تقیید مطلق ہے پس سیوم مکروہ ہے واسطے تقیید مطلق کی اب گنگوہی اسکے قیاس ہونیکا
انکار کرے تو یہ انکار جہالت و سفاہت صرف ہے پس بلا شبہ اعتراض مولف انوار کا وارد ہے اور
گنگوہی ہذیان ہے کہ یہ جزیہ کلیہ مرتفع نہین وصف جامع جزئی خاص نہین ہوتی ہے کلیہ بہی ہوتی ہے
کلیہ کے ثبوت سے قیاس ہونا دفع نہین ہوتا اور کلیۃ ثبوت کسی چیز کا شارع سے ہو جاوے تو تمام جزئیات
کا ثبوت ہو جانا مسلم ہے لکن اس محل مین ثبوت اس کلیہ کے تقیید مطلق تمام عبادات و عادات مین ہر
طرح سے خواہ مخالف کسی دلیل کے ہووے یا نہووے شارع سے اور کسی فقیہ سے ممنوع ہے اور یہ جزئی
گنگوہی کی کہ سیوم وغیرہ کا تعین ہے اس کلیہ اختراعیہ کی جزئی ہے پس اس کلیہ کا ثبوت شارع و فقہا
سے نہین تو اس جزئی کی کراہت جو اوسکی جزئی کی اوسکا ثبوت کسطرح ہو جاویگا اور جو تقیید مطلق
غیر جائز ہے جسکا ذکر اوپر چند مرتبہ ہو چکا ہے جس سے منع اطلاق نص ہووے وہ یہان موجود نہین پس
سیوم کسی کلیہ شرعیہ کی جزئی نہین اور تعیین سورت دوسرے کے تحت مین داخل کہ وہ ایہام تفضیل
و ہجران باقی قرآن کا ہی نہ اوس کلیہ کے جزئی جو گنگوہی بنا لمہ ہے پس قیاس ہی کیا گنگوہی ہے وہ بہی فی
نفسہ باطل اسیواسطے غیر مجتہد کو قیاس کرنا ناجائز ہے کہ ہوتا کچہ ہی پہچان کچہہ لیتا ہی اور اگر کسی حکم کا
مناط مجتہدین کے نزدیک کوئی کلیہ ہو اور اس کلیہ کا وجود کسی جگہہ واضح ہو جاوے علماء کاملین پر

اگرچہ وہ علماء مجتہدین مین سے ہون تو وہ حکم جسکا وہ کلیہ مجتہدین کے نزدیک مناط مقرر ہوچکا ہی اوس جگہہ پر جہان اوس کلیہ کا وضوح ہے تو بے شبہ جاری کرنا درست ہے اوس کو قیاس نکہینگے لیکن یہ حکم جاری کرنا ایسے علماء کا کام ہے جنکو معلوم ہو سکتا ہی کہ یہ مناط فلان حکم کا مجتہدین کے نزدیک قرار پاچکا ہے اور وہ مناط جو قاعدہ کلیہ کسی جائی خاص مین پایا جانا ہی محقق ہوی ایسے کم علم و بے انصاف کو جیسے گنگوہی کہ نہ یہ خبر کہ اس کا حکم مناط کونسا کلیہ ہے اور نہ اوس کلیہ کا حصہ وہان موجود ہونا اوسکو معلوم یہ حکم جاری کرنا درست نہین ہے کلاہ خسروی و تاج شاہی ؛ بہر کل کی رسد حاشا و کلا ؛ اسی محل مین ہدایہ کے عبارت جو نقلکی جس سے واضح ہی کہ ہجران باقی قرآن و ایہام و تفضیل وجہ کراہت تعیین سورت کی ہے اور پہر اسکو چہوڑ کر واہی تباہی کہنا شروع کردیا اس شخص کو علم و انصاف ہوتا تو ایسا کیون کرتا اور یہ صرف اسنے اسی غرض سے کہا ہی کہ ہجران باقی قرآن ایہام تفضیل سیوم و چہلم و جمعرات و میلاد شریف و نحوہ مین موجود نہین ہے اور اس سبب سے کراہت ان امور کے تو ثابت نہین اب ایک قاعدہ عامہ اپنے شکم سے نکالنا جو اس سے عام ہووے اور اوسکو بہی ایسا عام گہڑنا چاہئی کہ تمام جہان کے اسباب اپنے نفس کے اور زعم فاسد کے مخالف مین تمام مکروہ ہوجاوین اور اتنی خبر نفرعون موسی کی مشہور اہل بیعلمی و بے انصافی ظاہر کردیا اور بدلہ نفع نقصان و خسران ہوگا اور سیوم وغیرہ کو جو ممنوع بالنص اونکلی بتا رہا ہی نہ معلوم وہ کونسے دن اس گنگوہی کے شکم سے برآمد ہوگی جو جو نصین اپنے نزدیک مانند کل بدعۃ ضلالۃ کی اور تخصیص صوم جمعہ کے واسطے لالئے انکی کچہ بیش کردین نہین اوسکا تو حال معلوم ہوچکا کہ اوسنے ان امور کے کراہت ہرگز ثابت نہین اور نص اس بارہ مین موجود نہووے تو اوسکو بدعت کہدینا بہی خصوصًا ایسے امور مرسومہ مین باطل ہوچکا ہی کہ بدعت سیہ نہین بلکہ اباحت اصلیہ ہے عبارت مسلم الثبوت کی تحت احکام کے مقام ہم نقل کرچکی ہین اور حدیث مما سکت عنہ فہو مما عفی عنہ اس کیطرف بہی اشارہ کرچکے ہین اوسنے ان امور سیوم وغیرہ کا جواز ظاہر ہے اور استحسان مسلمین مرید ان ہی دوسرے اور مسلم الثبوت و شرح کی بحث قیاس ہی تو اگر پہلے عبارات و حدیث سے اقرعان حاصل نہین ہے تو عدم المدرک للحکم بخصوصہ فی واقعۃ واقعۃ ملدرک للاباحۃ الشرعیۃ لدلالۃ الدلیل السمعی علیہ کما مرفی الاحکام فتذکر وانتہی منصفین کو تو کافی معاندین کا علاج نہین ہی پس نص کلی سے ممنوعیت جو گنگوہی ان امور کو بتاتا تہا وہ ثابت نہین اور اباحت ثابت ہے اور وہابیہ کا کلام قیاس فاسد ہے جو تعیین سورت پر کرتے ہین اور تعیین سورت نظیر و مثال قرار دیتا ہی قیاس کرنا اثبات حکم کی حالت مین جس چیز کو مشہور و معروف کی نظیر و مثال دیجاتی ہین وہی قیاس ہوتا ہی علماء

محققین جواز قیاس کے ثبوت کی دلیل اس حدیث نبوی پیش کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم سے قبلہ صائم سے
دریافت کیا آنحضرت نے فرمایا تومضمضت یعنے قبلہ صائم کا مانند مضمضہ کے اس امر مین کہ جیسے مضمضہ مقدمہ
اکل کا ہی ہے ایسے ہے قبلہ مقدمہ جماع کا ہے مضمضہ سے نہ افطار ہوتا تم سب جانتے ہو ایسے قبلہ سے بہی نہین
جاتا ہی اور ایک عورت خثعمیہ نے آنحضرت صلعم سے سوال کیا کہ اپنے باپ کے طرف سے حج کر دیوے آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ اپنے باپ کیطرفسے دین ادا کر دے تو درست ہی یا نہین تو اوس عورت نے کہا ہان تو آپنے صلعم فرمایا
کہ دین اللہ کا احق ہے ساتھ ادا کرنیکے فی التفسیر الکبیر تحت آیۃ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
الآیۃ کے فعلمنا انہ لابد وان یکون المراد فرد وہا الی واقعۃ تشبہہا فی الصورۃ والصفۃ ثم ان المعنی الذی قلنا
یوکد بالخبر والاثر واما الخبر فہو انہم لما سالوہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قبلۃ الصائم فقال علیہ الصلوۃ والسلام
ارأیت کو تمضمضت یعنے المضمضۃ مقدمۃ الاکل کما ان القبلۃ مقدمۃ الجماع فلما ان تلک المضمضۃ لم تنقض
الصوم فکذ القبلۃ ولما سئلۃ الخثعمیۃ عن الحج فقال علیہ السلام ارأیت لو کان علی ابیک دین فقضیتہ
ہل یجزئ فقالت نعم قال علیہ الصلوۃ والسلام فدین اللہ احق بالقضاء انتہی بقدر الحاج بس یہان آنحضرت
صلعم نے مضمضہ و دین کے نظیر دیکر فہمایش کی اور دین کا ادا ہوجانا اور دوسرے کی ادا کرنے اور مضمضہ سے
روزہ نہ جانا مشہور و معروف ہے یہ دونون یعنے مضمضہ و دین مقیس علیہ آنحضرت صلعم کے قول مین قرار
دیجاتی ہین بس اس سے واضح ہے کہ مثال و نظیر مشہور مقیس علیہ ہوتی اور جسکو قیاس کیا ہے اس پر وہ مقیس ہے
گنگوہی اپنی زبان سے ایسے کلمات بولتا ہی جس سے مقیس علیہ و مقیس ہونا ثابت ہوتا ہی لیکن اسقدر خبر نہین
سبب تشنہ اب تعصب و بیعلمی کی کہ اپنے قول کو سمجھے جو بات اسکی قول سے ثابت ہوتی اوسکا ہی انکار
کرتا ہی و نظیر و مثال مشہور کہ یہان بتعیین سورت ہی مقیس علیہ اور یہ کلام وہابیہ اہل بدعت ضلالت قبایل
ہوا گنگوہی کا انکار اوسکے قول سے رد ہوتا ہی اور اوسکی بے علمی و بے عقلی سے خبر دیتا ہی اب مولف کو
عقل نہین یا خود گنگوہی کو عقل کہ یہ قیاس صاف ہے اور اسکی عقل مین نہین آتا ہی اب پڑہیے گنگوہی
اس مصرع کو نہ بین الزام انکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا **گنگوہی** صفحہ ۱۰۵ اپنی بیفہمی سے سورت و سور وغیر
تا کہ تخصیص کا ثبوت آنحضرت صلعم سے بتاتا ہی اور یہ جہالت صرف ہے انہین سورت کی تخصیص کا انکار ہمارے
علمار کرتے ہین اور او پر عینی سے ہم نے نقل کر دیا کہ جمعہ مین ان سورتونکے سوا دوسرے سورت بہی آنحضرت صلعم نے
پڑہے کبہی یہ اور کبہی اور پس تخصیص اس حالت مین کہان اسکو تخصیص کے معنے سے بہی خبر نہین لفظ تخصیص
سنلیا معنے نہین جانتا اور اسی صفحہ مین امام صاحب کا دوام کو مکروہ فرمانا بتاتا ہے اور حال اوپر گذر چکا ہے

بحوالہ عینی کے کہ امام صاحب ملازمت اور مداومت اوسوقت مکروہ جانتے ہین کہ جب غیر کے جواز کا اعتقاد
نہو اور اس حالت مداومت امام شافعی صاحب بہی مکروہ جانتے ہین اور اگر سورت معینہ پر ملازمت و مداومت
کرے اور باوجود مداومت و ملازمت کی غیر کے جواز کا معتقد ہووے کراہت نہین پس مداومت علی الاطلاق
امام صاحب کے مکروہ بتانے مین یہ گنگوہی مفتری ہوا امام صاحب پر اسی صفحہ مین کہتا ہے کہ (ہدایہ نے
دو دلیل کا اشارہ کیا ہی کہ جب شرع مین سور جائز ہین تو ایک کے دوام مین باقی سور کا ترک ہوگا ہجران باقی قرآنکا
ہوا اور ہی تقیید مطلق ہوئی **اقول** وباللہ التوفیق پہلی ہی بسم اللہ کہنا ہدایہ نے دو دلیل کا اشارہ حق
عبارت یہ تہا کہ صاحب ہدایہ نے دو دلیلین بیان کین خیر ایسے سفاہت اس سے بہت جائی وقوع مین
آئی ہین ہمنے اکثر جای مواخذ نہین قائل شرعیہ پر ہے اکتفا یہ قول کہ جب شرع مین سب سور جائز ہوئین
گنگوہی نے اپنی طرف سے زیادہ کیا ہے ہدایہ مین یہ نہین ہے اور یہ کچہہ مفید نہین زائد ہے کوئی مطلب اسپر
موقوف اور کوئی اس سے نکلتی نہین اور قول وہی تقیید مطلق ہے یہ بہی ایجاد گنگوہی کی ہے صاحب ہدایہ
نے یہ نہین کہا ہے لفظ وہی اس قول مین کلمہ حصر کا ہی جس سے واضح ہی تقیید مطلق ہجران باقی مین ہی اوسکی
تحریر مین یعنے ہجران باقی نہو تو تقیید مطلق نہین ہے اور محض غلط ہے بدون ہجران کے بہی تقیید مطلق
تعیین سورت مین ممکن ہے باین طور کہ ایک سورت مانند سورت جمعہ کو تو کوئی ادا جمعہ کیواسطے فرض جانے
اور بغیر اوسکے نماز کا جواز نہ جانے اور اسکے ساتہہ ہی دوسری ہی سورت کبہی کوئی پڑہ لیا کرے یہانتک
کہ اوس سورت کے ساتہہ تہوڑا تہوڑا کرکے تمام پڑہلیا تو دیکہو یہان ہجران باقی تو نہین ہے لکن تقیید مطلق
یہان موجود ہے کہ آیت فاقرؤا سے فرضیت قرائت علی الاطلاق معلوم ہے خواہ کہین سے ہووے اور
اس شخص نے پہلا سورت جمعہ کو ہی فرض ادا ہونے کیواسطے ضرور فرض جانا ہے آیت کا مقتضی یہ تہا کہ بدون
اسکے ہی فرض دوسرے آیت و سورت سے بہی ادا ہو جاتا ہی پس یہان تقیید لازم آئی اور ہجران نہین نے
پس قول گنگوہی غلط محض اب یہ بہی جاننا چاہیئے کہ کوئی شخص کسی سورت مانند کو کسی نماز کیواسطے
مانند نماز جمعہ کیواسطے واجب جانے اور فرض نجانے تب تقیید مطلق لازم نہین آتی ہے اسلیئے کہ اوپر
تلویح و توضیح سے گذر چکا ہی کہ فاتحہ باوجودیکہ ہم واجب کہتے تب بہی زیادت کتاب خبر واحد سے نہین آتی
اور نسخ عموم آیت فاقرؤا نہین لازم آتا ہی یہ فرضیت کی صورت مین لازم آتا ہی یعنے فاتحہ فرض کہتے تو
لازم یہ نسخ عموم و اطلاق کا لازم آتا اور واجب کہنے سے فرض اطلاق و عموم اپنے حال پر رہتا ہے
اور اسمین فرق نہین آتا ہی اس بیان سے یہ ثابت ہوا کہ تقیید و تخصیص اوسوقت ہوتی کہ جس درجہ و

ورتبہ کا حکم اوس نص مطلق وعام اوسہی درجہ ورتبہ کا اور قید لگانے اور تخصیص کرنے بہی میں پایا جاوے یعنے
نص مطلق وعام سے فرض ثابت ہووے تو دوسرے امر کے ساتھ اوسکی تقیید وتخصیص بہی فرض اعتقاد
کیجاوے اوسوقت تقیید مطلق وتخصیص ہوویگی اور اس سے کمدرجہ کا حکم مانند واجب وسنت ومستحب و
مباح اوسکی تقیید وتخصیص کا حکم قرار دیا جاوے تو تقیید وتخصیص مطلق وعام کی ہنوگی پس اسمحل مین
صاحب ہدایہ کو یہ مدنظر ہے کہ کوئی واجب جانے توقیت سورت کو وہ مکروہ اب اس کراہت وجہ کہ
ہرگز نہین ہوسکتی کہ تقیید مطلق وتخصیص عام کی لازم آتی ہے کیونکہ یہ تو معلوم ہوچکا ہی کہ مطلق وعام
مثلاً فاقرؤا کا حکم تو فرض ہے وہ واجب سے مرتفع نہین ہوتا ہی پس عموم فرض واطلاق فرض اپنی
حالت پر رہتا ہی اور تقیید مطلق وتخصیص عام مین اوس اطلاق وعموم رفع ہونا ہوتا ہی اور یہان وہ مفقود ہے
پس تقیید مطلق وتخصیص وزیادت علی الکتاب بیان وجہ نہین بنسکتی ہے اسیواسطے صاحب ہدایہ یہ
نفرمایا اور ہجران باقی ایہام تفضیل کہ ممنوعیت انکی ثابت اونکو وجہ کراہت دیا کہ واجب جانیکی حالتمین
یہ ہجران باقی قرآن وایہام تفضیل دونون لازم آوینگے اور بدون واجب جانے کے مداومت مین
ایہام تفضیل لازم آویگی اور یہ دونون ممنوع ہین اور ادنے منع کا کراہت ہے پس کراہت ثابت ہوئی
پس تقید اس محل مین وجہ کراہت نہ تو ثابت ہدایہ قرار دیا ہے اور بر تقدیر مذکور یہ وجہ مستقیم ہے فقط
یہ کج فہمی گنگوہی سقیم ہے جو مستحق نار جحیم ہے اگر بے توبہ مریگا اور ایمان لایا تو خدائتعالی غفور رحیم گنگوہی
صفحہ ۱۰۶ مین قول طحاوی اور اسبجابی کا کہ کراہت تعیین سورت مین اوسوقت ہی کہ وجوب کا اعتقاد کرے اور
ترک کو مکروہ جانے الخ نقل کر کے کہتا ہی پس اسصورت مین قید وجوب اعتقاد کی لغو ہوگئی کیونکہ جب
دوام مطلقاً مکروہ ہی تو پر قید اعتقاد سے کیا نفع نکلا اسواسطے فتح القدیر نے اعتراض کیا اور کہا والحق
ان المداومۃ مطلقاً سواء کان حتماً اولا انتہی **اقول** وباللہ التوفیق گنگوہی بے ادب کو اوپر وجوب
اعتقاد کے قید کے سبب سے مداومت کا مکروہ اور بدون اس اعتقاد کے مکروہ امام ابی حنیفہ صاحب کے
مذہب کے نزدیک عینی سے معلوم ہوچکا ہی اور اسکی تصریح وطحاوی واسبجابی ہی کر رہی ہین اور یہ بے ادب
اس قید کو لغو بتاتا ہی اتنا ہی ادب نہین آئمہ مذاہب کے کہ ایسے کلمات سے باز رہے امام ابن الہمام
صاحب فتح القدیر کا رتبہ اجتہاد کو پہونچا نادر مختار مین لکہا ہے اونہون نے بہی لغو ہونا بسبب ادب کے
نفرمایا اور اس سیئی الادب نے اسواسطے کہ کوئی نادان لغو ہونا قید اعتقاد وجوب کا اذعان کرلے
اور اسکے قول کو حق جان لے اعتراض امام ابن الہمام رح کو ذکر کر دیا اور اسقدر نہجانا کہ یہ ضرور نہین کہ ہر اعتراض

معترض کی صحیح وقوی دفی نفس الامر صحیح وقوی ہونا ضرور نہین ہے دوسری یہ کہ اس اعتراض کا جواب
بہی علامہ شامی نے دیا ہے اور قول طحاوی و اسبیجابی کے معنی بیان کردی ہین اگر اعتقاد وجوب
ہی تو تغیر مشروع کے سبب سے مکروہ ہے اور اگر یہ اعتقاد نہین ہے تو ایہام جاہل کے سبب سے مکروہ ہے
عبارت شامی کی یہ ہے واعترضہ فی الفتح بانہ لاتحریر فیہ لان الکلام فی المداومۃ اھ واقول
حاصل معنی کلام فیہ ان الشیخین بیان وجہ الکراھۃ فی المداومۃ وھو انہ ان رای
ذلک حتما یکرہ من حیث تغیر المشروع والا یکرہ من حیث الایہام الجاھل وبھذا الحمل یتایّد
ایضا کلام الفتح السابق ویندفع اعتراضہ السابق فتدبر انتہی اس عبارت علامہ مین مندفع
ہونا اعتراض امام ابن الہمام رح کا ظاہر ہے اور عدم لغویت اعتقاد وجوب کے ثابت ہے اور قید
اعتقاد سے نفع ہونا واضح ہے گنگوہی کے ہذیان کا بلا فائدہ ہونا لائح ہے **گنگوہی** صفحہ مذکور بالا تحریر
مین اب اسکا جواب دیتے ہین جو مولف انوار کراہت تعیین سورت کی اسوجہ کو قوی کہا کہ اعتقاد وجوب
ہووے اور بدون اعتقاد وجوب کے کسی دوسری وجہ سے پڑہے تو اوسکی کراہت رفع ہونا اس حدیث
سے ثابت کی کہ ایک امام ہمیشہ ہر رکعت مین قل ہو اللہ پڑہتا تہا لوگون نے اسکی شکایت آنحضرت صلعم سے
کی آپنے اوس سے دریافت کیا کہ اوس نے یہ وجہ گذاری کہ یہ سورت مجکو محبوب ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا
کہ تجہکو اسکی محبت جنت مین داخل کریگی اور یہ کلام اس شخص کا جب منکر آپکو معلوم ہوا کہ یہ پڑہنا اسکا
اعتقاد وجوب کے سبب سے نہین دوسری وجہ سے ہے تو اوسکو منع نفرمایا اسکا جواب گنگوہی فرماتی ہین
جس علت کو کل علماء فقہا قبول کرین مولف اوسکو ضعیف بتاوے بہلا اس نخوت کا کیا ٹہکانا ہی اور ایسے
محققین پر طعن کرنا اس فخر کی کوئی نہایت ہی، **اقول** وباللہ التوفیق یہ کیا جواب ہے جو گنگوہی دیتا ہے
جواب جب ہوتا کہ مولف نے ضعیف کہا تہا گنگوہی قوی ہونا ثابت کر دیتا اور فقہاء نے اس علت
کو قبول کیا ہے اس سے گنگوہی کو کیا فائدہ اور مولف انوار کو کیا نقصان قبول کرنیکا مولف کب انکار
کرتا ہی کلام قوی وضعیف ہوتی ہین اور راجح ومرجوح ہوتی ہین یہی فقہاء کا قبول کرنا اس پر کب دال ہے
کہ اوسکو وہ قوی بہی کہتی ہین بمقابلہ وجہ اعتقاد وجوب کے کیون نہین جائز ہے کہ انکے نزدیک بہی قوی
نہووے اور اوپر عینی سے منقول ہوچکا ہی کہ امام ابی حنیفہ صاحب کے نزدیک مداومت مین اوسیوقت
کراہت کی کہ اوسکے غیر کو جائز نجاننے مکروہ جاننے اور اگر یہ اعتقاد عدم جواز غیر کراہت غیر نہووے
تو سورت معینہ پر مداومت دوسرے اغراض مصالح سہولت وتبرک وغیرہ کے سبب سے کرے تو کراہت

نہین ہے پس مذہب امام صاحب کا یہی ہوا کہ بدون اعتقاد وجوب کی کراہت نہین ہے اور یہ مقرر ہو چکا
ہے کہ سوائی قول امام کے دوسرے کے قول پر فتوے نہ دیا جاوے اور قول صاحبین یا احدہما یا غیرہما
کیطرف قول امام سے عدول نکیا جاوے مگر واسطے ضرورت کی مانند مسئلہ مزارعت کے اگرچہ مشائخ
نے فتوے صاحبین کے قول پر دیا ہووے تب بھی امام صاحب کے قول پر ہی فتوی دیا جاوے اسواسطے
کہ ابی امام حنیفہ صاحب کا مذہب وامام مقدم ہین پس اونکی ہی قول پر فتوے دینا واجب ہے اگرچہ یہ معلوم
ہووے کہ کہان فرمائی ہین چنانچہ بسیوم جلدسین علامہ شامی لکہتی ہین وکذا لا تخییر لو کان احدہما قول الامام
والآخر قول غیرہ لانہ لما تعارض التصحیحان وساقطا فرجعنا الی الاصل وھو تقدیم قول
الامام بل فی شہادات الفتاوی الخیریۃ المقرر عندنا انہ لا یفتی ولا یعمل بقول الامام ولا یعدل
عنہ الی قولہما او قول احدہما او غیرہما الا الضرورۃ کمسئلۃ المزارعۃ وان صرح المشائخ بان
الفتوی علی قولہما لانہ صاحب المذہب والامام المقدم اہ ومثلہ فی البحر عند الکلام علی
اوقات الصلوۃ وفیہ من کتاب القضاء محل الافتاء یقول الامام بل یجب وان لم یعلم من این
قال اہ پس جب مقرر یہی ہے کہ امام صاحب کے قول پر فتوے دیا جاوے اور صاحبین یا احدہما
یا غیرہما کے قول پر اگرچہ فتوے مشائخ نے دیدیا ہے نہ دیا جاوے سوائے مواضع مخصوصہ کے اور یہ اون
مواضع مین سے نہین تو اس محل مین بھی فتوے قول امام صاحب ہی پر ہوگا اور بمقابلہ امام صاحب کے
دوسرونکا قول ضعیف قرار پائیگا پس یہی وجہ کراہت تعیین سورت کی کہ اعتقاد وجوب وعدم جواز
غیر و کراہت غیر کا ہووے قوی ہوئی اور مقابل اوسکا غیر قوی وضعیف پس قول مولف انوار مستقیم ہے
اور اسمین کچہہ طعن محققین پر نہین ہے اور نہ اسمین فخر ونخوت ہے گنگوہی دریافت کرلے کسی عالم سے خود
عالم ہوتا تو جانتا اس گنگوہی نے اعتقاد وجوب کو لغو کہدیا جس سے امام صاحب کے وجہ کا جو قوی ہے لغو
ہونا اور قول امام طحاوی وامام اسبیجابی کا لغو ہونا مفہوم ہے اسکو طعن کرنا محققین ومجتہدین پر نہین
جانتا اور مولف انوار سے ہرگز طعن مفہوم نہین ہے اوسکو طعن بتاتا ہے وتر کی ایک رکعت کی
انکار سے ایمان کا ٹہکانا نہونا بتاتا ہے جس سے تمام حنفیہ وامام حسن بصری وبعض صحابہ کرام سے کے
اوپر طعن واضح ہے اور انکے ایمانکا نہونا لازم آتا ہی اور ملا علیقاری وابن حجر وجلال الدین وغیرہم محققین
مذکورین بالا کے اقوال کو باطل وبدعت اس گنگوہی نے کہا تو یہ تو طعن نہین اسکے اور یہ قول مولف
انوار کا اسکے نزدیک طعن ہوگیا اسکو شرم وحیا نہین ایسی باتین کرتے ہوئے **مولف** انوار نے حدیث سے

قل ہو اللہ پر مداومت کرنا صحابی رضہ کا اور آنحضرت صلعم کا بعد معلوم ہونے اوسکے اعتقاد کی منع نکرنا ذکر کیا تہا واسطے اثبات اس امر کی کہ بدون اعتقاد وجوب کی کراہت نہین تو **گنگوہی** صاحب اسکے جواب مین اشارت دیا آنحضرت صلعم اوس صحابیکو قبول کرتے ہین لکن مداومت کے جواز کا انکار اپنے زعم کے سبب سے کرتے ہین وجہ یہ گذارتے ہین کہ ایک صحابی رضہ ایسا کیا تہا کہ جماعت ہورہی تہی رکوع فوت ہونیکے خوف سے پہلے وصول کی صف تک رکوع کرلیا تہا رکوع ہی مین ہے دو قدم چلکر صف مین شامل ہوگئے تھے آنحضرت صلعم نے فرمایا زادک اللہ حرصًا لاتعد گنگوہی اس سے دلیل پکڑتے ہین باینطور کہ لاتعد ایک روایت مین یہ فعل نص نہی ہے کہ پہر یہ کام مت کرنا دوسرے روایت مین لاتعد باب افعال سے ہے کہ اعادہ صلوۃ مت کر دوسری روایت مین باوجودیکہ یہ فعل مذموم تہا مگر آپنے صراحۃً منع نہین فرمایا مدح بہی کردی پس اسکی نظیر قل ہو اللہ کی حدیث ہے کہ طرز تعلیم و فعل آپکے خلاف تہا اسکی صراحۃً منع کی ضرورت نہوئی اشارۃً منع فرمایا تہا تسلیم کیا کہ اجازت دیدے مگر ہجران باقی کانہ تہا وہ ہر رکعت مین دوسری سورت بہی پڑہتے تھے اور افضلیت کا ایہام بہی نہ تہا کہ فضل قل ہو اللہ آنحضرت صلعم فرماچکے تھے کہ ثلث قرآن ہے تو فضل منصوص مین ایہام سے کیا علاقہ اور پہر وہ ایسا وقت تہا کہ وہان کوئی بہی عام نہ تہا سب اخص الخواص تھے اور وجہ اجازت سبکو معلوم ہوگئی تہی اوس قرن مین یہ دلیل کراہت موجود نہ تہی جواب سے اوسکے بعد یہ واقعہ حال تہا نہ حکم عام اور ایسے امر خلاف قواعد سے کہ کسی کو خصوصیت سے اجازت ہوجاوے بلکہ قیاس عامل عامہ پر کیا جاتا ہے **اقول** وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق والتوفیق حدیث قل ہو اللہ کو گنگوہی مانند حدیث رکوع صف صف قرار دیتا ہے اول تو حدیث رکوع کے معنے معلوم کرنا چاہئے کہ علماء محققین کیا بیان فرماتے ہین اور گنگوہی کیا بیان کرتا ہے محققین شارحین حدیث تو کلمہ لاتعد کو عود سے ماخوذ مانکر یہ معنی بیان فرماتے ہین کہ پہر ایسا مت کر اقتداء منفرداً خلف صف کی کرے یا رکوع قبل وصول سے صف تک کرے یا نماز مین طرف صف کے چلے پس اس مین امر فرمایا کہ جسجگہ تکبیر افتتاح و تحریمہ کہے اوسی جگہ قائم رہو اور چونکہ آنحضرت صلعم اعادہ نماز کا اوس شخص کو امر نفرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ خلف منفرد کہڑا ہونے سے نماز باطل نہین ہوتی اور بعض رواۃ لاتعد بسکون عین وضم دال کے ساتھ ضبط کیا ہے ماخوذ عدو بمعنے دوڑنے سے اس تقدیر پر بعضے محققین نے یہ معنی بیان فرمائی کہ اسقدر مت جلدی کر ساتہ دوڑتے پونہچی شیخ عبدالحق دہلوی ترجمہ مشکوہ مین بازمگرد باین فعل کہ اقتداء منفرداً باشد خلف صف یا رکوع پیش از وصول بصف یا مشی بسوئے صف در نماز پس این امر است بایستادن

کہ احرام بستہ پس این حدیث دلالت دارد کہ انفراد خلف صف مبطل صلوٰۃ نیست زیرا کہ امر باعادہ صلوٰۃ نکرد و بعض رواۃ ولا تعد بسکون عین وضم دال نیز ضبط کردہ اند از عدو بمعنی دویدن یعنے چندان شتابے در مشی مکن کہ بدویدن برسد و اول صحیح تر است روایۃ و درایۃ انتہی اور مجمع البحارین لا تعد ماخوذ عود سے قرار دیکر وہی معنے ومطلب لیا ہے جو شیخ نے بیان کیا ہے اور لا تعد عدو سے ماخوذ ہونا نکرنا قلا عن مفاتیح شرح مصابیح یہ معنی بیان کئے ہین کہ نماز کیطرف چلنے مین جلدی اور صبر کر یہانتک کہ صف تک پہونچے تو پہر شروع کر زادک اللہ حرصًا ولا تعد الی الاقتداء منفردًا او الی الرکوع قبل الوصول الی الصف او الی المشی الی الصف فی الصلوٰۃ فہو امر بالوقوف حیث احرم صف تعد بسکون عین وضم دال ای لا تسرع فی المشی الی الصلوٰۃ واصبر حتی تصل الی الصف ثم تشرع انتہی ان دونون لفظ سے لا تعد عود سے ماخوذ ہو یا لا تعد عدو سے ماخوذ منع فرمانا آنحضرت صلعم اوس صحابی کو مفہوم و معلوم ہے نماز مین چلنے سے و قبل وصول الی صف شروع کرنے شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے کلام مین تصریح ہے کہ اول معنے صحیح تر ہین از روئے درایت و روایت کے ان شراح حدیث کے اقوال مین تو لا تعد باب افعال سے لیا نہین ہے دونون نصر ینصر سے ہے ماخوذ ہین لکن ایک عود سے جو اجوف واوی ہے دوسرا عدو سے جو ناقص واوی ہے گنگوہی بدون حوالہ کسی محققین باب افعال بتاتا ہے اور معنی یہ کرتا ہے اعادہ نماز کا متکر اول یہی غلط معلوم ہوتا ہے کہ اعادہ سے ماخوذ ہونا زعم کرتا ہے دوسرے یہ جہوٹے و غلط معنے اپنے شکم سے تراشتا ہے کہ اعادہ نماز کا مت بالفرض اگر اعادہ سے یہ لفظ ماخوذ ہوتا یا ہووے یہ کیون جائز ہے کہ یہ معنے کئے جاوین کہ اعادہ اس فعل کا مت کر کہ قبل وصول صف نیت باندہے اور نماز مین چلے یہ معنے اول کے موافق ہو جاتے ہین انکو ترک کرکے واسطے بنا ر فاسد علی الفاسد کے اعادہ نماز سے منع کرنا بتاتا ہے یہ تحریف معنوی بلکہ لفظی ہی گنگوہی نے کی معنے وہی ہین جو محققین شراح سے ہمنے نقل کئے ہین انمین صراحۃً منع فرمانا آنحضرت صلعم کا واضح ہے پس یہ قول گنگوہی کا کہ آپنے صراحۃً منع فرمایا غلط محض و بے علمی و بے فہمی معنی حدیث کا ہے واضح ہے اگر بالفرض لا تعد اعادہ سے ماخوذ بہی ہووے اور معنی بہی وہ جو گنگوہی نے گہڑے ہین ہوویں جو ان شراح حدیث کی بیان کے خلاف ہین اور نماز کے اعادہ سے ہی منع فرمایا ہے تو دوسری روایت اول جو خود گنگوہی بیان کر چکا ہی اوس سے صراحۃً منع فرمانا ایسے فعل سے جو ان صحابی رضہ سے صادر ہوا تہا واضح ہے اس روایت کو کیا کریگا بہر صورت لا تعد سے منع فرمانا مفہوم ہے

اور انکار فرمانا گویا کی تکذیب آنحضرت صلعم کی ہے اور حدیث قل ہو اللہ والی مین کسی طرح منع
فرمادینا معلوم ومفہوم نہین ہوتا ہی پس اسکو نظیر حدیث لا تقعد کہنا کمال بیعلمی ہے اگر ایسے ہی بدون
ایسے لفظ موجود ہونے کے یا ایسا قرینہ پائے جانے کے اگرچہ حالیہ ہووے جس سے ناراضی آنحضرت صلعم
کی مفہوم ہووے منع مراد لینا درست ہے تو کوئی حکم والی حدیث ہو اوسکو کہا جا سکتا ہے کہ آنحضرت
صلعم نے اشارۃً منع فرمادیا ہے اور اسکو لا تقعد نظیر بناکر اوس حکم کے منع ومکروہ ہونیکا قائل ہوجانا ہوسکتا ہے
پس اس سے تو تمام احکام شرعیہ درہم وبرہم ہوجاوین اور جو حکم ناپسند ہوا اوسکو ایسے تقریر پر ترک ور سے
اوڑادیا اتنی خبر نہین کوئی لفظ یا کوئی حکم جبتک دال منع نہو منع لینا ہرگز درست نہین ہے ورنہ کوئی
حکم اور امر ثابت نہوگا پس حدیث قل ہو اللہ ہرگز کسی طرح منع پر دال نہین ہے اور یہ جو گنگوہی نے
کہا کہ تسلیم کیا کہ اجازت دیدی مگر ہجران باقی کا نہ تہا ہر رکعت مین دوسرے سورت ہی پڑہتے تھے اور
اور افضلیت کا ایہام ہی نہ تہا کہ فضل اوسکا منصوص ہے ایہام سے کیا علاقہ سراسر بیعلمی ونادانی ہے
کہ ایہام افضلیت کا انکار کرتا ہی اور افضلیت منصوص ہونا بتاتا ہی سبب اسکے ثلث اسکو فرمایا ہے
اتنی تمیز نہین کہ حسن وفضل وتفضیل ہر دو ممنوع ہونا فقہا کے نزدیک معتبر ہے وہ کونسا ہی آیا اس اعتبار
سے فضل ہی کہ ثواب اس سورت مین دوسرے سورت سے زیادہ ہے یا اس اعتبار سے ہے کہ قطع نظر ثواب سے
فی نفسہ قرآن جو کلام اللہ ہے بعض اولی وافضل ہے بعض سے اور غیر اولی وغیر افضل وانقص ہے بعض
سے جو ممنوع ہے تو اسی اعتبار سے ہی کہ نفس کلام الہی کے بعض کو بعض پر تفضیل نہین برابری ہے تفضیل
مین اور کوئی تفضیل بعض کی بعض جانے تو ناجائز ہے اور اس اعتبار سے تفضیل کی ممانعت بعض کا
ثواب بعض سے زیادہ نہین اور ایہام تفضیل جسکے سبب سے کراہت لازم ہے اسی نفس کلام کی اعتبار سے ہے
نہ ثواب کے اعتبار سے اور قل ہو اللہ کی فضیلت جو حدیث سے ثابت ہی تو باعتبار ثواب کے ثابت ہے اوس اعتبار سے
اس عبارت سے ممنوع فقہا فرماتی ہین یہ علینی سی اور معلوم ہوچکا ہی کہ کلام الہی تمام تفضیل مین برابر ہی اور دوسرے کتابین
یہی با التفضیل راقم نے دیکہا ہی اس وقت حوالہ وعبارت کتاب بسبب عدم دستیاب نہین لکہ سکتا پس کلام تو کسی تفضیل
وفضلیت مین ہے اور گنگوہی کو نسی سمجہہ گیا ہی اور اسکا منصوص بتانے لگا یہ شخص بالکل فقہا کی کلام سمجہنے سے بی بہرہ اور مراد احادیث کی بہی سمجہنے
کی لیاقت اوسکو نہیق ہے اور یہ کہنا کہ وہان کوئی بہی عام نہ تہا سب اخص الخواص تہے سراسر جہالت
تمام صحابہ کرام کا ایک حال نہ تہا اور ایسے اخص الخواص کہ تمام محققین ومجتہدین ہون اور ہر امر کو سمجہتے
ہون تاکہ یہ ایہام تفضیل نہو کے سب ایسے نہ تہے امام ابن الہمام فتح القدیر کی کتاب الطلاق تحت قول ان الله

وطلاق

وطلاق البدعۃ کی صفحہ ۱۴۹ افرماتی ہین کہ صحابہ رضہ سے جو حکم اجماعی منقول ہووے اور ایک لاکھ صحابی رضہ کو
چھوڑکر آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا تہا تو کل کا نام لینا کہ ایک حکم مین ایک مجلد کبیر ہوجاوے لازم نہین ہے
اور ثانیہ یہ کہ نقل اجماع مین مجتہدین سے ہونا چاہئے نہ عوام اور ایک لاکھ صحابہ رضہ جو آنحضرت صلعم نے چہوڑے تھے
تو اونمین بیس سے زیادہ مجتہدین فقہا نہ تھے خلفا اور عبادلہ و زید بن ثابت و معاذ بن جبل و انس و ابی ہریرہ
وتہوڑے دوسرے مجتہدین تھے باقی صحابہ انکی طرف رجوع کرتے تھے اور استفتا ان سے لیتے تھے ولیس یلزم
فی نقل الحکم الاجماعی عن مایۃ الف ان یسمی کل لیلزم منہ مجلد کبیر حکم واحد علی انہ اجماع سکوتی و
اما ثانیا فان العبرۃ فی نقل الاجماع نقل ما عن المجتہدین لا العوام والمأۃ الالف الذی توفی عنہم
صلی اللہ علیہ وسلم لایبلغ عدۃ المجتہدین الفقہاء منہم اکثر من عشرین کالخلفاء والعبادلۃ وزید بن
ثابت ومعاذ بن جبل وانس ابی ہریرہ وقلیل والباقون یرجعون الیہم ویستفتون منہم انتہی بقدر
الحاجۃ اس عبارت سے واضح ہے کہ صحابہ کرام رضہ مین تمام اخص الخواص نہ تھے بلکہ عام ہی تھے کہ اونکو استفتا
مجتہدین صحابہ سے دریافت کرنیکی ضرورت ہوتی تھی اور احادیث سے بھی ایسے امور کا ثبوت ہے کہ بعض صحابہ
کرام ایسے تھے کہ اونکو وہم ہوجاتا تہا چنانچہ حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود کا مطلب جو بعض صحابہ رضہ نے
نہین سمجھے تھے وہ حدیث دان پر روشن ہے اور بعض بعض ایسے واقع ہوئے ہین پس سب اخص الخواص بنانا اور
ابہام التفضیل کا احتمال ہونا باطل وساقط ہے اور دال ہے اس پر کہ اس شخص کو کچھ خبر اقوال علما سے نہین
ہے کہ کیا کیا فرمایا ہوا ہے اور وجہ اجازت سبکو معلوم ہونا بتاتا ہے لغو ہے سبکو معلوم ہوجانا کہان سے مفہوم
ہوا بہت ایسا ہوا ہے کہ باوجودیکہ آنحضرت صلعم بعض احکام فرماتے بعض صحابہ رضہ کو خبر تک نہوتی متعۃ النکاح
کا ناجائز ہونا آنحضرت صلعم نے بڑے بڑے مجامع مین منع فرمایا تاہم بعض صحابہ رضہ صدر خلافت حضرت عمر رضہ تک
سبب نہ معلوم ہونے کے کرتے رہے جب حضرت عمر رضہ نے منع فرمایا تو منع ہوئے چنانچہ مسلم مین
بھی حدیث اسبارہ مین موجود ہے جب ایسے مجامع مین فرمانے سے سبکو خبر نہین تو اسکی کہ آنحضرت صلعم نے
اجازت دیدی سبکو خبر ہونا کسطرح قرین قیاس ہوسکتا ہے اور بدون ثبوت و نقل کے سبکو خبر
ہوجانیکا دعوے گنگوہی کرتا ہے یہ کسطرح درست ہے اور سبکو خبر تو اسوقت ہوتی کہ تمام صحابہ کرام وہان
موجود ہوتے یا اسکا التزام کیا ہوتا کہ شاہد غائب کو پہونچا دے اور تمام کو پہونچا دینا ثابت ہوگیا ہوتا جب
یہ کہنے کی گنجائش تہی پس انکار وجود اس دلیل کراہت اس قرن مین نہونا جو گنگوہی اس مذکور پر مبنی
کرتا ہے باطل و فاسد ہے اور واقعہ حال ہونا اوسوقت قابل حجت نہین کہ وہ محتمل غیر مدعیکا بھی ہووے

یعنے اوسمین چند احتمال ہووین کہ بعض احتمال غیر مدعی پر ہی دال ہووین اور عموم ہنو وے چنانچہ یہ استقراء
وتتبع عبارات علماء سے واضح ہی جابر بن عبد اللہ صحابی رضنے آنحضرت صلعم سے بیع اونٹ کی کی تھی اور اپنے
مکان میں اوسکی سواری شرط کر لی تہی چنانچہ مسلم مین بہی یہ حدیث موجود ہے یہ بیع معہ شرط ظاہرا
معلوم ہوتی ہے لعام ابی حنیفہ وامام شافعی رحمہما اللہ وغیرہما اسکے جواز کے قائل نہین ہین بدلیل حدیث نہی
بیع ثنیا کی حدیث جابر کے جواب مین یہ فرماتی ہین کہ یہ قضیہ معینہ ہے بہت سے احتمال اوسمین قال النووی
فی شرح المسلم قال الشافعی وابو حنیفۃ وآخرون لا یجوز ذلک سواء قلت المسافۃ او کثرت ولا ینعقد البیع
واحتجوا بالحدیث السابق فی النہی عن بیع الثنیا وبالحدیث الآخر فی النہی عن بیع وشرط واجابوا
عن حدیث جابر ماھنا قضیۃ تتطرق الیہا احتمالات قالوا ولان النبی اراد ان یعطیہ الثمن ولم یرد حقیقۃ
البیع قالوا ویحتمل ان الشرط لم یکن فی نفس العقد وانما یضر الشرط اذا کان فی نفس العقد ولعل
الشرط کان سابقا فلم یوثر ثم تبرع صلی اللہ علیہ وسلم بارکابہ انتہی باب صلوۃ الجمعۃ شرط سلطانکی بحث مین
فرماتی ہین وما روی ان علیا رض اقام بالناس وعثمان رض محصور واقعۃ حال فیجوز کونہ عن اذنہ کما
یجوز کونہ عن غیر اذنہ فلا حجۃ فیہ لتفریق انتہی اور یہی امام ابن الہمام فتح القدیر کے کتاب الزکوۃ کے
تحت قول صاحب ہدایہ تیسین اذ دفع الزکوۃ الی رجل نظن فقیرا ثم انہ غنی او ہاشمی او کافر الخ کے بعد ذکر حدیث معن
کی فرماتی ہین وھو ان کان واقعۃ حال یجوز فیہا کون تلک الصدقۃ نفلا لکن عموم لفظہا فی قولہ
علیہ السلام ما نویت یفید المطلوب انتہی یہان دیکھو واقعہ حال ہے لکن عموم کے سبب سے مطلوب
حاصل ہے اور احتمال غیر مطلوب کا مضر ہنوا اور واقعہ حال ہونا قل ہو اللہ کے حدیث کا مولف انوار کو
اسوقت مضر ہوتا اور اسکے ساتھ جواب دینا گنگوہی کو اس حالت مین ہوتا کہ یہ اُس نے ثابت کر دیا ہوتا
کہ اسمین چند احتمال ہین کہ بعض اونمین کے مخالف مدعی مولف انوار کو ہین اور بدون اسکے اتنا کہہ دینا گنگوہی
کا لغو ہے اور یہان کوئی دلیل خصوصیت دال نہین ہے جو خصوصیت سے اجازت دینا قرار دیا جاوے
پس دعوے خصوصیت بہی باطل ہے بلا دلیل خصوصیت نہین ہو سکتی ہے اور یہ قیاس نہین جو گنگوہی
کہتا ہی کہ قیاس مسائل عامہ کا کیا جاتا ہے یہان قیاس سے کیا علاقہ پس قول گنگوہی کا بطلان اظہر من الشمس ہے
ان خرافات واہیات کے بعد جسکا بطلان اول سے آخر تک منصفین اذکیا پر واضح ہو گیا گنگوہی
اپنے عقیدہ فاسدہ کے اظہار کو کہتا ہی د الغرض بناء علی ہذہ القاعدہ سیوم وغیرہ رسوم سب بدعت
ضلالت ہوئی اور یہ ایک دلیل کراہت ان امور کی نہین بلکہ پانچ دلائل ہین جنکو شارح منیہ نے بسط کیا ہے

اقول

اقول وباللہ التوفیق یہ وہی بنار فاسد علی الفاسد ہی کہ اپنے شکم سے ایک خرافات نکالکر اوس کو یہ مبنی
کرتا ہی سیوم وغیرہ رسوم جیسے سخت مستحسن تھے اور مولف استحباب واستحسان اونکا بیان کیا ویسے ہی باقی
جس پر گنگوہی کو گھمنڈ تہا اور قواعد مبنیہ صاحب شرح منیہ کو ایسا عام اپنی جہالت سے سمجھ گیا تہا کہ خارج
نماز کی بہی جریان اونکا جانتا تہا ایسا عام ہونا باطل ہوگیا بفضلہ تعالے اور اون پانچ دلائل سے ان رسوم کو
کچھہ علاقہ نہونا واضح ہوگیا تعیین کی وجہ بیان کی ہوئی صاحب کو چھوڑ اور حق سے منہہ موڑ کر جو گنگوہی تقیید
مطلق وجہ تعیین کے بنانے لگا تہا وہ سب ہبار منثور ہگیا اور تقیید ہجران باقی قران و تفضیل بعض قران کے
بعض ان رسوم مین لازم نہ آنا خوب واضح ہوگیا پہر کیونکر منصفین علماء اہل سنت وجماعت ان رسوم کو
بدعت ضلالت کہسکتے ہین سوائے چند حمقاء وہابیہ کے کوئی بہی انکو مکروہ نکہیگا جبتک دوسرے عوارض نہوین
اور شارح منیہ نے اون دلائل کو بلاشبہ بسط کیا لکن شارح منیہ کی مراد یہ ہرگز نہین جو گنگوہی قرار دیتا
ہی اور انکو خارج نماز کی ان امور مین ہی جاری کرتا ہی شارح طعام میت مانند سیوم وغیرہ کی کراہت تسلیم نہین
کرتی ہین اور اباحت اوس طعام کی بدلیل حدیث عاصم بن کلیب نے کلیت ثابت کرتی ہین چنانچہ صراحتہ فرماتی ہین ولا دلیل
علی الکراہۃ الخ واذا اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا ہی فرماتی ہین جس سے حسن ہونا اس طعام کا فقراء
کیواسطے انکے نزدیک ظاہر ہے جب شارح کی تصریح یہ موجود ہی تو خوب واضح ہی کہ اونکے نزدیک وجوہ ان
رسوم مین جائز نہین گنگوہی اسی زعم سے ان وجوہ کے سبب سے بدعت ضلالت جانتا ہی اور خود استحقاق
نار کے وصف لیئے جہوٹا و غلط مسئلہ بیان کرکے ثابت کرتا ہے اور بہتان گویا اوپر شارح منیہ کے لگاتا ہے
اور نادانی گنگوہی کی یہ ہی کہ شارح منیہ کے قول سے اونکی خلاف مراد لیکر اپنا مدعی فاسد ثابت کرتا اور صفحہ
براہین مین انہون نے جو اباحت طعام کے بارہ مین حدیث عاصم بن کلیب کے پیش کی اور کراہت کا بلا
دلیل ہونا بتایا تہا اور اعتراض ونظر کیا تہا اونکی کلام و نظر کو لایعبا بہ ہونا بتاتا ہی اور صاحب ردمختار کا قول
انکی قول مین نظر ہوتی ثبوت کیواسطے نقل کرتا ہی واقول فیہ نظر فانہ واقعۃ حال لاعموم لہا مع احتمال سبب خاص
الخ اور مولف نے جو شارح منیہ کا قول نقل کیا تہا اور یہ قول ردمحتار کا نقل نکیا تہا تو مولف کو الٹا خائن
بناتا ہی خوب بات ہے کہ اپنے مطلب فاسد کے ثبوت کیواسطے تو شارح منیہ کا وہ قول پیش کیا جاوے
جسکی وہ مراد نہین ہے اونکی جو یہ لے رہا ہے اور جسجگہہ اس مطلب کے خلاف ہووے شارح منیہ کے قولکو
لایعبا بہ بتایا جاوے فقط ردمختار والی قول سے اونکا قول مردود قرار دیا جاوے اور باوجود درستی
قول صاحب شرح منیہ وامکان عمل حدیث عاصم بن کلیب اور باوجود محتمل ہونے حدیث جریر کے اور اونکے

علمار کے جو کراہت کے قائل ہوئے ہیں صاحب شرح منیہ کے قول و حدیث عاصم بن کلیب کو کچھ نہ سمجھا جاوے
اور قائلین کراہت کے اقوال کا ایسا محمل نہ نکالا جاوے جو تمام میں طبق ہو جاوے بلکہ محققین نے ایسے
محامل نکالدئے ہیں اونکو نہ دیکھا چنانچہ ملا علیقاری مرقاۃ میں تحت حدیث عاصم کی کلیب کے قائلین
کراہت سیوم وغیرہ کے اقوال کو محمول چند محامل پر کر چکے ہیں اول یہ کہ ایسا اجتماع اہل کے نزدیک کریں
لوگ کہ اونسکو حیا آوے او کرہا و استحیاءً وہ طعام دیوے دوسرے یہ کہ بعض ورثہ یا غائب ہوں یا اونکی رضا
نہ معلوم اس طعام دینے میں یا یہ طعام کسی شخص خاص نے اپنے مال خاص میں سے نکیا کہ وہ مال میت کا
قبل قسمت کے نہووے یا مانند اوسکے اور محامل عبارت اونکے یہ هذا الحديث بظاهره يرد على قوة اصحاب
المذهب من انه يكره اتخاذ الضيافة من اليوم الاول والثاني وبعده الا سبوع كما في البزازية وذكر في
الخلاصة انه لا يباح اتخاذ الضيافة عند ثلاثة ايام وقال ابن الهمام يكره اتخاذ الضيافة من اهل الميت
والكل عللوه بانه شرع في السرور لا في الشرور قال وهي بدعة مستقبحة روى احمد وابن ماجة باسناد
صحيح عن جرير بن عبد الله قال كنا نعد الاجتماع الى اهل الميت وصنعهم الطعام من النياحة انتهى
فينبغي ان تقيد كلامهم بنوع خاص من اجتماع يوجب استحياء اهل الميت فيطعموهم كرها او يحمل
على كون بعض الورثة صغيرا او غائبا او لم يعرف رضاه او لم يكن الطعام من عند وضع معين من
مال نفسه لا من مال الميت قبل قسمته ونحو ذلك انتهى یہ ان محامل پر حمل کرنے سے تمام پر عمل آجاتا
حدیث جریر و حدیث عاصم و اقوال فقہا قائلین کراہت ضیافت از اہل میت اور سب میں تطابق ہو جاتا
ہے اور قول صاحب شرح منیہ کا بھی درست و بجا رہتا ہے کہ امور ممنوعہ مفقود ہونیکی حالت مباح و حسن
اور یہ موجود تو فقہا احسن جسطرح فرماتے مکروہ و ناجائز اور حدیث جریر اسی پر محمول اور حدیث عاصم
اوس پر محمول ایسا اب شامی کی نظر سے کلام صاحب شرح منیۃ المصلی کہاں ہوا اور شامی کا قول کیونکر لا یعبأ
بہ ہوئیں ہے پس جسطرح مولف انوار پر شامی کی عبارت اور نظر کی نہ لحاظ کرنے خائن ہونے کا دہبہ لگاتا ہے وہی
دہبہ اس پر یعنے گنگوہی پر لگ گیا ہے کیونکہ خود یہ گنگوہی محدث قرار دیتا مشکوۃ چند بار درس تدریس میں اسکی آئی ہوگی
اور مشکوۃ کے حاشیہ پر یہ عبارت مرقاۃ موجود ہے اور فاضل مولوی احمد علی سہارنپوری ہیں ایک دفع تو
ضرور نظر گنگوہی کی بھی اس پر پڑی ہوگی اوس عبارت مرقاۃ کی لحاظ ٹہرنے میں یہ گنگوہی خائن ہوا کہ بہت مرتبہ
اوپر اسکی خیانتیں ظاہر ہو چکیں ہیں اور عبارت تلویح و توضیح وغیرہ میں خیانت دیدہ و دانستہ کی تو
یہاں بھی ضرور کی ہوگی یہ اقوال اولہ پانچ گنگوہی کا حال بخوبی واضح ہے اور سیوم وغیرہ طعام کا جواز اس عبارت

ملا علیقاری وصاحب شرح منیہ سے بخوبی واضح ہوگیا اب کسی کو گنجائش نرہی کہ بزازیہ وخلاصہ وفتح القدیر
کا قول عدم جواز سیوم وغیرہ مین پیش کرے اور حدیث جریر سے حجت لاوے اسلیئے کہ تمام اپنے اپنے
محل پر ہین گنگوہی سے ناعاقل ایسے محامل سے واقف نہین اور اقوال فقہار کے قیود کا علم نہین انکو تو واہی تباہی
اقوال مہنیہ سے نکالتے ہین اور جہال کو ضال ومضل بناتے ہین اور خود ہوتے ہین اور یہ قول گنگوہی کا
کہ طحاوی روایت دوام سورۂ بلا اعتقاد مین شرط کی ہے کہ اگر گاہ گاہ ترک کیا کرے تو مکروہ نہین
مولف نے اوس شرط کو حذف کرکے نقل کیا ہے اور جہلاء کے اعتقاد کی فساد کے وجہ سے شرح
منیہ اور طحاوی اور فتح القدیر سے سب تصریح کی ہے) **اقول** وباللہ التوفیق مولف انوار کے خیانت
تو اسوقت ہوتے کہ بحوالہ فتح القدیر وشرح کتاب طحاوی کی مولف یہ نقل کیا ہوتا مولف نے تو بحوالہ
برہان کی نقل کیا ہے چنانچہ یہ عبارت ہے اما اذا الاز مہا لسہولتہا فلا یکرہ بل یکون حسنا کذا
فی البرہان انتہے اگر برہان کی عبارت مین ہی ہووے تو ایسے کہنے سے گنجائش گنگوہی کو تہی اور جب
برہان مین نہین تو مولف ناقل ہے مولف نے جیسا برہان مین پایا نقل کردیا حذف کیا تو صاحب
برہان نے کیا نہ مولف نے صاحب برہان کے نزدیک اس شرط سے ضعف ثابت ہوگا اسلیئے اونہون نے
اس شرط کو نقل نہ کیا ہوگا پس برین تقدیر مولف اعتراض مولف سے ساقط ہے اور کم فہمی گنگوہی
کی ہی کہ ناقل پر اعتراض کرتا ہی اور چونکہ گنگوہی نے اس شرط کا نقل کرنا فتح القدیر وشرح منیہ وغیرہما
مین ذکر کیا اور برہان کا نام نہ لیا باوجودیکہ مولف نے برہان کا حوالہ دیا تہا تو اس سے معلوم ومفہوم ہے
ہی کہ برہان مین اس شرط کے ہونیکا گنگوہی کو انکار نہین ہے ورنہ گنگوہی ہی کہتا کہ برہان مین یہ شرط
موجود ہے مولف نے حذف کردی جب ایسا نکہا تو معلوم ہوا کہ برہان مین اس شرط ہونیکو گنگوہی نے
تسلیم کیا پس اعتراض مولف سے ساقط ہے دوسری یہ کہ مولف نے خود بیان کرچکا ہے طحاوی
واسبیجابی وغیرہما محققین کے نزدیک کراہت تعیین کو دو سبب سے ایک اعتقاد وجوب دوسرے فساد
اعتقاد جاہل مداومت کی صورت مین اس سے واضح ہی کہ مولف انوار مداومت بلا ترک احیانا طحاوی
وغیرہ کے مکروہ ہونیکا قائل اور اس کا مصرح ہے پہر شرط مذکور کے ذکر کرنیکی کیا ضرورت ہی جو شرط سے
مفہوم ہے وہ اسطرح ہی مفہوم ہے اور اصل بحث سیوم وغیرہ مین ہے کسی جاہل کا واجب جاننے
کا سبب احتمال مداومت کی گو صورت ہو اوسکا انکار مولف انوار نے نکیا لکن اس واجب جاننے کے
احتمال کو سیوم وغیرہ مین مولف انوار قبول نہین کرتا ہی اور کہتا کہ جو ایسے جہلا ہین فرض واجب سنت

ومستحب کو مثلاً نہین جانسکتی ہین وہ تو مباجات ومستحباب کو فرض اور فرض کو افضل واولی اور مکروہ کو مفسد وحرام مباح کو واجب جو چاہتی ہین کہتی ہین ایسے جہلا کے عقاید کا خیال کیا جاوے تو تمام احکام ناقصہ ہونا لازم آتا ہی اور بطلان اسکا لازم ہی پس ایسے لوگون سے قطع نظر کر کے دیکھنا چاہی کہ جو عوام ایسے ہو وین کہ ان امور مین فرق کر سکین تو وہ اس سیوم وغیرہ کو فرض واجب نہین جانتے اس تعین کو پس یہ شبہ یہان نہین پایا جاتا پس ان امور وجہ مذکور کراہت جو سورت مین تھے کہ اعتقاد وجوب کا عوام ہو جاوے یہان نہین ہے مولف انوار کی تو یہ تقریر ہے اب گنگوہی کا شرط طحاوی وغیرہ کو سورت کی تعیین کے بارہ مین ثابت کچھہ مفید نہین ہے اس سے یہ تقریر مولف کے مرتفع نہین ہوئی پس دوام مستحب کی کراہت فساد عقیدہ عوام کے سبب جو فقہا سے محقق ہونا بتاتا ہی گنگوہی تو مولف کا اس سے کب انکار مولف تو ان امور فساد عقیدہ کا شبہ ہی یہان تسلیم نہین کرتا ہی اور ان امور کو بھی فساد عقیدہ عوام کا احتمال ہرگز نہین مانتا ہی اس فساد عقیدہ عوام کی احتمال وشبہ ہونے پر دلیل قائم کرنا گنگوہی کو ضرور تہا تاکہ اس مقدمہ ممنوعہ کا ثبوت دیتا یہ نہین اور کچھہ کہنے لگا گنگوہی تقریر مولف انوار سمجہا ہی نہین ہے پس جواب سے کیا علاقہ ہے یہانتک بے فائدہ اسقدر اوراق سیاہ کی اتنا ثبوت نہو سکا کہ وجہ کراہت جو فی الواقع تعیین سورت مین موجود ہے یہان بھی موجود ہی ایسے دلیل لاتا جو قابل قبول ہوتی تو سیوم وغیرہ کی کراہت کی ثبوت کا نام لینا چاہی تہا بدون اسکے یہ زبان پر لانا نہایت درجہ کی حماقت ہی اب کہو جہل مرکب کسکا ثابت ہوا مولف یا گنگوہی کا اور غیر ثابت بناوے یہ جہل مرکب نہین تو اور کیا اور مولف انوار کے پاس دوسرے دلیل نہووے بالفرض اباحت اصلیہ ہی ان امور کے جواز کیواسطے کافی جسکا ذکر بحوالہ الکتب اوپر ہو چکا ہے پس ثبوت ان امور کا واضح اور ادعا کراہت ان امور کا باطل وبلا ثبوت ہے **اب** گنگوہی دوسرے اصل مین تشبہ بکفار سے کلام کرتے ہین اور علم وفہم کا اظہار لوگون پر کرتے ہین مولف انوار ساطعہ سیوم مین تشبہ بکفار وہابیہ بتاتی ہین اوسکا انکار تہا کہ ہم قرآن وکلمہ طیبہ کفر شکن اور برادری سب جمع ہوکر کلمہ کلام پڑہتی ہین ہنود کے یہان قرآن وکلمہ نہین پڑہتے اور جمع ہوکر برادری کی نہین پڑہتی اون کے یہان فقط وارث بہت دکان کہواتی ہین اور قلم سیاہی کتاب وغیرہ کو ہاتہ لگواتی ہین ہڈیان گنگا کو لیجاتے مین تیسرے روز اور ہماری یہ کچھہ نہین کرتے پس کوئی عاقل اسکی مشابہت نہ قرار دیگا پس شبہ ہرگز نہین ہے اگر اسکو مشابہت کہی نہ کہو کہ اونکی یہان تیسرے روز رسوم کفر ہوتی ہین تمہارے یہان کلمہ وقران ہوتا ہے تو جواب اسکا یہ

ہی کہ یہ تو مخالفت ہنود سے ہوئی نہ مشابہت ہمنی مخالف کفا کام کیئے انہون نے مخالف اسلام کام کیئے جیسا کہ مثلاً مغرب عشاء
صبح کی اوقات مین ہمارے یہان اذان و نماز ہوتی ہے اونکی یہان ان اوقات مین سنکہ بجایا
جاتا ہے پس مشابہت نہوئی اگر کوئی مشابہت اثبات کیواسطے یہ کہوے اگرچہ عبادت اپنی اپنی طور
ان اوقات مین ہی لکن اتحاد اوقات سے شبہ ہے تو یہ قابل مضحکہ و قہقہ کی بات ہی اور ایک بیہودہ
بات ہی اسیطرح زمزم کا پانی لانے والونکو مشابہت ہنود کے گنگا کے پانی لانے مین بتاوے تو یہ
خرافات و بیہودہ امر ہے تیسرے دن کی مشابہت مین بہی قوم ہنود سے مشابہت نہین اسلیئے کہ
انکی یہان قوانین دین گردش کواکب سے متعلق ہین انکے قانون کے موافق تیسرا دن ہوتا ہے یجا
جو انکے رسم کے موافق ہی کرتی ہین ورنہ نہین کرتے ہین چوتھے پانچوین دن بہی کرتے ہین مسلمانون
کو کواکب سے کچھہ علاقہ نہین اسواسطے تیسرے دن سے آگے نہین بڑھتے ہین شبہ باعث مشارکت
وقت کی نہین ہے اور کفار سے تفاوت و امتیاز پیدا ہوجانے سے مشابہت نہین رہتی ہین آنحضرت صلعم
نے صوم عاشورا رکہا اور حکم رکہنے کا دیا مشابہت مور کرنیکو اشارہ روزہ اول و آخر رکہنے کا کیا اول و آخر کے
روزہ سے مشابہت نہی اور تشبہ کے معنے لغوی مانند ہونا ہین امور ہنود او امور مسلمانونکی معلوم ہوئے
تو مانند ہونا انمین ہرگز نہین ہے پس تشبہ لغوی نہین اور معنے اصطلاحی تشبہ سے یہ نہین کہ ہر امین
تشبہ مکروہ نہین چنانچہ کہانے پینے مین نہین ہے صاحب البحر الرائق شرح جامع صغیر قاضی سے نقل کرتے ہین
اس امر کو عبارت یہ ہے فانا ناکل و نشرب کما یفعلون اور در مختار مین تشبہ کیواسطے قید قصد اور
مذموم فی الشرع ہونیکی لگائے ان قصدہ فان التشبہ بہم لا یکرہ فی کل شیئ بل فی المذموم و فیما
یقصد بہ التشبہ شامی نے اسکو مسلم رکہا سوم کلمہ و قران پڑہنے مین قصد مشابہت کا نہین ہوتا
ہی اور یہ دونون مذموم شرعی ہین اور مولوی اسمعیل نے اس اعتراض کے جواب مین کہ رفع یدین فی الصلٰوۃ
تشبہ بروافض تنویر العینین مین یہ لکہا ہی کہ ہم ارادہ انکے تشبہ کا نہین کرتے اتفاقاً موافقت ہوجاتی ہین
لانتحری تشبہ الفرق الضالۃ بل اتفقت الموافقۃ اور ملا علیقاری بہی فرماتی ہین کہ ہمکو منع اہل
کفر و بدعت تشبہ سے اونکی شعار مین ہے بدعت صاحہ سے ہمکو منع نہین کیا ہی خواہ وہ افعال اہل
سنت سے ہو یا اہل کفر و بدعت سے فقہ اکبر کے شرح یہ اونکی عبارت ہی انا ممنوعون من التشبہ
بالکفرۃ و اہل البدعۃ المنکرۃ فی شعارہم لا منہیون عن کل بدعۃ و لو کانت مباحۃ سواء کانت
من افعال اہل السنۃ او من افعال الکفرۃ و اہل البدعۃ حدیث مین جو تشبہ منع ہی اوسکے

یہ معنی ہین شرعًا پس ہمکو قوم ہنود سے کسی بات مین مشابہت نہین نہ قرآن پڑہتے ہین نہ جیون پر
کلمہ پڑہتے ہین نہ تیسرے دن کے مت رکت مین اسلیئے کہ اونکے یہان تعیین بدلتی ہین پس تشبہ لغوی
وشرعی کسیطرح ہمکو اونکی ساتھہ نہین الحمد لله یہ خلاصہ تقریر مولف انوار کا ہے گنگوہی صاحب کا ہذیان
وزٹل اوس پر جو ہے اوسکو تہوڑا تہوڑا ذکر کر کے اظہار بطلان اوسکا بفضلہ تعالے ہم کرتے جاتے ہین
گنگوہی صاحب فرماتے ہین مولف نے تین غلطی فاحش کر کے سیوم کو اس کلیہ سے خارج کیا اول
یہ کہ مولف حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم مین تشبہ بجمیع اجزایہ من کل الوجوہ سمجہا ہی کہ سب اجزا ہیئت
مشابہ ہوجاوے تو اسوقت تشبہ محظور ورنہ نہین **اقول** وباللہ التوفیق اس سمجہکا مولف انوار پر گنگوہی
افترا محض کرتا ہی مولف کی کسی قول سے یہ مفہوم نہین کہ حدیث تشبہ سے یہ مراد ہی کہ مولف نے تو
تشبہ کے معنے لغوی وشرعی بیان کی لغوی معنے مانند ہونا اور شرعی قصد تشبہ ومانند وجس مین تشبہ ہو
وہ مذموم شرعی اسمین بجمیع اجزائہ ومن الوجوہ سے کچہہ علاقہ نہین ہے اور ان دونون معنے لغوی
وشرعی خارج ہوا بالتفصیل بیان کر دیا کہ منصفین اذکیا کو اسمین کچہہ تردد نہین ہے گنگوہی سے
اوسکا جواب نہوسکا تو مولف کی غیر مراد کو مراد مولف قرار دیکر یہ ہذیان شروع کر دیا یا بسبب عدم انفہام
قول مولف کے یہ مراد قرار دی ہے **قال** گنگوہی حدیث مین لفظ تشبہ کا مطلق آیا ہی کہ کوئی قید کل یا البعض
قلیل کثیر کے نہین اور مطلق مراد کا حکم ہر فرد مطلق مین جاری ہوتا ہے اور کوئی قید لگانی درست نہین
ہر ہر فرد مین حکم ثابت ہوگا المطلق یجری علی اطلاقہ کہا گیا ہی لہذا مطلق تشبہ کے کوئی فرد مصداق
حدیث کا ہوجاویگا اگرچہ ایک جز مرکب اپنے پایا جاوے سب مرکب مکروہ ہوجاویگا کہ لفظ حدیث صاف
اس پر دلالت کرتے ہین نظیر اسکی سنو کہ ہدایہ مین ہے اذا قرأ الامام من مصحف فسدت صلوۃ عند ابی
حنیفۃ رح وقالا ہی تامۃ الا انہ یکرہ لانہ تشبہ اہل الکتاب انتہی قال فی النہایت فانہم یصلون ہکذا
فیکرہ للتشبہ لانا نہینا عن التشبہ بہم فیما لنا بد منہ انتہی ایضًا ہدایہ مین ہے یکرہون ان یقوم
الامام فی الطاق لانہ یشبہ اہل الکتاب انتہی **اقول** بتوفیق اللہ وحسن توفیقہ مولف انوار پر یہ
ہرگز وارد نہین مولف نے ہرگز اسکا انکار نہکیا کہ ایک چیز مین تشبہ ہونیسے تمام مرکب مکروہ ہوجاتا ہے
بلکہ مولف انوار سیوم کی کسی چیز مین تشبہ نہین قبول کرتا ہی اسلیئے حدیث تشبہ سے خارج کرتا ہی پس
یہ صرف ہذیان گنگوہی کا ہوا بمقابلہ قول مولف کی مولف کچہہ کہتا ہے اسکو سمجہتا نہین جسکا انکار مولف
کو نہین ہی اوسکا اثبات کرتا ہی سفاہت وحماقت اور کیسے ہوتی ہے اور بیعلمی کسکا نام ہی کہ اردو عبارت

کا مطلب بھی نہ سمجھے المطلق یجری علی اطلاقہ اس امر کا مقتضی نہیں کہ جسجگہ تشابہ پایا جاوے تو حکم
کل تشابہ کا پایا جاوے اور جس محل میں بعض تشابہ ہووے تو حکم کل تشابہ کا ہوجاویگا المطلق ینصرف الی
الفرد الکامل کا اختصار یہی ہے کہ مطلق سے مراد فرد کامل ہوتا ہے نہ ناقص اسیواسطے آیت تحریر رقبۃ کاملہ
مراد لیتی ہیں نہ ناقصہ اور کفارہ کا ادا ہوجانا مقطوع الیدین سے مثلاً جائز نہیں جانتے ہیں فی التوضیح لان
المطلق لا یتناول ما کان ناقصاً فی کونہ رقبۃ وھو فائت جنس المنفعۃ وھذا ما قال علمائنا
رح المطلق ینصرف الی الکامل ای الکامل فیما یطلق علیہ ھذا الاسم کالماء المطلق لا ینصرف
الی ماء الورد فلا یکون حملہ علی الکامل تقییداً انتہی پس جسجگہ تشابہ کامل نہووے ناقص ہووے
وہاں بھی حکم مطلق کا جاری نہوگا اور وہ فرد مطلق قرار نہیں دیا جاویگا اسکو گنگوہی خوب یاد رکھیں
کہ بعض جگہ تشبہ دیکھکر وہاں حکم تشبہ اس حدیث تشبہ کو دلیل بناکر جاری کرتے ہیں اور غیر مراد
شارع کو مراد شارع قرار دیکر ضال مضل یہ وہابیہ بنتے ہیں یہ تمام جہالت و عدم فہمی کا ثمرہ ایک جملہ
کسی طالب سے سن لیا المطلق یجری علی اطلاقہ اوسکی مطلب سے خبر نہیں احادیث سے
غلط غلط مسائل نکالنے لگے اب دو نظیرون کا حال سنو گنگوہی نے پیش کی ہیں بے محل
پس جاننا چاہیے کہ تشبہ کے دو اعتبار ہیں ایک یہ کہ بعد کمال تشبہ کے اگر قصد تشبہ کا ہو تو کراہت تحریمہ ہے
اور قصد تشبہ کا نہیں ہے فقط اصل فعل میں تشبہ بلا قصد ہو جاوے اہل کتاب کے ساتھ تو ترک اوسکا
مستحب ہے چنانچہ عینی میں تحت اس قول صاحب ہدایہ کے ہے ویستحب تعجیل المغرب لان تاخیرھا
مکروہ لما فیہ من التشبہ بالیہود کی موجود ہے فقال لما فیہ من التشبہ بالیہود لان ما فیہ التشبیہ
بالیہود فترکہ مستحب انتہی اور شنبہ کا روزہ علیحدہ بدون دوسرے دن کے روزہ رکھنا مکروہ ہے
اور اسمیں کراہت تحریمہ اوسوقت ہوتی ہے کہ بقصد تشبہ ہووے رد محتار میں ہے وقولہ وسبت
وحدہ) للتشبہ بالیہود بحر وھذہ العلۃ تقید کراھۃ التحریم الا ان یقال انما تثبت لقصد
التشبہ کما مر نظیرہ ط انتہی اور درمختار کے اس قولکی تحت میں کہ امام شافعی رح کے نزدیک قرآن دیکھکر
پڑھنا نماز میں بلا کراہت درست ہے اور صاحبین کی مع کراہت درست اگر قصد تشبہ کا کرے اسلئے کہ تشبہ
ہر شے میں مکروہ نہیں بل مذموم میں اور اس چیز میں کہ قصد تشبہ کا کرے رد محتار میں ہے قال ھشام
رائت فی رجل ابی یوسف نعلین مخصوفین بمسامیر فقلت اتری ھذا الحدید باساً قال لا قلت
سفیان وثور بن یزید کرھا ذلک لان فیہ تشبھاً بالرھبان فقال کان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم یلبس النعال التی لہا شعر وانہا من لباس الرہبان فقد اشار الی ان صورۃ المشابہۃ
فیما تعلق بصلاح العباد لا یضر فان الارض مما لا یمکن قطع المسافۃ البعیدۃ فیہا الا بہذا النوع
وفیہ اشارۃ ایضا الی ان المراد بالتشبہ اصل الفعل ای صورۃ المشابہۃ بلا قصد انتہی حاصل
نقل مین تشبہ یعنے بلا قصد امام ابی یوسف بہی جائز کہتے ولا باس یہ فرماتے ہین اور حدیث آنحضرت
صلعم کی پیش کرتے ہین اور صلاح عباد جسمین ہو اوسکا یہ تشبہ مضر نہونا اس عبارت سے ثابت ہے
اور قطع مسافت بعید کی ضرورت ایام ابی یوسف و آنحضرت صلعم کو جو تون کے جو بال کی تہے جو رہبان کا
لباس ہے ہرگز نتھے تاہم درست ہی تو بدون ضرورت بہی بلا قصد تشبہ درست ہونا ثابت ہوا پس قرات نمازمین
دیکہکر صاحبین کے نزدیک بدون قصد تشبہ ہے بسبب تشبہ صوری اہل کتاب کے ترک مستحب ہی اور ترک
مستحب کے جائز ہونیمین بایمعنی کہ اوس ترک مین کچہہ ملامت وسرزنش وغصہ شارع کی طرف سے نہین کچہہ کلام
نہین ہان محرومیت ثواب مستحب سے ہی یہ جائز امر مباح مین ہوتا ہی ہے پس بلا تشبہ قصد ممنوع نہوا
تو حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم مین جس سے ایک نوع کی وعید مفہوم ہے اوسمین نہ داخل نہوا اوسمین تو
وہی تشبہ داخل ہوگا جو بقصد ہووے کہ مکروہ تحریمی ہے جسمین خرابی وقباحت شرعی ہی ہان صورۃ
تشبہ ہونیکے سبب سے ترک اولی وترک مستحب جسکو مکروہ تنزیہ کہدیتے ہین ہوا چنانچہ شامی کے مکروہات صلوۃ
مین ہی وثانیہما المکروہ تنزیہا ومرجعہ الی ما ترکہ اولی وکثیرا یطلقونہ الخ پس روایت اولی ہدایہ تشبہ
دو صورت اسکے ہین کوئی بقصد تشبہ کرے تو مکروہ تحریمی وداخل حدیث من تشبہ بقوم مین ہی اور اگر
بقصد نہووے تو مکروہ تنزیہ ہے جو ترک مستحب وترک اولی ہے جس مین کچہہ سرزنش وملامت
شارع نہین ہے اور روایت امام کی طاق مین کہڑے ہونیکی جو ہی تو اوسکی کراہت کی وجہ مین مشائخ
مختلف ہین بعضے تشبہ باہل الکتاب وجہ قرار دیتے ہین جیسا کہ ہدایہ مین ہی اور مختار سرخسی کا بہی یہی ہے
اور بعضے مشائخ وجہ کراہت کی اشتباہ حال ایام اور نہ واقف ہونا اوسکے حال مقتدیون داہنی اور
بائین طرف والونکو اور امام ابن الہمام نے فتح القدیر مین اسی کو ترجیح دی ہے اور باوجود تشبہ اہل کتاب
کی وجہ تشبہ کو نہ قرار دیا بلکہ اوسکا جواب دیا کہ امتیاز مکان امام مطلوب ہے اور تقدم اوسکا واجب ہے
اور تشبہ اہل کتاب کا جواب یہ دیا کہ غایت یہ ہی کہ اتفاق ملتین اسمین ہے اور حلیہ مین اسی کو پسند کیا اور اسکی
تائید کے اور بحر مین منازعہ کیا کہ ظاہر روایت کا مقتضی کراہت مطلقا ہی اور امتیاز امام کا جو مطلوب ہے وہ حاصل
ہو جاتا ہی تقدم سے بلا وقوف کی مکان آخر مین اسیواسطے والوالجیہ وغیرہ مین کہا کہ بدون تنگی مسجد کے

مقتدیون پر یہ علیحدہ کھڑا ہونا امام کو نہ چاہیے یہ مشابہ تباین تباین مکانین کی ہے یعنی حقیقت اختلاف مکان
مانع جواز تشبہ اختلاف موجب کراہت ہے علامہ شامی نے اس اخیر کلام کو پسند کیا پھر استدراک کیا
کہ تشبہ باہل کتاب کے سبب سے کراہت مذموم مین بہی باوسمین جو قصد تشبہ کیا ہووے مطلقاً
تشبہ مکروہ نہین ہے شاید یہ علیحدہ کھڑا ہونا مذموم ہووے اور حاشیہ بحر کے حوالہ سے بیان
کیا کہ اونکی کلام سے ظاہر ہے کہ یہ کراہت تنزیہ ہے عبارت شامی کی یہ ہے حاصلہ انہ صرح محمد فی
الجامع الصغیر بالکراھۃ ولم یفصل فاختلف المشائخ فی سببہا فقیل کونہ یصیر ممتازا عنہم فی
المکان المحراب فی معنی بیت آخر وذلک صنیع اہل الکتاب واقتصر علیہ فی الہدایۃ واختار
الامام السرخسی وقال انہ الاوجہ وقیل اشتباہ حالہ علی من فی یمینہ ویسارہ فعلی الاول
یکرہ مطلقاً وعلی الثانی لایکرہ عند عدم الاشتباہ وایّد الثانی فی الفتح بان امتیاز الامام
فی المکان مطلوب وتقدمہ واجب وغایتہ اتفاق الملتین فی ذلک وارتضاہ فی الحلیۃ وایدہ
لکن نازعہ فی البحر بان مقتضی ظاہر الروایۃ الکراھۃ مطلقاً وبان امتیاز الامام المطلوب
حاصل بتقدمہ بلا وقوف فی مکان آخر ولہذا قال والولوالجیۃ وغیرہا اذا لم یضق المسجد
عن خلف الامام لاینبغی لہ ذلک لانہ یشبہ تباین المکانین انتہی یعنی وحقیقۃ اختلاف
المکان تمنع الجواز مشتبہۃ الاختلاف توجب الکراھۃ والمحراب وان کان فی المسجد فصورتہ
وھیئتہ اقتضت شبہۃ الاختلاف اہ ملخصاً قلت لان المحراب انما بنی علامۃ لمحل قیام الامام
لیکون قیامہ وسط الصف کما ھو السنۃ لا لان یقوم فی داخلہ فہو وان کان من بقاع المسجد
لکن اشبہ مکاناً آخر ماورث الکراھۃ ولایخفی حسن ھذا الکلام فافہم لکن تقدم ان
التشبہ انما یکرہ فی المذموم وفیما قصد بہ التشبہ لا مطلقاً ولعل ھذا من المذموم تامل
ھذا وفی حاشیۃ البحر للرملی الذی یظہر من کلامہم انہا کراھۃ تنزیہ تامل انتہی
پس اس سے واضح ہو کہ اس مسئلہ مین بعضے فقہا واسطے کراہت تشبہ اہل کتاب کو وجہ بیان فرماتے
ہین اور بعضے اس تشبہ اہل کتاب کے ہونے سے کراہت نہین تسلیم کرتے اور اس تشبہ کا اعتبار نہین کرتے کراہت
کی بارہ مین دوسری دلیل گذارتے ہین اور تشبہ کو وجہ قرار دیتے ہین تو شامی تصریح کرتے ہین کہ تشبہ قصداً ہو
یا مذموم ہو تو مکروہ مطلقاً یہان بہی شاید تشبہ مذموم ہوگی اور اس کراہت کو تنزیہ بہی کہتے ہین تشبہ
اسکی وجہ ہو یا غیر تشبہ اور تنزیہ کا حال معلوم ہوچکا ہے کہ خلاف اولی سے ہے اور خلاف اولی کا جواز وعدم

سرزنش وملامت کسی نوع کی اوسمین شارع کیطرف سے نہونا واضح ہی پس محظور شئے نہین ہی چنانچہ
درمختار کے اس قولکی تحت مین والالتفات بوجہہ کلہ او ببعضہ للنہی وببصرہ یکرہ تنزیہا کے تحت مین
رد محتار مین ہے وخلاف الاولی غیر محظور تامل انتہی اور ترک مستحب سے کراہت لازم نہین آتی
ہی جبتک نہی خاص اوسمین موجود نہووے تحت قول درمختار وتولیٔ سنۃ ومستحب کی ردمحتار مین
ہی صرح فی البحر فی صلوۃ العید مسئلۃ الاکل بانہ لایلزم من ترک المستحب ثبوت الکراہۃ اذ لابد لہا من دلیل
خاص واشار الی ذلک فی التحریر الاصولی بان خلاف الاولی مالیس فیہ صیغۃ نہی کترک صلوۃ الضحی بخلاف
المکروہ تنزیہا اہ والظاہر ان خلاف الاولی اعم فکل مکروہ تنزیہا خلاف الاولی ولاعکس لان خلاف الاولی
قد لایکون مکروہا حیث لادلیل خاص کترک صلوۃ الضحی وبہ یظہر ان کون ترک المستحب راجعا الی خلاف الاولی لایلزم
منہ ان یکون مکروہا الابنہی خاص لان الکراہۃ حکم شرعی فلابد لہ من دلیل واللہ اعلم انتہی پس جب تشبہ
قصداً نہو اور مذموم ہونا بہی اوسکا کسی دلیل شرعی سے نہ ثابت ہووے اور فقط تشبہ صوری اصل فعل مین
ہووے پایا جاوے تو اوسکو بدعت ضلالت قرار دینا سخت سفاہت وجہالت ہی اگر ہووے تشبہ بالفرض تعین
مین ہوتا ہی باوجودیکہ نہین ہے تب بہی ایسے تشبہ سے کہ مذمت اسکی شرع مین وارد نہووے اور قصد تشبہ
نہووے تو اوسکو بدعت کہنا اور مسلمانونکو بدعتی بنانا وہابیہ کی حماقت وضلالت ہے خاص کی جو دلیلین
تشبہ کفار کی بیان کرتے ہین اونہین سے ترک مستحب وترک اولی ہونا ثابت ہوتا ہی اوسکو ناجائز و
ضلالت ہونے سے کیا علاقہ ہے پس یہ وہ روایت ہدایہ نے کچہہ نفع ندیا بلکہ اور نقصان پہونچایا گنگوہی
کما لایخفی علی الفطین الماہر فی الفن اور تشبہ اہل کتاب کے ساتھہ حالت نماز مین معتبر ہونے سے یہ لازم نہین
آتا کہ خارج نماز کی بہی تشبہ معتبر ہے اور خارج مین بہی لازم آتی ہے دیکہو سدل ثوب نماز مین مکروہ ہے پاۓ جامہ
نہونیکی حالت مین کراہت کشف عورت کی احتمال سے ہی اور پاۓ جامہ ہونیکی حالت مین بسبب تشبہ
اہل کتاب کی ہی اور خارج نماز مین یہ تشبہ معتبر ہونا علما تسلیم نہین کرتے اور کراہت نہین مانتے قال
الشیخ اسمعیل فیہ بحث لان الظاہر من کلامہم ان تخصیص اہل الکتاب بفعلہ معتبر فیہ
کونہ فی الصلوۃ فلا یظہر التشبہ وکراہتہ خارجہا اہ انتہی اور یہ بہی جاننا چاہئے کہ اگر اہل کتاب
یا مجوس کے فعل کے ساتھہ تشبہ ایسا ہووے کہ جسقدر امور اونکی فعل خاص مین موجود ہین وہ تمام ہوون
تو تشبہ معتبر ہوتا ہے اور تمام امور نہون بعض ہون تو معتبر نہین ہی دیکہو قرآن شریف اہل کتاب اپنے
کتاب کو نماز مین روبرو رکہتے ہین واسطے قراۃ کے اسمین دو امر ہین ایک روبرو رکہنا دوسرے قراۃ

اُس سے اگر ہمارے یعنے مسلمانونکی یہان کوئی نماز کے روبرو قرآن رکھلے تو باوجودیکہ یک جزو ایک امر
اُن امور سے یہان موجود ہی لکن اس تشبہ کا اعتبار نہین ہے کیونکہ دوسرا امر یہان مفقود ہے کہ پڑھنا
اوسکو دیکھکر ہے اور کراہت جب ہی کہ اوسکو سامنے رکھکر پڑھے بلکہ تیسرا امر ایک اور بہی ہے کہ وہ
نماز مین پڑہنا ہے پس ان تینون امور سے ایک بہی فوت ہوجاوے تو تشبہ نہین دیکھو بعض علما نے استقبال
طرف قرآن کے نماز مین مکروہ ہی تشبہ اہل کتاب کے سبب سے کہا تہا تو اوسکا جواب امام ابن ہمام وغیرہ بہی
دیتے ہین کہ اوسکا استقبال قراۃ کے واسطے تہا چنانچہ فتح القدیر مین ہے تحت اس قول صاحب ہدایہ کے ولا
باس بان یصلی وبین یدیہ مصحف معلق او سیف معلق لانہما لا یعبدان وباعتبارہ تثبت الکراہۃ
موجود ہے قدم المعمول لقصد افادۃ الحصر فیفید الرد علی من قال من الناس بالکراہۃ لان السیف
انہ للحرب والباس فیکرہ استقبالہ فی مقام الابتہال وفی استقبال المصحف تشبہا باہل
الکتاب والجواب ان استقبالہم ایاہ لقراءۃ منہ لا لانہ من افعال العبادۃ وقد قلنا بکراہۃ
استقبالہ بذلک انتہی اور علامہ عینی نے یہ جواب دیا کہ مصحف کے تقدیم مین تعظیم ہے اور تعظیم اسکی عبادت
ہی پس عبادت اوپر کی ہوئی مکروہ نہین ہے اما المصحف لان فی تقدیمہ وتعظیمہ عبادۃ فتقدیم المصحف
عبادۃ علی عبادۃ فلا تکرہ انتہی اور باہر نماز کے کوئی دیکھکر قرآن شریف کو پڑہے نہی سامنے رکھکر تو تب بہی
تمام اہل اسلام کے نزدیک بہی جائز ہے اور تشبہ نہین ہے کیونکہ جز تشبہ کا کہ اندرون نماز کے ہونا فوت ہے
یہ خارج نماز کے تشبہ معتبر نہین اسی طرح نماز مین جنگاری وانگارہ رکھکر نماز پڑہنا مکروہ اور خارج نماز
چنگاری وانگار کو نہی سامنے رکھی تو مکروہ نہین کیونکہ عبادت ہونا فوت ہی باوجودیکہ چنگاری اور سامنے ہونا
دونون موجود ہین اور چراغ روبرو نمازی کی ہووے تو مکروہ نہین ہی بسبب تشبہ نہونے کے کیونکہ چنگاری
وانگار بہی آگ اور سراج کا شعلہ بہی آگ اور اندرون عبادت کی ہے لکن یہ جو نمازی نے روبرو رکہا ہے
کہ وہ چراغ ہے چنگار وانگار ہونا اوسمین موجود نہین ہے اگرچہ روبرو ہونا اور اندرون نماز کے ہونا اور آگ
ہونا موجود ہی ایسے جزئیات فقہا کے تتبع سے واضح ولائح ہے کہ جس چیز مین تشبہ ہووے تو اسکی تمام اجزاء موجود
ہونا چاہیے ہان یہ ضرور نہین تمام اوس عبادت کے امور جو کفار کے یہان ہوتی ہین ہونا چاہی بلکہ اس چیز سے
جو امور متعلق ہین جس چیز مین تشبہ مانا گیا وہ تمام ہونا چاہی اگر تہوڑا اسا بہی اوس چیز مین فقط آجاویگا تو
کراہت مرتفع ہوجاویگی چنانچہ درمختار مین ہی کہ روزہ عاشوراء کا مکروہ ہی تنہا اور روزہ شنبہ یعنے ہفتہ
کا جسکو سنیچر بہی کہتے ہین تنہا مکروہ ہے روزہ عاشوراء کے تنہا مکروہ ہونے کے اور عاشوراء کے تنہا مکروہ

ہونیکی وجہ علامہ شامی نے یہی لکہاہی کہ تشبہ ساتھہ یہود کے ساتھہ درمختار کی عبارت اس مضمون کی اوپر
گذر ہی چکی ہے دوبارہ یہ ہے لو والمکروہ تحریماً کالعیدین وتنزیہاً کعاشوراء وحدہ وسبت وحدہ
انتہی علامہ شامی فرماتی ہین قولہ عاشوراء وحدہ) ای مفرداً عن التاسع او عن الحادی عشر
امداد لانہ تشبہ بالیہود محیط قولہ وسبت وحدہ) لتشبہ بالیہود بحر وہذہ العلۃ تقید
کراہۃ التحریم الا ان یقال انما تثبت لقصد التشبہ کما مر نظیرہ بلکہ ہفتہ کا روزہ جسمین تشبہ یہود کے
ساتھہ رکہے اور یہود سے تشبہ مرتفع ہوئیکا اتوار کا روزہ کو بہی رکہے جس سے تعظیم اتوار مین تشبہ نصاری
کی ساتھہ لازم آتا ہی اگر تنہا ہووے تو تب بہی ان دو تونکی جمع کرنے سے تشبہ کسیے قوم کے ساتھہ نہین رہتا
کیونکہ ہیئت اجتماعی پر اتفاق دونون طائفہ مین سے کسی کا نہین ہی علامہ شامی نے اسیہی صفحہ مین
لکہاہی جس صفحہ کے عبارت ابہی ہمنے لکہی وہل اذا صام السبت مع الاحد تزول الکراہۃ
محل تردد لانہ قد یقال ان کل یوم منہما معظم عند طائفۃ من اہل الکتاب ففی صوم
کل واحد منہما تشبہ بطائفۃ منہم وقد یقال ان صومہما معاً لیس فیہ تشبہ لانہ لم تتفق
طائفۃ منہم علی تعظیمہما معاً ویظہر لی الثانی بدلیل انہ لو صام الاحد مع الاثنین
تزول الکراہۃ لانہ لم یعظم احد منہم ہذین الیومین معاً وان عظمت النصاری الاحد
وکذا لو صام مع عاشوراء یوماً قبلہ او بعدہ مع ان الیہود تعظمہ ویظہر من ہذہ انہ لو جاء
عاشوراء یوم الاحد او الجمعۃ لا یکرہ صوم السبت معہ وکذا لو کان قبلہ او بعدہ یوم
المہرجان او النیروز لعدم تعمد صومہ بخصوصہ واللہ اعلم انتہی دیکہو اجزاء مین اگرچہ
مشابہت طائفہ اہل کتاب سے ہی لکن مجموع کی تعظیم کوئی نہین کرتا ہی ہیئت اجتماعی نے اوس تشبہ اہل
کتاب کو رفع کر دیا ہی پس بخوبی ظاہر ہی کہ تشبہ ناقص معتبر علماء کے نزدیک نہین ہے اور تشبہ ناقص فرد
مطلق تشبہ کا نہین ہے جو حدیث مین وارد ہی پس حدیث مذکور تشبہ ناقص کا وہی حکم دینا جو کامل کا ہی سراسر
بیعلمی ہے اس تقریر سے تمام اقوال پر اختلال گنگوہی کا جو تشبہ سے متعلق ہین جواب ہوگیا اجمالاً
بیفہمی و علمی جو کچہہ کلمات گنگوہی کے اوسکا مردود ہونا اس سے ہر ذی عقل جان لیگا کچہہ تفصیل اور کر دی جاتی ہین گنگوہی اسکی بعد یعنی عبارت
ہدایہ کی نقل کے بعد کہتا ہی قرآن کہولکر پڑہنا اور بلند مکان پر کہڑا ہونا تشابہ اہل کتاب سے تہا ساری نماز مکروہ ہوگئی اور مثل مولف کے
محشی نے لکہا کہ اسقدر اجزاء مین ایک جز کے مشابہت سے کراہت نہین ہوتی اقول وباللہ التوفیق یہ مولف ہمارے کہان کہا ہی کہ اسقدر اجزاء ایک جز کی
مشابہت سے کراہت نہین ہوتی وہ مشابہت کا وجود سوم مین ہو وکر ساتہہ منع کرتا ہی اسکا یہ مطلب کہان کہ اسقدر اجزاء مین ایک جز مشابہت سے کراہت

نہین ہوتی یہ تو افترا ہوا مگر گنگوہی مولف پر کرتا ہی یا بعلمی کے سبب سے اردو عبارت بہی مولف نہین سمجہتا ہی پہر اسکو مولف کی کلام سمجہ کر رد کیا علاوہ گنگوہی کہتا ہے کہ
سیوم پانچ جز سے مرکب ہی کلمہ قرآن نخود ان تین مین تشبہ نہین اور اجتماع سوم میت کیواسطے امر تخصیص
سیوم کے ان دو مین تشبہ ہنود کے ساتھ ہی ہے مولف بہی مقر ہے اقول وباللہ التوفیق تین جز مین تشبہ
نہونا گنگوہی قبول کرتا ہی دو مین تشبہ بتاتا ہی تو اسکا حال یہ ہی کہ اجتماع مین بہی تشبہ نہین کیونکہ وہان اجتماع
وارثون میت کا فقط ہوتا ہی اور برادری و دوست آشنا سب ہوتی ہین وہان اجتماع سوگ کہلوانیکو ہوتا
ہی یہان اجتماع کلمہ و قرآن پڑہنیکو جس قسم کا کام کرے تو ہنود جمع ہوتی ہین کہ وہ سوگ کہلواتا ہی اسیواسطے یہان
مسلمان بہی جمع ہوتی تو تشبہ کی گنجائش تہی جب اونکا مطلب و غرض یہان نہین ہی تو تشبہ بہی نہین اب ہی معلوم
ہوچکا ہی فقط استقبال قرآن کا نماز مین مکروہ نہین اسلیئے کہ اگرچہ استقبال مین شابہت اہل کتاب سے ہی لیکن یہ
مشابہت معتبر اسواسطے نہین ہی کہ جس غرض کیواسطے کہ وہ دیکہکر پڑہتا ہی یہان مفقود ہی چنانچہ اوپر فتح
القدیر سے گذر چکا ہی پس اسیطرح اگرچہ اجتماع ہنود کے یہان بہی ہوتا ہی اور اہل اسلام کے یہان بہی لیکن
جس غرض سے ہنود کے یہان ہوتا ہی اوس غرض سے یہان نہین پس فقط استقبال قرآن کے ہوا جیسا
کہ فقط استقبال مذکور بسبب فوت غرض مذکور کے مکروہ نہین ایسا ہی یہ اجتماع سبب فوت اوس غرض کے
ہنود کے یہان مکروہ اور جسطرح چراغ نمازی روبرو ہونے سے نماز مکروہ نہین ہوتی فقط اس قدر تفاوت کہ
وہ یعنے مجوس چراغ کی پرستش نہین کرتی ہین انگار کہتی ہین اور شعلہ مین کہ چراغ ہی اور انگارہ مین تہوڑا
فرق ہی آگ ہونا دونو مین شامل ہے اسیطرح یہان فرق ہے وہان فقط وارث ہوتے ہین یہان جو کوئی مسلمان
ہو خواہ وارث خواہ برادری ہو خواہ نہو اہل اسلام ہو وہان قانون نجوم کے موافق تیسرا دن پڑے تو تیجا
ہوتا ہی ورنہ نہین ہوتا ہی اور یہان تیسرا دن ہوتا ہی ہے اس سے آگے سیوم نہین کرتے ہین پس فرق
مانند استقبال قرآن و چراغ کے یہان موجود ہے اور کراہت مرتفع ہی اور ہم کہتے ہین کہ یہ تشبہ اہل کتاب سے
ہدایہ سے جو مفہوم ہے جس سے کراہت لازم آتی ہے تو وہ اندرون نماز کے ہی اور باہر نماز ان امور مین تشبہ
معتبر نہین ہے چنانچہ شیخ اسمعیل کے بیان سے واضح ہوچکا ہی کہ خارج نماز کی تشبہ و کراہت اسدن مین نہین
اندرون نماز کے ہے اور یہان یعنے قرآن دیکہکر پڑہنے کے بارہ مین بہی خارج کی تشبہ نہونا بالاجماع
ثابت ہی پس اس سے استدلال اوس امر پر کرنا کہ خارج نماز سے ہی باطل ہے اور جسطرح امام ابن الہمام کا
فتح القدیر مین فرمانا اوپر گذر چکا ہی کہ تقدم امام مطلوب ہی اور مشابہت اہل کتاب کا اونہون نے یہ جواب
دیا کہ یہ اتفاق دو ملتونکا ہی پس اسیطرح ایک جواب ایسا بہی ہو سکتا ہی کہ اتفاق ملتین کا ہی اور یہ جواب

بہی ہو سکتا ہی کہ تشبہ بقصد ہونا مذموم ہو تو مکروہ ہی مطلقاً مکروہ نہین ہے اور مسلمان تشبہ کے قصد سے
اجتماع نہین کرتے ہین اور مذموم ہونا بہی اسکا دلیل سے ثابت نہین ہی پس مکروہ ہوا اور تخصیص اور سیوم
مین بہی مشابہت نہین ہی انکی یہان یعنے ہنود کے یہان تین سے زیادہ مین بہی تیجا کرتے ہین پس تخصیص
تین دن کی نہوئی اگر ہووے تو اسقدر فرق کہ ہمارے یہان آگے پیچہے نہین ہوتا ہی انکے یہان
ہو جاتا ہے پس تشبہ نہین ہے اور مولف نے اقرار تشبہ کا نہین کیا بلکہ یہ کہا کہ تشبہ ہوتا اور مشابہت
لازم آتی ان قوم ہنود سے آتی جو گنگوہی سمجہے ہین کہ ششی اگر دال ہین سو غور سے دیکہو تو انکی ساتہہ بہی متشابہت
نہین اسکے بعد مولف نے وہی فرق قانون کو اکب بیان کیا پس مولف مقر تشبہ کا نہین ہے اور سوک
کہلوانا سراوگی وغیرہ کا تیسرے روز اوس سے مشابہت ہونا مولف نے ثابت کیا اسکے بعد گنگوہی اجتماع
کو شعار تیسرے دن شعار ہنود کا بتاتا ہی غلط محض ہے شعار جب ہوتا کہ اہل اسلام کی یہان یہ نہوتا جب اہل الاسلام کے
یہان بہی تو شعار ہنود کیونکر ہوا اور گنگوہی وقت مغرب مین اتحاد مابین اہل اسلام و اہل ہنود کے واسطے
عبادت کی ہوئی اعتراض تو مولف انوار نے کیا اور تشبہ آب زمزم و گنگا کا پانی مین ہونیکا جو ذکر کیا تہا
اسکے جواب مین یہ فرماتے ہین کہ فرائض و واجبات مین تشبہ کا اعتبار نہین ہے یہ بےعلمی گنگوہی کی ہے
دیکہو آخر وقت عصر کہ ایک رکعت قدر باقی ہوا سوقت سو ہی عصر اوس دن کی دوسرے دنکی قضا پڑہنا
درست فقہا نہین بتاتے ہین اور اسوقت ناقص ادا مانی ہین اور کراہت نماز کی اسوقت مین تشبہ کفار
عباد شمس کے ساتہہ ہونیکے سبب سے فرماتے ہین شرح وقایہ مین باحسن وجہ اسکو بیان کیا ہے اور نور الانوار مین
بہی یہ عبارت اس بارہ مین موجود ہے اول گذر ہی چکی ہے پہر تہوڑی سے لکہی جاتی ہے لان عصر
یومہ مامور بالاداء مع انہ مکروہ شرعاً والطواف محدثاً مامور بہ مع انہ مکروہ شرعاً قلنا
ذلک الکراہۃ لیس فی نفس المامور بہ بل بمعنی خارج وہو التشبہ لعبدۃ الشمس انتہی پس یہ کلیہ
جہوٹا بنایا ہوا گنگوہی کا کہ فرض و واجبات مین تشبہ معتبر باطل ہوا اور بےعلمی واضح ہوئی اور زمزم
کو پانی لانیکو گنگوہی عادی و طبعی امر بتاتا ہے اور یہ عادی و طبعی ہونا وجہ عدم تشابہ قرار دیتا ہی جسکو
دیکہکر بچے بہی قہقہہ مارتے ہین پانی زمزم کا ہر بچہ بچہ جانتا ہے کہ بطور تبرک پینے کیواسطے مسلمان
لوگ لاتے ہین اور پینے مین ثواب جانتے ہین نہ فقط عادت کے سبب سے جیسا کہ یہ ناواقف جہال سے
زیادہ بےعلم کہتا ہے حدیث و فقہ مین استحباب لانے پانی زمزم کا ثابت ہے درمختار کے اس قول کے
تحت مین و یکرہ الاستنجاء بماء زمزم تحت ردمختار مین ہے ویستحب حملہ الی البلاد فقد روی

الترمذی عن عائشہ رضی اللہ عنہا انہا کانت تحملہ وتخبر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یحملہ وفی غیر الترمذی انہ کان یحملہ وکان یصب علی المرضی ویسقیہم وانہ حنک بہ الحسن والحسین رضی اللہ تعالی عنہما من المباب وشرحہ انتہی اور پانی زمزم لانیکو طبعی یہ گنگوہی بتاتا ہی اتنی تمیز نہین کہ جو فعل طبعی ہوتا ہے مثلاً انسان کا ہے وہ اسکے اختیار مین نہین ہوتا ہی دیوار سے گر جانا نیچے کو جسم فصل کے اختیار مین نہین ہے انسان وحیوان وقت گرنے کے ارادہ رکہنی کا کرے اور کوئی ایسی چیز جسکے سہارے سے رکے موجود نہو یا اوسکے ہاتھ نہ آوے وحاصل اسکو نہو تو ہرگز نہین رک سکتا ہی پس فعل وحرکت طبعی ایسی ہوئی اور تمام افعال طبعیہ مانند غذا کا ہونا اور اخلاط کا ملنا اور اشتاج بدن سے منی جدا ہونا بعدیہ وتخیہ ہونا اور جو بدن انسان مین مثلاً ہوتا رہتا ہی یہ تمام ایسے امور ہین کہ انسان کے اختیار مین نہین بلکہ افعال طبعیہ بدون شعور کے ہین موقی یہ امور پانی زمزم لانے مین تمام مفقود ہین گنگوہی کو علم ہوتا یا کسی طالب علم میزان خوان یا موجز خوان سے صحبت بہی ہوتی تو پانی زمزم کے لانیکو یا پانی گنگا کے لانیکو ہرگز طبعی نہ کہتا اور عادی کہدینے سے غرض تشبہ امر بنجاتا ہے کہ یہ سیوم جو اہل اسلام کے یہان ہوتا ہی اسکو بہی عادی اہل اسلام کہدینگے اور عادی ہونا تو ظاہر ہے اگرچہ بطور ایصال ثواب کے یہ عادت تیسرے دنکی ہووے اور جسطرح گنگوہی گنگا کا پانی لانا ہنود کا شعار نہین جانتا ہی ایسے ہی تیسرے دنکا ایصال ثواب کرنا ہنود کا شعار نہین جانتے مین پس فیصلہ ہوا مولف انوار کی فتح ہوئی گنگوہی کو شکست فاش ہوئی اب آگے جو گنگوہی کا کہی واسطے اثبات اہل اسلام تشبہ کے درمیان اجتماع ہنود کے تیجے کے دن اور درمیان اجتماع اہل اسلام کے سیوم مین واسطے قرآن وکلمہ خوانی کی کہ بعض وجوہ کا محل تشبہ کو نہین زید اسد سے تشبہ دنی مین وجہ شبہ فقط شجاعت ایک امر باقی کو ہوئی مشابہت نہین پس کسی نے یہ نہین کہا کہ بالکل مشابہت من کل الوجوہ ہو تو تشبہ ہووےگی ورنہ نہین یہ قول مولف کا شرع وعقل وعرف کے خلاف ہے **اقول** وباللہ التوفیق مولف من کل الوجوہ مشبہ بہ سے تشبیہ ہونا باینطور تمام امور مشبہ بہ مشبہ مین موجود ہون تو تشبیہ ہووے ہرگز نہین کہا ہے مولف کے کسی کلام سے مفہوم نہین مولف وجہ شبہ کا پایا جانا جسکے سبب سے تشبہ عرفاً وعقلاً وشرعاً جائز ہووے سیوم مین نہین مانتا ہے اور کوئی معنے ایسے مشہور ومعروف ومخصوص اجتماع مین ایسے موجود ہونا جسکے سبب سے سیوم کو اس سے تشبہ دینا درست ہووے قبول نہین کرتا یہ تشبیہ سیوم کے اجتماع ہنود کے ساتھ مانند تشبیہ زید کے ساتھ اسد ہرگز مولف نہین مانتا ہے

زید و اسد کے تشبیہ صحیح و درست ہی وجہ شبہ وہان موجود ہے سیوم و اجتماع ہین وجہ شبہ پائے
جانیکے سبب سے تشبہ درست نہین ہے اور کوئی عاقل اسمین تشبہ نہین مانسکتا ہی اور تشبہ شرعی تو جبھی
ہوتا کہ مقصد تشبہ ہوتا یا مذموم ہوتا اور جس قسم کی غرض ہنود کی ہوتی ہے اوسی قسم کی
غرض اہل اسلام کی ہوتی ہے چنانچہ اوپر اسکا بیان گذر چکا ہی اوس سے ظاہر ہی کہ فقط اجتماع سے
تشبہ علماء کے نزدیک ثابت نہین جیسے فقط استقبال الی القران سے نماز مین تشبہ اہل کتاب کے
ساتہ ثابت نہین ہے پس کوئی تشبہ یہان سیوم و اجماع ہنود مین ثابت نہین ہے نہ عقلی و نہ شرعی
فقط اجتماع تیسرے دن سے تشبہ شرعی بتانا جو فقہاء کے نزدیک موجود ہے بیعقلی صرف ہی اور
وہابیہ کی بدحواسی ثابت ہے **اول** خطا جو مولف کی گنگوہی نے نکالی تو اوسمین تو خود
سرتاپا خاطی نکلا اور دوسری **گنگوہی** مولف کی بتاتا ہی اوسمین جو جو خطائین گنگوہی کی ہین
اوسکا حال معلوم کرنا چاہئے مولف انوار ساطعہ نے کہ کفار اور اہل اسلام کے درمیان کچھہ فرق
اور امتیاز ہوجاوے تو تشبہ نہین اور مثال صوم عاشوراء کے پیش کی کہ دن معین دسوین تاریخ کے
روزہ رکھنے مین مسلمان و یہود سب شریک ہین فقط مقدم یا موخر روزہ دوسرے رکھنے سے تشبہ نہین رہا
تو گنگوہی کے فہم مین یہ کلام بہی مولف نہ آیا اور تعجب کیا اور کہا کہ مسئلہ ہدایہ مین مابہ الامتیاز موجود
ہی فقط ارتفاع و امتیاز مکان ایک مسئلہ مین اور نظیر مصحف دوسرے مین تشابہ کا ہے پس مکروہ کیون
ہوگیا اور صوم کا جواب ناصواب گنگوہی یہ دیتا ہے کہ یہ روزہ فرض تہا فرض مین تشبہ نہین اب
تنہا روزہ عاشوراء کا کسیکی نزدیک مکروہ نہین **اقول** وباللہ التوفیق بلاشبہ فرق و امتیاز جیسا کہ مولف
انوار نے کہا ہے تشبہ مرتفع ہوجاتا ہی فقط استقبال قرآن نماز مین تشبہ اسیواسطے نہین کہ یہ فرق
پڑگیا کہ یہان پڑہنا اوس قران سے نہین ہے اگرچہ نماز مین اور استقبال ہونا اسمین بہی موجود ہے
اور ارتفاع امام کا ہووے لکن کچھہ قوم امام کے ہمراہ ہوجاوے تو فرق کر جانیکی سبب سے تشبہ نہین
رہتا ہے اور تنہا صوم عاشوراء مین تشبہ نہونا اس سبب سے کہ فرض تہا جہالت محض ہے کوئی ادنے
و اعلی اوس جہالت کو تسلیم نکریگا اور نہ کسی کتاب مین کسی نے یہ وجہ گذاری ہے کہ اول کوئی امر فرض
ہووے پہر فرضیت اوسکی مرتفع ہوجاوے فقط استحباب باقی رہے تو فرضیت منسوخہ تشبہ سے
مانع ہوتی ہے ایسے غلط غلط مسائل شکم سے نکالنا اور دل سے گہڑنا احبار و رہبان کا کام ہی اور چند
مرتبہ درمختار اور ردمحتار سے اوپر گذر چکا ہی کہ روزہ تنہا عاشوراء کا مکروہ ہے اور بوجہ اسکی ردمحتار

مین بہی فرمائی ہے کہ تشبہ یہود سے ہی اور اس بیعلم کو اتنی خبر نہین صوم عاشوراء کے حق کہتا ہی کہ تنہا
روزہ عاشوراء کا مکروہ نہین ہے اب ایسے بے علم آدمی کا کیا کیا جاوے اور نادان کا کیا خطاب کیا جاوے
با این ہمہ مولف انوار ساطعہ کو قواعد شرعیہ سے بے خبر لکہتا ہے اور حمقاء جہلاء وہابیہ کو جنکی ایسی
باتین ہین اونکو علماء نکتہ دان و تفقہ بتاتا ہے کونسا عاقل منصف ایسے حماقت کے باتون کو تفقہ
و نکتہ دانی بتاویگا یہ دوسری خطا مولف انوار کے اس گنگوہی نے نکالی تہی جس سے ظاہر ہو کہ گنگوہی
بہت غالطہ و خاطی ہے اور مولف اس سے بری ہے اب تیسری خطا مولف کے گنگوہی بتاتا ہی مولف
انوار نے بحوالہ کتب علماء معتبرین محققین کے بیان کیا تہا کہ تشبہ مکروہ ہر چیز مین نہین ہے فعل
مذموم مین مکروہ ہے یا قصد تشبہ کا ہو تو مکروہ ہے گنگوہی مولف کی اثبات کیواسطے کہتا ہے کہ
دو روایتین جو ہدایہ سے منقول ہوئین اونمین قرآن دیکہکر پڑہنا مذموم نہین ہے بلکہ محمود ہے
اور مکروہ ہوگیا امام کا علیحدہ کہڑا ہونا مذموم نہین ہے صوم عاشوراء مذموم نہین ہے پہر کیون بضم
صوم نہم ستا بہت کو رفع کیا اور آگ کا روبرو نمازی کے ہونا موجب تشبہ مجوس کا ہو اور مسلم کا
قصد تشبہ بالمجوس کا نہین اور اشتمال صماء مکروہ حال آنکہ قصد تشبہ یہود مسلم کو ہرگز نہین ہے اقول
و باللہ التوفیق اس سے گنگوہی نافہم کی غرض یہ ہی کہ بدون قصد تشبہ کے اور غیر مذموم مین
بہی تشبہ اہل کتاب کا مکروہ ہی اور غرض گنگوہی کی بالکل فاسد و باطل ہے چند مرتبہ علماء معتبرین
کی اقوال صریحہ اس بارہ مین گذر چکی ہین کہ مطلقاً تشبہ مکروہ نہین ہے قصد تشبہ ہو یا مذموم مین
تشبہ ہو تو مکروہ امام ابی یوسف کا نعلین شعر کو جائز فرمانا اور فعل آنحضرت صلعم کا ہونا باوجودیکہ یہ
رہبان کا لباس ہے اوپر گذر چکا ہے اور یہ بہی اوپر گذر چکا ہے قصد تشبہ ہووے تو مکروہ تحریمی ہے
تشبہ فقط تشبہ بلا قصد و بلا مذموم ترک مستحب ہے جو مستلزم کراہت کو نہین ہے اور مکروہ سے
ایسے مواقع مین مراد کراہت تنزیہ ہی جسکا رفع ترک اولی ہے پس ان امور مذکورہ و منقولہ مین کراہت
بلا قصد تشبہ و بلا مذموم ہوئی ثابت ہو جاوے تو مراد کراہت سے تنزیہ ہوگی ترک اولی ہے کیونکہ
یہ تتبع اقوال فقہاء سے ظاہر ہو چکا ہی اور مذموم ہونا اور قصد ہونا ثابت ہووے تو تحریمی ہوگی ان
نقول سے یہ واضح نہین ہی کہ بدون مذموم ہونے اور بدون قصد تشبہ کے بہی کراہت تحریمی ہوتی ہے
جبتک یہ ثبوت نہووے تو گنگوہی کو مفید مولف انوار کو مضر نہین اور اقوال فقہاء و علماء جنمین تصریح
ان امور کی موجود ہے کہ بقصد ہووے یا مذموم ہووے کراہت مطلقاً نہین ان نقول سے منقوض

نہین ہوتی اونکی اقوال مین اسوقت مین کراہت تحریمہ مراد ہونا جائز ہے اور بدون انکی کراہت
تنزیہ ہوتی ہین اونکے اقوال کی مخالفت نہین ہوتی کیونکہ وہ ترک مستحب ہے جسکو ناجائز کوئی مسلمان
نہین کہسکتا ہے تارک عارضی کو کوئی بدعتی نہین کہسکتا ہے اوران امور کا غیر مذموم جو گنگوہی
بتاتا ہے اس بیعلمی سے بتاتا ہی کہ کسی کتاب کا حوالہ نہین کسی عالم معتبر کا قول اس امر مین پیش
نہین پہر کیونکر اس کا قول مقبول و معتبر ہووے گنگوہی اسکے آگے کہتا ہی کہ اجتماع اہل میت کے
نزدیک جبکا نیاحت ہونا حدیث سے ثابت ہے پہر خود کا فعل و تقید مطلق پیر بہی مذموم نہین
عجب ہے **اقول** وباللہ التوفیق اجتماع الی اہل المیت جو موجب کراہت ہے اوسکا مخصوص ہونا
ایک نوع خاص کے ساتھ مرقات ملا علیقاری سے اوپر گذر چکا ہی فلیراجع الیہ اور اس اجتماع موجب
کراہت کا لازم آنا سیوم مین ممنوع ہے اور تقید مطلق کو اس سے کچھ علاقہ نہین تقید مطلق تو اسوقت
ہوتی کہ سوائے اسدن کے اہل اسلام ایصال جائز نجانتے اور اس اجتماع یوم سیوم کو موقوف علیہ
جواز خیال کرتے اور اسکا فقدان اظہر من الشمس ہے پس تعجب ایسا ہی جیساکہ اہل حق کے مسائل سنکر
مبطلین تعجب کرتے ہین اسکے آگے گنگوہی اول تو قول بحر الرائق کو کہ امر مذموم مین تشبہ ہووے
تو مکروہ ہی رد کرتا ہی اور اس پر نقض اپنی جہالت سے ایک مسئلہ گہڑ کر کرتا ہی کہ قرآن دیکہکر
پڑہنا امر مذموم نہین ہے اور حدیث مین مطلق تشبہ ہے اس غرض سے یہ قرآن دیکہکر پڑہنا مذموم
ہونا نہین پایا جاتا ہے اور کراہت موجود ہے اور بحر الرائق نے تشبہ کو مقید مذموم کے ساتھ کیا ہے
اور یہ حدیث کے خلاف ہی کہ حدیث سے مطلق تشبہ ممنوع ہے پہر گنگوہی توجیہ کرتی ہین کہ قرآن دیکہکر پڑہنا
فی حد ذاتہ محمود ہے لکن صلوٰۃ مین مذموم ہی مگر مولف اپنے کونہ فہمی سے مذموم فی اصل وضعہ سمجہگیا
اقول وباللہ التوفیق جب یہ مراد بحر رائق ہے تو گنگوہی بفہم نے غیر مراد بحر رائق کو مراد بحر رائق کیون
قرار دیا اور خارج نماز کے قرآن پڑہنا مراد لیا اور اس سے نقض اجہالت سے کرنے لگا اور اسکے اون ہی
قیود کو جن کے سبب سے مذموم ہو جاوے چہوڑا امور منقولہ بالا کو محمود قرار دیا اور اپنی ایک اختراعی وارد
امر کے موافق ان اقوال جو علما سے مولف نے نقل کین ہین منقوض ہونا بتایا اون تمام مین قیود کا
لحاظ ہے جن کے سبب سے وہ مذموم مین پہر وہی ہوا کہ مذموم مین تشبہ مکروہ ہے خواہ مذمت پہلی سے
ہو یا کسی سبب سے حادث ہو بحر رائق و مولف نے یہ کب کہا کہ فی حد ذاتہ مذموم ہو اور کسی امر کے لحوق
سے مذمت نہ آوے اسوقت تشبہ ناجائز ہی خود غلط مطلب قرار دیکر اعتراض فقہا و علما و مولف کرنا

یہ کوتہ فہمی گنگوہی کی نہین ہے تو اور کیا ہے اور باین ہمہ مولف کو کوتہ فہم بتاتا ہی یہ جہل مرکب صرف ہے
اور بحر کے مطلب کو خود نہ سمجھا اسواسطے نقص کرنے لگا مولف کیطرف بحر کا مطلب نہ سمجھنے
کی نسبت کرتا ہے حیا نہین آتی اور حدیث کو مطلق بنا کر غیر مذموم مین بہی تشبہ کا ثبوت کرنا چاہتا ہے
تشبہ کے معنے شرعی ہے جو غیر مذموم و غیر مقصود بالتشبہ اوسکو شمول حدیث کا ہونا ہرگز مسلم نہین
حدیث کا شمول تو اوسکو ہی ہے کہ جسپر ملامت شرعی ہووے چنانچہ فہو منہم لفظ حدیث سے ملامت
مفہوم ہے اور غیر مذموم و بدون قصد مین ملامت نہونا ظاہر ہے کیونکہ اصل فعل کی صورت مین
تشبہ ترک مستحب ہے چنانچہ عینی سے ظاہر ہے اور پر گذر چکا ہے اور ترک مستحب مین ملامت شرعی
نہین ہے پس حدیث اس تشبہ صوری کو شامل نہین جسمین مذمت یا قصد التشبہ نہو پس حدیث کے مطلق
قرار دینے سے قول بحر رائق کا رد نہوا اور حدیث مفید نہوئی مولوی اسمعیل سرگروہ وہابیان کا قول
جو بطور الزام مولف انوار نے نقل کیا تہا تو گنگوہی سنے اوسکے قول پر اعتراض کچہہ نکیا جیسا کہ بحر رائق کے
قول پر اعتراض کیا اسلیے کہ فرقہ وہابیہ کے نزدیک اوسکے سرگروہ سے یا کسی وہابی سے کسی قسم کا قول
صادر ہووے وہ تمام حق ہوتا ہے یہ شخص الکا سرگروہ تقلید شخصی کو بدعت و مشابہ شرک قرار دیتا ہے
بعضے وہابیہ جو بظاہر تقلید کے قائل ہین اور اہل سنت مین ملنے کو وجوب تقلید کے قائل ہین غیر
مقلدین کو تو برا کہتے ہین لکن اس شخص کو ولی و قطعی جنتی و تمام اقوال حق کہنے والا بتاتے ہین بڑی
تعجب کی بات جو بدعت سیہ و مشابہ شرک بناوے تقلید اوسکو تو موافق سنت و ولی و قطعی
جنتی بنایا جاوے جو اسکے قول کے اطاعت کرے مانند لا مذہب اہم کے اونکو بد کہا جاوے الغرض
دوسرے دین کوئی چیز بری ہووے وہابیہ کے نزدیک تو وہ اوس شخص کو جا کر اچہی ہو جاتی ہے
اوسکو ہادی شارع جانتے ہین اس واسطے یجوز ما لا یجوز بغیرہ کا مضمون ہے اب دیکہو گنگوہی اوسکے
قول کی تاویل کرتا ہے جس سے وہ بہی راضی نہوتا اگر ہوتا تو اوس نے کہا تہا کہ روافض کے ساتہ فعید ین
کرتے ہین ہم موافقت کا قصد نہین کرتے اتفاقًا موافقت ہو جاتی ہے چنانچہ عبارت اسکی مولف انوار
کی کلام بل اتفقت الموافقۃ گذر چکی ہے **گنگوہی** کہتا ہے اسکے قول کے یہ معنی ہین کہ فعل در اصل
مسنون تہا بعد کو روافض نے بہی ایک حرکت ایجاد کر لی کہ موافق اسکے ہو گئے تو یہ امر الزام
شارع کا ہے ترک نہین ہو سکتا اور تشبہ معتبر نہین **اقول** وباللہ التوفیق مولوی اسمعیل کی
عبارت دیکہو لا نتحری تشبہ الفرق الضالۃ بل اتفقت الموافقۃ انتہی صراحۃ اسکے

یہ معنے ہین کہ فکر و قصد تشبہ فرقون ضالہ کا ہم نہین کرتے ہین بلکہ اتفاقاً موافقت ہوگئی ہی اس سے
اور گنگوہی کی تاویل فاسد سے کیا علاقہ صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تشبہ بالقصد مذموم ہوتی ہے کوئی لفظ
کسطرح اُس پر دلالت نہین کرتا کہ دراصل فعل سنت تہا بعد کو روافض نے الخ نہ یہ دلالت مطابقی
نہ تضمنی نہ التزامی نہ کنایہ نہ اشارہ نہ مجاز کچہہ بہی نہین ہے اور قابل تاویل تو وہ عبارت ہوتی ہے
کہ اسمین اجمال ہووے چند معانی کے محتمل ہووے بدون اسکے تاویل کے کیا معنے یہ تاویل تو ایسی ہے
جیسے بعض نیچری لوگ ارسل علیہم طیرا ابابیل کی تاویل مرض چیچک کی کرتے ہین یا بعض فلسفی
منکر عبادات اقیموا الصلوۃ سے مراد فقط التفات دمراد لیتے ہین کسی طرحسے نہ ارکان مخصوصہ پس تاویل
گنگوہی کوئی عاقل قبول نہین کر سکتا ہے اور مولف انوار نے قول ملا علیقاری جو ذکر کیا تہا کہ ہم
تشبہ اہل کفر و بدعت سے اونکے شعار مین منع کی گئی ہین نہ ہر بدعت سے تو گنگوہی ملا علی قاری
کی عبارت کی بہی یہی معنے بتاتا ہے جو مولوی اسمعیل کے عبارت کی بنائی تہی اور اسکے وجہ مین یہ
کہتا ہی جو شعار اونکا ہوگا خواہ فی ذاتہ حسن ہی ہو وہ اونکا فعل ہوگیا اور تشبہ ناجائز ہوا اس ہذیان
کا کیا ہی ٹہکانا ہی مولوی مذکور کی عبارت کی جو معنے بیان کی اپنے تاویل فاسد سے اونکو عبارت ملا علی
قاری سے کچہہ علاقہ ہی نہین اور اون معنے ہونے یہ وجہ اور طرہ ہے ملا علیقاری کے عبارت مولف
انوار کے کلام مین موجود ہے اب ہی چند صفحے پہلے گذری ہے منصفین اوسکو دیکہین اور اسکی ہذیان
گوئی دیکہین اونکی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اونکا شعار ہووے اوس سے ہمکو منع کیا ہے ورنہ
منع نہین ہے اور یہ گنگوہی کہتا ہے اور جو متفق دو ملت کا ہوگا وہ شعار نہوگا ماموراس امت پر بہی ہوگا
اور جو بدعت مباحہ ہووینگی اور افعال سنت سے ہووینگی وہ خود مامور شرعی و سنت ہے۔ یہ کلام
مفید نہ مضر مولف انوار کی یہی غرض ہی کہ سیوم مین تیسرے دنکا اجتماع شعار ہنود کا نہین ہے غایت کہ
اونکی اور ہمارے دونون کے یہان یہ اجتماع ہوگا اور شعار اونکا تو جب ہوتا کہ یہ اونکے تعارف کی
علامت ہوتی کیونکہ شعار عبارت اوس علامت سے ہی کہ جسکا وہ شعار ہے وہ اس سے پہچانے جاوین
مجمع البحار مین ہے ان شعار اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الغزو یا منصور امت امت ای
علاماتہم التی کانوا یتعارفون بہا فی الحروب ط ومنہ شعار المومنین علی الصراط رب سلم
ای علاماتہم التی یتعارفون بہا انتہی اور جب ہی تو ہی کہ خاصہ ہووے دوسرے مین نہ پایا
جاوے اگر ایک قوم کی ساتھہ خاص نہووے تو علامت و نشان اوس قوم کے نہووے اور تیسرے دنکا

اجتماع

اجماع چونکہ مسلمانونمین بکثرت صدہا سال سے رائج ہی تو علامت وشعار یہود نہوا اور منع شعار ہونیکے
سبب سے پس منع نہوا اور موافق قول گنگوہی کے بہی یہ شعار نہوگا اسلئے کہ متفق دو ملت کا ہوا
پس کراہت ہرگز نہین ہے یہ مولف کو مفید ہوا نہ گنگوہی کو اور بدعت مباحہ ماموروسنت کہنا بہی بعلمی
سے خالی نہین ہے ہماری یعنے حنفیہ کے امر کو وجوب لازم ہی چنانچہ تمام اصول اس سے مملو ہی فقط صیغہ افعل سے
مثلاً امر ہونا ثابت نہین ہوتا جبتک الزام وطلب فعل لزوماً نہووے پس ماموضرور واجب و فرض
ہوتا ہی اور مباح سنت دو نون نوعین بتائین ہین بدعت سنت نہین ہے جو اصول سے ناواقف ہے
وہ ایسے کلمات زبان سے نکالتا ہی اور وہابیہ اپنی اصطلاح جدید بتاوین تمام علماء محققین سے علیحدہ تو
وہ دوسرا امر ہے اب گنگوہی بحرالرائق کے قول پر کہ تشبہ بقصد ہووے تو ناجائز ہے یہ اعتراض حماقت
کا کرتا ہے کہ حدیث مین مطلق تشبہ آیا ہے تخصیص حدیث بالرائی درست نہین اور سب محققین نے
مطلق تشبہ لکہا ہے اور گنگوہی یہ حدیث غیروا الشیب ولا تشبہوا بالیہود[1] لم نطفوا افنیکم ولا
تشبہوا لکہکر کہتا ہی کہ شیب مین اور تلطیخ افنیہ مین کسی نے قصد تشابہ یہود نہین کیا تہا اس سے غرض
یہ ہی کہ صحابہ رض نے قصد یہان نکیا تہا بلا قصد کے تہا تب بہی یہ ناجائز ہے تو بلا قصد بہی ناجائز ہوتا ہے
اقول وباللہ التوفیق مطلق کا فرد تشبہ بلا قصد وغیر مذموم جسمین سرزنش نہین ہرگز نہین ہی پس حدیث
اوسکو شامل نہین حدیث تو اوسکو شامل ہے جسمین سرزنش وملامت شارع ہو پس بلا قصد
وغیر مذموم مین صورۃً تشبہ ہے حقیقۃً نہین ہے پس یہ تخصیص بالرائے نہوئے اور کسی نے محققین مین سے
مطلق اس معنی کرکے قصد بلا قصد ومذموم وغیر مذموم وشعار غیر شعار سبکو ہرگز نہین لکہا ہی چنانچہ
قیود مذکورہ کا وجود ہونا تشبہ کے واسطے ضروری جاتا ہی اوپر گذر چکا ہی انکار اسکا مکابرہ پس محققین پر مطلق
لکہنے کا گنگوہی افترا محض کرتا ہے اور غیروا الشیب او انطفوا مین تغیر شیب کا حکم ہے اور تنظیف فنا
کا حکم ہے اور تشبہ بالیہود سے منع ہے یہ ضرور نہین کہ کوئی فعل کسی سے صادر ہووے اسیوقت
اوسکو ممانعت کہی جاتی ہے آیندہ فعل کرنے سے ممانعت نہین ہوتی ہے لاتشبہوا بالیہود کے یہ معنے ہونا
کیون جائز نہین ہین کہ قصد تشبہ بالیہود کا آیندہ مین نکرنا جسطرح قرآن مین اللہ تعالی فرمایا تہا
ولا تطع منہم اثما او کفورا[3] اور لا تکونن من الممترین[2] یہ نہی بایمعنی نہین ہی کہ فی الحال اطاعت
آثم وکفور اور ممترین سے ہونا ثابت تہا اسیواسطے منع کردیا ہی یہ کوئی اہل اسلام نہین کہہ سکتا ہی کوئی
بی ایمان کہیگا پس واضح ہی کہ نہی کے صدور کے واسطے یہ ضرور نہین کہ منہی عنہ سے اُس فعل کا صدور ہو لے

فی الحال یا فی الاستقبال پس اسیطرح یہ حدیث مین نہی اور وہی کہ تشبہ بالیہود کا قصد نکرنا پس اس
حدیث سے بہی یہ نہ معلوم ہوا کہ قصد تشبہ ہی تشبہ ممنوع و حرام کا وجود ہوتا ہے اور یہ معنے
ہرگز مراد نہین کہ عدم تغیر مین تشبہ بلا قصد ہے اور ایسے ہی عدم تنظیف مین بہی بلا قصد ہے اور اس
عدم تغییر و عدم تنظیف کی حرمت لاتشبہوا بالیہود سے مفہوم ہی بلکہ تغیر و تنظیف کا حکم بطور ادب سکہانے
اور نہی لاتشبہوا قصد تشبہ یہود سے منع کا ہی اگرچہ صحابہؓ سے اس کا قصد صدور نہوا تہا لکن بے صدور
قصداً اسکے منع کردیا ہی کہ آیندہ قصداً یہ تشبہ کرنا   پس قول بحر رائق پر اعتراض گنگوہی کا ہرگز وارد
نہین ہے اعتراض بحر رائق پر کرنا صرف نادانی و بیعلمی معنے حدیث سے ہی اسکے بعد **گنگوہی** کا یہ قول
ہی تشبہ کے بارہ مین اگر کسینے کوئی کام نادانستہ کیا اور پہر اوسکو خبر ہوئی تو ازالہ کرے ورنہ اب
بعد علم کے متشبہ ہوگا پہلے متشبہ نہ تہا اور اپنے فعل مین عاصی بہی نہین تہا اب قصداً جو کرتا ہے
تو تشبہ ہوا علی ہذا جو امر ایسا ہی کہ اوسکا ازالہ کرسکتا ہی مگر قصداً ازالہ نکیا جیسا ریش کا خضاب
تو ترک خضاب قصداً کرتا ہی کیونکہ ازالہ پر قادر ہے اور نہین کرتا بہرحال سب جگہ معصیت کیواسطے
فعل مکلف کا ضرور ہے اور اسکے چند سطور کے بعد ہی گنگوہی اور جو خبر ہی ہنو کہ یہ شعار کفار کا ہی اور پہر
خبر ہوا اور بعد خبر کے ازالہ نکرے تاہم عاصی ہوویگا ، **اقول** وباللہ التوفیق دیگر امور لا یعنے اس گنگوہی
کی سے اعتراض کرکے ہم کہتے ہین کہ ایسے لوگ مصداق افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا کے ہین جیسا کہ یہ
قائل ہی کہ اسکے قول مذکور سے یہ مفہوم ہی کہ قصداً تارک خضاب ریش کا عاصی و گنہگار ہے اس
شخص کو اسقدر مسئلہ کی بہی خبر نہین کہ خضاب کو در مختار کی کتاب الحظر والاباحۃ مین مستحب لکہا ہے
یستحب للرجل خضاب شعرہ ولحیتہ ولو فی غیر حرب فی الاصح والاصح انہ علیہ السلام
لم یفعلہ ویکرہ بالسواد انتہی یعنے سر و داڑہی کا خضاب مستحب ہے اور صحیح تر یہ ہی کہ آنحضرت
صلعم نے نہین کیا ہے اور سیاہ خضاب مکروہ ہے اور قبیل کتاب الفرائض کے اس قول در مختار
اختضب لاجل التزین للنساء والجواری جاز فی الاصح ویکرہ بالسواد انتہی کے تحت
علامہ شامی ناقل ہے قال النووی ومذہبنا استحباب خضاب الشیب للرجل والمرأۃ
بصفرۃ او حمرۃ وتحریم خضابہ بالسواد علی الاصح لقولہ علیہ السلام غیروا ہذا
الشیب واجتنبوا السواد اہ قال الحموی ہذا فی حق غیر الغزاۃ ولا یحرم فی حقہم
للارہاب ولعلہ محمل من فعل ذلک من الصحابۃ انتہی دیکہو علماء حنفیہ و شافعیہ خضاب کو

مستحب فرماتی ہین بدلیل حدیث غیروا الشیب کی اور حدیث مذکور سے استحباب ہی ثابت کرتے ہین اور
استحباب کا حکم بچہ خلاصہ کیدانی پڑہنے والا بہی جانتا ہے کہ اسکے کرنے مین ثواب ہے اور ترک
عصیان وعذاب نہین ہی اور یہ گنگوہی تارک کو عاصی قرار دیتا ہی جس سے واضح ہی کہ خضاب ریش سیاہ فرض
یا واجب ہے اسلیے کہ عصیان ترک فرض وواجب مین ہی ہوتا ہے نہ ترک استحباب مین پس
گنگوہی مخالف علماء مذہب حنفی وشافعی کے ہوکر باوجود ادعاء حنفیت ایک تیسرا راستہ نکالتا ہے
اور حدیث غیروا کی مراد مخالف علماء کے لیتا ہے ایسے ناواقف وعاقل کے قول کا کیا اعتبار ہے
اور ایسے جہالت کا کیا ٹہکانا ہی یہ مزخرفات لکہکر گنگوہی خوش ہوتی ہین اور الحمد پڑہکر صفحہ ۱۴۲ مین
واضحات نص وفقہ سے کراہت سوم کا قول باطل کرتے ہین اور دو اصل ہے کہ جنکا ذکر اوپر ہوا
رسالہ مولف انوار ساطعہ کا قلع وقمع اپنے ظن فاسد ووہم کاسد کے رو سے جانتی ہین اور مولف
انوار کو کم علمی وکوتہ فہمی اور جہل مرکب اور دعوے بے مغز واضلال خلق اللہ کے متہم کرتی ہین
اور منصفین جانتی ہین کہ تمام امور گنگوہی کے ہی حق مین ہمارے اقوال حنفیہ سے ثابت ہوچکی ہین
اور یہ ثمرہ گنگوہی کی بدزبانی ودریدہ دہنی کا ہے یہ تمام عیوب گنگوہی پر عائد ہوئی ہین اور مولف
انوار چونکہ متبع حق کا ہے اور نور حق کے مقابلہ مین یہ ظلمات ہرگز نہین آسکتی ہین اب جاننا چاہیے
کہ گنگوہی کو ان دو اصل پر بہت بڑا ناز تہا جسسے تمام رسالہ کا قلع قمع ہونا زعم کرتا تہا اون دو اصل
کا حال بخوبی معلوم ہوگیا کہ مضمون رسالہ کے بارہ مین ہرگز جاری نہین ہین فقط جہالت سے
انکا اجراء مضمون رسالہ کے بارہ مین یہ گنگوہی کرتا تہا ایسے واہیات تقاریر سے اجراء ان دو
اصل کا مضمون رسالہ کے بارہ مین ہوجاوے مدرسہ دیوبند کے بارہ مین بہی یہ دو اصل جاری
ہوسکتے ہین اونہین تقاریر کے رو سے جن تقاریر سے یہان یہ گنگوہی جاری کرتا ہی جلسہ امتحان
بالکل مشابہ امتحان مدارس انگریزونکی ہے جسطرح وہان اجتماع ہوتا ہی اور تحریری جواب وسوال
ہوتی ہین یہان بہی ہوتے یعنے دیوبند مین اسطرح ہوتے جسطرح مدارس انگریزی مین انعام مین
کتب دیجاتے ہین یہان دیوبند مین بہی دیجاتی ہین اور جسطرح تداعی کی سبب سے گنگوہی مجلس میلاد
شریف کو ناجائز کہتا ہی تداعی منزلون سے دیوبند کے امتحان مین ہوتے اور تخصیص کے سبب سے
مکروہ کہتا ہی یہان دیوبند مین بہی ماہ شعبان مین ہی امتحان ہوتا ہے علی ہذا القیاس بعض علوم
اور جلسہ دستاربندی کہ تقید مطلق وتشبہ کفار موجود ہے پس جسطرح مجلس میلاد وسوم وغیرہ

گو گنگوہی و دیگر سفہاء وہابیہ حرام و مکروہ کہتے ہین ان دو اصل کے سبب سے یہ امور مدرسہ دیوبند کو بہی
حرام ہونا چاہئے اور انکے ارتکاب سے اور جائز جاننے سے تمام وہابیہ کا بدعتی و ضال ہونا ثابت ہے جسطرح
اہل سنت و جماعت کو یہ بدعتی و ضال کہتے ہین اب جسطرح کا جواب یہ گنگوہی دیگا اسیطرحکا اسطرف
سے ہو جاویگا اور اس ناانصاف سے مدح و خوبی و مقبولیت لوم کسی مجہول نے اول رسالہ براہین
قاطعہ مین ثابت کی اور آنحضرت صلعم کو اردو آجانا دیوبندیون کے سبب سے لکھکر اپنا گہر دوزخ
مین بنایا ہے اور آنحضرت صلعم کی روح مبارک کا مجلس میلاد شریف مین آنا کشوف و منام سے
قبول نہین کرتا ہے یہ سراسر بے انصافی و تعصب ہے اپنے حق مین تو خواب کو حجت شرعیہ ایسا
جانا کہ اللہ تعالے کے نزدیک اوس سے مقبولیت مدرسہ ثابت کی اور کشوف بزرگان دین جنکا
بطور ادب کے مانا اور نور الانوار وغیرہ مین لکہا ہے اونکا بالکل بے اعتبار ہونا بتاتا ہے اس بارہ
مین بس ایسے ناانصافو نکا کیا ٹہکانا ہے یہ کتاب براہین قاطعہ من اولہ الی آخرہ مزخرفات مملو ہے
عبارات جو اسمین منقول ہین بے محل منقول ہین بطور مشتے نمونہ از خروارے یہ اغلاط اسکے
راقم نے ظاہر کر دئے تاکہ ضلال و اضلال و بیعلمی و بے انصافی و عناد و لداد اسکے مولف کا
منصفین اذکیا پر واضح تر ہو جاوے اور دو چار باتین سنلینا چاہئے اور اسکے عقیدہ فاسدہ
پر اور اغلاط معانئے احادیث پر واقف ہو جانا چاہئے اور مخالف قرآن و حدیث و علماء ہونا
اور مسائل غیر معتمد بہا اسکا لکہنا ظاہر ہو جاوے اور بے انصافی اسکی کہلجاوے **صاحب**
انوار ساطعہ نے کہانا سامنے رکہکر ہاتھ اوٹھانیکا ثبوت دیا بایںطور حدیث ام سلیم مروی بخاری
و مسلم کے پیش کی کہ آنحضرت صلعم نے روٹیون کو توڑ کر ملیدہ بناکر الفاظ اس پر پڑہے دوسری
حدیث انس کی کہ وہ فرماتی ہین کہ میری ماں نے کچہہ آنحضرت صلعم کی خدمت مین کہجور وغیرہ بنایا ہوا کہانا
بہیجا تہا اوس پر کچہہ آنحضرت صلعم نے پڑہا اور تیسرے حدیث غزوہ تبوک کی کہ حضرت عمر رضہ قلت
طعام لوگونکی شکایت کی تہی آنحضرت صلعم نے سب کے پاس سے کہانا جو کچہہ انکے پاس تہا طلب کرکے
دسترخوان پر رکہکر دعا برکت کی ان تینون حدیثون سے طعام پر دعا کرنا صاحب انوار نے ثابت
کرکے کہا کہ آنحضرت صلعم کو جو ضرورت تہی اوسکی دعا کی اور صاحب فاتحہ کو جو ضرورت اوسوقت
ہوتی ہے اوسکی وہ دعا کرتا ہے دعا ہونے مین طعام دونون برابر ہین کیونکہ دعا کے معنے شرعی
السوال من اللہ الکریم ہین یہ دونون جگہہ ایک ہین پہر ہاتھ اوٹہانیکی ثبوت مین حصن حصین سے نقل

کیا اداب الدعاء بسط الیدین ورفعہما یعنے آداب دعا کا پہیلانا اور اوٹہانا ہاتو نکا ہی اور یہ حدیث
پیش کی اذا سالتم اللہ فاسئلوہ ببطون اکفکم اور یہ حدیث ان ربکم حی کریم یستحی من عبدہ اذا رفع
یدیہ ان یردہ صفرا اور مولوی اسحق دہلوی سے نقل کیا کہ اربعین میں یہ لکہتے ہیں اما دست
برداشتن برائی دعا وقت تعزیت ظاہرا جواز است زیراکہ در حدیث شریف رفع یدین در وقت
دعا مطلقاً ثابت شدہ پس مضائقہ ندارد ولیکن تخصیص آن برائی دعا وقت تعزیت ماثور نیست
اور جامع الادرر سے نقل کیا اگر بر طعام فاتحہ کردہ بفقرا دہد البتہ ثواب می رسد اور شاہ ولی اللہ
صاحب سے نقل کیا اگر ملیدہ وشیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگی بقصد ایصال بروح ایشان پزند و
بخورانند مضائقہ نیست وطعام نذر اللہ اغنیا را خوردن حلال نیست واگر فاتحہ بنام بزرگی دادہ شد
پس اغنیا را ہم خوردن جائز است اور کتاب انتباہ شاہ ولی اللہ سے نقل کیا پس دہ مرتبہ درود
خوانند ختم تمام کنند وبر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند الخ اور دوسرے عبارات
بہی علماء کی مقید اس مطلب کی نقل کین پس اس تقریر صاحب انوار طعام پر دعا کرنا اور ہاتھ اوٹہانا
ثابت ہوا اب گنگوہی کا خبط بے ربط و اشکل ہجو و بد حواس ہوکر کلام کہنا معلوم کرو اول تو صفحہ ۶
مین لکہتا ہی قولہ پس اس بنا پر اہل عرف مین بطور مجاز متعارف کے فاتحہ مطلق ایصال ثواب کا
نام ہوگیا ہے اگرچہ فاتحہ نہ پڑہی جاوے اور خالص مال کا ہی ثواب کا ہے ثواب ہو انتہی **اقول**
وباللہ التوفیق بعد قولہ اقول نہین کہا اور فاتحہ مطلق ایصال ثواب کا نام قرار دیا جس سے باوی الرائی
یہ معلوم ہوتا ہی کہ صاحب انوار کا یہ قول ہے یہ ابلہ فریبی گنگوہی کی ہے دوسری یہ کہ مطلق ایصال
ثواب کو فاتحہ کہنا ہرگز عرف مین بطور مجاز متعارف ثابت و واقع نہین ہے کسی دلیل و نقل سے اسکو ثابت
اسلئے یہ گنگوہی بہی نہ کر سکا یہ محض سخن سازی و زبان درازی بے محل ہے اگر یہ مجاز متعارف
ہوتا تو اہل عرف گائی بکری و کپڑا اناج جو کسی مسلمان کے روح پر ایصال ثواب کیواسطے دیتے ہین
اسکو بہی فاتحہ کہتے اور فاتحہ دینا بولتے اور ہر ادنے و اعلی جانتا ہے ان اشیا کے ساتھہ ایصال
ثواب کرنیکو کوئی بہی فاتحہ اور فاتحہ دینا نہین بولتا ہے اس سے ہی منصفین گنگوہی کے بیفہمی
جانلین اور دروغ گوئی پہچان لین اور یہ بنا رفاسد اسواسطے اس گنگوہی نے ڈالی ہے کہ ہم
پر مضر فاسد آگے جینگا چنانچہ صفحہ ۷ مین اوس عبارت شاہ ولی اللہ کے جواب مین جو اوپر
صاحب انوار کے قول مین گذری ہے اگر فاتحہ بنام بزرگی دادہ شد الخ یہ کہتا ہی کہ شاہ ولی

اللہ صاحب کے کلام مین یہ فقرہ اگر فاتحہ بنام بزرگی دادہ شد خود معلوم ہولیا کہ فاتحہ دادن کے
معنی ایصال ثواب کے ہوگئی ہین مجاز متعارف کی طور پر یا عرف عام وضع پر علماء ہذا عبارت انتباہ
مین انتہی دیکہو یہ کیسا لغو و بے عقل کا کلام ہے اسکو اسقدر بہی فہم نہین کہ جب شاہ ولی اللہ کے
کلام مین فاتحہ سے مراد مطلق ایصال ثواب کے فاتحہ پڑہنے کے مراد ہوگا تو اس عبارت شاہ
ولی اللہ کے اگر ملیدہ و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگی بقصد ایصال ثواب بروح ایشان پزند الخ معنے
یہ ہونگے کہ اگر ملیدہ و دودہ چاول واسطے ایصال ثواب کے کسی بزرگ بقصد ایصال ثواب
کی ساتھ روح انکی کے پکاوین یہ ہر ادنی عقل والا بہی جانتا ہی کہ ایصال ثواب بقصد ایصال ثواب
کلام لغو ہی اور اول قول مین فاتحہ کے معنے ایصال ثواب کے یہ گنگوہی بتاتا ہی نہ فاتحہ دادن
کی اور یہان فاتحہ دادن کے معنے ایصال ثواب کے بتاتا ہی اور عبارت انتباہ مین فاتحہ
خوانند واقع ہے اسکے معنے بہی ایصال ثواب کے ہی بتاتا ہے ایسی تاویلات فاسدہ اور
معانی کاذبہ باطلہ جو اپنی لفنس سے یہ گنگوہی جہوٹے جہوٹے بتاتا ہے اور ان معانی پر عبارات کتب
کو محمول کرکے مسائل حقہ کو اوٹہانا چاہتا ہی اور اپنے مذہب باطل کو ثابت کرنا چاہتا ہی درست ہین
تو اقوال نیچری کے جو منکر ہے وحی اور جبرئیل وغیرہما کا ایسے معانی جہوٹے اپنی طرف سے بنا کر
کہ انتقاش قلبی کو کہتا ہی ملکہ نبوت کو اس گنگوہی کے نزدیک صحیح ہوتی جاتی ہین اور گنگوہی کے ایمان
کا حال مانند نیچری کے اظہر ہوا جاتا ہی اگر گنگوہی نیچری کے تقریر کو اور اسکے معانی اپنے طرف سے
بنائی ہوئی صحیح نہ کہی تو اس پر دلیل قائم کرے کہ نیچری کو تو بدون دلیل و نقل کے وحی
و جبرئیل کے معانی مثلاً انتقاش قلبی و ملکہ نبوت کے بتانا درست ہووے اور فاتحہ کے اور فاتحہ دادن
کی اور فاتحہ خواندن کے معنی مطلق ایصال ثواب کے کرنا بدون دلیل و نقل درست ہوجاوین فقط
اسقدر دروغگوئی کو دلیل بنا کر کہ عرف و مجاز متعارف مین فاتحہ ایصال ثواب کا نام ہے فقط اپنی طرف
بدون دلیل و نقل ایسا کہدینا جواز و صحت کے واسطے کافی ہے تو نیچری بہی اس کہنے سے مطلق
عاجز نہین ہے وہ بہی کہدیگا کہ عرف عام یا مجاز متعارف جبرئیل و وحی ملکہ نبوت و انتقاش کا نام
ہی اور جسطرح عبارات کتب علماء گنگوہی کے معنی بنائی ہوئے پر محمول کرتا ہی ایسے ہی نیچری اقوال
قرآن شریف اپنے معانی بنائے پر محمول کرتا ہی پس دونون یعنے گنگوہی و نیچری کا ایک ہی
حال ہے ایک ظاہر ایک پوشیدہ ہوا تو کیا ہے اگر گنگوہی نیچری کا انکار کرے اور عرف عام اور

مجاز متعارف یہ معانی ہونا تسلیم نکرے تو اسیطرح ہم نیچریے اور گنگوہی دونون کے معانی عرف
عام و مجاز متعارف مین ہونا تسلیم نہین کرتے الغرض یہ صنع گنگوہی کا ایسا ہی کہ اسکی وجہ نیچریت
بہی درست ہوسکتی ہے اور معانی اور احادیث بہی مرتفع ہوسکتی ہے اور بہی خدشات واعتراضات
اسمین باقی ہین لکن ہم اسیقدر پر اکتفا کرتے ہین دوسرے بات واہیات بیعلمی کے اس گنگوہی کی اور بے
فہمی کی اور بتاتے ہین اوسہی صفحہ ۲ مین یہ گنگوہی کہتا ہی (کہ ان عبارات مین کہین بہی طعام روبرو
رکہکر ہاتھ اٹھاکر فاتحہ کا پڑہنا نہین نکلتا ہے) گنگوہی کے دلمین انصاف ہوتا یا معنے عرفی کو پہچانتا
تو یہ ہرگز نہین کہتا مولوی اسحق کی عبارت مین موجود ہی کہ وقت دعا کے مطلقًا ہاتھ اوٹھانا ثابت
ہولہے اور مطلق کا فرد طعام پر دعا کرنا بہی ہے پس بطور اطلاق کے اسکا ثبوت بہی ہوا اسی اطلاق
کے ثبوت کے سبب سے وقت تعزیت کے دعا کرتے وقت ہاتھ اوٹہانیمین مضائقہ نہونا مولوی
اسحق صاحب فرماتے ہین چنانچہ انکی عبارت جو اوپر صاحب انوار کے کلام مین گذری ہے اوسمین یہ
مصرح ہی اس عبارت طعام پر بہی ہاتھ اوٹہانا ثابت ہوا لکن یہ طریق ثبوت گنگوہی کو بے فہمی یا تعصب
کی سبب سے معلوم نہین ہے اسواسطے انکار کرتا ہی اور شاہ ولی اللہ کے کلام مین جو ہی کہ اگر فاتحہ
بنام بزرگی داده شد جبکی مراد یہی ہے کہ طعام پر فاتحہ دیگئی چنانچہ سیاق وسباق سے یہ ظاہر ہے
ہر ادنے واعلی جانتا ہی کہ بزرگ کے نام پر فاتحہ دادن کے طعام پر عرف مین یہی معنے ہین کہ ہاتھ اوٹہاکر
فاتحہ طعام روبرو رکہکر دیجاوے کیونکہ طعام وشیرینی بدون ہاتھ اوٹہائے فاتحہ پڑہنا بدون ہاتھ
اٹہائے ہرگز مروج ومرسوم نہین ہے عرف مین فاتحہ طعام پر پڑہنے کیواسطے ہاتھ اوٹہانا لازم ہورہا ہے
جسطرح عرف حاتم سخی ہورہا پس طعام پر فاتحہ دادن یا شیرینی پر فاتحہ پڑہنا جب مذکور ہوا تو بعرف عام
ہاتھ اس سے مفہوم ومعلوم ہوا ہان ایسا رسم بہی جاری ہوا ہوتا اور ایسا ہی عرف مین شائع ہوتا
کہ طعام بدون ہاتھ اوٹہائے کے بقصد ایصال فاتحہ پڑہی جاتی تو یہ مفہوم نہوتا یعنے ہاتھ کا اوٹہانا
اور جب بدون ہاتھ اوٹہائی کے طعام وشیرینی پر فاتحہ پڑہنا مروج نہین اور ایسا عرف جاری
نہین بلکہ جو لوگ فاتحہ طعام بقصد ایصال پڑہتے تو ضرور ہاتھ اوٹہاتے اسلیے ساتھ تو بلاشبہ
طعام وشیرینی پر فاتحہ دادن وخواندن کے ذکر سے ہاتھ اٹہانا مفہوم ومعلوم ہے انکار اسکا مکابرہ
صرف ہے دیکہو گنگوہی جو معروف نہین کہ وہ فاتحہ مطلق ایصال ہے اوسکو معروف بتاتا ہے
اور جو فاتحہ طعام وشیرینی پر پڑہنے کے ساتھ معروف ہی اور ذائع وشائع کہ وہ ہاتھ اوٹہانا ہے

اوسکا ثبوت فاتحہ دادن و فاتحہ خواندن سے نہین مانتا ہی ایسے مکابر کا کیا ٹہکانا ہی لفظ حاتم سے
سخاوت کا مفہوم و معلوم ہوتا ہی اس مکابرہ کے نزدیک ثابت نہووے تو عجیب نہین ہے مولف انوار
ساطعہ نے طعام و دعا کرنا اور ہاتھ اوٹہا علیحدہ علیحدہ ادلہ سے ثابت کر دیا تو گنگوہی غیظ و غضب
مین آنکر فرماتی ہین کہ سب اجزاء مباح سے ترکیب ہوا و ہیئت ہی مباح ہوا اسوقت اباحت ہوتی فاتحہ
مین طعام و قرآن کی ہیئت ترکیب مین تشبہ حاصل ہوا اور تعقید مطلق آیا بدعت و مکروہ ہو گیا
اقول و باللہ التوفیق تشبہ و تعقید کا اسمحل مین دعوا کرنا بلا دلیل ہے ہم ہرگز تسلیم نہین کرتے کہ
تشبہ و تعقید مطلق ممنوع ہین یہان موجود ہین اول اسکا ابطال ہمارے کلام سے گذر چکا ہی اعادہ
کی ضرورت نہین منصفین اقوال سابقہ ہمارے کیطرف رجوع کرلین گنگوہی کی بیعلمی پر دوبارہ
نظر کرین اس ہیئت ترکیب کے ممنوعیت پر **گنگوہی** دو حدیث ایاکم و محدثات الامور و من
تشبہ بقوم فہو منہم کو دلیل لاتا ہے اور ہیئت کی ممنوعیت اس سے ثابت کرتا ہی یہ امر بہی قابل
مضحکہ ہر ادنے واعلے کے ہے اتنا نہین جانتا کہ اول ثبوت اس امر کا چاہیے تھا کہ ہیئت محدث اون
محدثات مین سے حرام یا مکروہ ہین جس سے صغرے دلیل کا ثابت ہووے اسکا ثبوت تو گنگوہی نے
کیا ہی نہین دلیل اثبات کبرے کے پیش کرنے لگا اور علی ہذا القیاس تشبہ ہی ثابت نہوا پس
دونون حدیث سے کچہہ ثبوت اس محل مین نہین ہوتا ہے بیمحل ان حدیثون کو گنگوہی نے پیش
کیا ہی اس بنا پر طعام پر فاتحہ اوٹہا ہاتھ دینا مخالف قواعد و شارع کے بتا کر گنہگار ہوتا ہے اور ادعا
محض کرتا ہی کہ نص سے عدم جواز اسکا ثابت ہی یہ افترا خدا و رسول اللہ پر گنگوہی کا ہی خدا تعالی ایسے
افترا سے مسلمان کو بچاوے کہین یہ گنگوہی لا صلوۃ بحضرۃ الطعام جو خاص نماز کے بارہ مین ہی
جسکا مطلب یہ ہی کہ بہوک ہوتے ہوئے طعام کے حضور مین نماز نہ پڑہو کہ حضور مین قصور ہوگا یہ مراد
نہین بہوک نہو تب بہی طعام کے حضور کے وقت نماز نہ پڑہو پیش کرتا ہی اور اس سے ثابت کرتا ہے
کہ طعام آنے کے بعد قرآن پڑہنا مکروہ ہے غرض یہ کہ طعام پر فاتحہ پڑہنا اس دلیل سے مکروہ ہے
اتنی خبر نہین کہ مناط کراہت صلوۃ بوقت حضور طعام کیا ہے مناط وہی ہے جو راقم نے ابہی
بیان کیا منصفین کتب دینیہ مین تلاش کرکے معلوم کرلین اگر یہ وجہ ہوتی جو گنگوہی بیان کرتا
ہی کہ قرآن پڑہنا بعد آنے طعام مکروہ ہے اور نماز مین مکروہ اور بہوک ہونا اور حضور مین نقصان
نہوتا تو بدون بہوک کے ہی کراہت نماز ثابت ہوتی اور مطلق قرآن کی کراہت تو اس سے ہرگز ثابت

جو مولف انوار نے احادیث صحیحہ سے ثابت کیا اوس کا جواب گنگوہی یہ لچر و پوچ تقریر بیہودہ کرتا ہے کہ یہ دعا طعام آنحضرت صلعم نے زیادت طعام کیواسطے فرمائے آپ دعا کرتے تو زیادت طعام کی ہوتی اور جس شئے کی دعا زیادت کریں اوسکا روبرو ہونا مناسب ہے یہ دعا کرنا ضرورت کے واسطے تہا یہ فعل نظیر فاتحہ کے نہین **اقول و باللہ التوفیق** اس تقریر سے مدعی ہمارا اپنی زعم مین یہ گنگوہی رد ہوجانا خیال کرتا ہے اور عوام کالہوام اپنے معتقدین وہابیہ کو دہوکہ دیتا ہی کہ ہمنے جواب احادیث کا دیا اتنا نہین جانتا کہ ایصال ثواب اس امر کو مستلزم نہین ہے کہ یہ دعا طعام برکت و زیادت کیواسطے نہین ہے بلا شبہ ہم بہی برکت و زیادت کے واسطے یہ دعا کرتے ہین و فاتحہ و قل ہو اللہ کے وسیلہ سے یہ برکت و زیادت خدا تعالے سے چاہتے ہین آنحضرت صلعم کے دعا فرمانی سے بطور معجزہ کے زیادت ہوگئی تہی طعام مین عام مومنین اولیا کے دعا کے بطور معونت کی کرامت کی یہ زیادت ہونا ممکن ہے خارق عادات کے اقسام مین سے معجزہ و استدراج و معونت و کرامت تمام ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی بہی ترجمہ فارسی مشکوٰۃ مین فرماتے ہین و مجموع خارق عادات را چہار قسم نہادہ اند انچہ از کفار و فساق ظاہر گردد آنرا استدراج گویند و انچہ از عموم مسلمانان ظاہر شود آنرا معونت خوانند و انچہ از اولیا بود کرامت و بقید دعوے این ہمہ اقسام بیرون رفت یعنے از معجزہ اگرچہ زیادت طعام ہر ایک دعا کرنی والے سے واقع نہوتی ہو لیکن دعا کرنے کا جواز و وقوع زیادت پر موقوف نہین ہے فقط امکان و احتمال اس خرق عادت یعنے و برکت دعا کے واسطے کافی ہے ہر ادنی و اعلی جانتا ہی کہ زیادت جب ہوگی کہ جب خدا تعالے اسکی دعا کو قبول کرلیگا لکن کرنا کسی امر کیواسطے ہو زیادت و برکت کیواسطے ہو خواہ دیگر امر کے واسطے جواز اسکا اس پر موقوف کسی اہل عقل کے نزدیک نہین ہی کہ قبول بہی وہ دعا ہووے اور یہ دعا برکت و زیادت ادعیہ ممنوعہ سے ہی نہین جو ممنوعہ ہووے فقط خلق عادت کی وقوع کا احتمال و امید اس امر کی فعلی برکت جواز کیواسطے کافی ہے دیکہو اسیہی احتمال وقوع خارق عادت و امکان یہ مسئلہ فقہ کا مبنی ہے لڑکا بالغ ہو یا کافر مسلمان ہو یا حائض پاک ہو آخر وقت نماز کے مین کہ فقط تکبیر تحریمہ اوسمین ہوسکتی تو نماز اوس پر فرض و لازم ہے اس توہم کے وجہ سے کہ وقت مین امتداد آفتاب ٹہر جانے کے سبب سے حاصل ہو جاوے

کیونکہ ٹہر جانا آفتاب کا ان مذکورین کے واسطے بہی ممکن ہے خارق عادت ہی چنانچہ سلیمان علیہ السلام
و یوشع علیہ السلام و آنحضرت صلعم کے واسطے آفتاب ٹہر گیا تہا قال فی نور الانوار و الشرط توھم
لاحقیقة حتی اذا بلغ الصبی او اسلم الکافر و طھرت الحائض فی آخر الوقت لزمت
الصلوة لمتوھم الامتداد فی آخر الوقت بوقفا لشمس والمراد باٰخر الوقت الذی
لایسع فیہ الامقدار التحریمة فاذا حدث ھذہ الموجبات فی ھذا الوقت لزمت الصلوٰة
لاحتمال امتداده بوقفا لشمس فان امتد فی الواقع یؤدیہ فیہ و الا یقضیہا وھذا الوقف
امر ممکن خارق للعادة کما کان سلیمان علیہ السلام حیث عرضت علیہ بالعشی
الصافنات الجیاد فکادت الشمس تغرب فضرب سوقہما او اعناقہما فرد اللہ الشمس
حتی صلی العصر و سخر لہ الریح مکان الخیل وھذا بنص القران و قد کان لیوشع
علیہ السلام حتی فتح القدس قبل دخول لیلة السبت و قد کان نبینا علیہ السلام
حین فاتت صلوة العصر من علی کما ذکر فی السیر وھذا بخلاف الحج فانہ لم یعتبر فیہ توھم
الزاد والراحلة مع اکثر الناس یحجون بلا زاد و راحلة لان فی اعتبار ذلک حرجا ولو
اعتبر ذلک لا تظھر ثمرتہ فی وجوب القضاء لان الحج لا یقضی وانما تظھر فی حق الاثم
والایصاء و ذلک غیر معقول انتہی جب فقہا نے خارق عادت کے احتمال وقوع پر نماز
فرض کردی اور اس خارق عادت وقوع اور آفتاب کے وقوف کرنے پر اس فرضیت کو موقوف
نہ رکہا تو بخوبی واضح ہے کہ وقوع پر موقوف نہین ہے اور انبیاء علیہ السلام کیواسطے بطور معجزہ کے
ہوجانا اس خارق کا وہی دلیل دوسرے کیواسطے ہوجانیکی قرار دی اور یہ نہ کہا کہ وہ معجزہ انبیا
علیہ السلام تہا دوسرے کو اسکی امید و تمنا کرنا اور اس امید وار تمنا پر عمل کرنا درست نہین ہے
اسیطرح زیادت طعام و برکت کی احتمال و توہم پر دعا کرنا ہر مسلمان کو طعام پر درست جانا چاہیے
اور زیادت کیواسطے طعام پر دعا کرنا جب ہوا تو اوسکا روبرو رکہنا یہ گنگوہی بہی تسلیم کرتا ہے
اور اسکو مناسب جانتا ہی پس طعام پر دعا برکت روبرو رکہکر کرنا احادیث مذکورہ سے جنکو مولف
انوار نے ذکر کیا ہے ثابت ہے اور تقریر و تحریر گنگوہی بے شعور ہے اور لغو اوس سے ہمارا مدعے مرتفع
نہین ہوتا ہی اور دعا بر طعام کو حصر ایصال ثواب کے واسطے یا مغفرت میت کیواسطے کرنا نہین جو یہ
گنگوہی کرتا ہی حصر اوسکا باطل ہے اور زیادت و برکت کیواسطے ہونا سوائے ان شق ہی اسکے ساتھ

ایصال ثواب کی نیت بہی ہووے تو مضائقہ نہین ہے اور یہ جو گنگوہی کہتا ہے کہ فاتحہ مین افساد طعام کے
کہ ٹھنڈا ہوتا ہی) تقریر لچر ولغو ہے طعام ٹہنڈا ہونیکو افساد شرعا جو مذموم ہی قرار نہین دیا گیا ہے
ورنہ کسی دوسرے کام کے سبب سے طعام ٹہنڈا ہو جاوے تو وہ کام ہی مفسد طعام قرار دیکر ناجائز
ہونا چاہیے اس حالت مین تمام جہان مفسد طعام قرار پاویگا اور بزعم گنگوہی بدعتی ہلوگا اوسمین
وہابیہ بہی تمام شامل ہین کوئی وہابی ایسا نہین معلوم ہوتا کہ کبہی کسی کام کے سبب سے اس کا طعام
ٹہنڈا نہوتا ہووے ایسے لغویات اولہ شرعیہ گنگوہی بنا کر لوگونکو اپنے اوپر ہنسا تا ہی اور یہ قول
گنگوہی کا کہ (مولف اقط کا ترجمہ وہی کرتا ہے اگرچہ خطائین اسکی بہت ہین مگر ترجمہ حدیث کی
خطا بتانی ضرور ہی اقط پنیر کو کہتے ہین نہ وہی کو اور اوپر سے معلوم ہوا کہ دعا فخر عالم علیہ السلام کی
ضروری تہی اور فاتحہ دعا لغو اور لغو کا ترک مناسب ہے والذین ہم عن اللغو معرضون) **اقول**
وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق ایسی جہالت و نادانی سے خدا تعالے مسلمان کو بچاوے کہ
خود خاطی و غالط ہو اور دوسرے کو خاطی و غالط بتاوے جب مولف انوار نے ترجمہ اقط کا وہی
کیا تہا تو گنگوہی پر لازم تہا کہ لغت شروح احادیث کو دیکہتا اور اپنی یا دوسرے کی غلطی و صحت پر
واقف ہوتا اتنی فہم و سمجہ کہان جو ایسا کرتا اب لو گنگوہی کا حدیث کے معنے مین غلطی کرنا اور
اور بجہل مرکب مصنف ہونا ظاہر کرتے ہین اگرچہ تمام کتاب اس گنگوہی کے اغلوطات سے مملو
ہی چونکہ یہ حدیث کا معاملہ ہے اسلیئے اس غلطی سخت کا اظہار اور اس گنگوہی کے جہل مرکب کا
ابراز کرتے ہین پس جاننا چاہیئے کہ مولف انوار نے اقط کا ترجمہ وہی کا کیا ہے موافق لغت شرح
حدیث کے کیا ہے منتخب اللغات مین ہے اقط بالکسر وبکسرتین کشک کہ انرا پینو گویند انتہی اور
پینون کے حق مین برہان قاطع مین ہے پینو بروزن لیمو کشک باشد کہ دوغ ترش خشک
شدہ است وبعربی اقط و بترکی قروت خوانند و ماست چکیدہ و ماست چکیدہ را پنیر گویند کہ روغن
انرا نگرفتہ باشند اور کشک کو باب کاف مین لکہا ہے کشک بفتح اول و سکون ثانی و کاف دوغ
خشک شدہ باشد و بترکی قروت خوانند اور لفظ ماست کو باب میم مین اسطرح لکہا ہی کہ ماست
بروزن راست معروف ماست کہ جغرات باشد و بعضی جغرات چکیدہ را الی آخرہ یہ تحقیق الفاظ
برہان قاطع سے واضح ہوئی اور قاموس اللغات مین ہے اقط مثلثۃ و یحرک و ککتف و رجل
واہل شیئ یتخذ من المخیض انتہی اور غیاث اللغات مین ہے شروح نصاب وکنز وغیرہ سے

نقل کیا ہے اقط بالکسر و بکسر تین بمعنے پنیر کہ از قروت و کشک نیز گویند و آن ماست و جغرات خشک
کردہ شدہ است کہ از نان خورش سازند ان کتب ملغات سے واضح ہے کہ اقط دہی یا چھاچہ
ٹیکائے و خشک کی ہوئی ہوتی ہے شیخ عبد الحق دہلوی ترجمہ فارسی مشکوۃ مین درمیان باب معجزات
کی تحت حدیث انس کے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عروسا بزینب لعمدت امی ام سلیم الی
تمر و سمن و اقط الحدیث پس قصد کرد مادر من کہ ام سلیم است بضم سین بسوئے خرما و روغن
و قروت انتہی اور قروت کا ترجمہ لغت سے ابھی معلوم ہوا کہ دہی یا چھاچہ خشک ٹیکائی ہوئی ہے
اسکا ہندی کوئی جدا نام عام فہم نہین اور دہی خشک و ٹیکائے ہونیکو بہی دہی کہتی ہین اسلیے صاحب
انوار ساطعہ نے دہی اسکا ترجمہ لکھا پس لکھنا صاحب انوار کا موافق لغت عربی و فارسی و موافق
شرح اہل حدیث کی ہے گنگوہی تمام عمر گذری آجتک اسکو اقط کے معنے بہی نہ معلوم ہوئی اور جہل مرکب
سی اقط کے معنے پنیر کے کرتا ہے دہی اور چھاچہ ٹیکائے ہوئے کو کوئی اہل لغت عربی و فارسی و اہل
شرح حدیث پنیر نہین لکھتا ہے پنیر کو عربی مین جبن کہتی غیاث مین ہے جبن بفتحتین و بضم اول
و سکون ثانی پنیر و سفیدی کہ از آب و شیر جدا کنند اور مخزن الادویہ مین اقط و جبن کو علیحدہ
علیحدہ لکھا ہے اقط کی طبیعت سرد و خشک اور جبن کے سرد تر اقط کا اصل مادہ دوغ و جغرات
اور جبن کا مادہ دودہ جو پنیر مایہ سے منجمد کیا جاتا ہے اور مجمع البحار سے بہی مغائرت دونو نین ہونا
مفہوم ہے الاقط لبن مجفف یابس مستحجر یطبخ بہ اور جبن کے حق مین لکھا ہے وھو الذی
یوکل فیہ دلیل طہارۃ الانفحۃ لانہ لایحصل الا بہا انتہی اس سے خوب واضح ہوگیا
کہ اقط کے معنے پنیر کے نہین ہین اور اقط و پنیر تو عین قبائین ہین یہ جہالت صرف ہے جو
نوعین قبائین مین گنگوہی فرق نہین کرتا ہے اور بہتان صرف ہے کہ خاطی و غالط خود ہے اور
صاحب انوار جسکا مصیب ہونا واضح ہے تحقیق مذکور سے اوسکو خاطی بتاتا ہے و من یکسب
خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریا فقد احتمل بہتانا و اثما مبینا کا مصداق بنتا ہے گنگوہی لغو کو
بناہی اور دعا فاتحہ کو لغو کہنا ایسے ہی نادان ولا غیکا کام ہے دعا برکت طعام کرنا احادیث سے ثابت اور
ہاتھ اوٹھانا دعا کے وقت علی الاطلاق و فی الاصل دوسرے حدیث سے ثابت اور علماء کی عبارات
سے بہی اسکو ثبوت ہوگیا اور تعارف و تعامل علماء و صلحاء و مومنین کا سوائے چند بیعلم وہابیہ کے جو بیعلمی
و عناد دلداد سے اسکی منکر ہین اور تعامل الناس کا حجت شرعیہ ہونا بقولہ علیہ السلام ما راٰہ المسلمون

حسنا

حسنًا فهو عند اللہ حسن اور یہ معلوم ہو لیا اور خدشات گنگوہی کے مدفوع و مطرود ہو گئی اب اس عمل کو یعنے ہاتھ اوٹھا طعام فاتحہ دینے کو لغو کہنا بلا شبہ جہالت و عناد و لغویت صرف ہس آیت والذین عن اللغو معرضون بالنظور مجوزین دعا فاتحہ کی ہی حق مین صادق کے وہ لغو سے معرض ہین اور گنگوہی ایسے لغو باتین کرتا ہی کہ وہ اس آیت کا مصداق نہین ہو سکتا ہی بلکہ اوسکے حق مین یہ آیت پڑہنا مناسب ہے ومن یشاقق الرسول ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا گنگوہی صفحہ ۶۸ مین یہ عبارت ملا علی قاری کی بحوالہ شرح مناسک لایرفع یدیہ عند رویۃ البیت ای ولو حال دعائہ لعدم ذکرہ فی المشاہر وکلام الطحاوی صریح فی انہ یکرہ الرفع عند علمائنا الثلاثۃ ونقل عن جابر انہ فعل الیہود اور دوسرے عبارت اوسی کتاب سے یہ نقل کی کانہما اعتمدا علی مطلق اداب الدعا لکن السنۃ متبعۃ فی الاحوال المختلفۃ اما تری انہ علیہ السلام دعا فی الطواف ولم یرفع یدیہ انتہی نقل کرکے بہت خوشی ہوکر کہتا ہی کہ استحباب رفعیدین وہین ہے جہان فخر عالم سے ثابت ہو گیا) اور کہتا ہی کہ مولف کو لازم ہی کہ یہان بہی رفعیدین کو مکروہ و خلاف سنت جانے کہ یہ محل دعا کا ہی نہین ہے چہ جای کہ رفعیدین کا علی ہذا دخول خانہ مین اور لباس پہننے مین اور خروج خلاف اور نوم کی حالت مین اور دیگر بہت مواقع ہین کہ رفع یدین وہان ثابت نہین اور دعوات کا پڑہنا ثابت ہی تو سب جگہہ یہان رفعیدین مکروہ ہوگا) اور کہتا ہی یعنے گنگوہی روایات حصن حصین و مشکوۃ کچہہ مفید نہین یہ ادب محل رفع مین ہے نہ غیر اوس محل مین اور یہ روایت کلیہ قطعیہ تہی علی ہذا روایت اربعین کے کیونکہ اوسمین بہی دعا کی رفع مطلقًا ذکر کیا ہے نہ ہر جگہہ اور یہ تخصیص کو دعا تعزیت مین غیر ماثور کہدیا ہی پس مولف کا کیا مدعا اس سے نکلتا ہی کہ یہان تخصیص بہی ہی اور عدم رفع بہی یہان ثابت ہی پہر گنگوہی نے یہ رد المحتار کی عبارت اسلئے نقل کی کہ دعا الحنفیۃ مما یفعلہ فی نفسہ قال شارع المنیۃ لیس فیہا وضع لان فی الرفع اعلانا اور رد المحتار کی عبارت اسلئے نقل کی کہ امر یہ متفرع کرکے ایصال ثواب کو دعا حنفیہ کے یہان بہی رفعیدین نہین ہی اقول وباللہ التوفیق گنگوہی کو دیکہو اپنے مطلب کیموافق جانکر عبارت ملا علی قاری پیش کرتا ہی اور اس قول ملا علی قاری کو معتبر جانتا ہی اور محفل میلاد شریف جو ملا علی قاری نے ثابت کی اور مستحسان مسلمین تمام جہان روم و شام و مصر و اندلس و ہند و شرق و مغرب کا بیان اس محفل کے بارہ مین بیان کیا ہے جو دلیل شرعی ہے فقہا کے نزدیک کہ بہت سے مسائل تعارف و تعامل سے

فقہا ثابت کرتے ہین اور قیاس مجتہد سے اسکو راجح جانتے ہین اور اسہی غرض سے یہ دلیل شرعی
کا تحقق ہو کر جواز محفل میلاد شریف کا ثبوت ہو جاوے ملا علی قاری نے یہ استحسان ثابت کیا ہے
چونکہ مذہب فاسد گنگوہی کے خلاف ہی تو یہان ملا علی قاری کو غیر معتبر کہتا ہی اور اپنے قول کو دلیل بنا کر
اس تعامل کو حجت شرعی ہونے سے خارج بتاتا ہے اب اسکو شرم نہین کہ ملا علی قاری کے قول
یہان اس بارہ مین پیش کرتا ہے اور اس گنگوہی کے عادت خیانت فی العبارۃ کی بہی ہی چنانچہ
چند جائی پر معلوم ہو چکا ہے شرح مناسک اس وقت موجود نہین تا کہ خیانت و امانت اسکی
معلوم کیجاوے کے زکذاب گیر دخر دمند حارثہ کہ او رانیار وکسے در شمار بعد تصحیح نقل کے
جواب یہ ہے کہ عدم رفع یدین ملا علی قاری کی عبارت سے محل خاص مین مفہوم کہ رویت ہیت
اور یہان رفع یدین کے جائز ہی کہ اس سبب سے ہووے بعض امور شرعیہ ایسی ہین کہ وہ محدود
و محصور ہین چنانچہ اذکار صلوۃ بہی اسہی قسم کی ہین اور ادان و نحوہ بہی محصورات سے چنانچہ عبارت
فتح القدیر سے اوپر معلوم ہو چکا ہی اور رد المحتار مین ہے قال ابو حنیفۃ رح ولو نقص من تسبیحہ
او زاد فیہ کان مکروھا لان اذکار الصلوۃ محصورۃ فلا یزاد علیہا ۱۲ ھ انتہی اور بعض امور
مشروعہ محصور و محدود نہین ہین اونمین زیادت و کمی جائز ہی چنانچہ تلبیہ مین زیادت درست ہے
اوسکو محصورات سے شمار نہین کرتے ہین پس یہ فعل رویت کے وقت بہی جائز ہی کہ محصورات
مین سے ہووے کہ اسمین جو فعل آنحضرت صلعم سے ثابت ہی وہ جائز اور جو ثابت نہین وہ ناجائز
اور دعا فاتحہ ایسی ہونا ممنوع ہے پس اس قول ملا علی قاری سے دعا فاتحہ کی رفع یدین کا ممنوع ہونا ثابت
نہوا اور کوئی قاعدہ ملا علی کی عبارت مین موجود نہین ہی کہ جس سے یہ مفہوم ہووے کہ ہر جگہ کا یہی
حکم ہے کہ فعل آنحضرت صلعم سے اس کا ثبوت ہووے تو جائز ہے رفع یدین اور فعل سے ثبوت
نہووے تو ناجائز ہے پس اس عبارت سے استدلال رفع یدین فاتحہ کی کراہت پر کرنا سفاہت
محض ہے اور ممکن ہی کہ ہمارے ائمہ نی کسے دلیل اور کسی قرینہ سے اس محل خاص رویت ہیت
مین کراہت سمجہی ہووے اور کوئی دلیل خاص اون کے پاس موجود ہووے اسلئے کراہت
رفع یدین کے اس محل مین قائل ہوئے ہووین اسلئے کہ ثبوت کراہت کیواسطے دلیل خاص چاہئے
مستحبات وضو کے تحت مین رد المحتار مین ہے قال فی البحر ھناك ولا یلزم من ترك المستحب
ثبوت الکراھۃ اذ لابد لھا من دلیل خاص اھ اقول ھذا ھو الظاھر ولا شبھۃ الخ او

بہم مسلم البرٹ

مسلم الثبوت کی شرح کے صفحہ ۲۲ مین ہے الدلیل الاباحۃ الاصلیۃ فانہ قد علم من الشریعۃ ان
مالم یقم علیہ دلیل فہو مباح بخلاف تحریمکم فانہ لابد من دلیل مخصوص انتہی جب
کتب فقہ واصول سے ثابت ہی کہ اباحت کے واسطے دلیل اسیقدر کافی ہی کہ کوئی دلیل خاص کراہت
وحرمت کی نہووے اور کراہت وحرمت کے واسطے یہ ضرور ہی کہ دلیل خاص ہووے تو ضرور اس
محل مین کراہت رفعیدین کی دلیل خاص ہمارے علمار کو حاصل ہوگی جسکے سبب سے مکروہ فرماتے ہین
پس جب کتب اصول وفقہ ناطق ہین اسطرح پر کہ اباحت کیواسطے دلیل خاص ضرور نہین کراہت
وحرمت کے واسطے ضرور ہے تو یہان محل رفعیدین فاتحہ برطعام کوئی خاص کراہت وحرمت موجود
نہین ہی تو مباح ہی اور جسجگہ سوائے امور محصورہ کے دلیل خاص کراہت وحرمت موجود نہو وہان
وقت دعا رفعیدین جائز ہے نہ مکروہ اور ثبوت رفعیدین کا وقت کے فعل آنحضرت صلعم ہونا
ضرور نہین ہی احادیث قولیہ مطلقہ سے ثبوت کافی ہے اور کسی محل دعا مین کوئی مانع رفعیدین کا موجود
ہو تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ دوسری جگہ بھی جہان مانع موجود نہین ہے وہان مکروہ جاننا
چاہئے پس محل دعا فاتحہ مین وجود مانع ہمارے نزدیک ممنوع اور گنگوہی کی یہ لغو تقریر تمام مدفوع
اس سے کہ مانع کا ثبوت نہین ہے پس رفعیدین ممنوع نہین احادیث قولیہ مطلقہ کی جہت سے
مباح مستحب ہی پس مولف انوار کراہت تسلیم وقبول اس محل مین لازم بناناہی بنار فاسد علی الفاسد
عبارت علی قاری سے یہ مفہوم نہین کہ محل فاتحہ مین رفعیدین مکروہ ہے اور محل مذکور مین ثبوت
نہین ہوا جسکے سبب سے مولف کو قبول کراہت لازم ہووے اور محال معدودہ حالت نوم وخروج
از خلا وپوشیدان وغیرہ کے وقت بھی کوئی رفعیدین وقت کر سکے تو اسکی ممانعت کا ثبوت بھی
کسی دلیل سے نہین ہوتا ہی اور آنحضرت صلعم سے ان محال مین منقول نہونا رفعیدین کا مستلزم عدم
وقوع وعدم ثبوت نہین اور بالفرض والتقدیر اگر اقوال علمار معتبرین ان محال مین ثبوت کراہت
کا ہو جاوے تو ہم وجود دلیل خاص کراہت اونکے نزدیک ووجود مانع پر محمول کرینگے اور کیون نہین
جائز ہی کہ عبارت ملا علی قاری کی بر تقدیر ثبوت عموم وشمول کی غیر رویت ہیت کو بھی یہ مراد ہووے
کہ یہ کراہت اوس وقت تک ہی کہ تعارف وتعامل الناس جو دلیل اقوی قیاس سے اسلئے کہ یہ اجماع کے
ساتھ ملحق ہی چنانچہ اوپر معلوم ہوچکا ہے موجود ہووے اور وقت وجود دلیل اقوی کی تعامل الناس ہے
یہ کراہت مرتفع ہی اور اس محل رفعیدین فاتحہ مین تعارف وتعامل کا تحقق بدیہی ہے پس اسکو بر تقدیر کے

بہی عبارت ملا علی قاری شامل نہین ہے ان احتمالات مذکورہ کے سبب براہین قاطعہ واولہ ساطعہ گنگوہی کے کوئی قائم نہین پس عبارت علی قاری سے حجت پکڑنا سراسر نادانی ہے اور روایات مطلقہ حصن حصین ومشکوۃ سے یہ ہرگز مفہوم نہین ہے کہ محل اوب وہ ہین جہان رفعیدین وقت دعا آنحضرت صلعم نے کیا ہووے وہ روایات اس سے مطلق ہین کہ جہان فعل اس کا آنحضرت صلعم واقع ہی وہان کرو اور یہ گنگوہی اون احادیث کی رو سے جن سے بعض محل مین فعل رفعیدین آنحضرت صلعم کا ثابت ہی ان روایات کو یعنے روایات حصن حصین ومشکوۃ کو اونپر محمول کرتا ہی اسنے انمین یہ قید ثابت کرتا ہی کہ جسجگہ آنحضرت صلعم نے کیا ہووے تو بلاشبہ یہ تقیید مطلق ہے اور اطلاق کے خلاف ہے اور تقیید مطلق کے عدم جواز وکراہت وحرمت کا یہ گنگوہی ہی قائل ہے پس رفعیدین فاتحہ کا انکار تقیید مطلق پر مبنی ہوا پس یہ انکار بہی حرام ہونا چاہئے اور گنگوہی کا مرتکب حرمت ہونا لازم ہی اور ہم اون محل مین ہی رفع یدین جائز ومستحب کہتے ہین جہان فعل آنحضرت صلعم اونپر واقع ہے اور سوائے اون محل احادیث قولیہ مطلقہ کے جہت سے جہان فعل واقع نہین ہے اور کوئی مانع ودلیل کراہت موجود نہین وہان بہی جائز کہتے ہین پس دونون روایات فعلیہ وقولیہ پر عامل ہین گنگوہی روایات قولیہ پر عامل نہین ہی بلکہ منکر ہوکر عاصی ہے اور اربعین کی عبارت مین وقت تعزیت رفعیدین کرنے کے حق مین مولوی اسحق ظاہراً جواز است ومضائقہ ندارد لکہتے ہین یہ دولون نص صریح ہین جواز کے بارہ مین اور غیر ماثور ہونا جو مولوی اسحق بیان کرتے ہین اوس کا یہ مطلب ہرگز نہین کہ یہ رفعیدین وقت کا ناجائز ہے اگر یہ مطلب اوسکا کلام سفاہت پر مشتمل ہونا لازم آویگا کیونکہ اوسکا مطلب یہ ہوگا کہ جواز بہی اور عدم جواز بہی ہے اسہی ایک رفعیدین کا اور حتی الامکان عاقل وعالم کی کلام کو سفاہت سے بچانا لازم ہے پس یہ مطلب ہرگز نہین لے سکتے ہین ہان گنگوہی سے عجب نہین کہ اونکو بہی سفیہ بناوے اور یہ ہی مطلب لیوے اور تاویلات فاسدہ کرلے اسکے طرف رجوع اون کے کلام کرے اب غیر ماثور ہوتے مراد نبویہ یہ ہوسکتی ہین کہ اگرچہ قول آنحضرت صلعم سے کہ احادیث مطلقہ قولیہ مین یہ جواز مفہوم ہے اور ظاہر ہی ممکن عقلاً یہ ماثور ومنقول نہین ہے اور جب قول ہوتی ہوئی فعل کی ضرورت نہین یہ رفعیدین جائز ہے اور اس مین مضائقہ نہین ہے یہ صاف عبارت اربعین سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسمین کوئی خرابی نہین ہے جسکے ذہن مین کجی اور دلمین مرض اس مطلب سے بمنازل دور ہے اور شیئے عجیب جانتا ہی اور عبارت رد المحتار مین خود مانع

موجود ہی کہ رفع یدین سے اخفاء جاتا رہتا ہی اور اعلان جو ضد اوسکی متحقق ہوتی ہے پس وہ دعا خفیہ نہین رہتی اور اس دعا خفیہ ہونا اسکا منظور اسلیئے وہان رفعیدین نہین اور دعا فاتحہ کا خفیہ ہونا داعین کے ممنوع ہی پس یہ عبارت بہی بے محل نقلکی ہے اور اس عبارت رد المحتار سے کہان مفہوم ہی کہ رفعیدین ممنوع ہان اسقدر مفہوم ہی کہ دعا خفیہ کے منافی وہ دعا خفیہ نہ رہیگی اور اس گنگوہی کی یہ عبارت رد المحتار سے نقلکی اور اس سے قبل یہ بہی رد المحتار مین موجود ہے قوله كالدعاء اى كما يرفعها المطلق الدعاء فى سائر الامكنة والازمنة على طبق ما وردت بہ السنة ومنہ الرفع فى الاستسقاء فانہ مستحب كما جزم بہ فى القنية خزائن انتهى اى مواضع مخصوصہ صفا وغیرہ مین بہی اسطرح ہاتھ اوٹہاوے دعا کے جیسے کہ سائر مکانون اور زمانون مین مطلق دعا کیواسطے ہاتھ اوٹہاتے ہین موافق ومطابق اوسکے سنت سنی مین وارد ہی خواہ حدیث فعلی ہو مطلق قولی ہو اس سے خوب واضح ہی کہ مطلق دعا کیواسطے ہر زمانہ و ہر مکان سوائی اون ازمان واوقات کہ کسی دلیل خاص سے ممنوعیت مفہوم ہووے ہاتھ اوٹہانا درست ہی اور اسلیے تیسرے سطر مین ہے ان من اداب الدعاء ان يدعو مستقبلا ويرفع يديه الخ اور اس سے چند سطر کے بعد ہے قوله يجعل كفيه لوجهه) الذى فى البحر يجعل ظهر كفيه لوجهه ومثلہ فى شرح المنية فكلمة ظهر سقطت من قلم الشارح وهذا معنى ما ذكره الشافعية من انہ ليس بكل داع رفع بطن يديه للسماء ان دعا بتحصيل شيئ وظهرهما ان دعا برفعہ انتهى ان تمام عبارات سے بہی واضح ہی کہ ہر داعی کے واسطے سوائی مخصوص محل کی کہ جہان دلیل خاص سے منع ہووے ہاتھ اوٹہانا چاہیے الغرض اصل دعا مین رفع یدین کوئی صارف عن الاصل موجود ہووے تو نہ چاہیئے اور در صورت نہونے صارف بنا بر اصل رفع چاہیے انکار اسکا سوائے مکابر ومعاند وسفیہ اور کوئی نہین کرسکتا ہی اور دعار فاتحہ مین کوئی صارف عن الاصل موجود ہی نہین پس وہان وہی اصل کے موافق رفعیدین چاہیے پس طعام پر رفعیدین ثبوت بخوبی ہے پس زٹل ولغویات سے کہ کہین کہ بعد ثبوت منع کے کلیات نصوص سے مولوی عبد الغنی گجراتی وجامع الادراد کا جائز لکھنا قابل اعتبار نہین ہے اور کہین اون کے قول کی یہ تاویل فاسد کرتا ہی کہ یہ تحقیقات وتعینات رسوم صالحہ او سوقت تک ہین کہ التزام اوسکا نہو اور عوام کے قلوب مین رسوم کا اندیشہ نہو اور بہی سوالات عشرہ شاہ عبد العزیز جس سے یہ مطلب مولف انوار نے ثابت کیا تہا تصرف ہونا اور شاہ صاحب پر بہتان

ہونا بتاتا ہی اتنی فہم و اسقدر انصاف و علم اس گنگوہی مین کہ نفس ہی پیش ایسے نکر سکا جس سے
ممنوعیت طعام پر دعا کے وقت ہاتھ اوٹھانے اور دعا کرنے ہووے اور افتراء علی اللہ والرسول
ممنوعیت کا مخصوص سے بتاتا ہے اور مولوی گجراتی و صاحب جامع الاوراد کے قولکو بلا دلیل قابل اعتبار ہونا
اور بنا فاسد علی الفاسد کرنا اور بے ادبی سے پیش آنا کہ قابل اعتبار نہین کہتا ہی جسجگہ شاہ
ولی اللہ و شاہ عبد العزیز و اسمعیل و اسحق کا قول ہووے وہان یہ کلمہ کیون کہتا اونکا معصوم
خطا سے جانتا ہی اور چونکہ وہ انہین وہابیہ کے بزرگوارون سے ہین بحسب زعم انکی کے ہین اونکا ادب
واجب جاننا من حیث المطابقت یہ ادب نہین ہے اگر اس حیثیت سے ہوتا تو مولوی عبد اللہ و صاحب
جامع اوراد و دیگر کے ساتھ بھی یہ ہوتا بلکہ اس سبب سے یہ ہی کہ ان وہابیہ کے زعم مین شاہ ولی اللہ
وغیرہ انکے ہم عقیدہ ہین ہم عقیدہ ہونیکی جہت سے ہی اور عدم التزام و عدم رسوخ کی تاویل جو
یہ گنگوہی کرتا ہے اور اب بھی التزام بمعنے فرض و واجب و سنت مؤکدہ رفعیدین دعا فاتحہ مین
موجود نہین اور قلوب عوام مین کا اندیشہ یہان نہین ہے عوام مین کسی سے یہ سنا نہین کہ وہ التزام
و فرض و واجب و سنت کے قائل ہون بلکہ معاملہ استحباب کا انکو کرتے دیکھا ہی نہ کرنیمین گناہ نہین
جانتے ہین اور ترک استحباب بعض اوقات شرعا ضرور نہین ہے جو کبھی کبھی مستحب کو چھوڑنا ہی ضرور
ہووے اور سوالات کا جواب یہ گنگوہی دیتا ہی ایسا جواب کہ بلا دلیل کے تصرف بتا دینا اور بہتان
صاحب کتاب پر ہونیکی نسبت کرنا ہر مبطل دیسکتا ہی کفار بھی آنحضرت صلعم کو بہتان کرنے والا
خدا تعالی پر بتاتے ہین اور ہر شخص کہہ سکتا ہی کہ گنگوہی نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہی اوسمین تصرف ہوا ہے
اور اسکے مولف مصنف پر بہتان ہے اس پر دلیل جو بیان کی اوسکا لغو لچر ہونا ظاہر ہے نہ وہ عقلی
دلیل ہی نہ نقلی کسی تصنیف و تالیف شاہ عبد العزیز صاحب مین کہ یہ نسبت سوالات عشرہ معتبر
و معتمد ہووے یہ موجود ہوتا رفعیدین طعام بر وقت دعا کے ناجائز ہے تو البتہ یہ دلیل اسکی ہوسکتی
تھی کہ یہ اون پر جواز کا بہتان ہے اور علی صراط مستقیم سے ہی مولف انوار جواز اپنی مدعیکا ثابت
کیا تھا یہ گنگوہی ایصال ثواب و فاتحہ خوانی کا ثبوت اوس کتاب سے مانتا ہی طعام روبرو رکھکر قرات
کی مین ہونا منع کرتا ہی اوسکا جواب ہمارے کلام سابق سے ظاہر ہی کہ فاتحہ خوانی متعارف ایسی ہے
کہ طعام روبرو ہووے اور رفعیدین بھی ہووے اور بدون اسکے فاتحہ خوانی معروف نہین ہے اور
معنی اصطلاحی دوسرے کوئی فاتحہ خوانی کی نہین ہے اور لغوی معنے یہان مراد نہین ہے پس انکا

گنگوہی کا عدم وقوف بر اصطلاح کے سبب سے ہے اور مولف انوار ساطعہ نے شاہ عبد العزیز صاحب سے نقل کیا تہا کہ وہ عبد الحکیم پنجابی کے جواب مین لکہا تہا زیارت و تبرک ساتھ قبور صالحین کے اور امداد ثواب و تلاوت قرآن و دعا خیر و تقسیم طعام شیرینی امر مستحسن و خوب ہے باجماع علما اور تعیین عرس بزرگونکی شاہ نے ثابت کی اس سے قبور شہدا پر ہر سال آنحضرت صلعم و خلفاء راشدین آتے تھے اوسکی جواب مین گنگوہی کہتا ہی کہ ایصال ثواب و زیارت قبور کو شاہ صاحب نے مستحسن فرمایا ہے تعیین یوم زیارت کو عقلاً لکہکر ایک حدیث لکہدی ہے کہ گو وہ ضعیف ہی نہ بطور احتجاج و تصحیح اور عمل کی اور دلیل گنگوہی یہ لکہتا ہی کہ شاہ صاحب خود طبقہ رابعہ کے حدیث پر اعتقاد و عمل درست نہونا لکہتے ہین عجالہ نافعہ مین اور روایت درمنثور وغیرہ طبقہ رابعہ سے ہین اور کہتا ہی کہ حدیث صحیح لا تتخذوا قبری عیداً او قبری عیداً اسکے معاند و مانع عرس کے ہی اور یہ عبارت مجمع البحار نقل کرتا ہی لا تجعلوا قبری عیداً ای زیارۃ و قبری قبری عیداً او قبری فطر عیداً ای لا تجمعوا الزیارۃ اجتماعاً للعید فانہ یوم لہو و سرور و حال الزیادہ بخلافہ وکان داب اہل الکتاب فاورثہم القسوۃ من ہجری عبدہ الاوثان حتی عیدوا الاموات انتہی یہ نقل کرکے گنگوہی کہتا ہی کہ عرس کو حدیث صحیح نے بالکل حرام کردیا پہر حدیث منقول شاہ کو مجمل بتاتا ہی کہ معلوم نہین محرم یا ربیع الاول یا شوال مراد ہی اور مجمل پر عمل درست نہین) اور کہتا ہی کہ شاہ صاحب نے اگر اما یہ روایت نقل کردی ہی ورنہ قابل احتجاج نہین ہے پس اصلیت عرس کے ثابت نہین) اس تقریر و تحریر سے ہٹ دہرمی گنگوہی کے ہر ادنے عقل والی منصف پر واضح ہے اور جہالت و نادانی اسکی لائح ہے مولوی عبد الحکیم پنجابی نے یہ اعتراض کیا تہا کہ تمنے عرس کو فرض سمجہہ رکہا ہے سال بسال کرتے ہو زبدۃ النصائح مین ہی شاہ اوسکے جواب مین یہ عبارت لکہتے ہین این طعن مبنی است بر جہل احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ را ہیچکس فرض نمیداند آری زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشان باہداء ثواب و تلاوت قرآن و دعائی خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علما و تعیین روز عرس برائے آنست کہ آن روز مذکر انتقال ایشان می باشد از دار العمل اور شاہ صاحب نے تعیین اور عرس کے واسطے درمنثور اور تفسیر کبیر وغیرہ سے یہ حدیث نقلکی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار و الخلفاء الاربعۃ ہکذا یفعلون انتہی اس سے صاف ظاہر ہے کہ شاہ جواز تعیین عرس

ثابت کرتے ہین اور اپنی فعل کہ عرس کرتے تھے ثبوت دیتے ہین اور صاحب انوار ساطعہ یہ نقل تمام
کر دیا ہی اس سے کوئی آدمی عقل والا بہی یہ سمجہہ سکتا ہی کہ یہ بطور الزام کے شاہ صاحب کا فرمانا نہین
ہی بلکہ بطور تحقیق کے ہی اور استدلال ہے اپنی جواز تمعین اور عرس پر اور اقوال سابقہ مین فتح القدیر
سے ہم نقل کر چکے کہ الزام بعد استدلال کے ہوتا ہی اسلیے کہ حقیقت نقض مذہب خصم ہے اُس چیز سے
جسکا ملزم معتقد نہین ہے اور نقض مذہب خصم سے صحت اپنی مذہب کی لازم نہین آتی ہے یہ عبارت
فتح القدیر نقل کرتے ہین والالزام انما یکون بعد الاستدلال لان حقیقۃ نقض مذہب
الخصم مما لایعتقدہ الملزم ولا یکون نقض مذہب خصمہ فقط یوجب صحۃ مذہب نفسہ
الابطریق عدم القائل بالفصل وھذا لایکون الا اذا کان بالنقض بہ مما یعتقدہ صحیحاً
اس سے واضح ہی کہ الزام بعد استدلال کے ہوتا ہی اپنے مذہب اگر یہ گنگوہی الزام بتاتا ہی تو استدلال
اپنی مذہب پر شاہ صاحب نے کونسا ذکر کیا ہی قبل اس الزام کے اور الزام مین جس چیز کے ساتھ
نقض مذہب خصم ہوتا ہی اوسکا صحیح ہونا اعتقاد خصم مین ضرور ہے مذہب خصم اور اوسکے نزدیک
بالنقض بہ صحیح ہونا بہی ثابت کرے پہر ادعاء الزام کا کرے یہ گنگوہی ناواقف ہی حقیقت الزام سے
اسلیے اسکو الزام قرار دیتا ہی اور حدیث درمنثور تفسیر کبیرہ وغیرہ کو طبقہ رابع کے بتاتا ہی اول تو طبقہ
رابعہ ہی ہونا اور ثالث وغیرہ کے نہونا ثابت کرے طبقہ رابعہ کے ہونیکا حکم اس پر کرے فقط قول
اس گنگوہی کا اس امر مین کافی نہین ہے کسی کے قول سے یہ ثابت کیا ہوتا بمقابلہ اپنے خصم کے دعوی محض
دلیل اثبات کے پیش کرنا سراسر سفاہت ہی اور عجالہ نافعہ مین طبقہ رابعہ کے احادیث پر عقیدہ نہونا
لکہا ہے یہ تو نہین لکہا کہ درمنثور تمام روایات طبقہ رابعہ کے ہین اور جلال الدین کے تصانیف کی حق مین
جو عجالہ نافعہ مین یہ لکہا ہے مائہ تصانیف شیخ جلال الدین سیوطی در رسائل و نوادر خود
ہمین کتابہا است اس سے منثور تمام احادیث طبقہ رابعہ کے ہونا مفہوم ہی فقط رسائل و نوادر کا حال اسی سے مفہوم اور رسائل اور نوادر سے
یہ تفسیر درمنثور خارج ہی اگر بالفرض طبقہ رابعہ ہونا اور دیگر طبقے سے نہونا محقق بہی ہوجاوے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ طبقہ رابعہ کی احادیث کی صحت
کسیطرح ممکن ہی نہین اور عمل اسپر جائز ہی نہین ہے کسی حالت مین اس فرمانے شاہ صاحب کے عجالہ نافعہ یہ مفہوم ہے کہ اسناد کے سبب سے طبقہ
رابعہ احادیث ضعیف ہین اور دیگر وجوہ صحت مین کوئی موجود نہووے تو عقیدہ و عمل اس پر درست
نہین ہے اور سوائے اسناد کے دوسرے وجوہ صحت کے ہووین تو عمل کیونکر درست نہین فتح القدیر
کی باب ایقاع الطلاق مین ہے مما یصح الحدیث عمل العلماء علی وفقہ قال الترمذی

عقیب روایۃ حدیث غریب والعمل علیہ عند اہل العلم من اصحاب النبی صلعم و
غیرہم وقال مالک رح ایضاً شہرۃ الحدیث بالمدینۃ یغنی عن صحۃ سندہ انتہی
اس سے واضح ہی عمل موافق حدیث کے موجب صحت ہے اس ہی غرض سے بعد روایت حدیث
غریب کی ترمذی کہتا ہی اس پر عمل اہل علم کا ہی کہ صحت دیگر وجہ سے معلوم ہو جاوے اور امام
مالک نجم الحدیث ہین فقط شہرت حدیث کی مدینہ منورہ مین صحت سند سی بی پروا ہونا جانتے
ہین پس سوائے صحت سند دیگر وجوہ سے بہی جب صحت ہو جاتی ہے تو کیون نہین جائز ہے
اگرچہ حدیث درمنثور وغیرہ کے بحسب سند طبقہ رابعہ ہے لکن شاہ صاحب کے نزدیک دیگر وجوہ سے
صحت اس حدیث کے سوائی سند کے ثابت ہووے کہ صحت سند سے استغنا حاصل ہووے اسی واسطے
محل استدلال مین اسکو ذکر کیا ہی فلا بد لرفع ہذا الاحتمال من البرہان اور یہ کسقدر سفاہت و نادانی
کی بات ہی کہ کہتا ہی شاہ صاحب نے حدیث لکہدی اور یہ بطور احتجاج و تصحیح اس حدیث کی اور دلیل
یہ حدیث نہین لکہی ہے اتنی تمیز اسکو نہین کہ بمقام خصوم جو حدیث قابل احتجاج نہووے اور عمل
اوس پر درست نہووے اور خصم کے نزدیک بہی اوسکا قابل عمل ہونا ثابت نہوا ہووے تو نہین پیش
یہہ فعل و سفاہت و حماقت نہین تو اور کیا ہے خصم کا اعتراض اپنے اوپر لے لینا دیدہ و دانستہ
کہ وہ کہیگا کہ تمکو اتنی بہی تمیز نہین کہ یہ قابل عمل نہین ہے تمکو پیش کیونکر درست ہے تو اسکا جواب
نہوسکا کون سے عقلکی بات ہے اور اگر خصم اس حدیث کی قابل احتجاج نہونے سے غافل ہے اور
شاہ صاحب واقف ہین اوسکی قابل احتجاج نہونی سے اور این ہمہ پیش کر دی فریب و دہوکہ کیا جو
دین الہی مین درست نہین ہے پس گنگوہی کا قول صحیح ہوگا شاہ صاحب نعوذ باللہ سفیہ و فریبی دین
الہی مین ہونا لازم آویگا مثل مشہور ہے نادان کی دوستی جیکا جنجال یہ دوستی شاہ صاحب سے گنگوہی
نے کی کہ اوسکو ایسا بنایا پس قول گنگوہی کے احتجاج کے طور پیش نہین کی الزام کے طور پر پیش کی
بالکل باطل ہے اب یہ گنگوہی حدیث منقول شاہ صاحب کو معاند حدیث صحیحین لاتتخذوا قبری عیداً
کا اور معارض بتاتی ہین پس جاننا چاہئے تعارض حجتین عبارت تدافع سے ہے کہ وہ تقابل حجتین علی
السواء ہی بانیطور ایک کو دوسرے پر حکمین متضادین مین مرتبہ نہووے اور ہر ادنے طالب علم بہی
جانتا ہی کہ تقابل عبارت اس سے ہی کہ وہ دونون ایک محل ایک جہت سے ایک زمانہ مین جمع نہو سکین
اوران دو حدیث مین یہ مفقود ہی حدیث منقول شاہ صاحب ہین راس قول پر زیارت شہدا پر جانا ہے

اور حدیث صحیحین ر اس قول پر جا بنیکو سلام و دعا کی لئے مانع نہین ہے عید بنا نیکو مانع ہی اور عید بنانا
اور اس قول پر جانا دونون ایک نہین ہے اور نہ اس قول پر جانا عید نہ بنانیکو مستلزم کیونکہ عید سے
لہو و سرور مراد ہی چنانچہ خود اس گنگوہی نے عبارت مجمع البحار نقلکی ہے اوسمین عید کے حق مین موجود ہے
فانہ یوم لہو و سرور پس قبور شہدا پر دعا سلام کرنیکو جانا اور آنحضرت صلعم کی قبر مبارک پر لہو و سرور
کرنا جب دونون کے معنے و حکم ایک نہین ہے غیر غیر ہین پس منع لہو و سرور ہے اور جائز اس قول کے
جانا دعا سلام کیواسطے ہے اور تقابل و تدافع و معاند و معارض ہین ایک حکم ہونا ضرور ہی کہ اومی ایک
کا ایک حدیث سے جواز اور دوسرے سے عدم جواز مفہوم ہوتا تو معاند ہوتا اور یہان مفقود ہے پس
تعاند قرار دینا جہالت معنی دونون حدیث کی ہے ہی اگر فقط جمع ہوتا ہی قبر آنحضرت صلعم پر اگر چہ
سلام و درود کیواسطے کسی زمانہ مین ہو اس حدیث سے یہ گنگوہی ممنوع جانتا ہی تو تمام امت کے عقیدہ اور عمل سے جاننا اور عقیدہ
اور قول کرنا گنگوہی کا خلاف ہی کیونکہ حج مین بڑی جماعت امت محمدیہ ص کے ہوتی ہی اور بعد
حج کے مدینہ منورہ کو جانا ثابت ہی اور تمام امت کا عمل در آمد اس پر ہی کہ قبل حج یا بعد حج کے ایک
طائفہ آنحضرت صلعم کی قبر مبارک پر جمع ہوتا ہی اور وہابیہ کو ایسا اتفاق اور اس جمع ہونیکو کوئی
اومی و اعلی سلف و خلف ممنوع نہین جانتا ہی اور نہ کسی نے اس قسم کی احادیث سے اس جمع ہونیکو
ممنوع جانا ہی پس اسکو ممنوع جانا تمام امت سلف و خلف کے خلاف ہی اگر یہ منع ہوگا تو تمام امت
کا ضلالت پر اجتماع لازم آویگا کہ ایک امر ممنوع کو تمام امت جائز جانتی ہین اور اس عمل پر در آمد راضی
ہی اور اجتماع امت کا ضلالت ممتنع ہی لقولہ لا تجمع امتی علی الضلالۃ وغیرہ الاحادیث والقران پس
اجتماع درود و دعا و قران کے پڑہنے کیواسطے ممنوع نہین ہے اور نہ حدیث اس پر دال ہی بلکہ حدیث
صحیحین سے لہو و سرور کرنا قبر پر ممنوع ہے پس عرس بزرگان کہ سال بسال ہوتا ہی اسکی حقیقت
یہی ہے کہ تلاوت قران ہو کر فاتحہ ہو جاتی ہے اور جو کچھ طعام یا شیرینی ہوتی ہے وہ تقسیم ہوتی ہے
اوسکی ممانعت کسی حدیث سے نہین اور سال بسال ثواب رسانی کا ثبوت حدیث منقول شاہ
صاحب سے پس عرس کی اصل ثابت ہی منکر اوسکا جاہل و سفیہ ہے یہ قطع دلیل تعامل صلحا و علما کے
ورنہ دلیل تعامل و تعارف صلحا و علما جواز کے واسطے کافی و وافی ہے اور تعامل و تعارف دلیل
شرعی بخوبی اوپر معلوم ہو لیا پس جواز عرس مین بہی عاقلین منصفین کے نزدیک کچھ شبہ نہین
ہی اب گنگوہی نے جو یہ کہا ہی کہ عرس کو حدیث صحیحین نے بالکل حرام کر دیا ہی سراسر سفاہت ہے

اسکو اسقدر خبر نہیں ہی کہ ثبوت حرمت کیواسطے دلیل قطعی الثبوت وقطعی الدلالۃ ہونا چاہی اور کراہت
تحریمی کے واسطے ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ یا قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ چاہی اور بدعت مثل
بلکہ مرادف کراہت تحریمی کی ہے اوسکے واسطے بہی ایسی دلیل چاہی جیسے سے کراہت تحریمی
ثابت ہوتی ہے اور فرض کے ثبوت کے واسطے بہی ایسی دلیل چاہیے جیسے سے کہ حرمت ثابت
ہوتی ہے اور وجوب کے ثبوت کے واسطے بہی ایسی دلیل چاہیے جسی سے کراہت تحریمی و بدعت
ثابت ہوتی ہے اور استحباب وسنت وکراہت تنزیہ کے واسطے ظنی الثبوت وظنی الدلالۃ چاہیے
اول دلیل جیسے آیت قرآن مفسر یا محکم یا حدیث متواتر کہ مفہوم اوسکا قطعی ہو اور دلیل دوسری کہ
جیسے آیات مؤولہ اور تیسری دلیل جیسے اخبار احاد کہ مفہوم اوسکا قطعی ہو اور دلیل چوتہی اخبار احاد
مفہوم اونکا بہی ظنی ہو تحت اس قول درمختار کی ومثلہ البدعۃ الی الحرام اقرب فی المکروہ
تحریما ونسبۃ الی الحرام کنسبۃ الواجب الی الفرض فیثبت بما یثبت بہ الواجب یعنی بظنی الثبوت
انتہی علامہ شامی فرماتی ہین قولہ ومثلہ البدعۃ والشبہۃ الذی یفیدہ کلام القہستانی ان البدعۃ
مرادفۃ للمکروہ عند محمد والشبہۃ مرادفۃ للمکروہ عندہما قولہ نسبۃ ای من حیث
الثبوت وقولہ فیثبت الخ بیان لہا وفی اقتصارہ علی ظنی الثبوت قصور فی العبارۃ بیانہ
ذلک ان الادلۃ السمعیۃ اربعۃ الاول قطعی الثبوت والدلالۃ کنصوص القرآن المفسرۃ
او المحکمۃ والسنۃ المتواترۃ التی مفہومہا قطعی الثانی قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ کالآیات
المؤولۃ الثالث عکسہ کاخبار الاحاد التی مفہومہا قطعی الرابع ظنیہما کاخبار الاحاد
التی مفہومہا ظنی فبالاول یثبت الافتراض والتحریم وبالثانی والثالث الایجاب
وکراہۃ التحریم وبالرابع تثبت السنۃ والاستحباب انتہی پس جب یہ بخوبی ثابت ہوا کہ
فرض وحرام کی ثبوت کیواسطے دلیل سمعی قطعی الثبوت وقطعی الدلالۃ مانند آیات قرآنیہ مفسرہ ومحکمہ
کی یا حدیث متواتر قطعی الدلالۃ کی چاہی تو یہ حدیث صحیحین جسکا احاد ہونا ظاہر و باہر ہے اور دلالت
بہی اسکی عدم جواز عرس پر قطعی بلکہ ظنی بہی نہین ہے موجب ومثبت حرمت بلکہ کراہت بہی نہین
ہوئی پس یہ ادعا گنگوہی کا کہ حدیث صحیحین سے عرس بالکل حرام کر دیا سراسر جہالت ہی احوال
ادلہ سے اور یہ بہی عبارت منقولہ بالا درمختار وشامی سے واضح ہی کہ بدعت مثل کراہت یا مرادف
کراہت ہی اوس کے ثبوت کیواسطے بہی یا آیت قرآنیہ مؤولہ یا حدیث احاد قطعی الدلالۃ ہونا ضرور ہے

پس رفعیدین وقت دعا بر طعام اور عرس و محفل میلاد وغیرہ امور متنازعہ فیہا کو جو یہ گنگوہی بدعت
بتاتا ہی تو ہر امر کیواسطے یا تو آیت مئولہ یا حدیث اگرچہ احاد ہو لکن قطعی الدلالۃ ہونا چاہی ان امور
پر اور ایسے آیت و احادیث ان امور پر نہ ہونا ظاہر ہے جو جو یہ گنگوہی یا کوئی دوسرا ناواقف
پیش کرتا ہی تمام ایسے ہین کہ دلالت انکی قطعی نہین ہے اور احادیث کا ثبوت بہی قطعی نہین ہے بلکہ دلالت
ظنی بہی ان احادیث کے ان امور کے بارہ مین نہین ہے پس بدعت امور کو کہنا سراسر جہالت
ہی پس عرس کو حرام کہنا اور رفعیدین وقت دعا بر طعام وغیرہما امور متنازعہ فیہا کو جو یہ فرقہ وہابیہ
حرام و بدعت بتاتی ہین باوجودیکہ ان امور کا بدعت و حرام ہونا شارع علیہ السلام سے ثابت نہین ہوا ہے
اور ادلہ جواز ان امور کے اوپر گذر چکے ہین پس یہ وہابیہ تغیر حکم شرع کرتے ہین اور دین مین وہ چیز
داخل کرتے جو دین مین سے نہین ہے یہی بدعت سئیہ اور احداث فی الدین ہے جو بدلیل حدیث من
احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد مردود ہی اور یہ وہابیہ ہی اس صنع مین کہ غیر حرام و غیر مکروہ
تحریمی کو اور غیر بدعت سئیہ کو حرام و مکروہ تحریمی و بدعت سئیہ بتاتی ہین مصداق اس حدیث کی
ہین اور مرتکب بدعت ضلالت کی ہین جس طرح غیر سنت موکدہ سنت اعتقاد کرنا اور مباح واجب جانکا
اعتقاد کرنا مخالف و مکروہ تحریمی اسہی او قال فی لیس منہ کی سبب سے اسیطرح کا غیر حرام کو حرام مثلاً
کہنا او قال فی الدین ما لیس منہ ہی پس یہ ہی بدعت سئیہ و مکروہ تحریمی ہے پس وہابیہ کا اہل بدعت
سئیہ ہونا ظاہر ہے پس گنگوہی کے حرام کہنے نے عرس کو گنگوہی کو بدعتی بدعت سئیہ و مغیر احکام
شریعہ بنا دیا ورنہ حرام ہونا آیت قرآنی قطعی الدلالۃ و حدیث متواتر قطعی الدلالۃ سے ممنوع ہونا
ثابت کرے عرس کا ورنہ بدعتی ببدعۃ سئیہ ہونا گنگوہی کا ظاہر ہی اور ایسے دوسرے وہابیہ کا حال ہے
دیکہو گنگوہی کو کہ مولف انوار ساطعہ نے لکہدیا تہا کہ شاہ عبد العزیز صاحب اپنے والد کا عرس کیا
کرتے تہے اور اس پر اعتراض عبد الحکیم پنجابی نے کیا تہا تو اوسکا یہ جواب شاہ صاحب نے دیا تہا
جواب بہی مذکور ہوا جسکے حق مین یہ وہابی تباہی باتین گنگوہی خلاف عقل و نقل کے بتائین لکن اسکا
انکار گنگوہی نے نہین کیا کہ شاہ صاحب عرس کرتے تہے یعنے یہ نہین کہا کہ شاہ صاحب
عرس نہین کرتے تہے اور وقت اس امر کا تہا اگر شاہ صاحب نکرتے ہوتے تو جسطرح سوالات
عشرہ کے بارہ مین اس نے یہ کہا کہ یہ تصرف ہوا ہی سوالات عشرہ مین اور شاہ صاحب پر یہ بہتان
ہی کہ فاتحہ و ادن نیاز اما مین کی سے کہانا متبرک ہوجاتا ہے اسیطرح یہان بہی انکار کرتا یہ گنگوہی ہانطو

کہ شاہ صاحب پر عرس کرنیکا بہتان ہے شاہ صاحب نہین کرتے تھے اور جب انکار نکیا تو معلوم ہوا کہ اس
گنگوہی کے نزدیک شاہ صاحب کا عرس کرنا ثابت ہی پس اب یہ گنگوہی عرس کو حرام کہتا ہے
کہ حدیث صحیحین نے بالکل عرس کو حرام کردیا تو شاہ صاحب کو اس گنگوہی نے در پردہ
مرتکب حرام کہا ہی اور شاہ عبد العزیز صاحب بالواسطہ اس گنگوہی کے استاد ہوتے ہین خبیث
ہین پس استاد کو مرتکب عرسکے اصل چیز کا عامل قرار دیا ہی اور اپنے استاد کے عمل کو حرام بتاتا
ہی مولف انوار ساطعہ نے اسطرح لکہا تہا اپنے پیر و مرشد کے حق مین کہ ہم اونسے ملی تو یہ گنگوہی مولف
انوار کے حق مین براہین قاطعہ کے صفحہ [illegible] لکہتا ہی کہ (یہ لفظ ناسعادتمندی کا ہی حدیث مین ہی کہ جس نے
اپنے باپ کو قریب کہا وہ عاق ہے پس استاد پیر کی نسبت ایسی کلام کس درجہ شمار ہوویگی) دیکہو
اس لفظ صاحب انوار مین کوئی خرابی نہین ہے شرعًا اسلیے کہ ملنے کے معنی ملاقات کی ہین
اور صحابہ رض بہی کہدیتے تھے کہ ہم نے آنحضرت صلعم سے ملاقات یعنے ملے چنانچہ مشکوۃ شریف کتاب
الاداب باب حفظ اللسان من الغيبة والشتم مین ہے عن عقبة بن عامر قال لقيت رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقلت ما النجاة فقال املك عليك لسانك وليسعك بيتك وابك على خطيئتك
رواه احمد والترمذی عقبہ بن عامر صحابی رسول اللہ فرماتی ہین کہ مین ملا آنحضرت صلعم سے پس مین
کہا کہ دنیا و آخرت مین نجات کا کیا سبب ہے آنحضرت صلعم نے جواب دیا کہ مالک ہوجا اپنی پر اپنے
زبان کا اور اپنے گہر بیٹہے رہو اور اپنی خطا پر رو دیکہو اس کہنے مین کچہ بے ادبی نہوئی اور کوئی قباحت
نہین آنحضرت صلعم سے ملا تو عقبہ بن عامر کیون کہتے اور نہ کوئی آجتک اسکا قائل ہوا کہ یہ کلمہ بے
ادبی کا ہی اور قران مین ایسا استعمال موجود ہی انك كادح الى ربك كدحا فملاقيه اور انهم ملا
قوا ربهم اور بہت جگہ ایسا موجود ہی پس ایسا کہنیکا حدیث و قرآن سے جائز ہونا ثابت اسکو
ناسعادتمندی یہ گنگوہی بتاتا ہی کہین تم نہ کہدیجیے نعوذ باللہ منہا کہ قرآن حدیث مین بہی یہ کلمات
ناسعادتمندی کے ہین اور عقبہ بن عامر بہی ناسعادتمند تھے جس سے اوسکی ایمان کا حال خوب روشن
ہوجاوے اب خیال کرنا چاہی کہ صاحب انوار کا جو موافق قرآن و حدیث کے وہ تو پیر مرشد
استاد کے حق مین یہ گنگوہی ناسعادتمندی بتاتا ہی اور خود اپنے استاد بالواسطہ کے فعل کو حرام
کہتا ہی جس سے مرتکب حرام ہونا استاد کا واضح ہی وہ ناسعادتمندی اس گنگوہی کی نہین ہے اور
یہ تو آنحضرت صلعم کو بہائی اپنا بنانیکو قرآن حدیث کے موافق کہکر اہل حق کو مخالف قرآن و حدیث

کا بتاوے اور پیر کے ملنی کو ملنا جو موافق قرآن وحدیث گری کہدینی والیکو نا سعادتمند کہکر مخالف قرآن حدیث
نہوا ایسے ایمان پر افسوس کرنا چاہئے کہ آنحضرت صلعم کو بہائی بنانا تو کچہہ برا نہین اور پیر سے ملنی کو ملنا کہدینا
برا ہوجاوے مولف انوار نے شاہ عبد الغنی استاد گنگوہی کے رسالہ شفاء السائل سے نقل کیا نفس
ذکر ولادت آنحضرت صلعم وسرور وفاتحہ کمال سعادت انسان کی ہے چنانچہ شیخ ابن حجر مکی وشیخ عبد
الحق دہلوی وغیرہما نے تصریح کی ہے انتہی اوسکے بعد صاحب انوار نے یہ کہا کہ استاد تو یعنی شاہ
عبد الغنی استاد گنگوہی کے اوسکو موجب سعادت اعتقاد فرماوین اور شاگرد رشید اوسکو گناہ
قرار دین اور خواہی نخواہی اپنی شاخین نکالکر کشان کشان کفر تک بہی نوبت پہونچاوین انتہی
گنگوہی نے اول تو مولف انوار پر تبرا کیا اور عادت رویہ مولف کا مثل روافض کے بتایا یہ نہین
تمیز کہ روافض کا تو یہی رویہ ہے کہ اہل حق پر تبرا کرتے ہین اور کلمات سب شتم سے یاد کرتے ہین جیسا
کہ گنگوہی مولف کے حق مین ایسے کلمات کہتا ہے اور دروغگوئی سے سب وشتم مولف کے حق مین لگاتا ہے
اساتذہ کے اعتقاد پر اور پہر گنگوہی اعتراض مولف انوار کے جواب مین کہتا ہے کہ فرض کیا کہ شاہ
عبد الغنی صاحب کی رائے مولف کے موافق تہی اور مجیب نے مخالفت اس مسئلہ مین اپنی استاد کے
کی مگر مخالفت علماء کے اپنے استاد سے کسی جزئی مسئلہ مین کوئی امر جدید نہین جو مولف کو محل
نقض ہو امام ابو یوسف وامام محمد امام ابو حنیفہ رح کے بہت جزئیات مین خلاف پر ہین اور آجتک
یہ امر جاری ہے پہر یہان اسقدر غیظ مولف کا محض سینہ کا کینہ ظاہر کرتا ہے ورنہ ان مقتدایان
پر بہی اعتراض کرنا لازم والا جو وہان تامل کرتے ہو وہ یہان بہی کرتا تہا انتہی کلام گنگوہی اب
منصفین اذکیاء کے غور تامل کا محل ہے کہ اس گنگوہی کو اپنے جہل مرکب پر گھمنڈ ہے کہ خود کو مانند
امام ابی یوسف وامام محمد کے گمان وزعم کرتا ہے مثل مشہور چہ نسبت خاک را بعالم پاک یہ گنگوہی
جاہل اصحاب امام صاحب کے مجتہد ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون نص قطعی الدلالۃ
عدم تسویہ پر دال ہے اونکی مخالفت اپنی استاد سے احکام فروع جائز ہے بسبب مجتہد فی المذہب
ہونیکی کہ انکو قدرت تہی استخراج احکام ادلہ سے موافق قواعد مقررہ اپنے استاد کے یہ گنگوہی
قرآن وحدیث وغیرہما کی معانی ظاہریہ بہی سمجہنے سے قاصر ہے چنانچہ اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ فہم معانی
احادیث مین کیسی کیسی غلطیان اس نے کین ہین الفقہ کا ترجمہ پنیر کا کردیا ایسی غلطی حدیث وطوبے
للغرباء کی مراد مین کی اور سواد اعظم سے ایک شخص مراد لیا اور والعاملین علیہا کو نص جواز اجرت

معلمین قرار دیا اور علی ہذا القیاس بہت سی اغلاط اسکے اوپر گذر چکی ہین جنسے جہالت اسکی ہر ادنی
طالب علم بہی جانتا ہی پس یہ تنظیر امام ابی یوسف و امام محمد کسی طرح نہین ہو سکتا ہی اور انکی مخالفت
جو احکام مین بسبب قدرت مخالفت کی بظاہر معلوم ہوتی ہی تو اول یہہ کہ وہ فی الواقع مخالفت نہین
ہی کیونکہ اصحاب امام خود قسمین سخت کہا کر کہتی ہین کہ ہمنے کوئی قول ایسا نہین کہا کہ اوسمین ہمنے
اپنے استاد ابی حنیفہ رح کی مخالفت کی ہووے مگر وہ قول کہ وہ امام صاحب رح اول کہہ چکے ہین اور وہ
بہی روایت ہمارے استاد امام ابی حنیفہ رح کے ہے اس تقدیر پر جسقدر مسائل فقہ مین ہین تمام
اقوال امام ابی حنیفہ رح کے ہین اصحاب امام کے وہ اقوال مجازاً کہی جاتی ہین اور دوسرے یہ کہ اونکی مخالفت
ظاہری بہی امام ابی حنیفہ رح کے فرمانے کے سبب سے اونہون نے کی تہی کہ امام صاحب نے انسے فرمایا تہا
کہ تمکو کوئی دلیل مسئلہ کے سوائے اوسکی جو مین کہتا ہون ظاہر ہووے تو کہو تو اونہون نے تمہواقف اپنے
اجتہاد کیواسطے امتثال امر اپنے استاد کے دلیل ایسے بیان کی کہ اوس دوسرے روایت امام کو
کہ وہ امام صاحب کے نزدیک راجح نہین تہے راجح ہوئے پس انکا قول خارج قول امام سے اور
مخالف نہوا مگر مخالفت ظاہری و مجازی عبارت درمختار و رد المحتار سے یہ تمام واضح ہی مع شئی
زائد کے درمختار کی عبارت یہہ ہے قال لاصحابہ ان توجہ لکم دلیل فقولوا بہ فکان کل یاخذ بروایۃ عنہ
ویرجحہا انتہی اور رد المحتار کی عبارت قولہ ان توجہ لکم دلیل اے ظہر لکم فی مسئلۃ
وجہ الدلیل علی غیر ما اقول ط قولہ فکان کل یاخذ بروایۃ عنہ اے فلیس لاحد منہم
قول خارج عن اقوالہ ولذا قال فی الولوالجیۃ من کتاب الجنایات قال ابو یوسف ما قلت
قولاً خالفت فیہ ابا حنیفۃ رح الا قولاً قد کان قالہ وروی عن زفر انہ قال ما خالفت
ابا حنیفۃ رح فی شیئ الا قد قال ثم رجع عنہ فہذا اشارۃ الی انہم ما سلکوا طریق
الخلاف بل قالوا ما قالوا عن اجتہاد و رای اتباعاً لما قالہ استاذہم ابو حنیفۃ رح انتہی وفی
آخر الحاوی القدسی واذا اخذ بقول واحد منہم یعلم قطعاً انہ یکون بہ اخذاً بقول
ابی حنیفۃ رح فانہ روی عن جمیع اصحابہ من الکبار کابی یوسف و محمد و زفر والحسن
انہم قالوا ما قلنا فی مسئلۃ قولاً الا وہو روایتنا عن ابی حنیفۃ رح واقسموا علیہ
ایماناً غلاظاً فلم یتحقق اذاً فی الفقہ جواب ولا مذہب الا لہ کیفما کان وما نسب الی غیرہ
الا بطریق المجاز للموافقۃ اہ الی ان قال العلامۃ الشامی صاحب رد المحتار ان الامام لما امر صحابہ

بان یاخذ وامن اقواله بما تتجه لهم منها علیه الدلیل صار ما قالوه قولا له لابتنائه علی
قواعده التی اسسها لهم الخ پس اس بیان سے واضح ہی کہ فی الحقیقۃ اصحاب امام کی امام صاحب کے
مخالف نہین یہ مخالفت ظاہری انکی فرمانے کے سبب سے کی ہے اور انکی طرف اقوال فقہ مجازًا منسوب
ہین اور بیان اولہ اصحاب امام کا بہی موافق قواعد امام صاحب کے اور اجتہاد سے تہا باین ہمہ علمائے تصریح
فرمائی ہے کہ اصح یہی ہے کہ فتوی علی الاطلاق قول امام پر ہے اگر امام سے روایت نہ ملے تو قول امام ابی
یوسف پر فتوے ہی اور انکی روایت بہی نہووے تو قول امام محمد پر فتوے ہی اور انسے روایت
نہووے تو زفر وحسن بن زیاد کے قول پر فتوی قال رد المحتار قوله والاصح کما فی السراجیة
اقول عبارتها ثم الفتوی علی الاطلاق علی قول ابی حنیفة ثم قول ابی یوسف ثم قول
محمد ثم قول زفر والحسن بن زیاد انتہی اس سے خوب واضح ہی کہ شاگردان امام صاحب کے
مخالفت نہین کرتے اور امام مالک رح کے شاگرد یحیی بن یحیی جامع موطا اتباع امام مالک کی اپنے
لازم جانتے تھے چار مسائل مین انکی اتباع نکی دوسرے کی تہی تو تو مورد مواخذہ وانکار ہوئی تھی
چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب بستان المحدثین فرماتے ہین نوشتہ اند کہ یحیی بن یحیی در مسئلہ اتباع
اجتہاد امام مالک رح لازم گرفتہ بود مگر در چہار مسئلہ کہ مذہب ابن سعد مصری
را اختیار میکرد مردم اندیار بسبب کمال اعتقاد حضرت امام مالک درین مخالفت قلیلہ ہم برو
گرفت میکردند وانکار میخوردند انتہی دیکہو خوب ثابت ہوا کہ بڑے بڑے محققین مانند اصحاب امام
اور اصحاب مالک اپنے اساتذہ کے مخالفت نہین کرتے تھے اور اونکے مخالفت سے مورد طعن ہوتے
تھے پس گنگوہی پر طعن مولف انوار صحیح ہوا اور مخالفت جو گنگوہی بتاتا تہا اوسکا بطلان واضح ہوا
اگر گنگوہی کہوے کہ امام صاحب اور امام مالک صاحب مجتہد تھے اسلیے اتباع انکی ضرور تہی بغیر
اجازت کے مخالفت اونکی اچہی نہین تہی تو ہم کہینگے کہ تمنے امر عام مخالفت شاگردان امام کا
امام کے کرکے اپنی مخالفت اپنے استاد سے جائز ہونا ثابت کی تہی جب مخالفت شاگردان امام
کی امام سے ثابت نہوئی تو تم جو اپنی مخالفت اپنے استاد سے ثابت کرتے وہ بہی ثابت
نہوئی دوسرے یہ کہ اصحاب امام باوجود مجتہد فی المذہب ہونیکے چنانچہ رد المحتار مین ہے
الثانیة طبقة المجتہدین فی المذہب کابی یوسف ومحمد وسائر اصحاب ابی حنیفة
القادرین علی استخراج الاحکام من الادلة علی مقتضی القواعد التی قررها لهم استاذهم

ابو حنیفہ رح فی الاحکام الخ اپنی رائے کے متبع ہوئی اور مجتہد کے تابع اپنی رائے کیا اور یحیی بن
یحیی جامع موطا نے اگرچہ چار مسائل مین مخالفت امام مالک رح کی کی لکن تابع اپنی رائے کے ہوئی
دوسرے مجتہد کی تابع ہوئی تمنے اس مسئلہ کو کو لسے مجتہد کی تابع داری کر کے اپنے استاد کے
قول سے برگشتہ ہوئے اور جمہور کے قول سے اعراض کیا تو تم مجتہد بہی کسی درجہ کے بلکہ عالم
بہی نہین ہو چنانچہ تمہارے علم کا حال اوپر ظاہر ہی ہو چکا ہی یہ کو نسے نص قرآنی و حدیث نبوی
سے ثابت ہی کہ لتعارف و تعامل الناس و جمہور علماء اور اپنے اساتذہ کی مخالفت درست ہی اور بدون
حصول بلکہ اجتہاد حرام و مکروہ بنا دینا بدون نقل اقوال مجتہدین کے درست ہی اور آیات و احادیث
جو دانے جاہا وہ معانی لیلیا درست ہی ہرگز یہ درست نہین ہے اوپر امام نووی وغیرہ سے منقول
کہ بلا اجتہاد احکام بیان ناجائز ہے اور غیر مجتہد کے صواب مین گناہ ہی اور حکم اوسکا مردود و مطرود
ہی اور ایسے ناواقف عامی کو فتح القدیر و ہدایہ سے منقول ہوا کہ حجت حدیث لانا ناجائز ہے ایسا حکم
مثبت بتجربت ہے چنانچہ اوپر معلوم ہوا ہے اور مولف انوار تو یہ اعتقاد کیا تہا کہ سنت گردر غیبت
اوسکو گناہ قرار دین اور گستاخان نوبت بکفر پہونچا وین اسکا انکار گنگوہی نے نہین کیا کہ
ہم نوبت بکفر نہین پہونچاتے اور یہ محل انکار تہا دگر عقیدہ گنگوہی کفر کو پہونچنے کا نہو تا جب انکار
یہان نکیا تو معلوم ہوا کہ اسکے نزدیک محفل میلاد شریف ہی جسکے جواز کا قول شاہ عبد الغنی
بجسب قول ابن حجر و شیخ عبد الحق دہلوی وغیرہما سے ثابت کرتے ہین اور گنگوہی اونکی مخالفت
کرنا قبول کرتا ہی تو مخالفت یہی ہوئی کہ محفل میلاد شریف جسکے قائل شاہ عبد الغنی و ابن حجر
و عبد الحق وغیرہما حرام موجب کفر ہے پس لازم آیا کہ گنگوہی کے نزدیک یہ اکابر مجوز حرام و کفر
کے ہین اس ناسعادتمندی کا کیا ٹہکانا ہی کہ اساتذہ کے حق مین یہ اعتقاد کہے اور ایسی مخالفت
کرے اور اس مخالفت کی جواز مین مخالفت اصحاب امام ابی حنیفہ کو حجت لاوے جسکا بطلان
ابہی واضح ہوا ہی اور ایسے مخالفت کہان ہی جیسے کہ گنگوہی کرتا ہی کہ جس سے مجوز کفر ہونا لازم آوے
پس اپنی مخالفت کو جو اصحاب امام مخالفت پر قیاس کرتا ہی قیاس مع الفارق ہے اب
منصفین کو جاننا چاہی کہ یہ گنگوہی در پردہ علماء اپنے اساتذہ وغیرہم کو مجوز حرام و کفر بتا کر
ناسعادتمند ہوا ہے یا مولف انوار فقط اس کہدینے سے اپنی پیر کے حق مین کہ ہم اونسے ملنے جسکا
جواز قرآن و حدیث سے مفہوم و معلوم ہو چکا ہی اور دوسرا تماشا گنگوہی کے عقیدہ فاسدہ کا دیکہو

اس نے آنحضرت صلعم کے حاضر ناظر جاننیکو اور یہ جانکر ندا و خطاب کے اشعار وغیرہ پڑہنیکو کفر
لکہا تہا فتوے میلاد مین کجب مولف انوار ساطعہ نے کتب احادیث و فقہ سے یہ ثابت کیا کہ
ارواح انبیاء علیہم السلام چلتے پہرتے ہین اور مقامات خیر مین حاضر ہوتے ہین چنانچہ بیت المقدس
مین ارواح انبیاء علیہم السلام حاضر ہوئین آنحضرت صلعم نے امامت انکی کی اور موسی علیہ السلام و
یونس علیہ السلام کو وادی ارزق مین اور گہاٹی ہرشاہی یا مفت مین حج کے لئے چلی جاتی آنحضرت
صلعم دیکہنا بیان کیا اور شیخ عبد الحق کے قول سے انبیاء علیہ السلام کے حیات حقیقی و دنیاوی پر
اتفاق ہوتا لکن عوام کی نظرون سے محجوب ہونا اور آنحضرت کو تئین اور ان انبیاء علیہم السلام کو
بہ قیام و بہ مثال و بے اشتباہ و بے اشکال کے دکہا دینا ثابت کیا اور قسطلانی کے قول کسے ایسا
ہی ثابت اور شب معراج مین بیت المقدس مین امامت انبیاء علیہم السلام کے کرنے بعد آسمانون
پر انبیا علیہم السلام سے ملاقات ہونا اور بہت جلدی چلا جانا احادیث صحیحہ کسے بیان کیا اور زرقانی
کی قول سے آنحضرت صلعم کا جسم اور روح کے دیکہنا ممنوع نہونا اور انبیاء علیہم السلام کا قبور مین
زندہ ہونا اور انکو اجازت قبرونسے نکلنیکی در تصرف ملکوت علوی و سفلی انکا ہونا ثابت کیا اور
جلال الدین سے یہ منقول بیان کیا اور شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے ثابت کیا کہ شاہ ولی اللہ کہتے
ہین کہ آنحضرت صلعم کی صورت کو اکثر امور مین مین اپنے او پر مین نے دیکہا اور یہ کہ انبیاء علیہم السلام
قبور مین نماز پڑہتی ہین اور حج بہی کرتے اور زندہ ہین اور حضرت مجدد الف ثانی کا فرمانا ذکر کیا کہ حضرت
الیاس و خضر علیہم السلام کے روحونکا حاضر ہونا حلقہ مین اور حضرت خضر علیہ السلام کا بیان کرنا
کہ بصورت اجسام متجسم ہوکر کار اجسام کے انسے صادر ہوتے ہین اور نیز قول حضرت مجدد الف ثانی نے
آنحضرت صلعم کی روحانیت حضور ارزانی فرمانا ذکر کیا اور جلال الدین سیوطی سے نقلکیا کہ آنحضرت
صلعم اطراف زمین مین آمد و رفت ساتھ برکت کی فرماتی ہین اور ہماری نظرونسے مانند فرشتونکی چہپ گئی ہین
مگر جس ولی اللہ کو اللہ دکہادیوے اور امام غزالی سے نقل کیا کہ ارباب قلوب بیداری مین ارواح کا مشاہدہ
کرتے ہین اور شیخ سے نقلکیا کہ شیخ ابو سعود بعد ہر نماز کے آنحضرت صلعم سے مصافحہ کرتی تھے اور شیخ عبد الحق
سے نقلکیا کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ نے آنحضرت صلعم کو بیداری مین دیکہا اپنے مجلس وعظ مین اور ممبر سے اوتر
کہڑے ہوئے ایسے نقول علماء سے حضور آنحضرت کا ثابت جس سے ممکن ہونا حضور آنحضرت صلعم مجلس میلاد
مین ثابت ہوا اور مولف انوار نے خاص محافل میلاد شریف کی اور احادیث آنحضرت صلعم حاضر ہونیکے

ثبوت کے لئے کہا کہ اہل کشف واہل قلوب صافیہ کی کشف ومنامات اسکا ثبوت ہو سکتا ہی اور منام دیکہا ہی ایسے
لوگون نے کہ محفل میلاد شریف مین حضور کی روحانیت کی تشریف آوری ہوئی ہی نقل مفتی مکہ کے لکہا مولف انوار
نے کہ وقت ذکر ولادت کے روحانیت آنحضرت صلعم کی حاضر ہوتی ہے اور نقل برزنجی بہی یہی حضور روحانیت بیان کیا اور
شیخ عبدالحق کا مدارج النبوۃ مین تین جگہ لکہنا حضور روحانیت آنحضرت صلعم ذکر کیا اور شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت سے بہی
یہ مفہوم ہونا ذکر کیا اور آنحضرت صلعم کو محافل کے خبر ہونا کہ کہان کہان ہے مستلزم علم کا ہے اسکا جواب مولف انوار ساطعہ نے آیت قرآنیہ
ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء سے دعوای غیب پر آنحضرت کو خدا تعالی کے جانب سے خبر ہونا ثابت اور اس ثبوت
کیواسطے حدیث مشکوۃ کہ آنحضرت صلعم نے قیامت تک خبر دی اور شاہ عبدالعزیز کا حوالہ نقل کیا کہ آنحضرت صلعم ہر امتی کو جانتے ہین
کہ کسدرجہ کا ہی فرشتہ خبر دیتے ہین و آنحضرت صلعم نور نبوت سے پہچانتے ہین پہر مولف انوار نے بیان کیا جب فرشتے خبر دیتے ہین امتی کے اور نور
نبوت سے آپ پہچانتے تو یہ خبر جمع محفل کے ہونا کوئی بڑی بات نہین ہے اور آنحضرت صلعم کو دوبار امت کی حالکی اور اعمالکی اطلاع دیجاتی ہے
ایک بروز جمعہ اجمالاً مانند دیگر انبیا علیہم السلام دوسرے ہر روز صبح وشام تفصیلاً اور محفل میلاد کا یا تو دو تین دن پہلے سامان شروع
ہوتا ہی یا شام ہونے کو تو مجرسے سامان شروع یا فجر کو ہو تو شام سے سامان شروع ہوتا ہی پس صبح وشام کی اطلاع یہ اطلاع محفل کے
بہی آنحضرت صلعم کو ہونا ضرور ہے حالات مفصلہ مین یہ بہی داخل اسکی خروج پر دلیل قائم نہین ہے پس یہ بہی اطلاع حالات امت مین
داخل ہے پس خبر آنحضرت صلعم کو محفلکے ہونا ثابت ہوا اور آنحضرت صلعم بالمؤمنین رؤف رحیم ہین اسکا خلق عمل بالقرآن ہے هل
جزاء الاحسان الا الاحسان بس آیت قرآن سے مہربانی نہ فرمانا آپ سے بعید ہے اور مولف انوار نے یہ بہی ثابت کیا کہ ایک
آنمین مقامات متعددہ مین روح کاملین کے جا سکتی ہے پس اس تمام کو بیان شرک وکفر بتانا گنگوہی وغیرہ کا آنحضرت صلعم کے روح
حاضر ہونیکو باحسن وجہ مرتفع ہوگیا اور ندا خطاب کرنا آنحضرت صلعم کے ساتھ خطاب التحیات السلام علیک ایہا النبی اور حدیث
ضریر البصر اور پاؤن سو جانے ابن عمر اور اشعار مولوی قاسم ومولانا جامی کو قصیدہ وغیرہا اولہ سے ثابت کر دیا پس یہ جواب مولف انوار
نے جب دندان شکن وہابیہ کو دیا تو انکی معنی وہابیہ کے حواس مین فرق آگیا اور بیہوش ہو کر ایسے ہذیانات بکنی شروع کر دی گنگوہی صفحہ ۲۶
مین آپ چلنا پہرنا انبیا علیہم السلام جنت مین و اس عالم مین و درود سلام پہونچانی فرشتہ کیواسطے اعمال امت پیش ہونیکو قبول کرکے کہا کہ ہر جگہ محفل مولود
اور مجالس فکر مین آنیکو یا صوت وندا و عرض حالات دنیا معلوم ہونیکو بدون اعلام حق تعالے کے اور اسکو سب اشیا کا حکم حق تعالی دیا ہے
قبول نہین کرتی اس سے پہر یہ عبارت ملا علیقاری کے شرح فقہ اکبر سے نقلکر دی ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا
ما اعلمہم اللہ احیانا و ذکر الحنفیہ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی یعلم الغیب انتہی اسکے بیان کیا اعتراض درم تشریف آوری
پر یہ امکان ووقوع احیانا او صفحہ ۲۰ مین عبارت زرقانی وغیرہ کا بہی جواب دیا کہ قبور سے نکلنا باذن اللہ ہی اور حضرت مجدد الف ثانی رح کے
قول کا یہ جواب دیا کہ تلقی روحانی ہے اسمین انتقال کی ضرورت نہین پہر کشف کی عدم قبولیت کا قائل ہوا اور قصہ کو حضرت عبدالقادر جیلانی رح رسعی یا کو

رد بھی کیا اور صفحہ ۲۰۹ گنگوہی اس غرض سے کہ ایسے روایات منقولہ مولف انوار سے غرض حاصل ہووے کہتا ہی کہ معلوم ہونیکی طریق تحقیق مین حصر
رسول عقل و حواس اور کیا ہی مولف کا اقرار ہی کہ یہ طریق علم جو شرع مین معتبر ہین بیان نہین ارباب مکاشفہ کی خبر ہے اور روایت ثابت ہی اور
کہا ہی کہ خود محقق ہی کہ دین مین علی الخصوص اعتقاد مین رویا و کشف کا اعتبار نہین اور صفحہ ۲۱۱ کہا کہ یہ قصہ الہام و کشف کا ہی شرعی دلیل نہین ہی اگر
در دین خو رخنہ گیری پیدا شد اور آنحضرت کو اطلاع احوال امت سی ہونیکی بارہ مین کہتا ہی گنگوہی کہ وہ کشف اطلاع باذنہ تعالی سب کچھ درست اور صفحہ ۲۱۶
آنحضرت صلعم کی غیب دانی کے انکار کیواسطے آیت وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ہو لکھکر کہا کہ مسئلہ مشہور بحر رائق و عالمگیری
و درمختار وغیرہ مین ہے اگر کوئی نکاح کری باشہادت حق تعالی و فخر عالم علیہ السلام کی کافر ہوجاتا ہی بسبب اعتقاد علم غیب فخر عالم کی نسبت اور حدیث
واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم نقل کر کے کہا کہ شیخ عبد الحق روایت کرتے ہین مجھکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہین اور صفحہ ۲۱۹ مین
کہ بحث اس صورت مین ہے کہ علم ذاتی آپکو کوئی ثابت کری جیسا جہلا کا عقیدہ ہی اگر یہ جانے کہ حق تعالی نے اطلاع دیکر حاضر کر دیا ہی تو شرک بدون ثبوت شرعی
کی اس پر عقیدہ درست ہی نہین اور بدون حجت ایسے بات کو عقیدہ کرنا موجب معصیت کا ہی صفحہ ۲۲۰ مین کہا کہ عوام کا
عقیدہ حاضر ہونیکا ہی اور اشعار ندا و خطاب کے جواب مین جو مولف انوار نے اشعار وغیرہ پیش کی تہی الزام کہا کہ مولف
انوار سے یہ قید اور زیادہ کی کہ بعلم استقلالی فخر عالم علیہ السلام کو ندا و خطاب کرے تو شرک ہی چنانچہ یہ صفحہ ۲۲۰ مین
اور بدون اس عقیدہ کے ہو تو کہتا ہی عوام کی فساد عقیدہ کی تائید ہی کہ عوام کا یہی عقیدہ علم استقلالی کا ہی اور اشعار
وغیرہ منقولہ مولف کا جواب یہ دیتا ہی کہ یہ ندا شوقیہ ہی ہرگز عقیدہ حضور کسی کا نہین ہے یہ تمام خرافات واہیات تقریر گنگوہی
کی قابل مضحکہ ہر ادنی و اعلی کے ہی بلکہ لائق لاحول خوانی کی ہے **اقول** باللہ التوفیق مولف انوار کی غرض ان امور کے بیان
کرنے سے یہی ہی کہ وہابیہ جو حاضر جاننے اور انکی روحانیت آنحضرت صلعم کو کفر و شرک بتاتی اپنے فساد عقیدہ و جہالت
شدیدہ کی سبب تو ان بزرگان کے دین اقوال سے حضور آنحضرت صلعم کی روحانیت کا امکان و جواز ثابت ہوا
اور امکان و جواز موجب رفع شرک ہو گیا جو شی ممکن و جائز ہے غیر خدا تعالی کیواسطے تو اوسکی وقوع شرک نہونا
اظہر من الشمس ہے جب آنا اس عالم مین گنگوہی مانچکا تو آپکا عقیدہ کرنا شرک کسطرح ہو سکتا ہی اور تمام مجالس ذکر میلاد
شریف آپکا جو گنگوہی انکار کرتا اور تمام چیزونکا علم خدا تعالی نے آنحضرت صلعم کو دیا اسکو نہین مانتا ہی تو یہ بے محل ہے
کیون مولف انوار یا کسی دوسرے نے نہ اسکا دعوی اور نہ کسی مقدمہ مولف سے یہ معلوم ہوتا ہی پہر منع کا ایراد بہی
بیمحل معلوم نہین یہ کسکے رد مین منع وارد کیا اور کونسے مقدمہ مولف پر دلیل کی طلب ہے اور اسجا منع سے تائید مذہب
گنگوہی کی کہ حاضر جانیکو کفر شرک بتاتا تہا کسطرح ہوتی ہی اور اگر کوئی یہی کہدیوے کہ آنحضرت صلعم تمام
مجالس مین حاضر ہوتی ہین اور تمام اشیاء کا علم خدا تعالی نے آنحضرت صلعم کو دیا ہی تو اسمین کونسا
خاصہ الوہیت کا پایا گیا جس سے شرک ہو جاویگا غایت یہ ہی کہ اگر ثبوت اسکا نہووے تو جہل ہوگا مسئلہ شرک و کفر نہین ہے

پس اس تقریر لغو سے نہ مولف انوار کو ضرر نہ گنگوہی کو فائدہ اور ملا علی قاری کی عبارت سے مولف انوار کو ضرر نہیں
ورنہ گنگوہی کو فائدہ اور نہ اس سے جواب مولف انوار ہے کچھہ علاقہ اس سے ممانعت اوس علم غیب کی جو خدا تعالی نے
انبیاء علیہم السلام کو نہ دیا ہووے اور جو دیا ہے اوس کا انکار و ممانعت اس سے معلوم و مفہوم نہیں بلکہ جواز اسکا اس سے مفہوم ہے
اور یہی مولف انوار کا مدعا ہے کہ جو چیز کا علم خدا تعالی نے دیا ہے اوسکو یہ دعوی مولف انوار یا کسی دوسرے نے نہیں
کیا کہ جس چیز کا علم خدا تعالی نے انبیاء علیہم السلام کو نہیں دیا ہے وہ بھی انبیاء علیہم السلام نعوذ باللہ جانتے ہیں یہ جو
قول مولف کا ہے وہ دیگر ہمعشر اہل سنت ہی کا ہے اوس کا رد اس عبارت سے ہرگز نہیں ہوتا ہے بلکہ اثبات ہوتا ہے
اور جو ہمارا قول نہیں ہے اوسکا رد اس عبارت سے ہوتا ہے لیکن بے محل اس عبارت کو نقل کیا ہے اور اس عبارت میں بہت
خیانت و تصرف گنگوہی نے کیا ہے کہ لفظ احیانا کا زیادہ کر دیا ہے تاکہ یہ مطلب حاصل ہو جاوے کہ جن چیزوں کا علم
خدا تعالی نے دیا ہے تو وہ علم اونکو یعنے انبیاء علیہم کو کبھی ہوتا ہے کبھی نہیں اور لغویت اس مطلب کے ہر شخص جانتا ہے
اور ایسے اعتقاد سے کہ نبی صلعم غیب جانتے ہیں اکا فر ہونیکی تصریح جو حنفیہ کے ملا علی قاری نے ذکر کی ہے تو یہ
بھی مضر نہیں ہم معشر حنفیہ کو کیونکہ اس غیب سے وہی غیب مراد ہے کہ جس چیز کی خبر خدا تعالی نے نہ دی ہووے
اور کسی طریق سے اوسکا حصول نہوا ہووے ایسے غیب دانی کے نبی صلعم کے حق ہم معشر اہل سنت قائل نہیں ہیں
نہ کوئی دوسرا مسلمان اسکا قائل ہے اور بیان مسئلہ کا اس پر موقوف نہیں کہ کوئی قائل بھی ہووے اور اعتراض
دوام تشریف آوری پر جو بناتا ہے اور امکان و وقوع احیانا کا قائل ہوتا ہے یہ تبدیل انکے دعوی کی ہے اول تو مطلق
حاضر جانتے اور مطلق تشریف آوری کو کفر بتاتا تھا اور دوام تشریف آوری کی قید لگائی اگر دوام تشریف
بھی ہووے تو اس سے کفر و شرک لازم نہیں آتا کوئی خاصہ الوہیت کا تشریف آوری دوام سے مفہوم نہیں ہوتا ہے
جس طرح حضور و تشریف آوری احیانا کفر و شرک نہیں یہی حضور و تشریف آوری مکرر دوام میں بھی ہے کوئی دوسری
خبر نہیں ہے پس حضور و تشریف آوری کو لازم شرک نہوا تو دوام کو کس طرح شرک لازم ہوگا فمن ادعی فعلیہ البیان
بالاحادیث والقرآن پس اس سے شرک و کفر جو مدعی گنگوہی تھا ثابت نہوا اور جواب مولف سے مرتفع نہوا اور نہر فائق
وغیرہ کی عبارت کے جواب میں جو گنگوہی کہتا ہے کہ قبور سے نکلنا باذن الہی تھا عجیب جواب ہے یہ اوس شخص کو دینا
چاہیے جو قائل ہوا ہووے کہ بلا اذن الہی آنحضرت صلعم محافل میں تشریف لاتے ہیں اور بغیر اجازت خداوندی کے
روحانیت آپکی حاضر ہو جاتی ہے مولف یا کسی دوسرے نے یہ کب دعوی کیا ہے کہ بدون اذن الہی کے روحانیت
آنحضرت صلعم کا حضور محافل میلاد شریف میں ہوتا ہے اور کوئی مسلمان ہرگز یہ نہیں کہسکتا ہے کہ بلا اجازت حق کے
تشریف آوری ہوتی ہے اگر یہ گمان مولف انوار و دیگر مسلمین کے حق میں گنگوہی کا ہے تو ان بعض الظن اثم کا مصداق

ہی یہ گنگوہی پس یہ جواب ہی مولف انوار کا نہوا معلوم نہین یہ جواب ہی گنگوہی کسکو دے رہا ہی اور حضرت
مجدد الفثانی کے قول کا یہ جواب کہ تلقی روحانی ہے انتقال کی اسمین ضرورت نہین جو گنگوہی دیتا ہی اور اس سے مراد یہ
لیتا ہی کہ آنحضرت صلعم اپنی منزل علی علیین مین تہی تلقی ہوگئی تو اول تو حلقہ مین دیکہنا حضرت مجدد بیان
فرماتی ہین اور حضرت مجدد کا حلقہ تو اعلی علیین مین نہ تہا جو یہ مطلب ہوسکے اگر بالفرض یہی مطلب ہووے تو حضور
مجلس میلاد سے بہی یہی مراد لیکر تم جواز کے قائل ہوجاؤ کہ تلقی روحانیان ایسی ہوجاتی ہے کہ اہل مجلس مشاہدہ
جمال مبارک روحانیت آنحضرت صلعم کا مجلس مین کرتے ہین اور مجلس میلاد سے آپکو تعلق ایسے ہی حضور کا ہوتا ہے
اور قائلین حضور کی مراد یہی ایسی ہوسکتی کیہ ہر صورت حضور تو ہوا اور حاضر جاننے سے کفر و شرک تو ثابت نہوا جو
تمہارا مدعی تہا اور حضرت عبد القادر جیلانی رہ کا قصہ اگرچہ روحی ہوتا گنگوہی بناتا ہی لکن مقصود تو ہمارا ہاتھ سے
نگیا کہ محافل خیر مین حضور ہوجاتا ہی اگرچہ روحانیت کا ہی حضور ہووے اور حضور کفر و شرک نہین ہی کہ حاضر جاننے سے
شرک ہوجاوے اور طریق معلوم ہونگی معتبر جو تین بتاتا ہی یہ گنگوہی ایک عقل دوسری حواس تیسری خبر رسول
تو یہان ہی گنگوہی نے ابلہ فریبی کی ہے اور حق پوشیدہ کیا ہی خواہ سفاہت و جہل سے ہو وے خواہ دانستہ و تعصب سے
وہ ابلہ فریبی و حق پوشی یہ ہی کہ طریق علم جو تین علما بتاتی ہین اور عقائد وغیرہ کی کتب مین لکہی ہین تو وہ یہ ہین خبر صادق
و عقل و حواس پہر خبر صادق کی دو نوع ہین ایک خبر متواتر دوسرے خبر رسول تو اس گنگوہی نے خبر صادق
کو ذکر نکیا جو خبر رسول سے عام کہ خبر متواتر و خبر رسول دونوں کو شامل ہے فقط خبر رسول کو ذکر کیا جو ایک
قسم خبر صادق ہے اور متبائن ہے خبر رسول کی کیونکہ یہ دونون نوعین متباہنین ہین چنانچہ عقائد نسفی مین ہے
والخبر الصادق نوعین احدهما الخبر المتواتر والثانی خبر الرسول اس خبر متواتر کی ذکر نکرنے سے اور
طریق کو علم منحصر ان تین عقل و حواس خبر رسول مین کرنیسے یہ واضح ہوا کہ خبر متواتر طریق علم کا نہین ہے اور اس سے
بہت بڑی خرابی لازم آتی ہی کہ خبر متواتر طریق کا نہووے اور اس سے علم حاصل نہووے اسلیے کہ ہم لوگون کے واسطے ثبوت اسکا کہ آنحضرت
صلعم نبی تھے اور مکہ شریف مین پیدا ہوئے اور معجزات آپ سے ظاہر ہوئے اور قرآن آپ پر نازل اور اعداد رکعات تمام
تواتر ہی سے ثابت ہے اگر خبر متواتر طریق علم کا گنگوہی کے نزدیک نہین ہے تو ان امور کا ثبوت نہین ہے گنگوہی او قرآن
حدیث سے ثبوت کا ثبوت ہمارے واسطے گنگوہی کہنے لگے تو قرآن و حدیث کا ثبوت موقوف نبوت پر اور نبوت کا ثبوت
موقوف قرآن پر پس دور محال لازم ہی یہان طریق عقل سے عدم ثبوت ظاہر ہوگا جسکا طریق علم ہونا گنگوہی
مانچکا ہی پس تمام احکام شرعیہ درصورت عدم ثبوت نبوت آنحضرت صلعم درہم برہم ہوجاوینگی اس سے بڑھکر کونسی
قباحت ہوگی ایسی کاریگری و خیانت گنگوہی نے کی ہی کہ جس سے تمام قرآن و حدیث کو احکام الہی و نبوت آنحضرت صلعم

سب

سب مرتفع ہوئے جاتی ہین یہ تو حال اور رد انوار ساطعہ کا یہ گنگوہی کرے اب منصفین غور کرین کہ دین
نبی مین یہ رخنہ گیری گنگوہی کرتا ہی اور مصداق وائے ور دین نبی رخنہ گری پیدا شد :: یہ گنگوہی ہے یا صاحب
انوار ساطعہ اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ علم کے بھی تین طریق ہونا جو گنگوہی بیان کرتا ہی ایک عقل دوسرے حواس تیسری
خبر رسول صاحب انوار ساطعہ کے طرف بھی نسبت کرتا ہی ان بہتان کا کیا ٹھکانا ہی اپنی جہل مرکب مین شریک
دوسرونکو بھی کرتا ہی مولف انوار کے کسی قول سے یہ ہرگز مفہوم نہین کہ یہی تین طریق علم ہین اور یہان تینون
مفقود ہین یہ فقط بناوٹ اس گنگوہی کی ہے جو اوسکے قول کا یہ مطلب بیان کرتا ہی اور ان تین کو طریق علم
قرار دیتا ہی مولف انوار نے قول مفتی مکہ و امام برزنجی و شیخ عبد الحق دہلوی درباره حاضر ہونے روحانیت
آنحضرت صلعم محفل میلاد شریف مین نقل کیا تہا اور قیام و کشف اور الہام کو اس بارہ مین ذکر کیا تہا تو گنگوہی نے
اس پر بہت باتین کی بنائین کہ دین مین علی الخصوص اعتقاد مین رویا اور کشف کا اعتبار نہین اور حکم شرعی اس سے ثابت
نہین ہوتا ہی اور بطور طعن کہا کہ فقط مدار عقیدہ مولف کا خوابون اور مکاشفات پر ہے اور کہا کہ پہر یہ قصہ کشف و الہام
کا ہی جو شرع کی دلیل نہین ہے **اقول** و باللہ التوفیق الہام اولیاء اللہ کو بالکل دلیل سے یہ گنگوہی خارج کرتا ہے
جس سے واضح ہی کہ صاحب الہام کے حق مین بہی وہ دلیل نہین ہے اور کسیطرح اوسکا تسلیم کرنا جائز نہین اور الہام
اسقدر لوگونکا ہووے کہ حد تواتر کو پہونچ جاوین تب بہی درست و جائز نہین ہے اور یہ بالکل غلط ہے اسلئے
کہ الہام اولیاء اللہ کا اونکے حق مین حجت ہے عامہ علماء کے نزدیک اور احکام مین بہی حجت ہونا لکہا ہی اور
اسکو منسوب صوفیہ کیطرف کیا ہے اور بعضے نے بالکل حجت کا انکار کیا ہے اور مخالفت کی ہے وفی
المسلم و شرحہ بحر العلوم واما الالہام غیرہ من الاولیاء الکرام فقیل حجۃ فی الاحکام ونسب الی قوم
من الصوفیہ وقیل الالہام حجۃ علیہ ای الملہم علیہ فقط دون غیرہ ونسب الی عامۃ العلماء
وقیل لیس حجۃ اصلاً اس عبارت مسلم و شرحہ سے صوفیہ کے نزدیک احکام مین حجت ہونا الہام یعنی
غیر نبی حجت ہونا معلوم ہوتا ہی اور صاحب الہام کے حق مین حجت ہونا تو عامہ علماء کے نزدیک معلوم ہوا اور شارح
بحر العلوم نے اس شیخ کے حق مین جسنے بالکل الہام کی حجت کا انکار کیا ہے کہا ہی کہ الہام بدون خلق علم ضروری کی
کہ خدا تعالی روح آنحضرت صلعم کیطرف بھیجے نہین ہوتا ہے پس اسمین حجت خطا کا نہین ہی اور یہ قسم علم کی اعلی
ہے اوس سے جو ادلہ غیر قطعیہ سے حاصل ہووے پس عجب ہی کل عجب اس شیخ سے کہ اس دعا ظرف علم کو اسنے چہوڑ دیا
اور زعم کیا کہ الہام خطرات کے قبیل سے ہوتا ہی اور حالانکہ ایسا نہین ہے خطرات کی قبیل سے ہووے یہ سنا نہین
تونے کہ شیخ ابو یزید بسطامی رح بعض محدثین کو لکہا تہا کہ میت سے لیتی ہو اور آنحضرت صلعم کیطرف نسبت کرتے ہو

اور خدا تعالی حی لا یموت سے لیتے ہین اگر اولیاء اللہ کے مقامات و مواجید و اذواق مانند سید عبد القادر
جیلانی و شیخ سہل بن عبد اللہ تستری و شیخ ابی مدین مغربی اور شیخ ابی یزید بسطامی و جنید بغدادی و شیخ
ابی بکر شبلی و شیخ عبد اللہ انصاری و شیخ احمد نافقی جامی وغیرہم قدس اسرارہم کو تو دیکھے تو تجکو یقینًا معلوم
ہو جاوے کہ اون کے الہام مین احتمال و شبہ نہین ہے بلکہ حق مطابق لما فی نفس الامر کے ہے اور اسکا علم ضرورت
من الدین ہونا اس سے بہی معلوم ہوتا ہے کہ امت محمدیہ صلعم کے اولیاء اللہ پہلی امتون کے اولیاء اللہ سے افضل ہین
جیسے نبی ہمارے اونکو انبیاء علیہم السلام سے افضل ہین اور بلا شک بنی اسرائیل مین بہی اولیاء اللہ گذرے
ہین مثل مریم و ام موسی و زوجہ فرعون کے اونکی طرف وحی ہونا اور نفی یہ ہے کہ وہ وحی الہام تہا اور یہ
نہین ہوتا ہے مگر ساتہہ علم ضروری کی کہ یہ اللہ تعالے کیطرف سے ہے پس وہ حجت قاطعہ ہے اگر اس امت
مین جو بہتر اول امتون سے ہے کوئی ایسا نہووے جس سے الہام علم قطعی و حجت حقہ نہووے تو اس امت کے
اولیاء اللہ پہلی امت کے اولیاء سے کم رتبہ مفضول ہونگے اور فضیلت و بہتری علم کی ہی سبب سے ہوتی ہے اور
غیر علم کی فضیلت غیر معتد بہ ہے پس یہ لازم شنیع پر ہے اس تقریر بحر العلوم سے حجت ہونا الہام اولیاء اللہ
تعالی کا واضح ہے اور قول دلیل شرعی نہونیکا مردود ہے اور الہام فقط اولیاء اللہ کے ہی حق مین حجت ہوا تو
دلیل شرعی ہونا اور دین کی دلیل ہونا اگرچہ مخصوص کے ساتھہ ہی ثابت ہوا مطلقًا دلیل دین کے نہونیکا جو حکم کہ مجیبی نے
کیا سفاہت سے کیا ہے اور اولیاء اللہ کی حق مین حجت ہوتی یہ لازم نہین آتا کہ ہمکو قبول کرنا اوسکا جائز نہین ہے
بلکہ بطریق ادب کے ہم قبول کرین تو جائز ہے اور اس ادب کے سبب اوسکو اخذ کرین تو درست ہے چنانچہ نور
الانوار مین ہے والالہام الاولیاء حجۃ فی حق انفسہم ان وافق الشرع ولم یتعد الی غیرہم الا اذا اخذ
بقولہم بطریق الادب انتہی اس سے واضح ہے کہ اولیاء اللہ کا قول الہام کے بارہ ہمکو اخذ کرنا جائز ہے اور خبر رسول
جو قسم خبر صادق کی ہے تو وہ خبر رسول ہے کہ یقینًا ثابت ہووے کہ وہ خبر رسول صلعم کی ہے بایں طور کہ رسول اللہ
صلعم کی دہن مبارک سے کسی نے سنی ہووے یا بتواتر ثابت ہوئی ہوی یعنے بتواتر ثابت ہووے دہن مبارک
آنحضرت صلعم سے تہا اوسکا یا بتواتر ثابت ہوا ہے منام مین سنا اوسکا یہ الہام اوسکا قال فی شرح العقائد
الکلام فیما علم انہ خبر الرسول بان سمع من فیہ او تواتر عنہ ذلک او بغیر ذلک انتہی بغیر ذلک کے تحت
مین جنید نے کہا ہے کالالہام والسماع فی المنام انتہی اس سے واضح ہوا الہام آنحضرت صلعم کیطرف ہووے یا منام
مین آنحضرت صلعم سے سنا اور اس بارہ مین تواتر کا وقوع ہوا یعنے جنکو الہام ہوا ہو وہ اسقدر لوگ اور
ایسے منام مین سننے والے بہی اسقدر لوگ ہون کہ توافق علی الکذب اوسکا عقل کے نزدیک محال ہووے

وہ ہی خبر رسول صلعم کے نوع ہی جس سے علم ویقین ثابت ہوجاتا ہے اور جسکو علم طریق مین داخل کیا ہی اول
تو اہل الہام سکے اعداد تواتر کو نہ پہونچین تب بہی بطور ادب کے ہمکو اخذ کرنا قول اہل الہام کا جائز ہے پس
حضور روحانیت آنحضرت صلعم کے بارہ مین بہی اخذ قول اہل الہام ہمکو بطور ادب کے درست ہے گنگوہی
کو ادب ساتھ اہل الہام کے نہین ہے تو وہ اُنکی بات ہے اور الہام کو اخذ نکرنے اپنی بے ادبی کا پہل پاویگا
دوسرے اہل الہام کی اعداد تواتر کو پہونچانیکی حالت مین یہ الہام حجت شرعیہ ہوگئی اور بحر العلوم کی قول سے
واضح ہی کہ الہام اولیا یہ وان اسکے محقق نہین ہوتا ہمکہ انکو علم ضروری اس امر کا ہوجاتا ہمکہ یہ خدا تعالی یا روح
محمدی صلعم کیطرف سے ہے علی الاطلاق الہام بے اعتبار قرار دینا اور کسی حالت مین اسکو دلیل دینی
نہ ماننا سراسر جہالت ہی اور بہت بڑی بے انصافی اس فرقہ کی ہے کہ ان کے سرگروہ مولوی اسمعیل
مقتول نے جو صراط مستقیم مین لکہا ہی کہ حضرت غوث الاعظم وحضرت بہاؤالدین نقشبند رحمہما اللہ جناب
سید احمد پیر مولوی اسمعیل مقتول کے بارہ مین جہگڑا مدتہ بہر تک کرتے رہین ایک کہتی تھے کہ مین توجہ ڈالون
دوسرے کہتی تھے کہ مین توجہ ڈالون آخر اس پر فیصلہ ہوا کہ دونون توجہ ڈالین مولف انوار نے بطور الزام کے
اسکو پیش کیا تہا گنگوہی نے صفحہ ۳۰ مین کہا کہ حضرت غوث اعظم وخواجہ بہاؤالدین کو چونکہ معلوم ہوا
تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہے اور کثرت سے انکی مرید ہونگے اسواسطے انکی خاندان مین ہونیکی رغبت
تہی انتہا اب منصفین غور کرین کہ ان روحون کے جہگڑنے کا حال کچہ قرآن حدیث سے ثابت نہین
اور دریافت انکی جہگڑے کی عقل سے بہی ممکن نہین اور خبر صادق کے متواتر ہووے یا خبر رسول کے متواتر الثبوت
مین مبارک سے سنی گئی ہو وہ بہی موجود نہین اور حواس سے یہ معلوم نہین ہوسکتا ہی اب تینون طریق علم یہان
مفقود ہین ان وہابیہ کے مرشد نے اسکو اسیواسطے لکہا کہ عوام وخواص وہابیہ کا انپر اعتقاد ہووے اور سید احمد کو
بہت بزرگ جانین پس جب تینون طریق علم یہان گنگوہی کے نزدیک مفقود ہین تو مولوی اسمعیل نے اسپر کیون
کرانا چاہا اور کیون اسکو لکہا اور جسطرح مولف انوار کو الہامات وکشوف کی نقلکے بارہ مین یہ گنگوہی لکہتا ہی صفحہ ۲۱
مین کہ پہر اسقدر روایات کی سود نقلکرنا اگر فریب دہی نہین تہا تو اور کیا تہا انتہی اسیطرح اپنی پیر مرشد مولوی اسمعیل
حقمین کہے کہ یہ نقلکرنا اگر فریب دہی نہین ہے تو کیا ہی کیون کہ غایت یہ ہی یہ مولوی اسمعیل کشف والہام ومنام پر
حوالہ کرینگے نہ کسی طریق علم کی طرف تو حوالہ کرے نہین ہوسکتی ہین اور الہام کشف ومنام کا نقلکرنا تو فریب دہی ہی بقول
گنگوہی کے پس فریب دہی مولوی اسمعیل کے بہی ثابت ہوویگی اور اگر کسی طرح کا ثبوت اسکے لیئے الہام وکشف ومنام
سے ہوتا ہی تو جسطرحکا ثبوت وہان روحونکے یہ حال ذکر کرنے ہوتا ہی یہان روحانیت آنحضرت صلعم کے حضور کے بارہ مین

بہی ہونا چاہی عناد وخصوصیت آنحضرت صلعم سے ان وہابیہ کا ظاہر ہی کہ یہان ایسے ایسی واہیات تقاریر سے
آنحضرت صلعم کے متعلق ہواونکی منکر ہوجاتی ہین اور ایسی ایسے ادلہ کا اعتبار اپنی پیر ومرشد کی حق کر لیتی ہین اب
دیکہو مولوی اسمعیل نے یہ کیا ہی تہا کہ کشف والہام ومنام ساری طرف کو مدار قرار دیکر یہ قصہ روحونکا ثابت
کرنے لگا گنگوہی سب کچہہ اپنی تقریر پر تزویر کو بہولگیا و طرق علم ہی اور یادنہی اور غیب دانی غیر کیواسطے نہونیکا جو انکار
کرتا ہی وہ بہی فراموش کر گیا اور کہنے لگا کہ غوث الاعظم رح وخواجہ بہاؤالدین رح کو معلوم تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ
ہی اب منصفین غور فرماوین کہ اسکی خبر گنگوہی کو کسطرح ہوئی کہ یہ تنازع روحون دونون بزرگون مین ہوا ہی اور کونسی
دلیل شرعی سے یہ قول مولوی اسمعیل کا قبولکر لیا اور ان تینون طریق علم کا فقدان یہان جاری کر کے جیسے کہ مولف
کی قولکو ساقط کرنا اپنی زعم مین جانا یہان کیون ساقط کیا اور یہ اس گنگوہی نے کسطرح حکم کیا کہ اون دونون صاحبونکو
یہ معلوم ہوا تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہی اور معلوم ہونا بہی علم سے ماخوذ ہی اور علم کے تین طریق بیان کئے تہے انکو کونسا
طریق حاصل تہا جو انکو معلوم ہوتا گنگوہی نے قبولکر لیا اور یہ معلوم انکو کسطرح ہوا کیا گنگوہی اونکو غیب دان جانتا ہی کہ
انکو بعد مرنیکی یہ معلوم ہوگیا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہی اور اسکی کثرت سی مرید ہونگی آنحضرت صلعم کو مجلس میلاد کی خبر ہوجانیکے
بارہ مین کہین عبارت ملا علی قاری پیش کرتا ہی اور کہین بحر الرائق کی عبارت وآیت عندہ مفاتیح الغیب اور حدیث
لا ادری لا یفعل بی اور قول شیخ عبد الحق کہ مجہکو دیوار پیچہی کی بہی خبر نہین اور یہان چونکہ مولوی اسمعیل نے یہ نقلکر دیا
کہ ان دونونمین تنازع ہوا تو انکی حقمین یہ کوئی دلیل اس گنگوہی کو یاد نہ آئی اور سب اعتراض کر کے انکی غیب دانی بیان
کرنے لگا کہ انکو یہ معلوم ہوا تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہی اور انکی مرید بکثرت ہونگی یہ ایمان گنگوہی کا ہی کہ آنحضرت صلعم
کی غیب دانی اسقدر بہی بعد وفات کی نہ قبولکرے کہ آنحضرت کو مجلس میلاد شریف کی خبر ہوجاتی ہی اور اسکے قائلین کے بلکہ مقابلہ
مین ایسے ادلہ مذکورہ بالا بیان کر کے کافر ومشرک بتادی اور خود مولوی اسمعیل کے قولکو درست سمجہانیکو غیب دانی حضرت
غوث اعظم وخواجہ بہاؤالدین رح کی بیانکرے اس سے واضح ہی کہ اس گنگوہی و دیگر وہابیہ کے نزدیک نعوذ باللہ منہا آنحضرت
صلعم کی شان غوث اعظم وخواجہ بہاؤالدین واسمعیل سے بہی کم ہی ایسے ایمان پر افسوس کرنا چاہئے اپنے مرشد ومقتدی کے
قول کے درست کیواسطے سب کچہہ مقبول ہوجاتا ہی اور کوئی دلیل قرآن وحدیث سے نہین سوچتے اور آنحضرت صلعم
کی عظمت وعلم ازالہ کیواسطے بہت ساری ادلہ جہوٹی بنائی ہوئی پیش کیجاتی ہین اور اپنے پیر ومرشد مولوی اسمعیل کے
قولکی بنانیکی واسطے اون تمام ادلہ سے منہ موڑ لیا جاتا ہی اور دوسرے لوگونکا غیب دان ہونا اور بعد انتقال کے
اس فانی سے انکو خبر غیب زمانہ آیندہ کی بہی معلوم ہوجانا مانلیا جاتا ہی پس مولوی اسمعیل کا قول کسیطرح غلط لغو
گنگوہی کے نزدیک نہونا چاہئے اگرچہ تمام نصوص کے خلاف ہووے اور انکو زبردستی مخالف نصوص کے بناتا ہی اور مخالف

عقائد اہل سنت وجماعت کی قرار دیتا ہی اور مولوی اسمعیل کے بارہ مین خود مخالف کتب عقائد و حدیث نبوی کی
ہی تاہم سب اس گنگوہی کے نزدیک درست ہی فتوے میلاد مین بدلیل آیت ان اولیاؤہ الا المتقون
گنگوہی کہتا ہی مولوی اسمعیل کے حقمین کہ (مولوی صاحب مخدوم و ولی ہوئی ہین) اور کہتا ہے بحسب فحوای حدیث من قاتل
فی سبیل اللہ فواق ناقة وجبت لہ الجنة کے وہ شہید جنتی ٹھیرے اور کہتا ہی جو کوئی ایسا ہو کہ ساری عمر تقوی کے
ساتھ رہی اور فی سبیل اللہ شہید ہوئے وہ قطعی اہل جنت ہی اور ولی اور شہید ہے انتہی اس سے واضح و لائح ہی اہل عقل
و انصاف پر کہ مولوی اسمعیل پر یہ گنگوہی جنتی ہونیکا حکم کرتا ہی بلکہ قطعی جنتی ہونے پر شہادت دیتا ہی اور یہ مولوی اسمعیل
اونلوگونمین سے نہین کہ جنکا نام لیکر آنحضرت صلعم جنتی فرمایا ہی اور کتب عقائد مین اہل سنت و جماعت لکتے ہین کہ نہ شہادت
جنت کی کسی شخص معین کے حقمین ہم نہین دیتے ہین چنانچہ شرح عقائد نسفی مین بہی موجود ہی عبارت یہ ہی ولا نشہد بالجنة
والنار لاحد بعینہ انتہی اور حدیث متفق علیہ مین ہی کہ ابی بکر راوی ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ من کان
منکم مادحا لامحالة فلیقل احسب فلانا واللہ حسیبہ ان کان یری انہ کذلک ولا یزکی علی اللہ احدا یعنے تم مین کوئی
کسی کی مدح کرنا ضروری چاہتا ہی تو چاہی کہ اسطرح مدح کرے کہ مجہکو گمان ہی کہ فلان شخص ایسا ہے اور اللہ تعالی حقیقت
حال و بہید کو جانتا ہی اور حساب لینی والا اور جزا دینیوالا اوسکے فعل کا ہی اور یہ مدح جب ہی کہ مدح کرنیوالا ایسا ہی اپنے
گمانمین اُسکو جانتا ہووے اور خدا تعالی پر کسی کا تزکیہ نکرے و تعریف و حکم اسطرح نہ کرے کہ وہ فلان ایسا ہی
یقیناً ہی جیسے کہ اوسکی مدح کرتا ہی اور تعیین کسی کی نکرے یعنے احتیاط کرے تعریف کرنیمین اور کہوے مین گمان
رکہتا ہون کہ وہ ایسا ہی اور اللہ اعلم ہے اور جزماً و یقیناً نکہوے کہ وہ ایسا ہی تاکہ حکم خدا تعالی پر نہووے شیخ عبد الحق دہلوی نے
اس حدیث کی تحتمین بہی لکہا ہی جو ہمنے بیان کیا ہے اور دیگر احادیث سے بہی ایسا ہی مضمون ثابت ہی کہ ایک شخص نے
آنحضرت صلعم کے روبرو دوسرے شخص کو مؤمن کہا تہا تو آپنے تعلیم مسلمان کہنے کی فرمائی کہ اللہ تعالی کو علم ہی جو کچہ
ایمان جو دلسے متعلق ہے اسکو خدا ہی جانتا ہی اور اسلام جو ظاہری انقیاد ہے وہ دوسرے لوگ جانتے ہین اسلئے
مسلمان کہنی کی اجازت دی و مؤمن کہنے سے گویا منع فرمایا آنحضرت صلعم نے اسیطرح عثمان بن مظعون صحابی رسول
اللہ صلعم کے جو کبار مہاجرین مین سے ہین موت کے بعد مدینہ منورہ مین مہاجرین مین سب سے اول ان ہی صحابی نے
انتقال فرمایا اور آنحضرت صلعم نے بعد موت اونکی پیشانی پر بوسہ دیا اور آنسو آپنی ڈالین اپنی چشم مبارک سے اور اپنے روبرو
آنحضرت صلعم نے انکو بقیع مین دفن کیا اور عنایات بہت کی ایک عورت اسوقت موجود تہی اس نے کہا کہ ای ابن مظعون
تیرے لیئے جنت طیار ہو جیو تیری عاقبت بخیر ہے آنحضرت صلعم نے اس عورت کو توبیخ و زجر فرمایا یہ مضمون مشکوۃ کی حدیث
واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم تحت مین شیخ عبد الحق نے بہی لکہا ہی اور حضرت عائشہ رض نے ایک بچہ کے حق مین جنتی ہونا فرمایا

تہا تو آنحضرت صلعم نے زجر و توبیخ فرمائی پس بخوبی واضح و لائح ہی کہ سوای اون صحابہ رض کے جنکی نام لیکر آنحضرت صلعم نے جنتی فرمایا ہی کہ عشرہ مبشرہ و حسنین رض و فاطمہ رض ہین یا دیگر مخصوص لوگ کہ قرآن و حدیث اونکی جنتی ہونے پر دال ہی دوسرے کسی معین شخص کو جنتی جزما کہدینا اور شہادت جنت کی دینا احادیث نبویہ و عقائد اہل سنت و جماعت کی خلاف ہی پس مذہب گنگوہی کا مخالف عقائد اہل سنت و جماعت کی و مخالف احادیث نبویہ صلعم کے ہوا ان وہابیہ کا قاعدہ ہی کہ اپنی مرشدون کے حقمین سب کچھہ درست بنالیتی ہین اور اپنی اقوال و افعال بالکل مخالف قرآن و حدیث و اہل سنت و جماعت ہون تو غلط غلط معانی قرآن و احادیث کی قرار دیکر انکو ثابت کرتے ہین اور صحیح اقوال اہل سنت و جماعت و احادیث و اجماع سے منہہ موڑتی ہین دیکہو گنگوہی کا ہی شاگرد ابراہیم نام محمد حسین فقیر بنتی کا بیٹا العبد تالیف فتوی میلاد کے جسمین گنگوہی نے مولوی اسمعیل کو جزما و قطعاً جنتی لکہا ہی اپنے حربہ ابراہیم مین ایک صاحب کے رد مین کہ اونہون خاتمہ بالخیر شہیدی کے حق مین کہدیا تہا باوجودیکہ اونکی مراد اس سے یہہ ہے کہ خاتمہ شہیدکی کا اعمال خیر ہواہی حدیث ابن عثمان بن مظعون کے قصہ کے پیش کرکے خاتمہ بالخیر کہنے علم غیب بتاتا ہی اور ان صاحب پر یہ اعتراض اس علم غیب کا کرتا ہی لکن گنگوہی کو کسی وہابی نے آجتک مولوی اسمعیل کو قطعی جنتی کہدینی سے یہ نہ کہا کہ یہ دعوی تمنے علم غیب کا کیا ہی اور جب عثمان بن مظعون کے حق مین جو جلیل القدر صحابی مہاجرین مین سے تھے جنتی کہنا اوس عورت کا پسند نہ آیا تو مولوی اسمعیل تو کچھہ نسبت اُنسے نہین رکہتی ہین یہ کسطرح آنحضرت صلعم کو پسند آویگا اور ایسا کسی وہابی نے گنگوہی کو اسلیے نکہا ہوگا کہ وہابی لوگ اپنی واسطے سب کچھہ کہدینا درست جانتی ہین اور ایسی احادیث و اقوال اہل سنت و جماعت اپنی اور مرشدون کے حقمین حجت نہین جانتی ہین ایسے ایمان پر آفسوس ہے اب اُسکا حال معلوم کرنا چاہی کہ آیت ان اولیاؤہ الا المتقون سے مولوی اسمعیل کو ولی بتاتا ہی پس جاننا چاہی کہ بعد ثبوت اس امر کی کہ مولوی اسمعیل متقی اور مخالف شرع نہ تہی ورنہ جسطرح وہابیہ انکو متقی کہتے دوسرے لوگ اونکو مخالف آیات و احادیث نبویہ و اجماع کے بتاتی ہین چنانچہ وہ امکان کذب باریتعالی کے قائل تھے اور اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ یہ مخالف آیات قرآنیہ و اجماع سلف و خلف کی ہے کوئی بہی امکان کذب باریتعالی کا قائل نہین ہے اور یہ بہی معلوم ہوچکا ہی کہ آنحضرت صلعم کو بہائی بنانا بہی شرعا درست نہین ہے اور تقلید شخصی کے منکر تھے یہ بہی مخالف اجماع کی ہے پس ایسے شخص کو کون متقی کہیگا گنگوہی کو اتنی کہی تو دوسرون کو کہنا یہ حجت نہین ہے پس اول تو متقی ہونا متفق علیہ نہین اور گنگوہی کے قول سے متقی ہونا ثابت نہین ہوسکتا ہی دوسری بالفرض والتقدیر متقی ہونا جو تم لوگ معلوم کرسکتی ہو تو باعتبار ظاہر اعمال کے متقی ہونا معلوم کرسکتے ہو اور اعمال ظاہریہ جو ہماری نظرون مین اچہے معلوم ہوتی ہین اس سے یہ لازم نہین آتا کہ خداتعالی کے نزدیک یہ مقبول ہین اور اچہی ہین اور موجب دخول جنت ہین ہان ہماری نظرون مین اچہی معلوم ہوتی ہین اور اچہے ہونیکا گمان ہمکو ہی اور فقط ہماری نظرون مین اچہا ہونا خداتعالی کے نزدیک اعمال اس امر کا مقتضی نہین کہ وہ شخص متقی اللہ تعالی کے علم مین بہی ہوجاوے اور یہ ظاہر ہی کہ

ہ نہین ہرگز نہین بلکہ اس مولوی اسمعیل کی تکفیر علماء حرمین شریفین اور ہندوستان نے کی ہی اور اسکے طرفدار اور اسکے کلام کی تاویل کرنیوالے اور اسکو اسکے کلام کے باعث مسلمان جاننے والے پر کفر کا فتوی دیا ہی چنانچہ سیوف ہ بارقہ مطبوعہ بمبئی وغیرہ مین علماء حرمین شریفین مثل شیخ جمال و سید احمد دحلان و مفتی ابو سعود مدنی وغیرہم کی تقاریر و مواہیر اور تحقیق الفتوی مین علماء ہندوستان مثل مولوی مخصوص اللہ صاحب و مولوی موسی صاحب برادر زادے شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی و مفتی صدر الدین صاحب و مولوی رشید الدین خانصاحب

ادہر

ادنی عقل والے پر بہی اس آیت مین جو متقی مراد ہے تو وہی ہے جو اللہ تعالی کے نزدیک متقی ہووے نہ فقط ہماری
نظرون وگمانون مین اور ولی ہونا بہی اس آیت سے اوسہی متقی کا ثابت ہی جو اللہ تعالی کے نزدیک متقی ہووے اور وہ
اُسکو متقی جانے اور مولوی اسمعیل کا متقی ہونا اونکی اعمال سے تمہاری نظرون مین اچھے ہین متقی ہونا اونکا علم الہی مین معلوم
نہین ہو سکتا ہی پس ولی ہونا اونکا ثابت نہوا اور اس آیت کا وہ مصداق نہو ا اور حدیث جہاد کا بہی یہی جواب و جہاد
مراد ہی کہ خدائیتعالی کے نزدیک مقبول ہووے اور خدائیتعالی کے نزدیک مقبول ہونا ہماری نظرونمین جہاد ہونے سے لازم
نہین آتا ہی پس اونکی جہاد کا موجب دخول جنت ہونا بہی نہ ثابت ہوا کیونکہ یہ موقوف ہی مقبولیت پر خدائتعالی کے نزدیک
اور وہ معلوم نہین ہے اگر ایسے ظاہر اعمال موجب دخول جنت ہو جاوین اور اللہ تعالی کے نزدیک اونکا مقبول ہونا ضرور
نہین ہے تو چاہی کہ منافقین کے اعمال بہی موجب دخول جنت ہو جاوین اور بطلان اوسکا قطعاً ثابت ہی پس ظاہری
اعمال کا موجب دخول جنت ہونیکا بطلان ثابت ہی پس بخوبی واضح ہوا کہ اس آیت و حدیث سے مولوی اسمعیل کا
خدائیتعالی کے نزدیک متقی و ولی ہونا ہرگز ثابت نہین ہے اور ممنوعات شرعیہ ایسی نہین کہ وہ خدائیتعالی کی نزدیک اچھی
ہووین نعوذ باللہ من ذلک اور بظاہر بری ہووین مثلاً شرک و زنا و چوری وغیرہا کسیطرح خدائیتعالی کی نزدیک اچھی
نہین ہو سکتی ہین پس جو اقوال و اعمال غیر مشروعہ مولوی اسمعیل یا کسی و دوسرے ہووین تو وہ غیر مشروعہ عند اللہ ہین اور کذب
باریتعالی کا امکان کسیطرح درست خدائیتعالی کے نزدیک نہین ہو سکتا ہی علی ہذا القیاس دیگر مسائل مولوی اسمعیل و دوسرے
وہابیہ کی اب وہ حدیث ہم نقلکرتے ہین جس سے ثابت ہو جاوے کہ ایک شخص ایسا ہوگا کہ جہاد اس نے کیا ہوگا اور ایک نے علم
پڑہا ہوگا اور ایک نے فی سبیل اللہ مال صرف کیا ہوگا یہ اعمال انکی مقبول نہونگے ہر ایک دوزخ مین ڈالدیا جاویگا چنانچہ مشکوۃ
شریف کی باب العلم مین بروایت ابی ہریرہ رض کے قال قال رسول اللہ ان اول الناس یقضی علیہ یوم القیمۃ فعرفہ
نعمتہ فعرفہا فقال فما عملت فیہا قال قاتلت فیک حتی استشہدت قال کذبت ولکنک قاتلت لان یقال
جری فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجہہ حتی القی فی النار ورجل تعلم العلم وعلمہ وقرء القرآن فاتی بہ فعرفہ
نعمہ فعرفہا قال فما عملت فیہا قال تعلمت العلم وعلمتہ وقرأت فیک القرآن فقال کذبت ولکنک
تعلمت العلم علیہ واعطاہ من اصناف المال فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفہا قال فما عملت فیہا قال من سبیل اللہ تحب
ان ینفق فیہا الا انفقت فیہا لک قال کذبت ولکنک فعلت لیقال ہو جواد فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی
وجہہ ثم القی فی النار رواہ مسلم انتہی پس اس حدیث سے واضح ہی کہ فقط اعمال کرنا کافی دخول جنت کیواسطے نہین
ہین اخلاص و نیت صالح ہونا بہی ضرور ہی اس کا علم خدا کو ہوتا ہی نہ کسی دوسرے کو گنگوہی و دیگر وہابیہ مولوی اسمعیل کے دل کا حال جاننے
اودعا کرینگے تو بہی ادعاء علم غیب ہے جسکا بطلان قرآن و حدیث سے گنگوہی بہی تسلیم کرتا ہی اور جب دلکا نہ معلوم ہوا تو ثبت

صالحہ جو عمل قلبی ہے معلوم نہوا پس تقوی وجہاد مولوی اسمعیل کے ہرگز موجب دخول جنت یقیناً وقطعاً نہین ہے اور نہ
آیت وحدیث اس پر ہرگز دال نہین اور گنگوہی نے شہادت جنتی ہونیکی یقیناً وجزماً مولوی اسمعیل کے حقمین دیکر مخالفت
عقائد واحادیث نبویہ صلعم کے کی ہی اور مولوی اسمعیل کے مقابلہ مین عقائد واحادیث کی مخالفت کا کچھہ خیال نکیا یہ کیا ایمان
وہابیہ کا ہی اور دیکھو آنحضرت صلعم کی روحانیت کی بارہ مین کشف و الہام ومنام کا اعتبار نکرنا اور خود کے حقمین ان تمام امور
کا اعتبار کرنا ان وہابیہ کو درست چنانچہ کشف الہام کا حال تو معلوم ہو چکا ہی اب منام کا سنئے کہ یہ گنگوہی صفحہ ۲۶ براہین
مین کہتا کہ ایک صالح فخر عالم کی زیارت سے خواب مین مشرف ہوئی تو آپکو اردو مین کلام کرتے دیکھکر پوچھا کہ آپکو یہ کلام
کہانسے آگئی آپ تو عربی ہین فرمایا جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہمکو یہ زبان آگئی سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا
معلوم ہوا انتہی دیکھو یہان اس گنگوہی نے واسطے ثبوت رتبہ مدرسہ کی بمقابلہ مولف انوار اس خواب کو دلیل رتبہ مدرسہ کی گردانا ہے
اور معلوم ماخوذ علم سے ہی اور علم کی فقط تین طریق بیان کر چکا ہی عقل وحواس وخبر رسول اور یہ منام کسی مین سے نہین اور
علم کا ثبوت منام سے کرتا ہی اور رتبہ مدرسہ کا معلوم ہونا اس منام سے بتاتا ہی منصفین کو ان وہابیہ کی ہٹ دہرمی پر غور کرنا چاہیے
کہ آنحضرت صلعم کی روحانیت کی حضور کے بارہ مین تو منام کا کسطرح کا اعتبار نہو اور روایات ثقات سے ایسکو اوٹہایا جاوے اور اقوال علما
صلحا اس بارہ مین مٹایا جاوے اور مدرسہ کا رتبہ منام ہی سے معلوم کرایا جاوے یہان مدرسہ کا رتبہ معلوم ہونیکے واسطے دلیل بمقابلہ خصم
بنجاوے اور پہر آنحضرت صلعم کو اردو آجانا بسبب علماء دیوبند کے ہوئے علماء دیوبند کا اسقدر رتبہ عالی قرار دیا جاوے کہ آنحضرت صلعم
کو انکی موافقت واتباع بلا ضرورت کی کرنا پڑے ہے اور شاہ ولی اللہ قدس سرہ وشاہ عبد العزیز مولوی اسحق وغیر علماء کبار انسے پہلی وپچھلی اردو
دان ہے معاملہ آنحضرت صلعم ہوا اور اردو نہ آئی اور ان علما کے معاملہ پڑنے سے اردو آگئی یا ان اکابر سے معاملہ ہی آنحضرت
کا نہوا بہر صورت ان اکابر سے بھی آجکل کے علماء دیوبند کا رتبہ بہت بڑا ثابت ہوا بلکہ آنحضرت صلعم کو یہ وہابیہ نعوذ
باللہ من ذلک شاگرد علماء دیوبند کا بھی بتا دیوین اگر خوف کفریات صریحہ کا نہووے بہائی تو بنا چکے ہین ہر انسان ادنی کا
بھی ایسے ایمان پر افسوس ہے اہل انصاف ذی شعور پر واضح لائح ہے کہ محفل ذکر آنحضرت صلعم سے انکو عناد دشمنی بلکہ خود آنحضرت
صلعم سے دشمنی نہوتے تو آنحضرت صلعم کے تو یہ ایسا کیون کہ اپنی خواہشونکی اثبات کیواسطے کشف الہام ومنام کیون دلیل جانتے
اور آنحضرت صلعم امور محفل کے بارہ مین انکو کیون بے اعتبار قرار دیتی اور خود غائب دان نہین اور آنحضرت صلعم کی غائب دانی کا
انکار کرین چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہی اور سنو صفحہ ۲۰۴ یہ گنگوہی کہتا ہی عوام کا عقیدہ حاضر ہونیکا ہی اور صفحہ ۲۳ مین اگر
بعلم استقلالی فخر عالم کی ندا وخطاب ہی تو شرک ہی اور جو بدون اس عقیدہ کی ہے تو عوام کی فساد عقیدہ کی تائید ہی کہ عوام کا یہی
عقیدہ علم مستقل کا ہی اور صفحہ ۲۰۰ مین اگر اسیطرح فخر عالم کو حاضر بعلم استقلالی محفل مولود مین جانکر دست بستہ کھڑا ہوگا
جیسا جہلا کا عقیدہ ہے اور صفحہ ۲۲ مین ہی مگر چونکہ مجمع مین جہال وسفہاء اور اہل بدعت کہ تمام اولیا انکی نسبت

کو علماء عرب وعجم کافر جانتین اور بقول اس گنگوہی کے وہ کافر ہو وہ قطعی جنتی کیسا بلکہ بقول اس گنگوہی کے کہ یہ ظاہری اقوال وافعال کے سبب قطعی جنتی یا جہنمی جانے مولوی اسمعیل قطعی جہنمی ہو تو کچھہ تعجب نہین ۱۲ منہ

اُونکا عقیدہ علم بالذات ہونے اور متصرف بالذات ہونیکا ہی موجود ہوتی ہین تو بصورت ندا و خطاب کی اونکی عقائد کا
فساد اور اُنکی بدعت و شرکت کی تائید ہوتی ہی تو درصورتیکہ یہ امر مظنون بلکہ بحکم یقین ہے الخ اور اسی قسم سے گنگوہی کی بہت
سی کلمات ہین کہین کہتا ہے عوام کی قلوب سطرح ہی کہین صلحا کی محفل میلاد مصر روم و شام وغیرہ مین کہین نہین ہے یعنی سب
بلاد اسلام کی محفل مین شامل ہونی والے فساق مخالف شرع کے ہوتی ہین کہین ہی تمام صلحا نہین ہوتے بس یہ تمام اقوال
گنگوہی کا ادعار غیب دانی پر دال ہین اسلئے ان تمام اقوال لوگونکی عقائد کی مخبر و بنا واضح و لائح ہے اور عقیدہ دلمین پوشیدہ
ہوا کرتا ہی اسکو وہی صاحب عقیدہ اور عالم الغیب خدا تعالے ہی جانتا ہی جب یہ گنگوہی انکا عقیدہ وامر قلبی بتاتا ہی تو
بلاشبہ یہ ادعار غیب دانی ہے گو زبان سے انکار اپنی ادعار غیب دانی کا یہ گنگوہی کرے لکن اسے خوب ادعاء واضح ہی بیس
خود کے حق مین ادعار غیب دانی کرنا اور آنحضرت صلعم کے غیب دانی کا انکار کرنا اور آیت عندہ مفاتح الغیب نحو ہا و حدیث
لا ادری پیش کرنا اور عبارات عقائد و فقہ پیش کرنا دلالت اسکی ہی کرتا ہی کہ ان احادیث و آیات و عبارات یہ گنگوہی و دیگر وہابیہ
خود کے حق مین صحت نہین جانتے ہین اور خود آنحضرت صلعم سے غیب مین زیادہ جانتے ہین بس ایسے ایمان پر افسوس ہے
اور بڑی بے انصافی اس فرقہ کی یہ ہے کہ اول ندا و خطاب آنحضرت صلعم کا انکار محض تہا اور یہ لغویات و ژلیات
گذاری جاتی کہ ندا و خطاب حاضر کے ہی واسطے ہوتا ہی اور غیر حاضر کو کرنا شرک اور گنگوہی فتوے میلاد مین بالتصریح کہتا
کہ آنحضرت صلعم کو کوئی حاضر و ناظر جانیگے تو کفر ہے اب مولف انوار نے جب براہین قاطعہ و ادلہ ساطعہ شرعیہ سے تحقیقی
والزامی جواب دیا اور گنگوہی کے مقتدا اونکا خطاب کرنا آنحضرت صلعم کو ثابت اونکے اشعار سے تو اب یہ مت دہرمی ہے
وارتکاب فعل شنیع ہی کہ مسلمانون پر بہتان لگاتا ہی کہ وہ آنحضرت صلعم کو عالم علم بالذات کا جانتی ہین اور آنحضرت صلعم کی
علم استقلالی کے قائل ہین یعنی آنحضرت صلعم کو عوام مسلمین بہی جانتے ہین کہ بدون علم دینی خدا تعالے کے آنحضرت صلعم
ہماری ندا و خطاب کو جانتے اس بہتان عظیم کا کیا ٹھکانا یہ تو ادنے عقل والا بہی تسلیم نہین کر سکتا ہی کہ کوئی اہل اسلام عام
و خاص یہ عقیدہ رکہتا ہووے کہ آنحضرت صلعم کو بدون علم دینی خدا تعالے کے علم ندا و خطاب کا حاصل ہو جاتا ہی یہ یقیناً
بہتان ہے اور طرفہ یہ ہی کہ گنگوہی یہ عقیدہ اونکا ہونا یقیناً بیان کرتا ہی چنانچہ صفحہ ۲۲ سے اوپر مذکور ہوا قول گنگوہی کا کہ
یہ امر مظنون بلکہ بحکم یقین ہے ایسے بیحیائی و بے شرمی کا کیا ٹھکانا کہ روحانیت آنحضرت صلعم کی حضور کے بارہ مین طریق
علم مین بناکر انکار کرتا ہے اور عقائد پر اطلاع ہونا اس طریق سے ثابت نہین ہوتی بدون ان طریق یقین ہو جانا بیان
کرتا ہی ایسے جاہل بجہل مرکب کا کیا علاج ہی ایسے بہتان اپنی طرف سے لگاکر مسلمین کو کافر بنانا اس گنگوہی کے نزدیک
جائز ہے تو مولوی اسمعیل نے جو امکان کذب باریتعالی اور بہائی ہونا آنحضرت صلعم کا بیان کیا وہان اور گنگوہی وغیرہ جو منکر
محفل میلاد کر رہے ہین تو وہان بہی کوئی یہ کہہ سکتا ہی کہ مولوی اسمعیل نے امکان و وقوعی کذب مراد لیا ہی اور بہائی کہنے مین انکا

عقیدہ یہی ہو کہ آنحضرت صلعم نعوذ باللہ من ذلک دوسرے لوگون کے رتبہ مین برابر ہین اور میلاد شریف کے محفل کا انکار
اسلئے ہے اور ندا و خطاب آنحضرت صلعم کو اسلئے منع کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم کو اپنے عقیدہ مین اچھا نہین جانتے ہین اور جو
انکی مقتداؤن مولوی قاسم وغیرہ نے جو اشعار ندائیہ و خطابیہ کہی ہین وہ بہی علم بالذات کے عقیدہ سے کہی ہین پس جو حال
ایمان عوام کا گنگوہی بتاتا ہے اور کافر و مشرک انکو ٹہیراتا ہے وہی حال ایمان ان وہابیہ اور انکے پیشواؤنکا ہوا اور جو جوابات
یہ گنگوہی انکو یعنے اپنے آپکو اور اپنے مقتداؤنکو کفر و شرک سے بچانیکو دیگا وہی جوابات ہماریطرف جانا چاہئے اور انکے حق مین وہ
آیات و احادیث پیش کریگا جنسے ایسی بدگمانی مسلمانونکے حق مین جائز نہین ہے اور وہ عبارات فقہا پیش کریگا جن سے
ظاہر ہے کہ ایک کم سو احتمال کفر کے ہووین اور ایک احتمال ایمان کا ہووے تو مفتی کو ایمانکی احتمال پر قول کو محمول
کرکے مسلمان کہنا چاہئے اور ان ایک کم سو احتمال کیطرف التفات کرکے فتوے کفر دینا چاہئے تو ہماریطرف سے ایسے ہی
آیات و احادیث و عبارات جاننا چاہئے اور گنگوہی اپنے پر اور اپنے مقتداؤن پر یہ بہتان قرار دیوے کہ وہ آنحضرت صلعم
کو برا جانتے تھے اور مولوی قاسم وغیرہ نے علم بالذات کے عقیدہ سے یہ اشعار ندائیہ و خطابیہ کہتے ہین تو اسیطرح ہماریطرف
سے خیال کرے کہ گنگوہی نے عوام مسلمین پر بہتان عقائد مذکورہ کا لگایا ہی الغرض جو جوابات گنگوہی دیگا ویسے ہماریطرف
سے ہو سکتے ہین پس یا تو دونون کو کافر و مشرک ہونا قبول کرنا پڑیگا گنگوہی کو یا دونونکو مسلمان ماننا پڑیگا اور ان عقاید کی نسبت
عوام کیطرف کرتے ہین بہتان لگانا گنگوہی کا ثابت ہوگا اور یہ ندا و خطاب آنحضرت صلعم کو جائز ہوگا اور کفر و شرک بنانا
گنگوہی کا باطل ہوگا او مقصود ہمارا حاصل ہے اور ہوگا اور جسطرح اپنے مقتداؤنکی اشعار و انکو جنمین ندا و خطاب ہین شوقیہ
بناتا ہے اسیطرح یہ بہی شوقیہ ہین اور انکار اسکا مکابرہ صرف ہے ور صورت منع کرنے شوقیہ ہونیکے ہم بہی مولوی قاسم وغیرہ کے اشعار
مذکورہ کا شوقیہ ہونا منع کرینگے الغرض یہ تمام تقریر گنگوہی کی لغو و لچر ہے اور ہذیان صرف ہے اب حال آیت عندہ
مفاتح الغیب جس سے غیب دانی آنحضرت صلعم کا یہ گنگوہی انکار کرتا ہے معلوم کرنا چاہئے جلالین اونے طالب علم بہی
پڑہ لیتا ہے اوسمین بہی موجود ہی کہ اس غیب سے مراد اس آیت مین جسکو سوائے خدا تعالے کوئی نہین جانتا ہے وہ
پانچ چیزین ہین جو قولہ تعالی عندہ علم الساعۃ الایہ مین مذکور عبارت جلالین کی یہ ہے وعندہ مفاتح الغیب خزائنہ
او الطرق الموصلۃ الی علمہ لایعلمہا الا ہو وہی الخمسۃ التی فی قولہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ الایۃ کما
رواہ البخاری انتہی اور مشکوۃ کے کتاب الصلوۃ باب فی المتمات مین بہی موجود ہی کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہین مفاتح
الغیب پانچ ہین عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفاتح الغیب خمس ثم قرأ ان
اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ کما رواہ البخاری انتہی پس گنگوہی کا مبلغ علم جلالین و مشکوۃ دانی تک بہی
نہین پہونچا ہے جو معلوم ہو جاتا کہ اس غیب سے اشیا خمسہ مخصوصہ مراد ہین محفل میلاد شریف وغیرہ سوائے ان اشیاء

کی ہے اور یہ علم کی نفی اس سے نہیں ہو سکتی ہے اور عموم مراد اس آیت مین نہین یا گنگوہی کا مبلغ علم یہانتک پہونچا ہووے لکن تعصباً و عناداً حق پوشیدہ کر کے غیر مراد خدا تعالی و رسول اللہ صلعم پر معانی آیت کو محمول کر کے مفسر بالرائے ہوا ہی اور مستحق عذاب نار کا بنا ہے اور ادنی عقل والا منصف بھی جانتا ہی کہ اگر اس قسم کی آیات غیب خاص پر محمول ہونگی اور بدون تخصیص عام قرار دیجاویگین تو انکو حجت بنا کر امور آخرت و جنت و دوزخ وغیرہ کے حالات سے و دیگر اخبار غیوب سے جو آنحضرت صلعم نے دی ہین اونکا انکار کرنا لازم آویگا و تمام معاملہ دین کا درہم و برہم ہو جاویگا اور جب آیات اپنی کلیت عموم پر نہیں ہین جیسا کہ یہ امر واقعی و نفس الامری تو کبری دلیل کا یہ نہیں واقع ہو سکتے ہین اور اسطرح دلیل گنگوہی کی کہ محفل میلاد کی خبر آنحضرت صلعم کو مثلاً ہو جانا یہ خبر غیب کی اور ہر خبر غیب بدلائل ان آیات کے مخصوص ساتھ خدا تعالی کے ہے پس یہ خبر محفل میلاد شریف کی بھی مخصوص ساتھ خدا تعالی کے ہی اور جب مخصوص خدا تعالی کے کی ہوئے تو آنحضرت صلعم کو یہ نہیں ہوتی ہے ہرگز نہیں بن سکتی ہے اسواسطے ہر خبر غیب مخصوص ساتھ خدا تعالی کے ہی یہ کلیہ مسلم نہیں ہے دلیل اس امر کی آنحضرت صلعم کو بھی خبر امور امور آخرت وغیرہ خدا تعالی کیطرف سے حاصل ہے پس مخصوص ساتھ خدا تعالی کی ہر خبر غیب نہوئی پس اس قسم کے آیات سے استدلال گنگوہی وغیرہ وہابیہ کا باطل ہے یہی جواب حدیث انا لا ادری کا ہی کہ اس سے عموم مراد ہو نا کہ خبر محفل و ندا و خطاب آنحضرت صلعم کو بھی یہ حدیث شامل ممنوع ہے ما یفعل بی ولا بکم جو اس عدم علم کا مفعول ہے قطعاً اوس سے یہ خبر میلاد و ندا و خطاب کا خارج ہے پس ذکر اسکا اسمحل مین بیمحل ہے اور بطور دلالت اولے کو مساوات کی شمول بھی ممنوع ہے دوسری یہ کہ اس عورت نے عثمان ابن مظعون کی جنتی ہونیکی جزماً خبر دی آنحضرت صلعم کے حضور مین تو اس کلام سے اسکو سوء ادبی سے کہ حضور مین آنحضرت صلعم کے حکم جزئی غیب کا دیا آنحضرت صلعم نے منع فرمایا یعنے یہ کلام کنایہ ہے عدم تصریح علم سے معنے حقیقی اسکی مراد نہین ہین یا یہ مراد اگر مجملاً معلوم ہو لکن تفصیلاً حالات کو خدا تعالی جانتا ہی یا یہ کہ ورود اس حدیث کا قبل نزول آیت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر کی اول عاقبت مین ابہام تھا بعد اسکے یقیناً بالتفصیل خبر عاقبت معلوم ہوئی شیخ عبدالحق دہلوی نے اسی حدیث کی تحت مین یہ فرمایا ہی جو راقم نے بیان کیا ہی پس اس سے یہ ہرگز مفہوم نہین کہ غیب کی خبر کوئی بھی آنحضرت صلعم کو معلوم نہین پس مدعی گنگوہی کا بالکل اس سے بھی حاصل نہین ہے مختصر ابن ابی جمرہ مین کہ وہ مختصر بخاری کا یہ حدیث ہے عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلعم قال مفاتح الغیب خمس لا یعلمها الا اللہ لا یعلم متی یاتی المطر احد الا اللہ ولا تدری نفس بای ارض تموت الا اللہ ولا یعلم متی تقوم الساعۃ الا اللہ اس سے پانچ خبر مخصوص مراد ہین اسکے تحت مین حاشیہ علامہ فاضل محمد شنوانی رح مطبوعہ مصر کی صفحہ ۲۳ مین ہے تحت قولہ لا یعلم ما تغیض الارحام الا اللہ کی کہ یہ حصر بہ نسبت عام کی نہ خاص کے

اسلیے کہ وارد ہوچکا ہی کہ آنحضرت صلعم کو خدا تعالی نے دنیا سے اوسوقت خارج کیا کہ کل شیئے پر اطلاع دیدی عبارت یہ ہے
وهذا الحصر ینافی ان بعض الاولیاء علم الکشف واجیب بان هذا الحصر بالنسبة للعامة لا للخاصة
وقد ورد ان الله لم یخرج النبی صلعم من الدنیا حتی اطلعه علی کل شیئ اور اسکے تحت مین ولا یعلم
متی تقوم الساعة الا الله کہا ہی کہ ان پانچ چیز کا علم لدنی ذاتی بلا واسطہ سوائے خدا تعالی کے کسیکو نہین ہے
پس انکا علم اس صفت سے خاص خدا تعالی کے ساتھ ہے لیکن بواسطہ اسکا ہونا مخصوص خدا تعالی کے ساتھ نہین ہے عبارت
یہ ہے قال بعض المفسرین لا یعلم هذه الخمس علما لدنیا ذاتیا بلا واسطة الا الله فالعلم بهذه الصفة
مما اختص الله به واما بواسطة فلا یختص به تعالی اس سے واضح ہی کہ ہر طرح سے ان اشیا خمسہ کا علم ہی مخصوص
خدا تعالی کے ساتھ نہین ہی اور یہ حصر بہ نسبت عام کے نہ بہ نسبت خاص کے پس نفی علم غیب آنحضرت صلعم پر اس سے حجت
پکڑنا جہالت صرف ہے اور بحر الرائق وغیرہ کے حوالہ سے جو یہ مسئلہ لکہا ہی کہ گواہی خدا تعالی ورسول صلعم کے سے نکاح
کرے تو کافر ہو جاتا ہی اب اوس کا حال سنو درمختار مین ہے تزوج بشهادة الله ورسوله لم یجز بل قیل یکفر
والله اعلم انتہی اسمین خدا تعالی ورسول الله صلعم کی شہادت سے نکاح کرنا ناجائز کہا ہی اور یہ کہ کافر ہو جاتا ہی اسکو
ساتہ صیغہ تمریض کے بیان کیا تا کہ معلوم ہو جاوے کہ کافر ہونیکا قول ضعیف ہی اور اس قول ضعیف یعنی کافر ہو جانیکی
وجہ یہ گذاری ہے کہ شہادت خدا ورسول کے ساتہ نکاح کرنیوالے نے حرام کو حلال کیا اسلیے کہ خدا تعالی نے سوای گواہون
جنس آدمی کے دوسریکی شہادت سے نکاح حلال نہین کیا ہی اور اس شخص نے سوائے جنس کے غیر کی شہادت سے
نکاح کے حلت کا اعتقاد کیا اور بعض نے یہ وجہ بہی گذاری ہی کہ آنحضرت صلعم کو اوسنے عالم الغیب جانا اسوجہ کو علما نے
رد کیا کہ اس سے کافر نہین ہوتا ہی اسواسطے کہ بعض چیزین آنحضرت صلعم کی روح مبارک پر پیش کیجاتی ہین آپ
بعض غیوب کو پہچانتے ہین اور اس بعض غیوب دانی پر آیت عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی
من رسول کو حجت قرار دیا ہے چنانچہ قیل یکفر کی تحت مین طحطاوی مین ہی لعل وجهه انه حلل ما حرم الله
لان الله تعالی لم یحل النکاح الا بشهود الجنس فاذا اعتقد الحل بغیر ذلک فقد خالف وفی شرح
الملتقی لانه ادعی ان الرسول یعلم الغیب قال سیجئی زاد نقلا عن التاتارخانیة لا یکفر لان بعض الاشیاء
تعرض علی روحه صلی الله علیه وسلم فیعرف ببعض الغیب قال الله تعالی عالم الغیب فلا
یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول اه انتہی اور رد المحتار مین بہی تاتارخانیہ وحجت سے
نقل کیا کہ ملتقط مین ہی کہ کافر نہین ہوتا ہی اسلیے کہ اشیاء آنحضرت صلعم کے روح مبارک پر پیش کئے جاتے ہین اور اسکے
بعض غیوب جانتے ہین اور کتب عقائد مین ہی کہ کرامات اولیاء مین سے ہی کہ اونکو اطلاع بعض غیوب پر ہوتی ہی عبارت رد المحتار

کی یہ ہے قوله قيل يكفر، لانه اعتقد ان رسول الله صلعم عالم الغيب قال في التتارخانية وفي الحجة ذكر في الملتقط انه لا يكفر لان الاشياء تعرض على روح النبي صلى الله عليه وسلم وان الرسل يعرفون بعض الغيب قال تعالى عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول اه قلت بل ذكروا في كتب العقائد ان من جملة كرامات الاولياء الاطلاع على بعض المغيبات وردوا على المعتزلة المستدلين بهذه الاية على نفيها بان المراد الاظهار بلا واسطة والمراد من الرسول الملك اي لا يظهر على غيبه بلا واسطة الا الملك اما النبي والاولياء فيظهرهم عليه بواسطة الملك او غيره وقد بسطت الكلام على هذه المسئلة في رسالتنا المسماة سل الحسام الهندي لنصرة سيدنا خالد النقشبندي فراجعها فان فيها فوائد نفيسة والله تعالى اعلم انتهى پس شہادت خدا تعالی و رسول اللہ صلعم کی سے نکاح کرنے سے کافر ہونیکا مسئلہ ضعیف ہے انتہی کیطرف لفظ قیل سے صاحب درمختار نے ہی اشارہ کر دیا ہے اور طحطاوی و تاتارخانیہ او حجت و ملتقط و ردالمحتار کی مصنفین کے نزدیک کافر نہیں ہوتا ہی اور ان مصنفین اور اہل عقائد کے نزدیک رسول و اولیا غیوب کو جانتے ہین اور دلیل ان علماؔ کے آیت قرآنی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ الایہ ہے پس غیوب دانی انبیا علیہم السلام و اولیا کرام علمار اہل سنت و جماعت مصنفین کتب عقائد و غیرہم فقہا سے بیچ ثابت ہی اور شہادت خدا تعالی و رسول کے کافر ہو جانیکا مسئلہ ضعیف و غیر معتبر عند المحققین ہے اس گنگوہی حق پوش نے اپنا عقیدہ فاسدہ کنی ثبوت کیواسطے مسئلہ حق و معتبر علما محققین کو پوشیدہ کیا او ضعیف لکھکر جہلاء و سفہار کو دہوکہ دینا چاہا اور اختلاف محققین کو ذکر بہی نکیا تا کہ ناواقف لوگ بہی دہوکہ کہاوین کہ متفق و قوی مسئلہ ہی کہ شہادت کے ساتہ نکاح کرے تو کافر ہو جاتا ہی مسلمانون کے کافر بنانیمین یہ وہابیہ بڑے کوشش کرتے ہین اور اسقدر بہی اس ناواقف و حق پوش نے خیال نکیا کہ مسئلہ ضعیف کے موافق حکم و فتوے دینا جہل و خرق اجماع ہی ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع درمختار مین موجود ہی پس مخالف اجماع کے یہ گنگوہی اس فتوی دینے کے ساتہہ قول مرجوح کے ہوا جو حرام ہی پس اسمین بہی مرتکب حرام کا ہوا دوسری یہ کہ انکار غیوب انبیا و اولیا کے مخالف آیت قرآنیہ دلیل محققین مذکورہ بالا کی ہے اور نص کے مقابلہ مین کسیکا قول کسطرح مقبول ہووے اور یہ خود گنگوہی محفل میلاد شریف کی بارہ مین باوجودیکہ وہ مخالف و مقابل نص بہی نہین ہے فقط جہوٹا حیلہ وہابیہ کر کے مقابل نص بتا کر کہتا ہی کہ کروڑون علمار کا قول بہی مقبول نہین ہی اور صد ہزار ہون تو مقبول نہین ہے اور فقط فاکہانی کے انکار سے تمام جہان کا قول باطل ہو جاتا محفل کے جواز کے بارہ مین بتایا ہی اور یہان سب ہی اقوال سے انحراف کر کے باوجود مخالفت و انکار علما محققین کے کفر کا قائل ہوا ہی اور انکا غیوب دانی کا کرتا ہی یہ وہی بات ہی کہ وہابیہ اپنے واسطے عقائد و اعمال مین صرف اپنی زبان کو حجت جانتے ہین اور سوائی نفسانی کر

اپنا معبود مانتے ہین قران وحدیث واقوال علما رسے انکو کام نہین رہتا ہو ورنہ کفر اس محل مین ایسا ہی کہ جن امور غیر واقعہ سے انکار محفل کا گنگوہی کرتا ہو وہ واقعہ اس محل مین ہین یعنی مقابلہ ومخالفت نص یہان علما بیان کر رہی ہین اور کفر مذکور انکار کر رہی ہین پس گنگوہی عدم ثبوت کفر مذکور کیون نہین تسلیم کرتا اور کیون غیب دانی کو نہین مانتا ہان اسیواسطے نہین مانتا اگرچہ اولہ شرعیہ موجود ہین کہ اوسکی عقیدہ ومعبود کے کہ ہوائی نفس ہے تو موافق نہین ہے اور اتنی بہی خبر نہین ہی کہ ایسے معاملہ مین امام ابن الہمام وغیرہ محققین نے تصریح فرمائی ہی کہ غیر مجتہدین کا اعتبار نہین ہی چنانچہ فتح القدیر کے کتاب البغاۃ مین ہے نعم یقع فی کلام اہل المذاہب تکفیر کثیر ولکن لیس من کلام الفقہاء الذین ہم المجتہدون بل غیرہم ولا عبرۃ بغیر الفقہاء انتہی اور بحر وغیرہ کی حوالہ شہادت مذکورہ کا فر ہونا تو نقلکر دیا اور صاحب بحر جو یہ کہا ہے کہ جبتک یہ کلام قائل محمل حسن پر محمول ہو سکے یا اوسکی کفر مین اختلاف ہووے اگرچہ عدم کفر کے روایت ضعیف ہووے تو اوسکی کفر کا فتوی ندینا چاہئے اور کہا کہ اکثر الفاظ تکفیر مذکورہ پر فتوی ندیا جاوے اور مین نے اپنے نفس پر یہ لازم کرلیا کہ ایسے ایسے امور پر فتوی کفر ندونگا چنانچہ علامہ شامی نے جو عبارت بحر کی نقلکی ہے اوسمین سے نقل کیجاتی ہے والذی تحرر انہ لایفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن اذکان فی کفرہ اختلاف الروایۃ ضعیفۃ فعلی ہذا فاکثر الفاظ التکفیر المذکورۃ لایفتی بالتکفیر فیہا ولقد الزمت نفسی ان لا افتی بشیئ منہا اہ کلام البحر لخصا انتہی پس جب صاحب بحر کے نزدیک کفر مختلف مین اگرچہ روایت ضعیف ہی ہووے فتوی دینا درست نہین ہی اور شہادت مذکورہ کا حال معلوم ہوا کہ بہت محققین کفر کا انکار کرتے ہین تو صاحب بحر کے نزدیک اس شہادت کی سبب سے کفر کا فتوی دینا و کافر بنانا درست نہین اس گنگوہی نے اپنے عقیدہ فاسدہ کی سبب سے تمام امور سے اعراض کرکے کفر کا قول لکہنا شروع کر دیا تاکہ عوام سفہا مسلمانونکو کافر جانین ایسے دغا بازی دین مین کرنا ایسے لوگونکا کام ہی جنکو دین کی کچہہ پروا نہین ہی باب المرتد مین علامہ شامی کہتے ہین کہ دعوی علم غیب مستند ہووے طرف کسی سبب کے جو اللہ تعالی کے جانب سے ہے خواہ صراحۃً مستند ہووے یا دلالۃً مانند وحی والہام کی یا طرف علامت عادیہ کہ خدا تعالی وہ علامت ٹہرادی ہووے تو وہ دعوی علم غیب کفر سے مستثنی ہی صاحب ہدایہ کتاب مختارات النوازل علم نجوم کی قسمین فرماتے ہین ایک حسابی جو آیت والشمس والقمر بحسبان سے معلوم ہی کہ سیر شمس و قمر کے ساتہہ حساب کی ہے دوسری استدلالی کہ سیر نجوم وحرکت افلاک حوادث پر بقضاء وقدرہ تعالی ہی یہ بہی جائز ہی مانند استدلال طبیب کے ہے ساتہ نبض کی صحت ومرض پر ہان اگر یہ اعتقاد رکہے کہ غیب کو مین خود جانتا ہون بدون کسی سبب و امارت کی تو کفر ہے یا قضا الہی کا معتقد نہووے انہین سیر حرکت فاعل حقیقی جانین تو کفر ہے قلت حاصلہ ان دعوی علم الغیب معارضۃ لنص القران فیکفر بہا الا اذا سند ذلک صریحا او دلالۃ الی سبب من اللہ تعالی کوحی او الہام وکذا لو اسند الی امارۃ عادیۃ بجعل تعالی قال صاحب الہدایۃ فی کتابہ مختارات النوازل واما علم النجوم فہو فی نفسہ

حسن غیر مذموم اذ هو قسمان حسابی و انه حق وقد نطق به الکتاب قال تعالی والشمس والقمر
بحسبان ای سیرهما بحساب و استدلال سیر النجوم و حرکة الافلاک علی الحوادث بقضاء الله
تعالی وقدره وهو جائز کاستدلال الطبیب بالنبض علی الصحة والمرض و لو لم یعتقد بقضاء الله
او ادعی الغیب بنفسه یکفر اه و تمام تحقیق المقام یطلب من رسالة التناسل الحسام الهندی انتهی اس سے
واضح ہو کہ بلا استناد کی ایسے سبب کے طرف وہ خدا تعالی کے جانب سے ہے یا اس اعتقاد سے کہ بقضاء و قدر الہی کے نہین
یا ایسے اعتقاد کی ساتھ بذات خود غیب کو جانتا ہی تو کفر ہے ورنہ کفر نہین ہی اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی
تفسیر مفاتیح الغیب یعنی تفسیر کبیر مین تحت اس آیت کی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول
کی فرماتے ہین علی غیبہ صیغہ عموم کا نہین ہے جسکے یہ معنی ہووین کہ کسی غیب کی خدا تعالی سوای رسول کے کسیکو اطلاع نہین دیتا ہے
اسکی مقتضی عمل کرنیکے واسطے اسقدر کافی ہی کہ ایک غیب پر کسی کو ظاہر نہین کرتا ہی اور اوس غیب مبہم مجہول وقت وقوع پر کرتے
ہین اور رسول کو استثنا اس عدم اظہار کرنا اسطرح صحیح ہی کہ وقت قریب اقامت قیامت سے رسول یعنے ملک و فرشتہ پر
اس کا اظہار ہوگا یوم تشقق الغمام و نزل الملائکة تنزیلا قرآنکی آیت ہی بلا شک ملائکہ اسوقت مین اقامت قیامت کو جانینگے
اور ضرور یقین کرنا چاہئے اس آیت سے مراد اللہ تعالی یہ ہرگز نہین ہی کہ سوائے رسول دوسریکو کسی غیب کی خدا تعالی اطلاع نہین دیتا
اور اس مراد نہونیکی چند وجہ ہین اول یہ ہی کہ اخبار قریب بمتواتر سے ثابت ہی کہ شق و سطیح دو کاہن تھی کہ انحضرت صلعم کی ظہور سے
قبل زمانہ آنحضرت صلعم کی خبرین دیا کرتے تھے اسلئے مین دونون عرب مین مشہور تھے کسرے بادشاہ پارس آنحضرت صلعم کی خبر
معلوم کرنیکے لئے اون دونونکی طرف رجوع کی تھی پس اس سے ثابت ہوا کہ خدا تعالی غیر رسول کو بہی کبھی غیب پر اطلاع دیدیتا
ہی اور دوسری وجہ یہ ہی تمام اہل ملل و ادیان متفق اس پر ہین کہ علم التعبیر صحیح ہی اور معبر زمانہ آیندہ مین واقعہ ہونیوالی خبر دیتا ہے
اور اسمین صادق ہوتا ہی تیسری یہ کہ ایک عورت کاہنہ تھی اسکو سلطان سنجر بن ملک شاہ بغداد سے خراسان کو لیگیا اور
اس سے احوال زمانہ آیندہ کی دریافت کئی اس نے چند چیزین ذکر کین جیسا اُسنے کہا تھا ویسا ہی ہوا اور مصنف کی کتاب یعنی فخر الدین رازی کہتا ہی کہ مین نے
محققین علم کلام و علم حکمت کو دیکھا کہ وہ حکایت کرتے تھے کہ اُس عورت نے چند چیزون غائبانہ کی خبر دی تفصیل سے وہ اسکے کہنے موافق ہی ہوئین اور ابو برکات نے
اپنی کتاب معتبر مین اس عورت کو بیان کیے حال مین لکہا کہ تئیس برس تک مین اسکی حال تلاشکی یہانتک کہ مجہکو یقین ہوگیا کہ وہ اخبار غیب کی مطابق واقع کے دیتی تھی
اور چوتھی وجہ یہ ہی کہ ہم مشاہدہ کرتے ہین اصحاب الہامات صادقہ کو اور یہ اولیاء اللہ تعالی کی ساتھ خاص نہین ہی بلکہ ساحر و منجم بہی ایسا شخص پایا جاتا ہی کہ اسکو خبر
سچی معلوم ہوجاتی ہی اور انسانکو ہم دیکہتی ہین کہ الہام غیب کا اُسکو ہوتا ہی ویسا ہی واقع ہوتا ہی اسکی خبر و منجم اگرچہ اکثر کذب ہوتا ہی اور ہم دیکہتے ہین احکام نجومیہ
کبہی موافق و مطابق ہوتی ہین اگرچہ بخت سے جہوٹے بہی ہوتی ہین جب یہ شاہد و محسوس ہوا تو کہنا کہ قرآن دلالت اسکے خلاف کرتا ہے یعنے قرآن
اس پر دلالت کرتا ہی کہ غیب کی خبر سوا رسول کے کسی کو نہین ہوتی ہی تو یہ دلالت قرآنکی خلاف مشاہدہ و احساس کے ہوگی جو موجب طعن کا

ہوگا قرآن شریف کی حق مین اور یہ باطل ہے پس تاویل صحیح وہی ہے کہ غیب سے مراد غیب خاص ہے جو وقت اقامت قیامت کا ہے دوسرا غیب مراد نہین ہے اس محل مین یہ حاصل ہے قول امام رازی کا عبارت اونکی تفسیر کبیر مین یہ ہے تحت آیت مذکورہ کے قال صاحب الکشاف وفی ھذا ابطال الکرامات لان الذین تضاف الکرامات الیھم وان کانوا اولیاء مرتضین فلیسوا برسل وقد خص اللہ الرسل من بین المرتضین بالاطلاع علی الغیب وفیھا ایضا ابطال الکھانۃ والسحر والتنجیم لان اصحابھا ابعد شیئ من الارتضاء وادخل فی السخط قال الواحدی وفی ھذا دلیل علی ان من ادعی ان النجوم تدلہ علی ما یکون من حیاۃ وموت وغیر ذلک فقد کفر بما فی القرآن واعلم ان الواحدی یجوز الکرامات وان یلھم اللہ اولیاء وقوع بعض الوقائع فی المستقبل ونسبۃ الآیۃ الی الصورتین واحدۃ فان جعل الآیۃ دالۃ علی المنع من احکام النجوم فینبغی ان یجعلھا دالۃ علی المنع من الکرامات علی ما قالہ صاحب الکشاف وان زعم انھا لا تدل علی المنع من الالھامات الحاصلۃ للاولیاء فینبغی ان لا یجعلھا دالۃ علی المنع من الدلائل النجومیۃ فاما الحکم بدلالتھا علی الالھامات الحاصلۃ للاولیاء فبمجرد التشھی وعندی ان الآیۃ لا دلالۃ فیھا علی شیئ مما قالوہ والذی تدل علیہ ان قولہ علی غیبہ لیس فیہ صیغۃ عموم فیکفی فی العمل بمقتضاہ ان لا یظھر تعالی خلقہ علی غیب واحد من غیوبہ فنحملہ علی وقت وقوع القیامۃ فیکون المراد من الآیۃ انہ تعالی لا یظھر ھذا الغیب لاحد فلا یبقی فی الآیۃ دلالۃ علی انہ لا یظھر شیئا من الغیوب لاحد والذی یوکد ھذا التاویل انہ تعالی انما ذکر ھذہ الآیۃ عقیب قولہ ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل لہ ربی امدا یعنی لا ادری وقت وقوع القیامۃ ثم قال بعدہ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا ای وقت وقوع القیامۃ من الغیب الذی لا یظھرہ اللہ لاحد وبالجملہ فقولہ علی غیبہ لفظ مفرد مضاف فیکفی فی العمل بہ حملہ علی غیب واحد فاما العموم فلیس فی اللفظ دلالۃ علیہ فان قیل فاذا حملتم ذلک علی القیامۃ فکیف قال الا من ارتضی من رسول مع انہ لا یظھر ھذا الغیب لاحد من رسلہ قلنا بل یظھرہ عند القرب من اقامۃ القیامۃ وکیف لا وقد قال ویوم تشقق السماء بالغمام ونزل الملائکۃ تنزیلا ولا شک ان الملائکۃ یعلمون فی ذلک الوقت قیام القیامۃ وایضا یحتمل ان یکون ھذا الاستثناء منقطعا کانہ قال عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ المخصوص وھو قیام القیامۃ احدا ثم قال بعدہ لکن من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ حفظۃ یحفظونہ من شر مردۃ الانس والجن لانہ تعالی انما ذکر ھذا الکلام جوابا لسوال من سالہ عن وقت وقوع القیامۃ علی سبیل

الا استہزاء بہ والاستحقار لدینہ ومقالتہ واعلم انہ لابد من القطع بانہ لیس مراد اللہ من ہذہ الآیۃ
ان لایطلع احد علی شیئ من المغیبات الا الرسل والذی یدل علیہ وجوہ احدہا انہ ثبت
بالاخبار القریبۃ من التواتر ان شقا وسطیحا کانا کاہنین یخبران بظہور نبینا محمد صلی اللہ علیہ
وسلم قبل زمانہ ظہورہ وکانا فی العرب مشہور بہذا النوع من العلم حتی رجع الیہما کسری فی تعرف
اخبار رسولنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فثبت ان اللہ تعالی قد یطلع غیر الرسل علی شیئ من الغیب
وثانیہما ان جمیع ارباب الملل والادیان مطبقون علی صحۃ علم التعبیر وان المعبر قد یخبر عن وقوع
الوقائع الآتیۃ فی المستقبل ویکون صادقا فیہ وثالثہا ان الکاہنۃ البغدادیۃ التی نقلہا السلطان
سنجر بن ملک شاہ من بغداد الی خراسان وسالہا عن الاحوال الآتیۃ فی المستقبل فذکرت اشیاء
ثم انہا وقعت علی وفق کلامہا قال مصنف الکتاب ختم اللہ لہ بالحسنی وانا قد رائت اناسا محققین
فی علوم الکلام والحکمۃ حکوا عنہا انہا اخبرت عن الاشیاء الغائبۃ اخبارا علی سبیل التفصیل وجاءت
تلک الوقائع علی وفق خبرہا وبالغ ابو البرکات فی کتابہ المعتبر فی شرح حالہا وقال لقد تفحصت عن
حالہا مدۃ ثلاثین سنۃ حتی تیقنت انہا کانت تخبر عن المغیبات اخبارا مطابقا ورابعہا انا
نشاہد فی اصحاب الالہامات الصادقۃ ولیس ہذا مختصا بالاولیاء بل قد یوجد فی السحرۃ ایضا
من یکون کذلک ونری الانسان الذی یکون السہم الغیب علی درجۃ طالعہ یکون کذلک فی
کثیر من اخبارہ وانکان قد یکذب ایضا فی اکثر تلک الاخبار ونری الاحکام النجومیۃ قد تکون
مطابقۃ موافقۃ للامور وانکانوا قد یکذبون فی کثیر منہا واذا کان ذلک مشاہدا محسوسا
فالقول بان القرآن یدل علی خلافہ مما یجر الطعن الی القرآن وذلک باطل فعلمنا ان التاویل
الصحیح ماذکرناہ واللہ اعلم انتہی دیکھو علمائے محققین تو سوائے رسول مانند نجومی وساحر وغیرہم کے
حق مین قائل ہین کہ انکو خدا تعالی کیطرف سے غیب بہی ہوجاتی ہے اور یہ امر مشاہد ومحسوس ہے اگر یہ کوئی کہیگا کہ
قرآن شریف اس پر دلالت کرتا ہے کہ کسی کو خبر غیب کی نہین ہوتی ہے تو خلاف احساس وبداہۃ ہوگا اور طعن قرآن
پر لازم آویگا کہ بداہۃ کے خلاف دلالت قرآن کی ہے اسلیے اس قسم کی آیات کو محققین غیب خاص پر محمول کرتے
ہین اور یہ گنگوہی معتزلہ سے بہی بدعت مین زیادہ ہے کہ زمخشری صاحب کشاف معتزلی ہے وہ بہی رسول کے حق مین خبر غیب
پر اطلاع ہونا قبول کرتا ہے اور یہ گنگوہی رسول کے حق مین بہی قبول نہین کرتا ہے اور اہل سنت وجماعت کے محققین کا حال تو معلوم
ہوا کہ وہ رسل واولیاء وغیرہم کے حق مین بہی قبول کرتے ہین اور اس قسم کی آیات جو بظاہر مانع ہین اطلاع خبر غیب سے

تو انکو غیوب مخصوصہ پر محمول کرتے ہین تاکہ مشاہد و محسوس کے کہ بدیہی ہی خلاف ہو کر طعن قرآن پر لازم نہ آوے اور شاہ ولی اللہ
صاحب اپنے در ثمین مین اپنے والد کے زمانہ مین آنحضرت صلعم کا تشریف لانا ملک پنجاب مین جلسہ قرآن خوانی مین اور حاضرین جلسہ کا
آنحضرت صلعم کو اپنی آنکھون سے دیکھنا لکھتے ہین پہلے سے قبل جلسہ کے آپکو خبر نہ ہوئی تو آپ کی تشریف آوری کسطرح ہوئی اور
مجالس خیر مین تشریف اب نہین لاتے ہین تو یہ تشریف لانا جو شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین کسطرح صحیح ہوا اور شاہ ولی اللہ
صاحب اوسی کتاب مین فرماتے ہین کہ ایک رات کو مین بہوکا تھا ایک شخص نے دودہ لاکر مجھکو پلایا آنحضرت صلعم کی روحانیت نے
اشارہ مجھکو کیا کہ اوس شخص کے دل مین مین نے یہ ڈالا تھا کہ دودہ لیجاکر پلا اگر روحانیت آنحضرت صلعم کو خبر نہین ہوئی ہے
اور غیب دانی آنحضرت صلعم خدا تعالی کیطرف سے حاصل نہین ہوئی تو شاہ ولی اللہ کی امر باطنی بہوک کسطرح جان لیا
آنحضرت صلعم نے شاہ ولی اللہ صاحب اپنے مقتدا کو بہی گنگوہی جہوٹا بتاوے اور شفاء قاضی عیاض و شرح شفا ملا علیقاری
مین ایک باب غیوب دانی آنحضرت صلعم کا منعقد کیا ہوا ہی شفا و شرح کو دیکہکر ناواقف کو چاہئے کہ اپنی تسلی کر لے یہان اوسکا ذکر کرنا
تطویل اس رسالہ مختصر کی ہی پس غیوب دانی آنحضرت صلعم ثابت ہی اور آنحضرت صلعم کا مجالس خیر مین آنا روایات سے جو مولف نے
انوار ذکر کی ہین واضح ہی اور در ثمین سے بہی لائح ہی پس آنحضرت صلعم کی عادت حاضر ہونیکی مجالس خیر مین معلوم ہوئی اور خاص
مجالس میلاد شریف مین بہی آنا قول مفتی مکہ شریف و برزنجی و شیخ عبد الحق دہلوی سے معلوم ہوا تو ظن غالب حضور آنحضرت صلعم
کی روحانیت کا حاصل ہوا اور ایسے محل مین ظن کافی ہی پس انکار سفاہت و جہالت ہی اور یہ کہنا کہ عقائد مین جو ادلہ قطعیہ ظنیہ کا جائے
اعتبار نہین جیسا جا بجا گنگوہی عوام کو دہوکہ دیتا چلا آتا ہی پس جاننا چاہئے کہ باب عقائد مین جو ادلہ قطعیہ چاہئے تو ضروریات کی
اور امر قطعی کی جسکی انکار سے کافر ہو جاتا ہی ثبوت واسطے ادلہ قطعیہ ہونا ضرور ہے اور جو امر قطعی نہین ہے اسکی ثبوت کیواسطے قطعی ہونا
ضرور نہین ہی اور نہ یہ ہی کہ جو امر قطعی نہین ہی تو اوسکا اعتبار کرنا جائز نہین ہی اور انکار کرنا واجب یا سنت یا مستحب یا جائز ہے دیکہو
معراج آنحضرت صلعم کی بیت المقدس سے ساتوین آسمان و جنت وغیرہا تک دلیل قطعی سے ثابت نہین ہی اور باوجود عدم
ثبوت کی دلیل قطعی سے معراج مذکور کا اعتبار کیا جاتا ہی اور انکار اوسکا واجب یا سنت یا مستحب یا جائز نہین ہے بلکہ اوسکا منکر
مبتدع قرار دیا جاتا ہی یہ مسئلہ مشہور و معروف ہی فی شرح العقائد النسفیۃ فالاسراء وھو من المسجد الحرام الی بیت
المقدس قطعی ثبت بالکتاب والمعراج من الارض الی السماء مشہور و من السماء الی الجنۃ او الی
العرش او غیر ذلک آحاد انتہی وقال علی القاری فی کتاب الخلاصۃ من انکر المعراج ینظر ان انکر
الاسراء من مکۃ الی بیت المقدس فھو کافر ولو انکر المعراج من بیت المقدس لا یکفر وذلک لان الاسراء
من الحرم الی الحرم ثابت بالآیۃ وھی قطعیۃ الدلالۃ والمعراج من البیت المقدس الی السماء ثبت بالسنۃ
وھی ظنیۃ الدلالۃ انتہی اس سے ثابت ہی کہ معراج جنت و عرش وغیرہ کی طرف احاد و ظنیۃ الدلالۃ سے ثابت ہی اور اسکی انکار سے

کافر نہین ہوتا ہی فقہ اکبر مین ہی فمن ردہ فہو ضال مبتدع انتہی پس یہ دیوگہ گنگوہی کا کہ دلیل قطعی نہو اُسکا اعتبار
نہین ہی اور اسپر انکار کو مبنی کرتا ہی ساقط ہی ورنہ معراج جنت وعرش وغیرہا تک کی بارہ مین خبر احاد وظنیۃ الدلالۃ کا
اعتبار نکرنا اور جنت وعرش وغیرہ ہما تک معراج ہونیکا انکار کرنا گنگوہی پر لازم ہوگا اور مبتدع وضال ہونا ظاہر ہوجاویگا
ہان کوئی عقیدہ وعمل دلیل قطعی الدلالۃ سے ثابت ہووے اور کسی دلیل ظنیۃ الدلالہ واحاد سے اس عقیدہ وعمل کے خلاف ثابت
ہووے تو اُسوقت وہ دلیل ظنی الدلالۃ واحاد بمقابلہ قطعی کی غیر مقبول ہوگی اور ساقط قرار دیجاوے اور جو اس سے ثابت ہوگا اوس کا
انکار کیا جاویگا اسلئے کہ اوس سے رفع لازم آتا ہی قطعی الثبوت کا اور یہ نہین ہی کہ بدون مقابلہ ومناقضہ قطعی کے بھی عقائد مین
دلیل ظنی واحاد کا اعتبار کسیطرح کا نکیا جاوے اور اسکے موافق ظن نہ رکہا جاوے اور اس سے جو ثابت ہووے اسکا انکار کیا جاوے یہ تو بدیہی
البطلان ہی کہ باوجود قیام دلیل ظنی اوسکی موافق ظن نہ رکہا جاوے اور بدون دلیل کے اُسکے مخالف کا یقین یا ظن کیا جاوے
ترجیح بلا مرجح یا ترجیح مرجوح کی جو باطل ہی اور کیا معنی ہین ایسی سفاہت وحماقت وہابیہ مین ہی اور دیکہو مولوی قاسم نے اثر عبداللہ
بن عباس فی کل ارض نبی کنبیکم الخ کو حجت اس امر کی قرار دی ہی کہ جیسے محمد دوسری طبقات زمین سوائی آنحضرت صلعم کی تہی
اور وہ بہی نبی تھے اور یہ اعتقاد جیسے محمد ہر طبقہ زمین جانیکا اس سے ثابت کیا اور اس اثر مین تاویل کرنے والی کو فرقہ بدعیہ مین سے شمار
کیا اور خود آیت قرآنی خاتم النبین مین تمام امت کی خلاف تاویل کے باوجودیکہ قاعدہ یہ ہی کہ تعارض کیوقت مابین حدیث احاد وآیت
قرآنی کی حدیث مین تاویل کرنا چاہیے تو اسوقت گنگوہی یا دوسرکسی وہابیہ نے یہ نکہا کہ ایسے اثر سے عقیدہ ثابت نہین ہوتا ہی اور باب عقائد
مین یہ مقبول نہین ہی خصوصًا وقت مناقضت کی اُس عقیدہ سے جو موافق قرآن واجماع کی ہے اسوقت یہ گنگوہی ان تمام امور کو فراموش
کر لیا اور مولوی قاسم چونکہ اوسکی مقتداؤن مین سے تھے انکو ایسا جو آبذیا اور ایسے ادلہ پیش نکین اور یہان وہ ادلہ بمقابلہ مولف انوار
دربارہ امور مجلس میلاد شریف یاد ہوئین یہ وہی بات ہی کہ خود کے حق مین کوئی دلیل شرعی نہین قرار دیجاتی ہی اور خود جو کچھ کرین
اگرچہ فسق وکفر وبدعت سب درست ہوجاتا ہی ایسے لوگون کے ایمان کا کیا ٹہکانا ہی جو دوسرونکے واسطے ادلہ پیش کرین اونہین ادلہ
کی پیش کرنیکا محل انکی اعمال وعقائد ہین تو اون ادلہ سے اعراض کرین ایسے ایسے واہیات ومزخرفات اس فرقہ کی بہت جگہہ
مسئلہ بنالیتی ہین جو چاہتے دلیل بنالیتی ہین جس دلیل کو چاہا مانا جسکو چاہا نہ مانا مولف انوار ساطعہ نے یہ اعتراض وہابیہ کے طرف کا
ذکر کیا کہ مجلس میلاد شریف غیر مشروع ہی اسلئے کہ ریشمین وزرین کپڑے والی اور داڑہی منڈہے لوگ آتی ہین پہر مولف نے جو کہا ہین
کہ یہ سبب عدم مشروعیت مجلس کا ہی تو لازم آتا ہی کہ عیدگاہ ونکاح مین بہی ایسے لوگ آتی ہین وہ مجالس بہی غیر مشروع ہونا چاہیے اور وہان شریک
ہونا درست نہووے تو گنگوہی کو دیکہو صفحہ ٢٦٨ مین کبہی تو ایسے لوگونکی مدارات کرنیکی کے ساتھ طعن کرتا ہی اور کبہی جواب مین
مولف انوار کے کہتا ہی کہ ایسے لباس سے صلوات خمسہ وعیدین مین آوے تو نہی عن المنکر فرض ہی اور قدرت نہو تو اونکو یعنی صلوات
کو ترک نکرنا چاہیے کیونکہ یہ فرض واجب ہین اور نکاح مین ایسے امور ہون تو شریک ہونا حرام ہی اور ایسونکو طلب کر کے شریک

کرنا حرام ہے اور آیت فلا تقعد بعد الذکری اور حدیث لا یاکل طعامک الا تقی ذکر کی اور عبارت شرح منیۃ المصلی وان کان مع
الجنازۃ نائحۃ او صائحۃ تزجر وتمنع وان لم تنزجر لا یترک اتباع الجنازۃ انتہی اور عبارت در مختار کی نقل کی ولا یترک
اتباعہا لاجلہا لان السنۃ لا تترک بما اقترن بہ من البدعۃ ولا یرد الولیمۃ حیث تترک حضورہا للبدعۃ
فیہا للفارق بانہم لو ترکوا المشی مع الجنازۃ لزم عدم انتظامہا ولا کذلک الولیمۃ ہے یہ فرض کفایۃ ہے
نہی کرنا واجب ہے نکریگا عاصی ہوگا لیس آۃ حال جواب عیدین کا ہے اور امر مستحب مین ترک کرنا اُسکا ضرور ہے جیسا کہ ضیافت کا حال
لکہا گیا **اقول** وباللہ التوفیق شیخ عبد الحق دہلوی رح باب امر بالمعروف کی فصل اول کے دوسری حدیث کی تحت مین فرماتے ہین کہ
در لغت مداہنت و مدارات بیک آمدہ است اما در شرع رخصتی در مدارات آمدہ و مذموم نیست بلکہ در بعضی مواضع مستحسن است
و فرق میان مدارات و مداہنت چنان کنند کہ مدارات انچہ بجہت ضبط دین و نگاہ داشت از تشویش وقت و دفع ظلم ظالمان بسازند
و مداہنت انچہ برائی حفظ النفس و طلب دنیا و جلب منافع از مردم و بی باکی در دین بکنند انتہی خلاصہ یہ ہوا کہ ضبط دین اور نگہبانی وقت کی
پریشانی سے اور دفع ظلم ظالمونکی غیر شرع لوگون سے موافقت کرے اور مداہنت یہ ہی کہ حفاظت جان و طلب مال دنیا و منفعت
کی لوگون سے اور بے باکی دین کے سبب سے موافقت کرے جب حال مدارات و مداہنت کا معلوم ہوا اور جواز رخصت مدارات ظاہر ہوئی
بلکہ بعضے مواضع مین مستحسن ہوئی تو گنگوہی کا مدارات پر طعن کرنا جہالت و سفاہت و سوء العقیدہ کے سبب سے ہی صفحہ ۲۵ رخصت پر عمل کرنے
والی کو محروم رخصت قرار دیا اور یہ حدیث رخصت کی محبوب ہونیکی بارہ مین بغیر سند و حوالہ کتاب کے قولہ علیہ السلام ان اللہ یحب
ان یوتی رخصہ کما یحب ان یوتی عزائمہ الکبری اور مندوب و عدم عمل کو رخصت پر تعدی فی حدود اللہ قرار دیا اور مدارات
کی رخصت شرع سے ثابت ہی یہان خود اس پر عملکرنا موجب طعن گردانا اب مصداق حدیث و مرتکب تعدی حدود اللہ کا گنگوہی
کیون ہوا اگر گنگوہی کا ایمان قرآن حدیث پر ہوگا تو گنگوہی پر وہی دلیل اُسکی بیان کئی ہوئی حجت ہوگی اور مولف انوار نے
جو اعتراض کیا تہا مجالس نکاح و عیدین بہی ایسے لوگونکی شرکت سے غیر مشروع ہونا چاہی تو اُسکی جواب مین یہ کہنا کہ صلوات
خمسہ و عیدین مین بہی کوئی آوے تو نہی عن المنکر فرض ہے قدرت ہو تو انکو ترک نکرے کہ یہ فرض واجب ہین منصفین غور کرین
کہ یہ جواب مولف کا کسطرح ہوا مولف انوار نے یہ کب کہا تہا کہ نہی نکرے میلاد شریف مین ایسے لوگ آوینگے اور نہی عن المنکر فرض
نہین جو گنگوہی نہی کرنا اور نہی کا فرض ہونا بتاتا ہی سوال دیگر و جواب دیگر اتنی تمیز نہین کہ مولف کا کیا اعتراض ہی اور اسکا
کیا جواب چاہئی اس کا تو جواب جب ہوتا کہ کسی دلیل شرعی ادلہ اربعہ سے یہ ثابت ہی کر دیتا کہ یہ مجالس و مجامع باوجود ایسے لوگون کی
شمول کے غیر مشروع نہین ہوتی ہین اور یہ تو ثابت کیا نہین تو جواب مولف کا ہرگز نہوا اور جب ثابت نکیا اور ان مجامع کی جواز کا
ہی قائل رہا تو وہی اعتراض مولف انوار کہ یہ دلیل تمہاری ناقص ہے کہ تخلف مدلول کا اس سے اس مجامع مین لازم آیا لیس قابل
اعتبار کے نہین اور مجلس میلاد شریف کا عدم جواز اس سے ثابت نہوا اور یہ جو کہا کہ ان امور یعنے صلوات خمسہ و عیدین ترک نکرے کہ فرض

و واجب ہین اس سے گنگوہی کو کیا نفع ہوا اور مولف کو کیا نقصان ہوا یہ کچھہ دلیل شرعی اس امر کی نہوئی کہ محفل میلاد کو چھوڑ دے فرض کا
نچھوڑنا اس امر کا مقتضی نہین کہ مستحب کو چھوڑ دیا جاوے تو اسوقت ثابت ہوتا کہ عدم ترک فرض ترک مستحب کا مقتضی ہوتا مولف ترک فرض
و واجب و ترک مستحب دونون کو ترک نہین کہتا ہے ایسے لوگون کے شمول سے اور نکاح مین ایسے لوگ شامل ہووین تو حرام قولہ تعالی فلا تقعد
الآیۃ و حدیث لا یاکل طعامک الحدیث کو حجت ٹہرانے سراسر سفاہت ہے یہ دونون دلیل مخصوص کا حکے حق مین بہی نہین ہین اور
نہ انمین عموم ایسا ہے کہ نکاح کو بہی شامل ہووین اگر عموم ہوگا تو صلوۃ خمسہ و عیدین و تراویح کو بہی یہ آیت و حدیث شامل ہو کر ان مجامع
مین شامل ہونا حرام کردین اور ان مجامع مین شمولکی حرمت کا گنگوہی قائل نہین ہے پس عموم نہوا تو نکاح کو شامل ہونا نہ بطور خصوص کے
نہ بطور عموم کے ہے ہان جن امور کو شامل ہونا فقہا علما نے فرما دیا ہے وہ مسلم ہے گنگوہی کی رای نہ گنگوہی کے حق مین حجت شرعیہ ہے نہ کسی دوسرے کے
حق مین پس رای گنگوہی باطل ہے اور یہ تحریم و تحلیل گنگوہی مانند تحلیل و تحریم احبار و رہبان کی ہے اپنی رائے سے اور عبارت شرح منیۃ
المصلی سے صاف ظاہر ہے کہ اتباع جنازہ کو ترک نکرنا چاہئے اور نائحہ و صائحہ کو منع کرنا چاہیے یہی مدعی مولف انوار کا ہے کہ اگر مجلس میلاد شریف مین
ایسے لوگ آجاوین تو انکو نصیحت دیوے ایسے امور سے چاہئے نہ ترک مجلس میلاد شریف جیسے کہ اتباع جنازہ کہ مستحب ہے اوسکو ترک نچاہیے بلکہ ایسے
امور سے منع کرنا چاہیے یہ عبارت حجت مولف انوار کے ہے نہ گنگوہی کی اسقدر فہم کہان ہے کہ سمجہے کہ یہ کسکی حجت ہے اور عبارت رد المحتار سے بہی
مقصود گنگوہی حاصل نہین اور مولف انوار پر حجت نہین ہے اس عبارت رد المحتار مین اسقدر خیانت گنگوہی نے کی ہے کہ لفظ و لا کذلک
الولیمہ کے آخر سے اسقدر عبارت لوجود من یاکل حذف کر دی جس سے بخوبی واضح ہے کہ ہر شخص ترک نکرے ولیمہ کو باوجود غنا وغیرہ
کی کہ طعام کہانے باقی نہ رہے اور نیز فقہا بہی تصریح فرماتے ہین کہ قدرت نہی ہووے تو شخص مقتدی کو چلا آنا چاہئے کہ اوسکے بیٹہنی رہنے سے
شین و عیب دین کا ہے اور غیر مقتدی کیواسطے صبر کرنیکا حکم فرماتے ہین در مختار مین وان قدر صبر ان لم یکن ممن یقتدی بہ فان
کان مقتدی و لم یقدر علی المنع خرج و لم یقعد فان فیہ شین الدین اور یہ جو فرمایا ہے کہ پہلے سے معلوم ہووے تو
مقتدی و غیر مقتدی کوئی حاضر ہووے تو علامہ شامی فرماتے ہین کہ اگر اس شخص سے لعب وغیرہ کو چھوڑ دین تو جاوے اور کتاب نہین سے کہ
منکر موجود ہووے تو اجابت دعوت لازم نہین ہے وہ حدیث حضرت علی رضی کے کہ آنحضرت صلعم کے دعوت انہون نے کی تہی تصاویر
دیکہکر آنحضرت صلعم لوٹ گئے تہے نقلکر کے فرماتے ہین کہ مفاد حدیث یہ ہے کہ بعد حضور رجوع کرے اور منکر ہووے تو اجابت دعوت لازم نہین ہے
اس فرمانے علامہ سے واضح ہے کہ نفی لزوم اجابت کی ہے جانا حرام نہین معلوم ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم کا رجوع کرنا ثابت ہے کراہت و ثبوت
کی حرمت ثابت نہین رجوع کا جواز متیقن ہے کراہت و حرمت مین کلام ہے اور غیر مقتدی کیواسطے صبر کرنا اسیواسطے جائز ہے کہ اجابت دعوت
اقتران بدعت من غیرہ کو سبب سے متروک نہین ہوتی ہین مانند نماز جنازہ کی چنانچہ شامی مین ہی موجود ہے و ہذا لان اجابۃ الدعوۃ
سنۃ لا تترک لما اقترن بہ البدعۃ من غیرہ کصلوۃ الجنازۃ واجبۃ الاقامۃ وان حضرتہا نیاحۃ ہذا
قیاسہا علی الواجب لانہا قریبۃ منہ لورود الوعید بترکہا کفایۃ انتہی عدم ترک اقتران منکرات کے سبب سے مخصوص

سنت و واجب کے ہی ساتھ نہین ہو بلکہ مستحبات کا حال بہی ایسا ہی ہے کہ اقتران منکرات و مفاسد کے سبب سے متروک نہین ہوتے مین جنانچہ
زیارت قبور بالاتفاق مستحب ہی شیخ عبد الحق ترجمہ مشکوۃ مین فرماتے ہین زیارت قبور مستحب است بالاتفاق انتہی اور علامہ بہی رد المحتار
کی زیارت قبور مین فرماتے ہین قلت استفید منہ ندب الزیارۃ وان بعد محلہا انتہی اس سے چند سطور کے بعد فرماتے ہین قال ابن حجر
فی فتاواہ ولا تترک لما یحصل عندہا من منکرات ومفاسد کاختلاط الرجال بالنساء وغیر ذلک لان القربات لا تترک
لمثل ذلک بل علی الانسان فعلہا وانکار البدع بل وازالتہا ان امکن اہ وقلت ویوئدہ ما مر من عدم ترک اتباع
الجنازۃ وان کان معہا نساء ونائحات تامل انتہی ان عبارات فقہا سے واضح و لائح ہو کہ سنت بلکہ ترک مستحب کا بہی اقتران بدعت
و منکر و مفسدہ کے سبب سے نہین ہے چنانچہ نماز جنازہ و اتباع و ساتھ جانا جنازہ کی عورتین رونے والی اور اونکے ہمراہ ہوین تو ترک اسکا نہین ہے اور
اور زیارت قبور جو مستحب و مندوب ہو   وہان بہی منکرات و مفاسد مانند اختلاط نساء و رجال کے ہووے تو اسکا بہی ترک نہین ہے ہان ان سیئہ
امور منع کرنا چاہئے اگر منع نکرے تو اونکے ترک کا حکم علماء محققین نہین دیتے ہین اور ان قربات کو اقتران منکر غیر کے سبب سے نہین کرتے ہین اور
ولیمہ بہی مقتدی کیواسطے چلا آنا فرماتے ہین وہ شین فی الدین کے سبب سے اور ظاہر اس سے یہ ہو کہ کوئی شخص مقتدی ہوکر ایسے محل مین بیٹہا اسکو
تو لوگ یہ جانینگے کہ پیٹ کیواسطے یہ ذلت اس نے اختیار کی اور دنیا کی لالچ سے نہ اوٹہا اور یہ چلا آنا ہر ایک کیواسطے نہین فرماتے ہین اور نہ یہ حکم
دیتے ہین کہ اس دعوت ولیمہ کو منع کرنا چاہئے جیسا کہ گنگوہی مجلس میلاد مین جانا اور جاکر وہان سے اس سبب سے چلا آنا کہ وہان لباس غیر شرع
و داڑہی منڈے لوگ ہوتے ہین ہر ایک کیواسطے کہتا ہی پس اس عبارت سے ہرگز مقصود گنگوہی پر دلالت نہین ہے پس ترک مستحب کرنا اس
سبب مذکور سے ضرور ہونا اور ضیافت کا حال جو اس گنگوہی نے لکہا تہا سب کا معلوم ہوا کہ ضیافت کی ترک کا سب کو حکم نہین ہو اور نہ مستحب کا
ترک کسی عبارت منقول سے ضرور معلوم ہوتا ہی فقط گنگوہی دہوکہ دیتا ہی بلکہ عبارت فقہا سے جو ہم نے نقلکی عدم ترک مستحب کا ان منکرات کے
سبب سے واضح ہو اور کذب گنگوہی کا واضح ہو مولف انوار نے بطور اعتراض کے ذکر کیا تہا کہ رات کہین محفل میلاد شریف ہوتی ہو اور سامعین نے یاد
رات گئی فارغ ہوکر سوتے ہین صبح کی نماز کو دیر ہو جاتی ہو کسی کو یا سو مین ایک نماز قضا ہوجاوے تو دلیل عالم مذمت محفل میلاد قرار دیتے ہین پہر
مولف انوار نے جواب مین کہا اور عدم تمامیت دلیل کی اسطرح بیان او تخلف دلیل کا مدلول سے اسطرح بنایا نکاح اہتمام اور سحری کہا کر
سوجانے مین بہی کبہی ایسا ہو جاتا پس نکاح و سحری کو بہی حرام ہوجانا چاہئے گنگوہی نے پہر یہان تمیب دانی و کذب کو کام فرمایا چنانچہ صفحہ
مین کہتا ہی کہ بے شک جو محافل قصبہ رامپور مین شب کو ہوتی ہین تو صبح کی جماعت اکثر کیجاتی ہی اور بعض بعض کی نماز بہی قضا ہوجاتی ہی اور
جس امر مندوب سے ایسا ہووے تو اسکا کرنا منع ہی دلیل اسکی بخاری سے وکان یکرہ النوم قبلہا والحدیث بعدہا نقلکر کے قسطلانی کی عبارت
والسمر بعدہا قد یودی الی النوم عن الصبح او عن وقتہا المختار او عن قیام اللیل وکان عمر یضرب الناس علی ذلک
ویقول اسمرا اول اللیل ونوما آخرہ پہر کہا دیکہو کہ خدشہ فوت وقت مختار اور تہجد مین حدیث صحیح سے مسامرۃ مکروہ ہی اور حضرت
عمر کا مارنا اس پر ثابت ہوا پہر شرح منیہ سے نقلکیا منہا ان فی الصلوۃ الرغائب مخالفۃ السنۃ فی تعجیل الفجر پہر کہا کہ

جب ترک سنت اسفار سے یہ نماز مکروہ ہوئی محفل میلاد واجب کے ترک مین تو حرام ہی ہونا چاہئے پہر کہا اگر اتمام شادی و نکاح مین نماز با جماعت فوت ہووے تو وہ حرام ہے اور ایسا کام کرنا بہی حرام اگر سحری کے کہانیکے سبب سے جماعت فوت ہو تو ایسے شخص کو سحور بہی حرام پہر قول ملا علی قاری شرح مناسک سے نقل کیا ثم اعلم انہ قیل یشترط ان یکون الحاج متمکنا من اداء المکتوبات علی وجہ المفروض فی الاوقات قال الکرمانی لانہ لا یلیق بالحکمۃ ایجاب فرض علی وجہ یفوتہ فرض آخر پہر اسہی کتاب کے حوالہ سے یہ نقل کی ویؤید الاول ایضا ما قال ابن الحاج المالکی لو ضیع صلوۃ واخرجہا عن وقتہا الاجل فریضۃ الحج لا یجوز اجماعا وقد قال علمائنا فی المکلف اذا علم انہ یفوتہ صلوۃ واحدۃ اذا خرج الی الحج فقد سقط الحج عنہ انتہی پہر کہا خدشہ فوت ایک صلوۃ مین حج بہی ساقط ہوتا ہی چہ جائی کہ سحور مستحب کا کہانا حلال یا نکاح کرسا مان ^{مباح کا} کرنا جائز ہو یا مولود مستحب کے شرکت درست ہو چہ جائیکہ مولود بدعت کی پس واضح ہوا کہ ایک نماز کی فوت یا تاخیر سے یہ سب حرام ہو جاتا ہی **اقول** وباللہ التوفیق یہ گنگوہی قصبہ رامپور کے محافل کے حق مین بی شک کی یہ کہتا ہی کہ صبح کی جماعت اکثر اور بعض نماز بہی قضا ہو جاتی ہی الخ انتہی گنگوہی نے یہ کسطرح جانا کہ جمیع محافل قصبہ مذکور کے ایسے ہین اور یہ تفصیل کہ اکثر جماعت جاتی رہتی ہین اور بعض قضا بہی ہو جاتی ہی یہ گنگوہ مین رات کو خراٹے بہرتا ہی جسوقت محبان آنحضرت صلعم کی محافل انوار و برکات سے فیضیاب ہوتی ہین اور اسکا شاگرد رشید جس کے نام براہین قاطعہ لکہی آسکی بڑی تعریف تقریظ مین ایتیٹہ رہتا ہی پس یہ حال ان دونوں کیونکر بالتفصیل معلوم ہو سکتا ہی باوجودیکہ یہ دونون وہان رہتے تب بہی محافل میلاد عنادِ قلبی کے باعث وہان نہین جاتے ہین اور نہ تمام مساجد کی محافظت فجر کیوقت یہ دونون کر سکتے کہ کسی مسجد مین ان محافل کے لوگ فجر کی نماز کیواسطے اکثر نہ پاتے ہوئی دیکہہ سکین اور انکے چیلون چانٹون مین ایسے محافل مین گہسنے پاتا ہی اور نہ وہ اہل محافل انکی بداعتقادیکی باعث انکے پاس جاتے ہین پس حال بالتفصیل انکو معلوم ہو جانا بعید ہی یا تو گنگوہی دعوی غیب کا کرتا ہی یا خلاف واقع کہتا ہی پس بے شک یہ قول گنگوہی کا جہوٹ ہی اور مولف انوار کسی ایکی کچہ دیر سوجانا یا اُسکی نماز قضا ہو جانا کہا تو اُس سے یہ ثابت نہین ہوتا ہی جو گنگوہی نے کہا ہی اور ایک دو سے ایسا ہو جاوے تو علی العموم تمام محافل کا یہ حکم عدم جواز کا دینا سراسر سفاہت و حماقت ہی لیلۃ التعریس مین آنحضرت وتمام صحابہ رض کے تمام قضا ہوئی فجر کی تو اسکے سبب سے رات کا چلنا ممنوع وحرام نہوا اور کبہی ایسا ہو جانے سے یہ حکم عام بلکہ خاص بہی آنحضرت صلعم نے نفرمایا اور رات کو چلنا کچہہ فرض و واجب و سنت و موکدہ بہی نہین ہی اور جہاد کی فرضیت اسکی مقتضی نہین کہ رات کو ہی چلنا واجب یا سنت مؤکدہ ہو جاوے اور خندق کہودنیکے سبب سے چار نمازین آنحضرت صلعم کی مع صحابہ رض کے قضا تو خندق کہودنا حرام نہوتا اور خندق کہودنا لوازم جہاد سے نہین ہی اگر مناسبات سے ہو پس شاذ و نادر کوئی امر پایا جاوے تو اس پر ترتیب حکم کا ہونا عقل و نقل سے ثابت نہین ہے فمن ادعی فعلیہ البیان پس امر مندوب ایسی علت کے سبب سے ممنوع و حرام نہین ہو جاتا ہی اور یہ گنگوہی اپنی زبان سے ہی اس تحریم کا قائل ہی مانند رہبان کی کسی قصہ معتبر کے تصریح اس بارہ مین پیش نہین کر سکتا ہی اور حدیث بخاری و نقل قسطلانی سے یہ مدعی گنگوہی ہرگز حاصل نہین ہی یہ گنگوہی اپنی بعلمی و فساد عقیدہ کی باعث سے اس حدیث

وعبارت قسطلانی سے یہ سمجھگیا ہی کہ مسامرہ کرنا بعد عشا کی امر خیر مین بہی جائز نہین ہی اور حال آنکہ یہ غلط محض ہے بلکہ حدیث مین
باتین و قصہ بیان کرنا بعد نماز عشا کے جو مکروہ تو وہ مکروہ ہی جو امر خیر نہووے اور امر خیر اگر ہووے مانند قراۃ قرآن و ذکر حکایت صالحین
و فقہ یا مہمان کی ساتھہ باتین کرنا یا کوئی حاجت تو مکروہ نہین اگرچہ خوف فوت ہونے صبح کا ہووے نوم مین تفریط نہین ہے بیداری مین
اُس شخص پر تفریط جو نماز کو وقت سے خارج کر دے ہان ظن غالب تفویت کا ہووے تو حلال نہین ہے، قال رد المحتار قال الزیلعی
وانما کرہ الحدیث بعدھا لانہ ربما یودی الی اللغو او الی تفویت الصبح او قیام اللیل لمن لہ عادۃ بہ واذا کان لحاجۃ
مہمۃ فلا باس وکذا قرأۃ القرآن والذکر وحکایات الصالحین والفقہ والحدیث مع الضیف اھ والمعنی فیہ ان یکون
اختتام الصحیفۃ بالعبادۃ کما جعل ابتداءھا بہا لیمحی ما بینہما من الزلات ولذا کرہ الکلام قبل صلوۃ الفجر و
تمامہ فی الامداد ویؤخذ من کلام الزیلعی انہ لو کان لحاجۃ لایکرہ وان خشی فوت الصبح لانہ لیس فی النوم تفریط
وانما التفریط علی من اخرج الصلوۃ عن وقتہا کما فی حدیث مسلم نعم لو غلب علی ظنہ تفویت الصبح لایحل لانہ
یکون تفریطا تامل انتہی اور امام عینی بہی شرح ہدایہ مین بہی فرماتے ہین کہ باتین و سامرہ خیر کا بعد عشا کی علماء نے جائز رکہا ہی اور حدیث
بخاری و مسلم سے دلیل پکڑی ہی کہ آنحضرت صلعم نے بعد نماز عشا کی اپنی اخر حیات مین باتین کین اور حدیث ترمذی و نسائی سے
حجت پکڑی ہی کہ حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم حضرت ابی بکر رض کی ساتھہ رات کو مسامرہ کرتے تھے اور مین ان کے ہمراہ تہا چنانچہ
عبارت یہ ہی وقد اجاز العلماء السمر بعد العشاء فی الخیر واستدلوا لذلک بما اخرجہ البخاری ومسلم عن سالم عن ابن
عمر رض قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ صلوۃ العشاء فی آخر حیاتہ فلما سلم قال ارأیتکم لیلتکم
ہذہ فان علی راس مائۃ سنۃ لایبقی ممن ہو علی ظہر الارض وروی الترمذی فی الصلوۃ والنسائی فی المناقب
عن ابراھیم عن علقمۃ عن عمر رضی اللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسمر عن ابی بکر رض لیلۃ
فی الامر من امر المرسلین وانا معہما انتہی اور امام ابن الہمام نے بہی فتح القدیر مین یہی لکہا ہی کہ علماء نے بعد عشا مسامرہ
و حدیث خیر کو جائز رکہا ہی اور وہ بہی حدیث صحیحین و ترمذی و نسائی سے حجت پکڑی ہی اور ترمذی کی حدیث کو حسن کہنا بہی
لکہا ہی اور اسقدر اور زیادہ لکہا ہی وروی الامام احمد عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا سمر
بعد الصلوۃ یعنی العشاء الاخرۃ الا لاحد رجلین مصل ومسافر وفی روایۃ او عروس حدیث
من خاف لایقوم رواہ مسلم اس روایت امام سے مصلی و مسافر و عروس کا مستثنی ہونا حدیث نبوی سے بہی واضح ہے
علماء حنفیہ کے نزدیک مسامرہ کا مکروہ نہونا امر خیر و حاجت و مصلحت وغیرہ مین تو معلوم ہو لیا اب شافعیہ کے علماء سے بہی کچھہ تہوڑا سا
نقل کیا جاتا ہی قال الامام النووی فی شرح مسلم قال العلماء والمکروہ من الحدیث بعد العشاء ہو ما کان فی الامور التی لا
مصلحۃ فیہا واما ما فیہ مصلحۃ وخیر فلا کراھۃ فیہ وذلک کمدارسۃ العلم وحکایات الصالحین ومحادثۃ الضیف

والعروس

والعروس ومحادثة الرجل اهله واولاده للملاطفة والحاجة ومحادثة المسافرين بحفظ متاعهم وانفسهم والحديث فی الاصلاح بین الناس والشفاعة الیهم فی خیر والامر بالمعروف والنهی عن المنکر والارشاد الی مصلحة ونحو ذلک فکل هذا لا کراهة فیه وقد جاءت احادیث صحیحة ببعضه والباقی فی معناه وقد تقدم کثیر منها فی هذا الابواب والباقی مشهور ثم کراهة الحدیث بعد العشاء المراد بها بعد صلوٰة العشاء لا بعد دخول وقتها واتفق العلماء علی کراهة الحدیث بعدها الا ما کان فی خیر کما ذکرناه انتهی اس سے واضح ہی کہ تمام علما متفق ہین کہ خیر و مصلحت اسمین کراہت نہین علم کا درس و حکایات باتین کرنا اور امر بالمعروف اور نہی المنکر کرنا ارشاد طرف مصلحت کے کرنا و مانند اسکے کچھ مکروہ نہین ہے پس مراد حدیث بخاری اور اُس عبارت قسطلانی سے جو گنگوہی نے نقلکی ہے یہی ہی کہ مکروہ وہ ہی جسمین کوئی خیر و مصلحت نہووے پس امر مندوب کے ممنوعیت کو جو گنگوہی کراہت مسامرہ پر مبنی کیا تہا اُسکا بطلان بخوبی ظاہر ہوگیا اور جہالت و مخالفت اُسکی مسئلہ متفق علیہا علما کی سے واضح ہوگئی اور حضرت عمر رضہ کا مارنا بہی اُسحالت مین ہی کہ مسامرہ خیر و مصلحت کا نہووے اور کلام امام زیلعی سے واضح ہوگیا کہ خوف فوت نماز کا ہووے تب بہی مصلحت و خیر حاجت کا مسامرہ مکروہ نہین ہی اب یہ گنگوہی جو خدشہ فوت وقت مختار سے جو مسامرہ خیر کا مکروہ بلکہ منع بتاتا ہی یہ نئی شریعت خلاف علماء دین کی اُس نے بنائی ہے ہان اُس شخص کو ظن غالب تفویت نماز کا ہووے تو حلال نہین ہی مسامرہ اس سے یہ ثابت نہوا کہ تمام محافل ہی منع ہوجاوین اور عبارت شرح منیہ صلوٰۃ رغائب کی بارہ مین جو ہی اُس سے حجت اسپر لانا جہالت صرف ہی وہ مجموعہ مکروہات کا ہی وہ امر مندوب کہان ہی دوسرے کیون نہین جائز ہے کہ اس صلوٰۃ کو عاملین نے اپنے اوپر بہی لازم کیا ہووے کہ تعجیل صلوٰۃ مین عمدًا با وجود بیداری کی اُسوقت مین تاخیر کرتے ہووین اور دوسری وجوہ کراہت و حرمت کی اسمین موجود ہین اسکی تائید اس سے بہی ہوسکتی ہی پس عبارت ہرگز حجت نہین اور اس سے قیاس اسکا ہرگز صحیح نہین اور نکاح و شادی مین اگر دو کی نماز با جماعت قضا ہوجاوے اور سحری کہا کر کوئی سوجاوے اگر غالب ظن بیداری کا ہووے وقت نماز کے تو اُسکو نکاح و سحری کو حرام کہدینا جہالت صرف ہی آنحضرت صلعم نماز مین تفریط نہونا ایسی حالت مین اور نائم کا مرفوع القلم فرماتے ہین اور یہ ناواقف نکاح و شادی و سحری کو حرام بتاتا ہی کہین آنحضرت صلعم کی سفر راتکو جس مین آپ سوگئے تھے اور خندق کہودنیکو جسمین آپکی چار نمازین قضا ہوگئی حرام بتا کر خارج الایمان بخوبی نہوجاوے اس تمیز پر یہ معاملہ کہانسے کہانتک پہونچتا ہی اور بالفرض سحری و نکاح و شادی کے سبب سے جسکی نماز یا جماعت قضا ہوئی اور اس سے حرمت لازم آئی تو اُسی شخص کو لازم آئی کہ جسکی قضا ہوئی تمام محافل نکاح و تمام لوگونکی سحری تمام حرام نہوگئی اور مولف انوار تو اسی اعتراض وہابیہ کے جواب مین کہ کسی شخص کی نماز و جماعت قضا ہوجانے سے عام محفل میلاد شریف کو مذموم و حرام بتاتے ہین یہ نقص ساتھ نکاح و سحری کے کرتا ہی اب گنگوہی کے قول سے تو اسیقدر معلوم ہوتا ہی کہ نکاح و سحری کے باعث اُس شخص کے اوپر حرمت آتی ہی جسکی نماز قضا ہوئی یا جماعت گئی اور عام سحور و انکحہ کے حرمت و مذمت کی تصریح گنگوہی نے نہین کی پس یہ جواب مولف انوار کا نہوا ان عام نکاح و سحری کو

حرام کہتا تو یون حرام کہنا باطل و حرام بلکہ قریب کفر کے ہوتا لکن جواب سے کچھہ علاقہ ہوتا اب جواب سے کچھہ علاقہ اسکو نہین ہے اور
شرح مناسک سے جو نقل کیا اُس سے سراسر جہالت و ضلالت گنگوہی کی ظاہر ہی کیونکہ شرح مناسک کے اول عبارت سے یہ ثابت ہی
نہین کہ نماز کے ترک کا خدشہ ہووے تو حج کرنا حرام ہی بلکہ اُسکی عبارت مین تو یہ الفاظ موجود ہین فاعلم انہ یفوتہ صلوۃ واحدۃ
اذا خرج الی الحج فقد سقط الحج عنہ اور علم کے معنے اہل شرع یقین کے لیتے ہین خود یہ گنگوہی طریق علم ذکر کر لیا ہی حواس و عقل
و خبر صادق کی جگہ خبر رسول کہچکا ہی اور خبر سے مراد متواتر ہی یا آنحضرت صلعم کے دہن مبارک سے سنی ہوئی ہووے اور یہ تینون موجب
یقین ہین پس علم سے مراد یقین ہی وہان بہی جسجگہ طریق علم کی بتائی ہین او راگر یقین مراد نہووے بلکہ عام مراد ہووے کہ ظن و
اعتقاد جازم ممکن الزوال کو بہی شامل ہووے تو خبر واحد و تقلید مجتہد طریق علم ہین اور حصر تین مین باطل ہی یہی شرح عقائد
مین لکہا ہی عبارت یہ ہی واما خبر الواحد العدل و تقلید المجتہد فقد یفیدان الظن و الاعتقاد الجازم
یقبل الزوال فکانہ اراد بالعلم مالایشملہا والافلا وجہ لحصر الاسباب انتہی پس کونسا یہان موجود ہی جس سے
یہ مفہوم و معلوم ہوتا ہی کہ اس عبارت شرح مناسک مین علم معنی نہین ہین پس جب کوئی صارف نہین تو یہان علم اپنی معنے
بمعنی یقین کے ہی اور جب یقین کے معنے علم کے اسمحل مین ہوئے تو مطلب اس عبارت کی یہ ہوئی کہ جب یقین ہو جاوے کسیکو
فوت ہونے نماز کا سبب حرام کے واسطے حج کی توجہ ساقط اُس شخص سے جسکو یقین ہووے اور گنگوہی کہتا ہی کہ خدشہ فوت ایک
نماز کا ہووے توجہ ساقط ہی اور خدشہ کی معنے خراش کی ہین مجازاً بمعنے شک و شبہ کے بہی آتی ہین چنانچہ غیاث اللغات مین موجود
ہی خدشہ بالفتح بمعنی خراش و مجازاً بمعنی شک و شبہ از منتخب و صراح انتہی اور اس قول گنگوہی مین خدشہ بمعنے خراش کے تو مراد
ہرگز نہین ہوسکتا ہی معنے مجازی شک و شبہ کے ہی یہان ہوسکتی ہین پس قول گنگوہی کے یہ معنے ہوئے کہ شک و شبہ فوت نماز کا ہووے
حج کو جانے سے توجہ ساقط ہی پس قول گنگوہی کا مخالف ہی عبارت ملا علیقاری کی اور تمام جہان کی ہی کہ آجتک کوئی اس امر کا قائل نہین
ہوا ہی کہ فقط خدشہ و شبہ و شک فوت ہونے ایک نماز کے حج کی فرضیت ساقط ہو جاوے ایسے اعتقاد کو کفر کہا جاوے تو بجا ہی اور سفاہت
گنگوہی کی دیکہو کہ دعوی تو ثبوت کراہت و حرمت کا تہا خدشہ فوت ہو جانے نماز کے اور اسی بنا پر سحور کا کہانا اس گنگوہی نے حرام بتایا تہا
اپنی نادانی سے اور ثبوت حرمت کیواسطے عبارت وہ پیش کی جس سے سقوط حج حالت علمیت فوت نماز مین ثابت ہووے اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ گنگوہی کے زعم فاسد مین یہ ہی کہ سقوط فرضیت حج ہی حرمت و کراہت ہی یا اُسکو حرمت و کراہت فعل حج کی
لازم ہی پس اس سے یہ لازم آتا ہی کہ جو چیز فرض نہووے اور اُسکی فرضیت ذمہ مکلف سے ساقط ہووے تو وہ مکروہ و حرام ہووے پس واجب و سنت
و مستحب و مباح ان تمام کا حرام و مکروہ ہونا لازم آویگا اسکا قائل تو کوئی مجنون یا زندیق ہی ہوگا نہ عاقل و مسلمان ایسے لغویات
و ژلیات سے حلال کو یہ گنگوہی حرام و مکروہ بناتا ہی ایسے عقل و ایمان پر افسوس کرنا چاہی اور اس گنگوہی کو اتنا بہی خیال نہین
کہ خدشہ فوت صلوۃ واحدہ سے ساقط ہونا حج کا جو بتاتا ہی تو اس سے یہ باب حج کا مسدود ہونا اکثر لوگون زمانہ کے حق مین لازم آتا ہی کیونکہ

خدشہ وشبہ اسکا آجکل کے لوگونکو بہت ہوسکتا ہی بلکہ یہ صحبت اہل دول طالب آرام کے واسطے خوب ہاتھ آئی کہ اس خیال سے کہ کہین
نماز فوت ہوجاوے حج کو جانا اپنے اوپر فرض نجانینگے اور تارک حج بنینگے اسکا وبال گنگوہی کی جان پر ہی رہیگا کہ ایسا غلط مسئلہ بتا کر حج
کو ساقط کراتا ہی خدا تعالی کا خوف جسکو ہی وہ تو ایسا نہین کہسکتا ہی جسکو ایمان کی ہی پرواہ نہین ہے اسکو اسکا کیا خوف ہی اور جو عبارت
شرح مناسک کا مطلب ہی وہ اوپر بیان ہوچکا ہی کہ فوت ہونے نماز کا علم یعنے یقین ہووے اسوقت مین یہ حکم ہی نہ فقط خدشہ سے یہ حکم ہی جیسا
گنگوہی نے بیان کیا ہی اور یہ ساقط ہونا حج کا بحالت یقین فوت نماز واحدہ کے کتب معتبرہ ہدایہ وعینی وفتح القدیر وشامی ودرمختار وغیرہ
مین جن پر فتوی دیا جاتا ہی موجود نہین اور شرح مناسک اسوقت حاضر نہین ہی اور گنگوہی کے خیانت عبارت کتب مین کرنا اوپر معلوم
ہوچکی ہے پس اس نقل گنگوہی پر یقین وظن غالب نہین ہی کیا عجب ہی کہ یہان بہی تصرف کیا ہووے اور بالفرض اگر شرح مناسک مین
یہہ ہووے تب بہی آروایت مفتی بہا ہونا مسلم نہین ہی اور اسکا معمول بہا ہونا ہم تسلیم نہین کرتے ہین ورنہ کتب متداولہ معتبرہ قدیمہ
وجدیدہ متون وشروح وفتاوی مین اس پر فتوی ہوا کیون نہین مذکور ہوتا ایسے روایت شاذہ کی جہت سے کیون سقوط فرض
کا کہ حج ہی حکم دیا جاوے بلکہ درمختار مین مصرح ہی کہ ضاق وقت العشاء والوقوف یدع الصلوة ویذهب لعرفة للحج انتہی
یعنی وقت عشا کا اور وقوف کا تنگ ہووے تو نماز چہوڑدے اور عرفات کو چلا جاوے یعنے اگر نماز عشا کی راستہ مین پڑہتا ہی تو عرفات کو پہونچنے سے
پہلے ہی فجر طلوع ہوئی جاتی ہے اور اگر عرفات کو جاتا ہی تو نماز عشا کی ہاتھ سے جاتی ہی اسقدر وقت نہین ہی کہ دونون ہوسکین تو نماز چہوڑ
دینا چاہئے اور حج کیواسطے عرفات پر جانا چاہئے اس قول کی تحت مین ردالمحتار مین ہی کہ سراج مین بہی اسہی پر مشی کی ہی اور شرح لباب مین اسکی عکس کو
اختیار کیا ہی یعنے عرفات کو نہ جاوے اور نماز پڑہلے اسلئے کہ تاخیر وقوف کیلئے عذر کی باوجود امکان تدارک کی سال آئندہ مین جائز ہی اور شرع مین
فرض حاضر کا ترک دوسرے فرض کی تحصیل کیواسطے نہین ہے یہی ظاہر ومتبادر ادلہ نقلیہ وعقلیہ سے ہی اور مختار رافعی کا بہی ہی بخلاف امام نووی
کی اور صاحب نخبہ نے کہا کہ حالت چلنے مین اشارہ سے پڑہلے پہر قضا پڑہے احتیاطا یہ قول حسن اور جمع مستحسن ہی عبارت ردالمحتار کی یہ ہی قولہ یدع الصلوة الخ مشی
علیہ فی السراج واختار فی شرح اللباب عکسہ لان تاخیر الوقوف مع امکان التدارک فی العام القابل جائز
ولیس فی الشرع ترک فرض حاضر لتحصیل فرض آخر قال وهذا هو الظاهر المتبادر من الادلة النقلیة والعقلیة
وهو مختار الرافعی خلافا للنووی من الائمة الشافعیة وقال صاحب النخبة یصلی ماشیا مومیا علی قول من یراہ
ثم یقضیہ احتیاطا قال وهذا قول حسن وجمع مستحسن اہ انتہی دیکہو عبارت درمختار سے واضح ہی کہ حج کیواسطے ترک نماز کرے
اور وقوف عرفات حاصل کرے اور سراج مین بہی یہی ہی اور شرح لباب مین اگرچہ تاخیر وقوف کرنیکو کہا ہی عذر کے سبب سے لکن ساقط ہونا
حج کا ترک وفوت نماز کی سبب سے نہین کہا اور صاحب نخبہ نے تو وقوف عرفات وحج کی لحاظ سے ہی نماز راستہ مین اشارہ سے پڑہنا اور پہر قضا کرنا فرمایا ہی سقوط حج کا قول کسی نے
فوت نماز کی سبب سے نہین فرمایا اور علامہ شامی صاحب ردالمحتار متاخرین شرح مناسک وغیرہ کی قول بہی بعض مواضع مین اپنے ردالمحتار مین نقل کئے ہین اگر سقوط
حج کا قول بسبب فوت نماز کی معتبر اور مختار ہوتا تو یہان ضرور نقل کرتے پس واضح ہی کہ یا تو یہ قول شرح مناسک مین موجود ہی نہین ہے یا ہی تو مختار ومعتد نہین ہے ایسی اقوال

بھی کتب میں بعضے ہوتی ہیں کہ وہ معتمد بہا کسی کے نزدیک نہیں ہوتے ہیں چنانچہ در مختار میں ہی کہ طالب علم غنی کو بھی زکوۃ لینا درست ہے جبکہ علم سے پڑھانے میں خود کو مشغول کرے اسلئے کہ وہ بسبب اس شغل کے کسب سے عاجز ہو اور حاجت ضرورت کی طرف داعی ہو چنانچہ عبارت در مختار کی ہی ان طالب العلم یجوز لہ اخذ الزکاۃ ولو غنیا اذا فرغ نفسہ لافادۃ العلم واستفادتہ بعجزہ عن الکسب والحاجۃ داعیۃ الی ما لا بد منہ کذا ذکرہ المصنف انتہی اس عبارت سے یہ مسئلہ ظاہر ہی کہ طالب علم غنی کیواسطے لینا زکوۃ کا حرام فرماتے ہیں اور اس پر اعتماد کسی نے نہیں کیا ہے چنانچہ عبارت علامہ شامی کی یہ ہی وھذا الفرع مخالف لاطلاقھم الحرمۃ فی الغنی ولم یعتمدہ احد ط قلت وھو کذلک والاوجہ تقییدہ بالفقیر ویکون طالب العلم مرخصا لجواز سوالہ من الزکوۃ وغیرھا وان کان قادرا علی الکسب اذ بدونہ لا یحل لہ السوال کما سیاتی ومذھب الشافعیۃ والحنابلۃ ان القدرۃ علی الاکتساب تمنع الفقر فلا یحل لہ الاخذ فضلا عن السوال اذا اشتغل عنہ بالعلم الشرعی انتہی پس کیون نہیں جائز ہی کہ مسئلہ سقوط حج کا بھی ایک نماز یقینا اوقات ہونیکی سبب سے ایسا ہی ہووے کہ کسی نے اس پر اعتماد نکیا ہو مانند اس مسئلہ زکوۃ طالب غنی کی اگر گنگوہی یا کسی دوسرے کو ادعا اس امر کا ہی کہ یہ مسئلہ معتمد علیہا فقہاء کا ہی تو اسکی تصریح دکہاوے کہ اس پر فقہاء معتبرین نے اعتماد کیا ہی ورنہ ایسے مسائل بیان کرکے جہلاء کا اعتقاد خراب کرنے سے توبہ کرے اور مسائل اہل سنت وجماعت کو قبول کرے ورنہ استحقاق عذاب نار اوسکے لئے ثابت ہی یہ تہوڑی سی اغلاط براہین قاطعہ ہمنے اظہار کیا ہی تب بھی اسقدر اخبار اس رسالہ کی ہوگئی ہین اگر جمیع اغلاط کا اظہار کیا جاوے اور ہر غلطی کا تفصیل سے بیان کیا جاوے اور تناقض وتدافع اقوال صاحب براہین کا ہر موقع وہر محل مین ثابت کیا جاوے اور جہالت وترک دیانت کا اظہار کیا جاوے اور ہر مسئلہ کا ثبوت جبکو یہ وہابیہ منکر ہین ادلہ متعددہ واقوال کثیرہ علماء سے دیا جاوے اور کوئی دقیقہ باقی نہ چہوڑا جاوے تو دفاتر ہو جاوین کہ اسکا طبع ہونا اور لوگونکو مطالعہ کل کا کرنا مشکل ہو جاوے اسواسطے ان چند اغلاط کی اظہار پر اور ثبوت مسئلہ پر بطور اجمال واختصار اور بعض دلائل کو بیان اور باقی کی ترک پر اکتفا کیا گیا کہ اہل انصاف اسیسے حال کتاب براہین قاطعہ اور اسکی مولف ومقرظ کی مذہب واعتقاد وعلم وفہم پر واقف ہو جاوینگی اور جسطرح اقوال صاحب براہین کا بطلان واضح ہوگیا ہی اسی پر قیاس کرکے باقی اقوالکو بھی جو ہمنے نہین لئی ہین انکا بھی باطل وغلط ہونا جانلینگے پس اسی قدر پر یہ رسالہ ختم کیا جاتا ہی اس رسالہ مین مخاطب کی تفہیم زیادہ مد نظر ہی لہذا انکا محاورہ اور اونکا لہجہ بہ تکلف اختیار کیا اور چونکہ اس عاجز کو اس لہجہ مین پوری مہارت نہین ہے اور نہ احقر کی زبان اس سے آشنا اور یہ ظاہر ہی کہ زبان غیر معتاد مین عبارت نا مربوط ہوجاتی ہے علی الخصوص جبکہ اسمین مہارت کامل نہو لہذا منصفین سے امید ہی کہ فقط مطلب پر نظر رکہین کیونکہ ایسے مقام پر قصدا بھی عبارت نادرست کہی جاتی ہی کہ جسطرح مخاطب کی سمجھ مین آجاوے مثلا کوئی ایک شخص ہے گاؤن کا رہنے والا اور معلوم ہی کہ اگر اس سے کہا جائیگا کہ فلان چیز اٹہا دو تو وہ یہ سمجھیگا اور دو سے کہ صیغہ امر ہی اسم عدد مراد لیگا یعنی دو پس بدرجہ ناچار اسکی تفہیم کیواسطے کہا جائیگا کہ فلان چیز اٹہا دیو تا کہ وہ سمجھے ایکروز بعد کہانا کہانیکی احقر نے یہ تقدیر واقف ہونیکی سند خلل وعفو زلل فرماوینگے اور قبول مطابق واقع سے مطلع ہو کر دعائی خیر سے یاد فرمایا کرینگے اور حاسدین کی حسد سے خلاصی وشواہد کیواسطے انکا خیال موجب ملال نہ جانا چاہئے انکی حق مین اللہ تعالی ہی کو کافی جاننا چاہئے حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین برحمتہ وھو ارحم الراحمین تمت تمام شد

ص زکوۃ لینا درست ہو لاکن علامہ شامی در مختار میں اسکے تحت میں لکھتے ہیں کہ یہ فرع مخالف اطلاق فقہاء کے ہے کہ غنی کیواسطے ۱۲

ص ایک گاؤں میں ایک شخص نے فلان مقام پر ضلال ... وہ جاکر ایک دو منی اٹہا لایا ... نے کہا کہ ضلال ما نگا ہی ... سے کہا کہ لہلال ہی تو ... لایا ہوں وہاں تو اسکے سوا ... اور کچھ نہیں ہی بہرکیف ... انسان چونکہ خطا ونسیان سے خالی نہیں ہی ۱۲

خاتمة الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ کتاب لاجواب ہادی شیخ وشاب براہ صدق وصواب مسمی بہ بوارق لامعہ حارق براہین قاطعہ تصنیف شمس سمای معقول ومنقول مہر سپہر فروع واصول خورشید فلک فہوم وعقول منور چشمان کوران جہول جناب مولنا مولوی نذیر احمد خانصاحب حنفی مذہب نقشبندی مشرب آوصل اللہ فیوضہ من العجم الی العرب بصرف مال فراوان ازان عمدۂ تاجران نامی زبدۂ ناموران گرامی معدن فتوت ومروت مخزن سعادت وسخاوت سرگروہ سیٹھان معادن خاص وعام رئیس بے نظیر مجد الدین جناب محمد بدر الدین صاحب ابن فضیلت شعار شریعت آثار محجبۃ صفات جناب محمد عبد اللہ صاحب قوزر زاد اللہ حسنا تہما متوطن جزیرہ معمورۂ بمبئی ورئیس نامی وامیر گرامی مجمع اخلاق حمیدہ منبع اوصاف چیدہ سراپا حلم وحیا چشمۂ جود والاحسان الی رحمۃ ربہ الالہ جناب محمد عبد اللہ صاحب مرحوم مغفور ابن جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب مرحوم نیکواری بلطفہ العمیم اسکنہم اللہ فی جنات نعیم سے جہان فانی مثل قطرات شبنم کے بھی قیام نہین انیواقعہ وحشت خیز کہ جامع محاسن ومحامد صوری ومعنوی جناب محمد عبد اللہ صاحب مرحوم مغفور کہ قبل اتمام طبع کتاب ہذا کے اس جہان فانی سے طرف عالم جاودانی کے پیک اجل کو لبیک کہتے ہوئے جنت الفردوس سدہارے تباریخ ۷ ماہ ربیع الاول بروز یکشنبہ بعد الظہر سنہ ۱۳۰۹ ہجریہ نبویہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ ــ

قطعہ تاریخ وفات محمد عبد اللہ صاحب مرحوم نیکوری

وفات نیکواری قاضی عبد اللہ چو شہرت گشت	دل ہر اہل دین از صاعقہ این محو حسرت گشت
چو فکر آشفتہ کردم بہر تاریخ سن ہجری	ندا آمد ز فردوس برین مہمان جنت گشت

وبسعی وکوشش جناب مولوی عمر الدین صاحب ہزاری وجناب حافظ ولی محمد صاحب وجناب حکیم عبد الکریم صاحب در مطبع دت پرشاد واقع بمبئی مین بماہ جمادی الاخر سنہ ۱۳۰۹ ہجری مطابق ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۲ع کامل الطبع ہوکر مطبوع واہلے اہلسنت ہوئی اور ہرچند کہ بسبب کثرت کارہاے مطبع وعجلت کارپردازان طبع کے کتاب ہذا کی تصحیح کامل طور پر نہو سکی بلکہ بعض بعض مقام پر مقابلہ بھی اصل کتاب سے رہگیا معہذا جو کہ طالبان حق ہین وہ ایک حرف سے بھی مطلب پاسکتے ہین مقصود حاصل کرسکتے ہین اور جو شخص کہ نادان اور ناانصاف ہوتا ہے وہ تو سو دفترون مین سے ایک حرف کو بھی نہین سمجھتا ہے اور نہ قبول کرتا ہے ــ

نگویند از سر بازیچہ حرفے	کزان پندے نگیرد صاحب ہوش
وگر صد باب حکمت پیش نادان	بخوانند آیدش بازیچہ در گوش

بہرکیف ہر اہل سنت وجماعت کے نزدیک اس کتاب کا رہنا پر ضرور ہی کیونکہ یہ کتاب سیف مسلول و قاطع خرعبلات ہر بو الفضول ہے اہل سنت کے نزدیک اس ہتھیا کا ہونا نہایت مفید ہی اور کیا عجب ہی کہ ہادی مطلق کی ہدایت سی اہل غوایت کو بھی فائدہ مند ہو جاوے اسکے مطالعہ سے راہ راست پر آجاوین تعصب کو چھوڑ دین تو مذہب سے باز آوین گروہ منصور اہل سنت مین داخل ہو جاوین سواد اعظم اہل حق مین شامل ہو جاوین آمین یارب العالمین۔

اور باوجودیکہ یہ کتاب کثیر النفع کبیر الحجم ہے یعنی ۴۲ جز ہے اور مبلغ خطیر اسکے طبع مین صرف ہوا ہے لیکن چونکہ اسکے طبع سے خلق اللہ کی ہدایت مقصود ہے لہذا اس کتاب کا ہدیہ بہت ہی کم رکہا ہے یعنی ایک روپیہ محصول ڈاک ۲؍ تاکہ قلیل البضاعت بہی اسکے فیض سے محروم نرہے کم مایہ بھی اس سے استفادہ کرسکے افسوس یہ ہے کہ تہوڑے ہی نسخ اسکے طبع ہوے ہین جو صاحب کہ خواہان ہون بہت جلد بارسال ہدیہ مذکورہ اسکو طلب کرلین ورنہ خیال اسکا ہے کہ ایک نسخہ بہی اس کتاب کا باقی نرہے سب دست بدست اوٹھہ جاوین کیونکہ شائقین چہار طرف سے ہجوم لارہے ہین اور جو لوگ کہ دور ہین وہ خطوط متواتر اس کتاب کے طلب مین روانہ فرما رہے ہین جو صاحب کتاب موصوف کے خواستگار ہون وہ پوست کارڈ یا خط ٹکٹ چسپان قاضی عبد الشکور صاحب کی خدمت مین مع ہدیہ مسطورہ ومحصول ڈاک روانہ فرماوین فوراً کتاب مرسل ہوگی لیکن اپنا نام اور نشان قیام صاف صاف تحریر فرماوین کیونکہ بعض مواضع کے نام جب صاف مرقوم نہین ہوتی تو معلوم نہین ہوتی اور اگر لکہین گے کہ بذریعۂ ویلو کتاب بہیجدو ہم ڈاک کے اہل کار کو قیمت دیکر کتاب لیلین گے تو اسطرح بہی کتاب روانہ کردیجاویگی لیکن اسصورت مین شرط یہ ہے کہ واپس نکرنیکا وعدہ کرین اور پہلے قیمت کی تدبیر کرلین بعد ازان خط کتاب کے طلب مین روانہ فرماوین الغرض دو یا تین جلدین ویلو کی ذریعہ سے بہی روانہ کردیجاوینگی اور ۲؍ صرف ویلو ذمہ خریدار ہوگا اور زیادہ جلدون کیواسطے قیمت مع محصول ڈاک پہلے روانہ کرنا ضرور ہے ورنہ خط کی تعمیل نہوگی نشان ارسال خط یہ ہی ممبئی بہنڈی بازار دکان کتب نمبر ۱۰۱ رسیدہ بخدمت قاضی عبد الشکور وعلی میان تاجر کتب برسد یا جناب قاضی عبد الکریم قاضی

رحمة اللہ صاحب کے دوکان سے طلب کرین نشان یہ ہے شہر بمبئی ناکہ کولسہ محلہ قریب باری وہولی
دوکان نمبر ۶۵ متعلقہ پوسٹ آفس مانڈوی بر سد یا جمناداس کی دوکان سے طلب کرین پتا یہ ہے
جمناداس بہسگوداس اینڈ کمپنی واقع شہر بمبئی بہنڈی بازار دوکان نمبر ۱۰۳ ابر سد۔ یا مہتمم کے پاس
سے طلب کرین تو بنام جناب محمد بدرالدین صاحب کے خط تحریر کرین نشان یہ ہے شہر بمبئی جاملی محلہ
بر مکان محمد بدرالدین صاحب بن جناب محمد عبداللہ صاحب قور بر سد۔ اب ارباب تجارت اور اصحاب
صناعت کیخدمت مین گزارش ہے کہ آپ کو اگر اس کتاب کا چھاپنا یا چھپوانا بہ نیت تجارت یا بغرض ہدایت
اہل ضلالت منظور ہو تو مصنف والا مقام و نیز جملہ اہل اہتمام کیطرف سے اجازت عام ہے جب چاہین
اور جہان چاہین چھاپین یا چھپوائین کسیکو کسی قسم کا تعرض نہوگا پھر خواہ مصنف علام کو اطلاع دیکر طبع فرماوین
اور خواہ بدون اطلاع وہی مصنف موصوف کے چھاپین یا چھپوائین ہر نوع کا آپ کو اختیار دیا گیا ہے ہان
اگر اطلاع دیکر چھاپین گے تو مصنف موصوف نظر ثانی کی تکلیف بپاس خاطر اونکی گوارا فرماوین گے اور اگر
بغیر اطلاع کے چھاپین اور کسی دوسرے اہل حق سے نظر ثانی مین مدد لین اسکا بھی اختیار ہے اور
اگر کوئی صاحب اہل حق مین سے یہ چاہین کہ ہمارے نام کتاب کر دیجاوے تو اوسکو بار دیگر طبع کراوین تو
مصنف علام کیطرف سے اسکی بھی اجازت ہے بے تکلف خود کو مصنف قرار دیکر چھپوائین کیونکہ اہل الحق
کنفس واحدۃ بزرگونکا قول ہے بلکہ مخالفین بہدایت رب العالمین اگر قول حق قبول کرلین اور اون مین
سے کوئی صاحب بطریق مسطور چھپوانیکا ارادہ کرین تو اونکو بھی اجازت ہے کیونکہ جب اونہون نے
قول حق قبول کرلیا تو اون پر بھی بزرگونکا قول ندبور صادق آگیا اور یہ سب مذکور دلیل ساطع اور برہان
قاطع ہے اس مدعا پر کہ مصنف موصوف دام فیضہٗ کو اس کتاب کی تصنیف سے
فقط ہدایت انام مقصود ہے نہ نام مطلوب ہے اور نہ دام سے غرض ہے ہان اگر کوئی خود
کام بار دیگر تضلیل انام پر مستعد ہوا اور حق کے باطل کرنے پر
کمر باندہی اور دشنام سے پیش آیا تو قطع نظر الحق یعلو ولا یعلی سے
مصنف کے ہاتھ مین سیف قلم بتوفیق خالق عالم
ہنوز مسلول ہے پھر دیکھئے کہانتک منسخر کرے فقط
والسلام علی من اتبع الہدی
تمام شد